

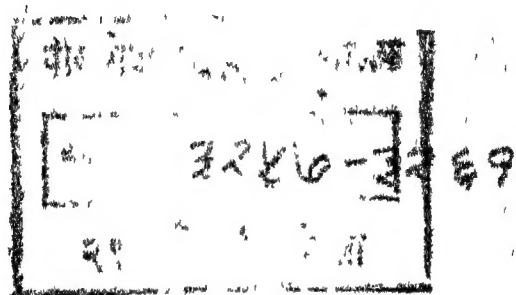
बार सेवा मन्दिर  
दिल्ली



मम भगवा

काय न

मम



لکھی گئی تھی کہ گریب بالا میں سے درویش  
 ایک کی کتابوں کے فوائد کو مدت ۱۰۰  
 (۱۹) نسخہ اسالکین ترجمہ درویش  
 علم و عمل و حدیث میں مشہور کتاب قیمت ۱۰۰  
 (۲۰) بیگوت گیتا سوارث و ترجمہ ویرت  
 کی تفسیر و تالی مشہور کتاب قیمت ایک روپیہ  
 (۲۱) بیگوت گیتا سوارث و ترجمہ ویرت  
 ہندی میں ۱۰۰ کا فائدہ نہایت عمدہ و سیریز میں ایک خط  
 چھاپا ہے۔ صاف و مقبول نام ہے جسے وہ کہتے ہیں  
 فروخت ہونے والے قیمت ایک روپیہ سے گھٹا کتاب  
 صحت و سرگرمی کی نگاہ اس تبرک کتاب کو تمام  
 دنیا میں اللہ اور پندوں کا سارہ عطر ہی شخص  
 غریب و مستغنیس ہونے کے لئے ضروری ہے جو کچھ  
 بھی مانگی بھاشا جانتے ہوں یا سکتے ہوں  
 خود اس کتاب میں کے مول لئے والی تبرک کتاب  
 کو خرید کر پڑھیں۔ مخصوص لاکھ ۱۰۰  
 (۲۲) معجزات انسانی سید ایک انگریزی  
 کتاب کا نام ہے جو حسین بیگوت بریت و جن غیر  
 کی ہستی کی بابت شے شے عالم انگریزوں و دیگر  
 یورپین و انڈین و افریقیوں کی رائیں اور تفسیر  
 کے بعد اعتراضات کے معقول جواب ہیں قیمت  
 (۲۳) ہندی پرکاش بھانو معروف ہے  
 انگریز کا نظم۔ اردو زبان اسباب کو بلا ادا  
 ہستاد انگریز لکھنے کے لئے اس سے بہتر اور  
 مکمل کوئی دوسری کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی  
 یہ کتاب کچھ دم میں کتاب کے آفرین غرضی  
 ہندی لفظ کی ہر اور میں بہت شہرت میں  
 ایک رنگ ہی انگریزی و ہندی ۱۰۰ روپیہ

کا فائدہ نہایت عمدہ و سیریز میں ایک خط  
 (۲۴) سام دیو سکتا کا اردو ترجمہ  
 قیمت ایک روپیہ  
 (۲۵) جوہر شائبات۔ دنیا بھر کے عجائبات  
 سفر و قیمت آٹھ روپیہ  
 (۲۶) دلائل قدرت۔ نئی عالم کی  
 تحقیقات۔ خدای کا باری کی بھان میں سفر  
 قیمت آٹھ روپیہ  
 (۲۷) دلائل اسطر ۱۰۰ اصول قدرت پر پور  
 بحث۔ سکرار علی کتاب کا ترجمہ سفر و قیمت  
 (۲۸) جوہر شائبات۔ دنیا بھر کے عجائبات  
 سفر و قیمت آٹھ روپیہ  
 (۲۹) رسالہ تاش شطرنج۔ تاش شطرنج  
 جوہر و قیمت ایک روپیہ  
 (۳۰) جوہر غیب۔ نجوم۔ تارک۔ مامد  
 شگون۔ سرودھ۔ غرض الہی و سرورم۔ سیرہ  
 کے قواعد اور صحیح ہونے کے دلائل۔ قیمت ۱۰۰  
 (۳۱) رسالہ انجمن رنگ۔ برائے استعمال  
 سب اور میں و شیک و ایمان و علامہ و ایمان و  
 لازمان آبیانی موقوفہ جات صفحہ ۲۰۰ قیمت  
 (۳۲) سب لکھیر برائے سب لکھیر  
 دستہ میں و غیرہ موقوفہ جات قیمت ۱۰۰  
 علاوہ ان کتابوں کے اگر چہ سب  
 کتابیں بھی مندرجہ اول آرام بند شہر سے  
 تیار ہیں

سو پچھون صدی مسیوی کا ایک بالکل سچا واقعہ  
 دنیا کی بے شکافی کا یہ ہونقشت اور قدرت و قدرت  
 کی پرت تاثیر گہائی۔ حاصل قیمت ۲۰ حصہ دوم شیخ  
 (۱۰) ہنومان چتر ناول۔ یہ ایک نہایت  
 دلچسپ اور دلکش ناول ہے جس میں ہنومان ایک  
 وفادار و شکرگزار اور بہت ہی مہذب و مہذب  
 ہے۔ اس کے ہندوستان کے نامی دلاور اور شجاعت  
 و بہادری کے عجیب و غریب داستان کی پسندیدہ مانا جاتا ہے  
 سرسری چکر پڑھ کر اس کی ہر اہم و اہمیتوں کی محسوس  
 ہوگی۔ یہ ناول پچیس سال تک انگریزوں کی طرف سے  
 پڑھنے والوں کا فوٹو اس کے شہرہ میں لگا کر ہے  
 ششما کی ہر ہر تصویر میں اس کی ہر ہر تصویر کے  
 اصل پیداوار میں حنا یا چر (مجموعہ کشتی) کا دکھانا  
 اذہ مانا ہے۔ یہ ناول پچیس سال تک انگریزوں کی  
 شہادت و جواہر کے نام کے نام کے نام کے نام کے  
 اور پھر ان کا نام پچیس سال تک انگریزوں کی  
 کے پڑھنے والوں پر ان کی تسمی کرت و وہ ایک کے  
 خاص اور زبانوں کے تکراروں کی کیفیت جسے ان کے  
 مصنفوں نے زیادہ کام پایا ہے جو بی ظاہر ہوئی  
 ہے۔ اس ناول میں ہونے والے ہر واقعہ طبعی مطلب و قیافہ  
 و رسوم و عادات بھی کام لیا گیا ہے اور بجا بجا ہے  
 نہ کہ نوٹ کر ان کی حسب ضرورت توضیح بھی کر دی  
 گئی ہے قیمت ۱۰ حصہ اول ۱۲ حصہ دوم ۱۲

میں قیمت اردو اور انگریزی ٹائپ ۲  
 (۱۰) ہمارا فی سبستیجی کا بارہا۔ یہ ایک  
 کا ایک عمدہ انتخاب ہے جو ہرگز نہ بھرتا۔ قیمت ۱۲  
 (۱۱) بھرتی ہر مہینہ میں دیراگ ششک  
 دنیا کی بے شکافی کا ہونقشت و دنیا ہو تو اس میں ہر  
 روز ان کا ایک دفعہ دیکھ لینے قابل کتاب کو ضرور پاس  
 رکھئے۔ قیمت ۲  
 (۱۲) بھرتی ہر مہینہ میں ششک اردو۔ افغان  
 میں بے نظیر کتاب قابل تعلیم اطفال قیمت ۱۲  
 (۱۳) چانگ مہینی درین حصہ اول و دوم  
 یہ کتاب بھی اطفال میں قابل تعلیم اطفال قیمت ۱۲  
 (۱۴) مینوآل ف رومن اردو۔ اس کتاب کے  
 بلا امداد استاد اردو و نون اس کا پانی اردو زبان  
 کو انگریزی میں پڑھنے میں لکھا جاتا ہے اس کی قیمت ۱۲  
 رومن سیکھ سکتے ہیں قیمت ۱۲  
 (۱۵) لطف زندگی۔ حصہ اول۔ حصہ ۱  
 (۱۶) سدا مان چتر رنظوم۔ قیمت ۱۲  
 (۱۷) چتر دیو امی۔ اس ناول میں ہر  
 سینکڑوں ہزاروں برس گزشتہ دہائی سال  
 کے چاروں جس میں انگریزی کی تاریخیں معلوم  
 کر لیجئے۔ قیمت ۱۲  
 (۱۸) انمول قاعدہ۔ چاروں جس میں گزشتہ  
 باروں خواہ آئندہ سہ مسیوی کے کسی اور کی  
 تاریخیں ہون ماننا ہوں تو ان کو کسی ہنری کے  
 پاس رکھنے کی تکلیف اور پڑھنے اور ہر سال اس کے  
 لئے قیمت خرچ کر کے ضرورت نہیں صرف اس کا  
 و غریب قاعدہ کو ہر زبان یاد کر لیجئے اور پھر پچھتے  
 پچھتے تاریخ یادوں مطلوبہ بلا وقت زبان پڑھی



یہاں تک کہ ابھی ابھی ان کے پاس سے گزرتے ہوئے ان کی طرف سے ایک اور پرہیزگار  
 پرانا نا بھاس۔ حضور پوریاں نصیحتیں کرتی ہیں اور ان کے لیے ایک اور پرہیزگار  
 کا کام لیا۔ ان کے لیے ایک اور پرہیزگار کی بات کی کہ ان کے لیے ایک اور پرہیزگار  
 اس قدر ملے کہ ان کے لیے ایک اور پرہیزگار کی بات کی کہ ان کے لیے ایک اور پرہیزگار  
 عدالت۔ اچھا! ات خود غور کر لی۔ اور جو کہ ابھی ایک اور پرہیزگار کی بات کی کہ ان کے لیے ایک اور پرہیزگار  
 لوگ بھی تھک گئے ہونگے لہذا باقی مباحثہ مکمل کر لیا۔  
 پیرماں چند۔ واقعی حضور بہت مناسب ایک تاریخ پر تو تمام مباحثے بھی نہیں ہو سکتے۔  
 عدالت۔ بیشک۔ اچھا۔  
 سب سلام کر کے جاتے ہیں۔

بعض حاضرین۔ واہ واہ صد آفرین بھائی بابو پیرماں چند کی تقاری کو۔  
 بعض دیگر۔ جناب پیرماں چند تو یہی مگر بابو پیرماں نا بھاس کیا کچھ کم ہی دیکھا اور ملے  
 میں کیسی حق پرستی۔ لیکن وہ کیا کرتے کہ اس کے موکل کا جواب ہی مکرور معلوم ہوتا ہے۔  
 بعض دیگر۔ پھر بھی جناب پیرماں چند کی گفتگو کو نہیں سنا وہ سب عدالت میں بھری ہوئی تھی۔  
 بعض دیگر۔ جناب بھی کہنے دیکھا ہی کہ کیا ہو۔  
 مدعا علیہ۔ دیا میں ہراس باہر اگر بابو جی بس آپ نے کچھ اور کہا ہی نا۔  
 پیرماں نا بھاس۔ اے بھائی گھبرائے کیوں ہو۔ دیکھو تو عدالت کیا نتیجہ نکالتی ہے جو پیرماں  
 ضروری اور ہم صحت سے سب عرض کر دیں اور یوں تو غرضی جیتا ہے کہ جاتے مگر پھر  
 عدالت کو نتیجہ نکالنا مشکل ہو جاتا۔ اب آپ جانیے اور تسکین رکھئے۔  
 متواریہ چند۔ (بابو پیرماں چند سے) کہنے بابو جی کچھ تسکین تو رکھئے۔  
 پیرماں چند (گھبرائے) جناب آج ذرا معاف رکھئے میں اب گھبرا گیا ہوں آپ نے جتنی  
 کیا ہو گا کہ تسفد شقت اور ٹھانی ہے کام سب فتح ہے آپ تسکین رکھئے۔ اور زیادہ گفتگو  
 کل کرونگا۔

متواریہ چند۔ بیشک صحیح ہے۔ اچھا کل حاضر ہو گا۔  
 اور جاتا ہے اور بھی جلد حاضرین عدالت لپٹ لپٹ کر ملے ہیں۔  
 جلسہ برعادت

سودھیں صلہ میں کرتے خود بخود ہی کوئی آب ہوا کی اصلاح وغیرہ واقعہ ہو جاتے ہیں۔  
 مٹکی بے شبانی آبو صاحب کے عقیدہ کے موافق آب ہوا کی اصلاح وغیرہ دیکھ کر نہ سہے ہو سکتی ہو اور کوئی  
 کی چیز تا شکر ان کی اصلاح سے کچھ نفع پاسکتا ہو البتہ اگر وہ شخص جو کہ اس موجودات کا کسی کو صانع یا  
 خالق نہیں مانتے ایسا نہیں کہ تو کسی طرح ٹھیک بھی ہو سکتا ہے۔ مگر عموماً پھر بھی یہی کہا جاتا ہے  
 کہ اگر صرف بدبود وغیرہ سے ہی مرض ہوا کرتے تو سہرے خاکروب ہمیشہ مر لیں، ہا کرتے اور اگر خوشبو سے  
 ہی صحت تہی تو باغیان یا عطر فروش وغیرہ بھی سہاڑہ جوتے وغیرہ۔  
 یس ثابت ہوا کہ گدہ کر نیسے کسی بشر کو کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا اور نہ انسان کی کی موی آگے  
 کی اصلاح ہو سکتی ہو اور نہ سخت عالیاں پر آب ہوا کا مابو صاحب کے عقیدے کے موافق کچھ اثر  
 ہو سکتا ہو بلکہ حسب ضرورت خود پر مشیر انکو صلیا چاہے رکھتا ہو اور بونے دیتا ہو جو لوگ اس  
 عمل بون سے کیا کچھ بھی بھلا خیال کرتے ہیں کمال غلطی پر ہیں۔ اور اچھا اگر گدہ خلقت کے مویا  
 لئے کیجاتی ہو تو اوہ میں غم وغیرہ کی کیا ضرورت ہو، زمین و فوٹ و بیدی و برتن وغیرہ سامان اور  
 لئے کیوں مخصوص اولاد ہی کے لئے ہیں کہ جس سے وہ دشوار اور محال ہو گئی بلکہ اسکو تو ایسا آسان  
 اور سہل کرنا تھا کہ زمین اور فصائی و مٹکی و چار وغیرہ سے مابو صاحب جو سوخت اور جس جگہ میں کریں۔  
 یہ صاف ظاہر ہو کہ گدہ کرنے سے کسی بھی قسم کا فائدہ تصور نہیں بلکہ برعکس انکو تعصبوں نے  
 صرف اپنے نفع کی مرض سے اسکو صلیا یا ہو۔ اور ایسا ہی جو کہتے ہیں کہ گدہ کرنے سے دولت یا اولاد وغیرہ  
 ملتی ہو وہ بھی غلط ہے۔ اوہ میں بھی جلد سوالات اور اعتراضات متذکرہ صدر عرض ہیں اور یہ سب  
 تعلق بہ تقدیر ہے۔ مثلاً دیکھئے کہ نہایت یا ایک چند و پریت جند کے نہاروں شاگرد ابو  
 روزمرہ گدہ کر نیسے لاد لدا اور مفلس ہیں۔  
 اگر کہا جائے کہ گدہ کی ترکیب میں خرابی رہتی ہو سوجہ بعض مقام میں اسکا بھل نہیں تھا  
 تو یہ شبہ نہیں ہو سکتا اور اسکا بھل دولت و اولاد وغیرہ کا ارتباط لازمی کسی دلیل اور قانون سے معلوم  
 نہیں ہو سکتا اور جب تک ارتباط لازمی تحقیق نہ ہو کہس اعتبار کر کہا جائے کہ یہ گدہ کا بھل ہے۔  
 قطع نظر ان سب کے جبکہ عمل گناہ عظیم ثابت ہو گیا تو کسی بھی فائدہ کے احتمال یا غرض سے  
 اسکو بد سمجھنا محض حق ہو جیسا کہ گوشت شراب وغیرہ اگر مہنہ اشتہا و نفقات یا تن پیدی اور  
 فواید تصور بھی ہوں تاہم انکا استعمال شرعیوں اور دھارماؤں کے نزدیک ترک و ترک و ترک ہے۔  
 لہذا ایسے غلام گناہین آخر حیا ہوا نہ وضع بقدر زیادہ دلایا جائے بلکہ اوہ میں صواب ہے کہ جس سے  
 آئندہ انسان دھرم کو تصور نہ کرے بلکہ جو اپنے معاہدہ مقدمہ سے زیادہ دلینا منظور نہیں لہذا اسکو  
 دعویٰ کے ڈگری دینا چاہیے۔

افسوس ہی بابو صاحب کی اس عادت پر کہ وہ جھٹ ایک پیلو سے دوسرے پیلو پر بدل جاتا  
 ہیں شرم نہیں کرتے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بات پر خود اوجھائی پر منتقل اعتقاد نہیں۔  
 بلکہ ڈھکھل یقین ہیں۔ اس کا جواب اگرچہ ہدایت کا کافی ہے کہ یہ طریقہ ایک سبب خستہ خیال  
 ہے۔ مگر جو کہ میں کہہ چکا ہوں کہ میں اس طرح کے شکوک سے کر سیکر آئادہ ہوں لہذا اب اسے بھی جھٹکے  
 اوجھاتا ہوں۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ایسا کیسے بھی جملہ عیب مذکورہ سے پاک نہیں اگرچہ بڑی  
 بڑے حیوانات نہیں جلتے بلکہ تارکے گشتار جاتو ضرور تلخ پھر تنگ غیرہ قرب جو ارباب فوہل  
 راکھ ہو جاتے ہیں اور لکھ کھا پر دانہ وغیرہ کی قسم کے میوہ زندگ کی روشنی کی وجہ سے دور دور سے  
 خود جمع ہو کر مل جاتے ہیں اور بے تعداد زیجاں آؤسکے ڈھوئیں وغیرہ سے تکلیف اٹھاتے اور  
 گھٹ کر مر جاتے ہیں غرضیکہ آؤسکے انتظام اور انصرام میں چلتے پھرتے ملتے اٹھتے اس طرح سے  
 ہنسا ہی ہنسا ہے۔ میں ظاہر ہے کہ بحسب سندرہ صداسوس دیا ہو ہمدان اشتر سے کبھی یا  
 حکم صادر نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ دیکھنا چاہی کہ ایسے عمل سے کیا فائدہ تصور ہے جس سے آؤسکو  
 پریم کہ حرم اور پر اپکا پر تھلا یا جاتا ہے۔

بابو صاحب کہتے ہیں کہ اس سے آؤسوا وغیرہ کی اصلاح ہوتی ہے مگر افسوس اسے متعصبوں  
 کی عقل پر کہ جب خود قادر مطلق اور کا منتظم اور تہ تھلا یا جاتا ہے کہ سراسر ایک کو اس کے ہاں  
 کی مضامین ہی وہ امراض مناسب لاحق کر لے تو آؤس میں کھدگی آئے ہوئی کیا ضرورت آؤس  
 ہے۔ کیونکہ وہ عادل آؤس ہو اکی اصلاح ہونے سے گندہ کار دن کو امر جن سے محفوظ نہیں رکھ سکتا  
 اور اگر مجبوراً رکھتا ہے تو قادر مطلق ہونے سے وہ خدا ہی نہیں۔

اور علیٰ ہذا القیاس چہ این بدبو ہونے سے بیگنا ہوں کو وہ مریض بھی نہیں کرے گا بلکہ قرار دے  
 ہوشیاری سے آؤسکی حفاظت کرے گا اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر اب عرض نگہ کرنے سے  
 ہوا درست بھی ہوتی ہوتا ہم اس پر پیش کی سخت مخالفت اور حکم عدلی لگا اسکے انتظام میں نہ  
 جہم مداخلت جیسا کہ ہے اور دخل در عقولات کا حکم رکھتا ہے کیونکہ آؤسکو گندہ کار دن کیونکہ  
 پھر تمام مواہیل کرنی پڑے گی یا وہ اول ہی عمرہ ہوا تو خوشوار اور عمدہ نہ ہونے دیکھا اور بیگنا ہوں  
 کا وہ خود ماننا ہی ہے۔

چنانچہ سوال ہے کہ کیا کرے جو آؤسکی اصلاح ہوتی ہے یہ ہوشیاری کی مرضی کے خلاف ہوتی ہے یا موافق  
 اگر خلاف ہوتی ہے تو بقولہ اور محال ہی ہو اور مصلو کیونکہ وہ ہمہ توانا اور ہمہ قانون ہے۔ مگر جو اسی مرضی  
 کے موافق ہوتی ہے تو کیسے مرض بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتی ہے تو کیا تو کیا کرنا ضروری اور  
 واسیات ہی اور اگر میں تو بشر محض نا توان اور مارا کا حاجت مند قرار پایا۔ اور حیثیات بھی ثابت ہو گئی

اور یہ بات تو نہایت ہی عجیب کی ہے کہ شیوہ جنہیں فطرۃ سے حیوانات کو جلائے اور ان کے انجن کے اندر  
میں پوجتا ہوں کہ کیا فطرۃ سے انکی روح پرواز نہیں کرتی یا انکو ایذا اور عذاب نہیں  
ہوتا۔ واقعی اگر فطرۃ سے حیوانات خود بخود جلا جاتے اور جلا کر آگ میں گر پڑا کرتے اور بالکل انکو  
کسی طرح کی ایذا نہوا کرتی تو غیر ممکن لیتے کہ نگینہ کرنا گناہ نہیں اور اس حالت میں تو کوئی بھی  
عقل مند اس بات کو پسند نہیں کرے گا۔

اگر یہ کہا جائے کہ اپنی متائش و تشنگی کے فطرۃ سے پریش گمبہ سے پیدا ہے گناہ کو معاف  
کر دیتا ہے یہ بھی کوتاہ اندیشی کی بات ہے کیونکہ اول تو شیوہ کسی خطا کا معاف کرنے والا یا اسکا ٹوٹ  
دینے والا ہی ثابت نہیں ہوا۔ دوم اگر فرضاً مان بھی لیوں کہ ایسا ہوتا ہو تو اگر بلا عقلی  
حرکت اور خطا کے ایسے ہی شیوہ کی تعریف کے فطرۃ سے جائز تو کیا اچھا ہو کہ اس میں گناہ اور  
صواب کا حساب برابر ہو جاتا ہے اور اس میں خاص صواب کا ذخیرہ جمع ہوگا۔

علاوہ اسکے حضور توحید کہن کہ ذرا ادھر لاکر کوئی شخص کسی عادل مالک کے اجلاس میں اور اگر  
کہ میں نے جرم تو کیا لیکن اسوقت آپکا نام بے لیا تھا یا کوئی ایک تعریف کا فقرہ پڑھا یا تھا  
تو جہلا حاکم موصوف مجرم کو سزا سے بری کرے گا۔

یا اگر کوئی بادشاہ کی خدمت گذاری اور شرفیلمے کوئی جرم اور ظلم کرے تو کیا وہ سزا نہیں  
یا کبھی کوئی انصاف دوست بادشاہ اپنی نفس پیوری یا مذہبیت کے لئے کبھی ظلم فرما  
اور سزا دے گی کے احکام اور قانون جاری کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ مثلاً پیشہ درنا خشت عورتین جو شرم  
زنا یعنی باکرہ کی شرافت اور بیوہ وغیرہ چوری کو جاتے وقت جو گونا گون پرستش اور  
عبادت اور تہنیت وغیرہ رسوم تدبیر کرتے ہیں تو کیا وہ گناہگار نہ ہوں گے اور پریشیلا و گناہگار  
سے محفوظ رکھ کر مثل زانیہوں اور عابدوں کے بہشت عطا کرے گا ہرگز نہیں۔

اور اگر ایسا ہی ہو تو گناہوں سے محفوظ ہونے کیلئے یہ نہایت اچھی اور سہل ترکیب ہے  
بس کیوں انواع لذات دنیاوی سے محروم ہو کر نفس سرکش پر جبر کیا جاوے اور جان پر کھلا  
جاوے صرف شرع گناہ میں پریشی کے نام اور تعریف کے چند فقرے (غتر) پڑھنے اور  
چین اوڑھنے۔

اب کھئے جس کتاب کے ایسے گناہوں کی ہدایت ہوتی ہو تو وہ کلام الہی ہو سکتی ہے۔  
ہرگز نہیں۔ پس محض انہم میں وہ جو اس ذات مقدس پر ایسے دھمے اور داغ لگاتے ہیں۔  
باقی یہ بات کہ بچائے حیوانات کے صرف علو و سواہ جات اور خوشبودار شیاؤں سے ہی  
نگینہ کرنا زبردست رکھا جائے۔

دین اور انکی جانیں تلف کرنا وغیرہ گناہ عظیم اور فتنہ سبھاہرہ بالکل غلط اور بدستور  
اور انکے غلط ہوتے ہوئے قتل کرنا جھوٹ بولنا چوری زنا گوشت خوری وغیرہ غرض کوئی بھی  
عیب گناہ قرار نہ پائے گا اور رحمہم استبدادی دیانت داری زہد ریاضت وغیرہ بھی کچھ  
چیز نہ ٹھہریں گے اور دوزخ بہشت وغیرہ بھی صرف خالی باتیں ہونگی کیونکہ گناہ اور صواب  
کی بناء ہی اسیکے اوپر رکھی گئی ہے کہ دوسرے کو آزاد دنیا گناہ اور دوسرے کا بھلا کرنا  
صواب ہے۔ پس جب یہ تمام امر وہی کوئی چیز ہے تو آپکا تحریری ثبوت دید وغیرہ  
بھی خود جھوٹا ہو گیا اور فضول کیونکہ وہ اسی گناہ سے بچانے اور راہ صواب کھلانے کے لئے  
بنایا گیا ہے اور جگہ جگہ زمین ہی ذکر ہے پس خواب میں بھی یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ  
جانداروں کی جانیں ظالمانہ تلف کرنا گناہ نہیں۔ پھر ابو صاحب نے جو ایسے فعل ناکر ذہنی کو  
ایشور کی طرف جائز و مہونا قرار دیا ہے یہ بھی سراسر فساد و آشور و عظیم عادل پر ناقہ الزام گناہ  
ایسے فتنہ جاذبہ کو عمل میں لانے کے لئے حکم دینا تو دکر خیال پیدا کرنا اور مادہ رکھنا تاکہ سخت گناہ  
میں داخل سمجھا جاتا ہے چنانچہ کیلئے تغیرات ہندو وغیرہ تو ان میں سرکا کا اصول بھی ہے ہی ہندو  
اور عالمان یورپ یا گورنمنٹ ہند نے بھی جبکہ حیوانات پر اس قدر رحم اور رعایت مری لکھی ہے  
کہ تمام سلطنت میں سخت تاکید ہے کہ اگر کوئی فرد بشر کسی جانور پر بار برداری یا سواری بوزن  
سنا سے زیادہ کرے تو فوراً مامور خود کیا جائے اور حسب رتبہ سزا یا بھوتو قیاس ہرگز گوارا  
نہیں کرتا کہ پریشور جو عادل مطلق اور رحمان الرحیم کہلاتا ہے حیوانات کے لئے ایسی ظالمانہ حرکت  
روا رکھتا اور حضرت انسان کو ان پر سولے لگانا علی کے کسی و طر خبر خرچ دیتا ہو۔

پس وہی باتیں ہیں کہ یا تو ایشور صفات حسنہ مذکورہ بالا سے متبر ہے اور ایسا تو وہ  
ایشور نہیں (ایہ حیوانات کا کسی بھی غرض کیلئے یا بلا غرض فح کرنا جائز ٹھہرانا اسکا قول نہیں۔

عالم کل کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

پیش ثابت ہوا کہ اگر بالفرض نہ مطلوب جگہ یہی بن خراج ہوتا ہے اسے ظلم اور سراسر گناہ بن  
خرچا ہوا روپیہ کبھی قابل چھوڑ دینے کے نہیں بلکہ بقول مالکہ تصنیف چند کے ہر ارباب لینا  
واجب ہے۔

پیر مانا بھاس چند۔ حضور اس سے تو بیشک منکر نہیں ہوا جانا کہ اکثر جانداروں کی جان  
تلف ہوتی ہیں گرچہ کچھ کسی تقدیر میں مرنا ہو گا یا جس کو اس پر پیشور کو انڈیا فی منظور ہوگی  
اوس کی جان تلف اور اوس کو تکلیف ہوتی ہوگی علاوہ ازیں اگر فرضاً اوس کو گناہ بھی مانا جاوے  
تاہم جب وہ عالم و ناطق مطلق نے خود ہی اس کو وارکھا اور دیدین جائز فرمایا تو کیا گناہ پائی  
قطع نظر اس کے کیا کرتے جو جب یسوع جیسے منتر پڑھے جاتے ہیں تو اگر گناہ ہوتا بھی ہو تو بالکل  
آگ کے سائے خشک شاخ کی طرح ناش ہوتا۔ لایا جا کر یا اگر یوں بھی نہ مانا جاوے تو بجائے  
میانوات صاف علاوہ موعہ جات اور خوشوار شیارے ہی گئے کرنا زیر بحث رکھا جائے۔  
پس گناہ تو کسی طرح بھی نہ ہوا اور پیشور کی پرستش اور تہنیت ہو کی ملاح اس سے ہوتی ہے  
اسلئے کار خیر اور پروکار یعنی مفید عام فعل سے گناہ ہرگز نہیں ہوتا اور دیدیا مہا بھارت میں  
اگر کسی جگہ اندریوں وغیرہ کے قاتل کو لکھا نام گئے لکھا ہو وہ عالموں اور فاضلوں اور  
درویشوں کے لئے ہر خانہ داروں کے واسطے نہیں اب اس کو تسلیم کرنا حضور کے اختیار میں ہے  
عدالت (پیران چند سے مخاطب ہو کر) ان صاحب اسمین آئیکو نگھ اور کہتا ہے۔

پیران چند۔ حضور میں ان لیک ایک فقط کی تردید رکھتا ہوں۔ غور کی جگہ ہو کہ  
اگر یہ ٹھیک مانا جائے کہ جسکی قصا ہوتی ہو وہی مرنا ہوگا یا جسکو پیشور انڈیا  
چاہتا ہو اوس کو ہی تکلیف ہوتی ہو تو عام لوگوں اور دی عقلوں نے جو جانداروں کو انڈیا

علامہ برین منوہاراج بھی ایسے گیارہ تعلق الہ میں چنانچہ انکا قول ہے :-

एतानेके महायज्ञानयज्ञशास्त्रविदोजनाः ।

अनीहमानाः सततमिन्द्रियेष्वेव जुहति ॥

یعنی عالم لوگ ہاگیوں کو گیان کر یا ہی سے کرتے ہیں ظاہری حرکت نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ گیارہ شاہیست کے واقع ہیں۔ انکی نظر ظاہری حرکت پر نہیں۔ وہ اندریوں کو سن میں اور من کو جو آتا میں اور جو آتا کو پیشو میں لاتی ہیں۔ انکو ظاہری حرکت کے لئے نہیں پھر دکھائے اس منوہاراج کے قول کی تصدیق چھاندو گیارہ ویشد کی اس شرتی سے بھی بخوبی

ہوتی ہے :- यद्वै किञ्चन मनुरबदत्त द्वै यजंभेव जनायाः ।

یعنی جو کچھ سوچی نے کہا ہے اور صحت کی ہے وہ درست رہت دید کے مطابق ہے جیسے کہ مرض دور کرنے کے لئے دوا۔ دتی ہے ویسی ہی یہ ہے۔

علیٰ ہذا القیاس اور بھی بہت مقولے اسکی تصدیق میں ہیں۔ پس حیران ہوں کہ ایسے سر اسر مجرم ظلم کو کیوں کر ایک عمل اور کاغذ پر تلا یا جاتا ہے۔

پھر وید کے ترجمہ میں جو ترجموں کی غلطی بتلائی جاتی ہے یہ بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ اول تو یہ اشتہات ہو کہ آیا وہ ترجمہ غلط ہیں یا کہ ابوسا کے قبول کیے ہیں۔ بنو جبکہ جملہ ترجمہ اپنے اپنے ہی ترجموں کو صحیح و درست اور دوسرے کو غلط و نادرست بتلائے ہیں چنانچہ سوامی دیانند سرستی جی نے بھی اپنے کئے ہے ترجمہ کی بابت ہی لکھا ہے کہ دیگر ترجموں و جمائیم کاروں کے ترجمے و ترجمہ نادرست اور جگہ ہی بالکل درست ہیں۔ علامہ برین اس بیان سے خود ویدوں کی نامعتبری ظاہر ہوتی ہے کیونکہ صاحبان عیان ہو کہ ایسا غلط طریق کلام جسکے چند مختلف اور ایک دوسرے کے مخالف ترجمہ ہو سکتے ہیں ہرگز اشتہا

اور دیکھ کر مجھوں کے جواب میں جو دیکھ بھان میں مشہور کی تردید نقشہ تحریری میں لکھی ہے وہ تہجوں کی غلطی اور نا فہمی سے ہے اسکی وجہ سے اصل میں دیون پر کچھ اعتراض نہیں آتا چاہئے۔ لہذا ایسے کا خیر اور برا دیکھنا میں خیر یا ہوا رویہ ہرگز واپس لینے اور دینے کے لائق نہیں۔

عدالت (ہنر) بابو صاحب یہ بھلا کا خیر اور برا دیکھا ہے کہ جسمیں مریخ ہزاروں کی جائیں تلف اور ضائع ہوتی ہیں۔

پیران چند۔ حضور ہارون کی کیا شمار لاکھوں کروڑوں بلکہ ہزاروں کی دیکھئے۔ یہاں بھارت کو بڑھ بھی بابو صاحب کا مقبول قانون گم کہلاتا ہے اور میں کیا اچھا کہا ہے۔ شکو

ध्रुवं प्राणिबधो यज्ञे नास्ति यज्ञस्त्वहिसकः ।  
ततो हिंसात्मकः कार्यः सदा यज्ञो युधिष्ठिर ॥

یعنی گویا کرنے میں ضرور جانداروں کو قتل کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہنس کے سوا گویا کوئی دوسری چیز نہیں اسلئے یہ ہتھلہ! ہمیشہ جانداروں کی دیا کا گویا کرنا چاہئے۔ پھر لکھا ہے۔ شکو

इद्वियाणि पशुन्कृत्वा । वेदिकृत्वा तपो मयी ।

अहिंसा माहृति कृत्वा आत्मयज्ञं यजाम्यहं ॥

یعنی دیا کا گویا کیلئے کہ اندریوں کو تو جانور سمجھنا اور تپ کی بیدی قرار دینا اور دیا کی آہوتی دینا ایسا روحانی گویا کرنے سے کلیان ہوتا ہے۔ اور شکو

यूपं छित्वा पशून् हत्वा कृत्वा रुधिरं कंदसं ।

यागेन गम्यते स्वर्गे नर्के केन गम्यते ॥

یعنی گویا کا ستون کھرا کر کے اور حیوانات کو ذبح کر کے اور خون و گوشت کا لکچ کر کے بھیج کر بہشت جلتے ہیں تو دوزخ میں لیجانے کے لئے کونسا فعل باقی رہا۔



ایسا نہیں ہوتا بلکہ خلاف اسکے جب گئیہ کے واسطے از حدیرجی سوانکو پڑتے ہیں بازہ حقے میں تو وہ  
ڈرتے ہیں جگتے ہیں چھوٹے میں زور کرتے ہیں چکاتے ہیں چلاتے ہیں۔ غرض ہر طرح سے جان بچا  
چاہتے ہیں اور از حد صدمہ اور ایذا اٹھاتے ہیں۔

اب کھلے کر اس سسک کی تائید کرنا یا دیدن کو کہ جنہیں ایسے مقولہ درج ہیں تو ان گم  
(خدا کی کتاب) تصور کرنا خاص جہالت ہے یا نہیں۔ پس ظاہر ہو کہ ایسے ظلم جسم یعنی سچا ہے  
مظلوم قابل رحم قسم جانوروں کے فوج کرنے اور جلا لے لینے خرچا سواروپہ اگر دوپٹا اور چھایہ  
بھی بطور پرانہ وصل کرنا یا جلا کے تو صباح اور روا ہے۔ تاکہ جبرائیم کا انداد ہو۔

پیرانا بھاس (کھڑا ہو کر بستی دھالائی) حضور اول یہ ہوکہ لیا ہو کہ گئیہ نیک عمل  
یہ ثابت نہیں کیا گیا یہ فضول بات ہو کیونکہ اسکے اثبات میں شک کیا ہے صریح گئیہ  
ایک اعلیٰ درجہ کا نیک عمل ہو جو اسکے کہ جگتے کرتا پر مہوتی سربوب منقیہ دیا اور پشیر کی  
پرستش کا فرض اس سے ادا ہوتا اور نیز آج ہو اور غیور کی صلاح ہوتی ہو اس واسطے اسکے  
روزمرہ کر نیکی دیدن میں ہدایت ہے۔

علامہ اسکے تحریری ثبوت وید شریعت میں ہزاروں جگہ اس عمل کی ستائش اور تائید میں  
موجود ہے خیالچا اسکے مقولہ ظاہر ہی کر دیے گئے ہیں ان سے صاف ظاہر ہو کر گئیہ ایسا نیک عمل  
ہے خود مالک و جان نے انکی کارروائی کے لئے سمیوات کی جان اور گوشت پوست  
بھی تحف کرنا روا رکھا ہے اور باغوض اسکے حیوانات کچھ بھی بل پانکے سخی نہیں تو ایسے  
افعال حمیدہ میں اگر کسی شخص سے کچھ رویہ قرض لیکر خرچ کر دیا جاوے تو وہ اس کے بکنسہ  
و ایں پانیکا سخی کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں پس ایسے نیک کام میں نخل ہونیکا کیا  
کہا خیال اس کے ناجائز ہونیکا کیا احتمال بقولیکہ ”درکار حجت ہچ استخارہ میت“

اول قانون انوار کا فقہ جو بیان کیلئے اور قانون گورہ کی دفعہ ۴ کا حرف (ب) عارض ہے  
یعنی یہ بلوحت پیشا بحاس ہے کیونکہ گورہ کا نیک عمل جو باقی صریح خلاف اور غیر ثابت ہے اور جب تک  
یہ ثابت نہیں کیا جاوے کہ گورہ کا نیک عمل ہی تک یہ دلیل کہ روپیہ طلب کر نیسے نہیں بوجہ واقعہ  
ہوتا ہے اگر ان میں بھی ایسی ہی جگہ ہے۔

۲۔ قانون گورہ کی بابت میں عدالت کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ بھی دیدہ بین گئی  
تکذیب تردید میں کمترین نقشہ تحیری داخل کر چکا ہے اس کے ایک حقیقت اور تحت بقول مقدمہ  
علاوہ اسکے اور تحریک کے اُن دیدہ بین بھی گئیہ کی مذمت اور یہ ہم جو بوجہ ملاحظہ کیا  
نقشہ مذکورہ کی تحریک نمبر ۴۴ نمبر ۴۵ نمبر ۴۶ نمبر ۴۷ نمبر ۴۸ نمبر ۴۹ نمبر ۵۰۔

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ دیکھا یہ قولہ شہور ہے کہ حیوانات کی خلقت صرف گورہ کی سی ہی ہے  
اول تو قیاس سببوں کے باعث میں ظاہر ہو چکا ہے کہ اس تمامی مخلوقات کا کارنا کوئی نہیں  
پس حیوانات کا کسی خاص غرض کیلئے، کو گورہ کا خود ہی ملکہ ہو گیا فرید برین اگر فرضاً کوئی  
کرنا ان بھی لیا جاتے تو بھی یہ تواتر ہو گا کبھی ست نہیں ہو سکتا بلکہ اس پاک ذات  
مقدسہ و جلال جبریں ارحیم کی طرف سے گناہ اور ظلم کو منسوب کرنا اسکے ذمہ لازم اور اہم کام کا  
عقل سلیم کبھی قبول اور گواہ نہیں کرتی کہ اس مقدس عادل رحیم الہیہ کا یہ کام ہو یا حکم ہو۔ افتاء  
سے انہ میرے کا وقوع کبھی کسی نے دیکھا ہے۔ ہرگز نہیں۔

دویم اگر حیوانات دودھ پھی اور جاری بار بار اپنی غیرہ کے اور ہر کام نہ دیکھتے اور نہ  
اون سے یہ کام لے سکتے اور زندگی پر زندگی وغیرہ دوسرا کام کچھ بھی دن کو سرزد نہ ہوتا اور گئیہ  
کا خیال کرتے ہی بلا طمانہ سیدہ حرکت و اعمال کے خود بخود فرج ہو جایا کرتے اور جلاتے ہوئے گلو  
کچھ تکلیف نہ ہو کرتی تو بھی بلاشبہ اس مقولہ کی تصدیق ہوتی اور تب یہ عام پسند ہوتا کہ گورہ

جس فعل کی نیک عمل میں ہرچ تہا ہوا اس فعل کا کرنا واجبیت میں نہیں جیسے رحمت قسمت و دیانت وغیرہ میں فعل ڈالنے والا افضل (تمثیل) بس یہ ایک ہی دلیل لا رہا کافی ہے۔

لیکن بان بابو صاحب لیل کو اسد یعنی غیر ثابت بتلایا کرتے ہیں لہذا میں پہلے ہی عرض کئے دیتا ہوں کہ اس فقرہ میں جو دلیل ہے کہ گیمین خربچے ہے روپیہ کا طلب کرنا گیمین خارج ہوتا ہے وہ خود بخود ہی ثابت ہے صریح دیکھئے کہ اگر ایسا کیا جاوے یعنی گیمین خربچے ہوئے روپیہ کی بھی جو سیکورٹی دی جائے تو جو گیمین گرنوالوں کا دل گیمین کرنے سے ضرور بیزار ہو جائیگا اور کوئی شخص گیمین کو نیکو آمادہ نہ ہوگا کیونکہ اسکی وجہ سے ضرر اور بیچ بونچے کا احتمال ہر ایک کو ہوگا اور یا موجودہ دولت اور ثروت بھی جسکا اخراجات مقدار دل زر ڈگری میں صرف ہو جائیگی تو اسوجہ سے بھی گیمین میں ہرچ واقع ہوگا لہذا ایسے نیک عمل میں مانع ہونا یا غفل کا باعث ہونا بھی دخل گناہ اور ناوا جب ہے۔

باقی رہا قانون آگم یعنی وہ شریعت اس میں بھی مقولہ مذکورہ کی تجویز تائید ہوتی ہے چنانچہ وید کے چند متون اس کے مصداق مشہور عام میں دیکھئے اٹھارہ میں دین لکھا ہے  
यज्ञार्थं पशुवः दृष्टाः स्वयमेवः स्वयंभुवा ॥

یعنی تمام حیوانات خود برہمن کے واسطے بنائے ہیں اور یا۔  
अग्निं होत्रं जुहुयात् स्वर्गकामः ॥  
یعنی ہرگز نہ خود لگا کر گیمین  
بس کیا ضرورت ہے اور زیادہ سے خراشی اور طواغیت کی بقدر بہت ہی اشاعت تھی کلمی  
یران چند کھڑا ہو کر بیان کرتا ہے اور حاضرین اس کے بیان پر کان لگاتے ہیں۔  
پرامان چند۔ جناب عالی غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ بیان بھی بابو صاحب کا کس قدر  
مناقض اور ناہمی ہے۔

کیونکہ اول حیثیت ثابت نہ ہو بلکہ گئیہ ایسا نیک عمل ہی کہ آئین خرچا ہوا روپیہ قابل واپسی نہیں ہوتا تب تک اسکے اثبات اور تردید کی کچھ ضرورت ہی نہیں کہ مدعا علیہ نے زر قرضہ کو کیا کیا۔ اور چونکہ ہنوز یہ بیان ثابت ہوا اور نہ ہو سکتا ہی لہذا اسکی تردید بھی فصول سمجھتا ہوں کہ زر قرضہ گئیہ میں خرچ ہوا پس شہادت زبانی کی یہ تصدیق ہوتی ہے۔  
 بابو صاحب کو ہتقد زر عزم ہے۔

عدالت (پرانا بھاس سے) بیشک ابو صاحب دل ہی کا اثبات ہونا چاہتا اور یہ کسی کی شہادت زبانی کے بھروسہ پر مانا بھی نہیں جاوے گا۔ پس قانونی دلائل جو رکھتے ہو وہ ظاہر فرمائیے۔

پرانا بھاس - حضور لیجئے دلائل قانونی - اول قانون پر تکیس سے تو اس مضمون کا کچھ تعلق ہی نہیں یعنی یہ وہ اس سے محسوس ہونے کے قابل نہیں لہذا قانون پر تکیس تو اسکا سا دھک یا دھک نہیں ہو سکتا۔ رہا قانون انوائن وہ ہر حال جائے موافق ہی ہے۔ سنئے ”کسی نیک عمل میں خرچا ہوا روپیہ لازمی واجب الادا نہیں ہوتا (دعویٰ)

عدالت - لفظ لازمی سے آپکا کیا مطلب ہے۔

پرانا بھاس (آہستہ سے) حضور یہ کہ اگر مقدمہ میں دل چاہے اور دیکھے پاس جو وہ تو وہ دیئے و نہ یہ لازمی نہیں کہ اسیر اسکا ادا کرنا ضروری ہے۔

عدالت - اچھا کہئے۔

پرانا بھاس - گئیہ غیر کسی نیک عمل میں خرچا ہوا زر قرضہ لازمی واجب الادا نہیں ہوتا (دعویٰ) کیونکہ اس روپیہ کا ملک یا واپس یا اس نیک عمل میں مانج ہوتا ہی (دلیل) اور

جسکی تردید بھی کچھ نہیں لگتی یوں گواہان فریق ثانی کا بیان مخالف ہوا ہی کرتا ہے  
 با انہیں بھی لالہ کھنچت چند کے بیان کی کیفیت ظاہر ہی ہو کچھ کہنے کی حاجت نہیں  
 باقی رہا یہ کہ گیکہ نیک عمل ہے یا نہیں اسکے لئے قانونی دلائل اور ثبوت تحریری ہر سیک  
 چنانچہ وہ پیش کرتا ہوں۔

**عدالت**۔ ذرا ٹھہریے ابو صاحب (پران چند سے) مان صاحب شہادت  
 لسانی کے بارہ میں آپ کو کچھ کہنا ہے تو کہہ لیجئے پھر قانونی عدالت سنے جائیگے۔  
 پر مان چند۔ جناب عالی شہادت زبانی ابو صاحب کی بالکل مجروح اور ہیج ہے  
 چنانچہ اسکی حقیقت پہلے گزارش کر چکا ہوں۔ صرف ایک یا گیکہ چند کا بیان  
 خاص اس نمبر کی تائید میں ہو کہ جسکا تذکرہ ہنوز نہیں آیا۔ مگر عدالت پر واضح رہے  
 کہ اس کا بیان بھی ہرگز قابل اعتبار نہیں کیونکہ اسکو خود تسلیم ہو کہ گیکہ کرنے میں ہنا  
 ہوتی ہے اور ہنا ہرگز نیک عمل نہیں زیر مشورہ اس سے ماضی تو پھر خلاف اسکے یہ  
 کہنا کہ گیکہ میں خرچہ ہوا روپیہ قابل داگی نہیں ہوتا کیسا صریح بھوٹ ہے لہذا کوہا  
 مدعی کے قول کے موافق ایسے مجسم ظلم اور انیاد میں خرچہ ہوا روپیہ اگر نہ ہر چند بھی وصول  
 کیا جاوے تو بکا ہے۔

علامہ اسکے جلد گواہان اور مدعا علیہ یکدی اور قریبی رشتہ دار میں پس اور نکاحیان  
 ہرگز قابل اعتبار نہیں

رہی یہ بات کہ مدعا علیہ نے زرطلہ بگیکہ میں خرچ کیا۔ اول تو ایسے گواہان کے  
 بھروسہ پر یہ بات بھی پایہ اثبات کو نہیں پہنچتی دوسری اگر ہم ان بھی ایوں کہ یہ قدر  
 بیان مدعا علیہم درود اسکی گواہان کا درست بھی ہو تو بھی ہر ایک مدعی میں کوئی پرچہ نہیں ملتا

جلد حاضرین کھلکھلا کر سنتے ہیں۔

پرانا نا بھاس۔ جی مان جیسا کچھ ہی اب واضح ہو جائیگا۔

پرانا چند۔ یہ بھی اگر عدالت مان جائیگی تو عدالت کے ماتحت ہم لوگ  
ہیں پس اول ہمارے اوپر ہی ہاتھ صاف کریگی۔

پرانا نا بھاس۔ نہیں صاحب یہ ہمارا مطلب کہ ہے کہ جو جس کے ماتحت ہوو  
اوس کو مار ڈالے۔ ایسا کیا ندر چاہے ؟

پرانا چند۔ غد نہیں تو او کو رہا ہی کیونکہ اول تو زرمیدہ گیہ کرنا ہی آپ کے تحریری  
تصوت میں لکھا ہی ہے چو ماتحت و در قیصر ہو گئے وہی جلائے جاتے ہو گئے شل ہو کہ شہید ہو  
کون بھٹ میں دیتا ہی ہر جگہ نذرین بکری ہی دیجاتی ہے۔ ملا وہ اسکے اگر صرف حیوانات  
کا ہی جلاؤا و حرم لکھا ہے تو او سلی غرض بھی ہی ہے کہ حیوانات بچائے ان انون کے  
ماتحت سمجھے جاتے ہیں لہذا او نکالنا ہی ممکن سمجھا گیا۔

عدالت ایسا جی غیر اصل مباحث شروع کیجئے۔ من لیجئے تنقیح۔

منصہ من۔ تنقیح نہ ہو یہ ہی ”آیا معالیہ و پریت چند نے زرمطلوبہ گیہ میں خرچا  
یا نہیں۔ اور گیہ میں خرچا جو اند قرضہ قابل حصول ہوتا ہے یا نہیں“

پرانا نا بھاس۔ حضور جلا یہ نمبر بھی بخوبی ہمارے حق میں ثابت ہی ہے۔ گواہ  
ہمارے تفتق الکلبہ بیان کرتے ہیں کہ ہر پریت چند دعا علیہ نے تمام زرتد عویہ کو گیہ  
میں خرچ کیا بلکہ وہ تمام پنا بھی سب کچھ اسی نیک عمل میں کھو بیٹھے ہیں اور گیہ میں خرچا  
ہو اور یہ قابل طلب نہیں رہتا بلکہ اوس کے لئے تو کچھ اور بطور چندہ دینا چاہئے۔ بس  
اسی قدر کے لئے شہادت زبانی کی ضرورت تھی اور معہ کافی ذخیرہ سل میں موجود ہی

تہ صبر نہ کرے۔ واہ سے بھائی کچھ تو کہا ہوتا۔

پیر مانا بھاس۔ بھائی اور کیا کہیں کہہ دیا جو کچھ کہنا تھا۔ تھوڑا کہا؟ غور کرنا والا چاہے یہ کیا کچھ ناکافی ہے۔

عدالت۔ مان مان اب ہم خود غور کریں گے۔ البتہ اگر کوئی اہم بات ہو تو کہہ دیجئے۔

پیر مانا بھاس۔ حضور اس ذخیرہ میں (دید مقدس پر ماتھہ رکھ کر) سب کچھ موجود ہے۔

پیر مان چند۔ اچھا حضور اب بابو صاحب کے متعلق ایک نمبر اور ہے وہ بھی لے لیجئے۔

عدالت۔ مان بیشک لینگے تو سہی لیکن ایک تعجب ہے کہ آپ ہنوز تھکے نہیں۔

پیر مان چند۔ حضور تھکا کیا تھا ہمارا تو کار ہی جی ٹھیرا۔

بعض حاضرین۔ بھائی دل بڑھا ہوا ہے۔

پیر مانا بھاس۔ حضور اور تھکا ہی کون ہے۔

عدالت۔ صاحب ہمتو سچ کہتے ہیں کہ تھک گئے۔

پیر مان چند۔ بیشک حضور نے بہت کچھ نشت تحریر میں کی ہے لیکن اب ضرورت ہے کہ وہ دیکھ لیں کہ یہ لکھیں گے اور حضور نوٹ ہی لکھتے ہیں۔

عدالت۔ بیشک ٹھیک ہے (کاغذ قلم اٹھا کر) لیجئے منشی جی لکھنے ذرا۔

اور اول تنقیح نمبر سوم آباد از بلند پورہ کیجئے۔

مضمون لیتا ہے اور سل میں سے تنقیح کا رو بجا رکھتا ہے

پیر مان چند۔ حضور میں اس کا خلاصہ ہی عرض کئے دینا ہوں۔ یہ سہی کہ بلیہ کے

نام سے جانداروں کا بیگناہ فرج کرنا اور ان کو ایذا پہونچانا بھی حسنات میں داخل ہے اور نیک عمل یا کہ دیا دھرم کا مول ہے۔

وغیرہ اشیاء سے تعدد اور کثرت پائی جاتی ہے جو برہم کے منافی ہیں۔  
ایک دریات کہی گئی ہو کہ گدھے کے سینک نہیں مگر انکی تردید کی جاتی ہے جو بعض  
مناظرہ ہی اور نادانی کی کہ کیونکہ حضور خیال کریں کہ سینک فی نفسہ اگر کچھ خیر نہوتے تو  
اونکی تردید اور نفی بتلانا بھی ناممکن تھا مگر ”گدھے کے سینک“ کی تردید اسوجہ سے  
ہو سکتی ہے کہ وہ اصل سینک کچھ خیر ہیں اور کسی اور جانور کے سر پر موجود ہیں۔

ایسا ہی اگر بابو صاحب مان جائیں کہ تعدد اور کثرت بھی کچھ ضروری ہے اور وہ دنیا  
میں موجود ہے تو بیشک کسی موقع اور لحاظ سے اونکی تردید بھی ہو سکتی ہے اور کسی معنی کرو عیداً  
بھی رہت آتی ہے۔ چنانچہ یہی لادکھنچت چند صاحب کے بیان کے موافق ہے۔ اور  
یہ کہنا تو کہ ”تعدد کی تردید ہم اسلئے کرتے ہیں کہ مخالف اوکو چیرنا تے ہیں“۔ سہرا  
لینے نائن کے لئے دشمن کے ہاتھ میں تیر توار دینا ہے۔ کیونکہ مخالفین کا اختلاف اور  
مذاہبت جبکہ مسلمہ ہو گئی تو تعدد اور کثرت کی تردید کرنا کیا نہہ رہا۔

اب اس سب جھگڑے کو چھوڑ کر ایک اور گزارش کرتا ہوں کہ بابو صاحب کے خیال میں  
دریقین اور عدالت بھی ایک ہیں نو بابو صاحب کیونکہ مباحث میں ہر قدر سرد و  
اوٹھلتے ہیں جلد اوکو چلے کہ مطمئن ہو کر خاموش رہیں عدالت اور اونکا خیال ایک  
ہو ہی گیا۔ یا خود ہی گھر چھیکرائے قلم سے فیصلہ لکھ دیوں لاجرم عدالت کے قلم سے بھی  
وہی رقم ہو جائیگا کہ جو اونکا خیال ہے اور یا وہی عدالت کا لکھا ہو سچا جاویگا کیونکہ دونوں  
ایک ہیں۔

پس فوع اور نیچے بھی تمام ہگت میں ایک برہم کا ہونا قرین قیاس اور صحیح نہیں ہے۔  
پیرانا پھاس۔ بس حضور زیادہ آپ غور فرامیوں ہم ہر طرح مطمئن ہیں۔



سے ہو جاتی ہے کہ حقیقت چاند ایک ہی ہو پانی کے ہزار تہنوں کی وجہ سے ہزار معلوم ہوتے ہیں یہ بھرم اور غلطی اس لئے مانا جاتا ہے کہ چاند وغیرہ کے متعدد ہونیکا علم صحیح نہیں مگر اس طرح وحدانیت کا اثبات اور تعدد کی تردید کی نوع سے نہیں ہوتی کہ جس سے تعدد کے علم کو بھرم اور وہم اور توحید کو ٹھیک مانا جاوے۔ اور نہ کثرت معلوم ہونیکا کوئی وجہ ثابت ہوتی ہے اگر مہوواہی سے کثرت لازم آتی ہے پس تعدد اور کثرت کے علم کو غلط کس طرح مانا جاوے۔ بلکہ برعکس اسکے انواع مختلف اشیاء کا علم ہی پران اور مل معلوم ہوتا ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ انواع متعدد اشیاء جو آنکھوں سے نظر آتی ہیں اور ہر اون مختلف کا، روائی جو حصول منفعت اور رفع مضرت کے لئے کی جاتی ہیں اور مزاج اور ان کے نفع یا نقصان سے پہنچتا اور ان کا ثمرہ ملتا ہے اور ان کو کس طرح سے غلط اور کا عدم بلایا جاتا ہے اگر ایسا بیان ہی قابل استدلال سمجھا جاوے تو شوشہ باد کی کلینا یعنی یہ کہ دنیا میں کچھ نہیں سب وہم و خیال ہی ہے ٹھیک سمجھی جاوے۔

پس چونکہ قانون ریتیکش بالکل رد اور ہیج ہوتا ہے ایسے ماننے سے لہذا ایسی وحدت کا قائل نہ ہونا محض نا درست ہے۔

اسکی تردید کے بعد اشیاء ایک برہم کی حالتیں اور اجزاء میں پہلے عرض کر رہی ہیں کہ بعض یہ کہ جب برہم ایک ہے تو وہ مجبورا در غیر متغیر ہے تو اس کے اخرا اور مختلف حالتیں نہیں ہو سکتیں۔

بھرم ٹھیک و غلطی شک و شبہ میں اگر جہٹیں مشترک ہے مگر اہل ننگن ٹکٹ سکٹ و نیزہ سے علیحدگی اور خصوصیت بھی موجود ہے ایسا ہی وحدت میں انواع و اقسام کی چیزیں

تو اس سے تعدد لازم آتا ہے۔

اور اگر کہیں کہ برہم کے بغیر کسی دوسرے کو بھی برہم وغیرہ کہتے ہیں تو یہ کہنا خود ہی ان کے عقیدہ کے مخالف ہے یعنی جبکہ دوسرا ہی کوئی مان لیا تو وحدت کہاں رہی۔

اچھا چھوڑیے اس کو بھی۔ اب لیجئے یہ کہ جبرہم ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ گویا اہل ہی ہے یہ واقعی ٹھیک ہے لیکن یہ بھی یاد ہے کہ برہم بھی کسی چیز کا ہی ہوتا ہے عدم محض کا برہم بھی ہرگز نہیں ہوتا۔ مثلاً سیپ میں جو چاندی کا برہم ہوتا ہے تو چاندی بھی کوئی چیز ضرور ہے ورنہ اس کا برہم ہونا ناممکن ہے۔ پس بغیر اس کے کہ تعدد اور کثرت کا وہم اور برہم ہی ہوتا ہے تو وہم اور برہم بھی تب ہی ممکن اوتوقع ہے کہ تعدد اور کثرت کوئی چیز مانی جاوے اگر اس کا عدم محض مانو تو اس کا وہم و خیال ہونا بھی ناممکن ہے۔ پس یہ کہنا بھی خود ان کے مسئلہ توحید کے خلاف ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس شخص کو سیپ میں چاندی کا برہم ہو جاتا ہے بعد اس کے جبکہ کامل تحقیق کیجاتی ہے تو وہ وہم اس کا رفع ہو جاتا ہے اور حقیقی علم کہ ”یہ سیپ ہے“ باقی رہ جاتا ہے۔ مگر اوس میں (سیپ میں) یہ علم کیسے بھی نہیں ہوتا کہ ”یہ برہم ہے سیپ بھی یلین۔ سیپ وغیرہ تعدد کا علم غلط ہے“ اور جب تک یہ تحقیق نہ ہوے تو تعدد اور کثرت کے علم کو وہم اور برہم کیوں مانا جاوے۔ ایسا ہی چاندی کی کثرت کا علم بھی تب ہی ہوتا ہے کہ جب کثرت کوئی چیز ہے اور اس علم ہونے کے سبب بھی متعدد ہیں۔ در صورت خلاف چاند کا ہر ہونا بھی غیر ممکن تھا۔ اور علیٰ انہ القیاس چاند کے ہر ہونے کے وہم و خیال کی تردید بھی قانون پرکش

پس دریافت حقیقت احوال کے لئے تو سید کا کافی اور بہت ہی ادیبوں بزرگوں کا قول ہو کہ دہم کی دو بھان کے بھی ہاتھ نہیں آئی اور ڈوبل کر نیکو ایک عمر چکا پیر مان چند کستعدی اور خوشی سے) جناب عالی بابو صاحب بتکا پنی کی ایک اعتراض کا یہ سچا نہیں چھوڑتے خیر لیکن میں ابلی مرتبہ یقین کرتا ہوں کہ اذکو ضرور خاموش ہونا پڑیگا۔

اور حضور پر نور پر روشن ہو کہ جو سید ارباب ہوتی ہیں اونکا بل گفتگو اور بات سے ہی نکلتا ہے نہ کہ اسکا مغیر چچی وغیرہ نام رکھ کر بہتو ہی کرتے سے۔

اب میں اعتراض مذکورہ کے بارہ میں ایک سوال کرتا ہوں کہ دہم دہم اور اوڈیا برہم پر ہی غالب ہوتی ہو یا کسی دوسرے پر۔ اگر برہم پر ہی غالب ہوتی ہے تو تمام پر یا اس کے کسی جز پر۔ اگر تمام پر ہوتی ہے تو بڑیا کوئی پسر نہی اور کوشس کسی کو نہوگا اور جو کچھ اوڈیا کے خیالات بتلائے جاتے ہیں وہی ٹھیکہ و تارباے کیونکہ اونکے خلاف کچھ بھی نہیں رہا اور نہ اس کے رفیع ہونیکا کوئی ذریعہ باقی رہا۔ اور برہم بھی جاہل قرار پایا اور جبکہ وہ جہل سے محجوب ہوا تو قادر مطلق بھی نہ رہا۔ اور اگر برہم کے کسی جز پر اوڈیا غالب ہوتی ہو تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس سے بھی برہم جہل یعنی اوڈیا سے مغلوب ہوا علاوہ اسکے نتیجہ ایک برہم کے انس یعنی اجزا نہیں مانے گئے چنانچہ ابھی باختہ متفیع نمبر اول میں بابو صاحب نے ایشور کو مفرد اور مجرد سے تسلیم کیا ہے۔ اور نیز توانی اور فضل کاری عذاب شعاری وغیرہ عیوب انکی ذات پر حملہ کرتے ہیں۔

علاوہ اسکے بلا وجہ اس پر اوڈیا کیوں غالب ہوئی اور اگر کوئی وجہ بتلاوین

تردید اور نفی بھی نہ ہو سکے کیونکہ تردید اور نفی بھی ایک ہی ثابت کرانی جا سکتی ہے کہ جو کہیں  
اوپر کسی جگہ کبھی موجود ہو شملہ قلم اگر کچھ نہ ہو تو یہ بھی نہ کہا جا سیکے گا کہ قلم کچھ نہیں ہوتا بلکہ  
قلم یہ لفظ ہی زبان سے برآمد ہوگا۔

اب بھی تو سب کے ترغیب اور تاکید سے آپ اپنی گفتگو کو اگر لا اقرض  
سمجھتے ہیں تو اس کا دفعیہ ہلکا یا نہیں۔

یہاں تک گفتگو پہنچی تھی کہ پھر بابو صاحب کے اوپر ہر سیک صد اے واہ واہ  
بند ہوئی۔

پیر مانا بھاس (نجات آمیز لہجہ ہے) حضور یوں ہم کہاں تک غفر چکی کرینگے  
سو بات کی بات یہ ہے کہ جنہر اودیا غالب ہے اوکو سو سو طرح کے بھرم اور وہم پیدا  
ہوتے ہیں اگر اودیا ایسی ہوتی تو سنار ہی کیوں ہوتا سبکو نجات ہی نہ ہوتی۔  
اور حضور کو معلوم ہوگا کہ بھرم بھی ایسا ہی ہوا کرتا ہے کہ گوا با اصلی ہی کی جیسے کہ ہزار  
علیحدہ علیحدہ اپنی بھرے محبت ظروفت میں ایک چاند کے برابر ہی معلوم ہوتے ہیں ایسا ہی  
ایک برہم کے انت انسان و حیوان وغیرہ میں انت ہی برہم تختل ہوتے ہیں ورنہ  
حقیقت اگر لکھتے تو جملہ اشیاء ایک برہم ہی کی پرلے (حالتیں) اور اجزا میں جیسا کہ  
گھڑا لٹری شکار اور وغیرہ سب ایک ٹی ہی کی حالتیں ہیں۔

اور یہ بھی غلط ہے کہ تعدد اگر کچھ نہ ہوتا تو اس کی تردید نہ ہوتی صریح دیکھئے کہ گدھے کے  
سینگ کی تعداد نہیں مگر او کی تردید کیجاتی ہے۔

علاوہ اسکے تعدد اگر کچھ چیز نہیں مگر اس کی تردید اسے کیجاتی ہے کہ مخالف اس کو  
چیزانتے ہیں۔ لہذا اس میں کوئی نقصان نہیں۔

ثابت ہی پس خود انکا قول انکے مخالف ہے۔

گوشاید اسپر بھی یہ کہا جائے کہ یہ بھی ادویہ کا وہم ہے لہذا میں اس کو ٹھیکے کو صاف کر کے ایک اور سوال کرتا ہوں کہ برہم کو خود آپ برہم سے ہی ثابت کرتے ہیں یا کسی قانون اگر برہم خود برہم سے ہی ثابت ہوتا ہے تب تو کسی کو اسکی وحدانیت میں شک ہی ہو سکتا کیونکہ برہم سب جگہ موجود ہے اور دوسری اور کوئی چیز مانع نہیں۔ اور اگر کسی قانون سے برہم کا اثبات ہوتا ہے تو قانون اور برہم سے ہی تعدد وعارض ہوا۔ اور پوچھتا ہوں کہ تعدد کا شک اپنے دل میں سے رفع کرتے ہیں یا عدالت کے اور میرے۔ اگر اپنے دل میں سے رفع کرتے ہیں تو خود آپ کو ہی وحدانیت میں شک معلوم ہوتا ہے۔ اور جو عدالت یا میرے دل میں سے رفع کرتے ہیں تو میرا اور عدالت اور آپ صاحب یا فریقین مقدمہ۔ اور حاکمین کا متعدد ہونا مسلمہ ہوا پھر کیوں مخالفت کیجاتی ہے۔ اور بھی جو عدل عدالت عدل و ظلم ظالم مظلوم فعل فاعل مفعول داؤٹھنا بیٹھنا لینا پھر نا کھانا پینا سونا دانسان حیوان وکالا پتلا سرخ سفید ومرض مریض طیب ادویہ اور اسکی ترکیبے خیرہ وشر ہزاروں اشیاء کی مخالفت اور مغایرت جو صحیح موجود اور مدلل ہے وہ کیونکر رد ہوسکتی ہے ہرگز نہیں۔

ایک اور بار یکے بتلاتا ہوں کہ توحید اور تعدد یہ دونوں لفظا گرچہ باہم مخالف ہیں مگر ایسے ہیں کہ اگر انہیں سے ایک نہوتا تو دوسرا بھی ہرگز نہوتا مثلاً چھوٹا اور بڑا یہ دونوں ہی ایسے ہیں کہ اگر کوئی چیز چھوٹی ہوتی تو بڑی بھی کوئی نہ کہلاتی سمیٹ کر اگر تعدد کو نہ مانا جائے تو اسکے بدون توحید بھی رد ہوتی ہے۔

اور بھی اس بیان کو بڑھائیے تو یہاں تک پہنچتا ہے کہ تعدد کچھ اور کہیں نہ ہوتا

مخصوص بھی مثلاً آدمیت کے لحاظ سے جو حکومت اور کالت مخصوص صفت ہیں یہی جملہ  
وکلیوں اور عاکموں کے لحاظ سے صفات مشترک بھی ہیں۔ بخود ان کے متناہی وجود بھی ایک  
صفت ایسی ہے کہ جو عبادتیں میں مشترک و مشترک باوصاحب کہتے ہیں کہ یہ مشترک نہیں بلکہ  
پریشکیش سے معلوم ہوتا ہے۔ ہم سوچتے ہیں کہ اشیاء متعدد زمین وجود مشترک ہے وہ بھی معلوم  
ہوتی ہیں یا نہیں اس پر اگر باوصاحب کہیں کہ نہیں ہوتی تو یہ غلط ہے اور ان کے نیوٹن کے مشترک  
بلا تعدد اشیاء کے ہوتا نہیں ہیں اگر متعدد اشیاء کا علم نہ ہوگا تو وجود مشترک بھی نہ ہوگا  
اور اگر اس قسم کے خوف کے کہیں کہ اشیاء متعدد بھی پریشکیش سے معلوم ہوتی ہیں تو یہ کہنا  
خود باوصاحب کے مخالف ہے یعنی جیسا کہ قانون پریشکیش کے ذریعہ سے وجود مشترک کا  
اثبات باوصاحب کرنا چاہتے تھے ویسا ہی تعدد کا اثبات بھی اسی قانون سے بخوبی  
موجود قانون پریشکیش سے تو محض وحدانیت ثابت نہیں ہوتی۔

اور قانون انومان یا اوڈیا کی تردید میں جو باوصاحب نے یہ کہا ہے کہ اوڈیا تمام روپ  
اور بچارت منتر ہے۔ اس پر قانون انومان کی دفعہ ۴ حرمت (ب) عارض ہے یعنی سوکھ  
یا دھت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جیسا کوئی کہے کہ میرے منھ میں زبان نہیں۔ یہ کہنا ہی  
اس کے منھ میں زبان کے ہونیکو ثابت کرتا ہے۔ ایسا ہی اوڈیا تمام روپ بچارت منتر  
ہے یہ کہنا ہی بتلاتا ہے کہ ہی اوڈیا کا روپ اور بچارت منتر ہے ورنہ عروپ بچارت منتر  
وہ کہنے میں ہی نہیں آسکتے یعنی اسی کوئی چیز ہی نہیں جو روپ بچارت منتر ہو۔

ایسے بیان کے بعد قانون آگم کی تردید کرنا اگر مفصل ہے لیکن میں ایک ایسی  
بات دریافت کرتا ہوں کہ جو بالکل لارڈ ہے۔ یعنی یہ کہنا کہ قانون آگم سے وحدانیت  
ثابت ہے میری ہی دفعہ تذکرہ سابق ماضی ہے کیونکہ قانون آگم ویدا اور برہمن سے ہی تعلق

پرمان چند - مضمون پھر آخر جو کوئی کچھ کہے اسکا جواب تو دینا چاہیے۔

عدالت - ہاں یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ آپ جواب دینے میں تو چونکے نہیں۔ غیر اچھا کہیے جو کچھ کہنا ہے۔

پرمان چند - حضو میں اس قصہ کو ہی اب مختصر کرتا ہوں۔ (ذرا جوش سے) اور قانون پر تکیس میں جو یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ برکلی پر تکیس میں صرف ستائیس دہستی مطلق کا گایان ہوتا ہے وہ پرمان ہے۔ میں اس میں سوال کرتا ہوں کہ برکلی (بالاجال) ستائیس گایان ہوتا ہے یا تیس بہت (باتفصیل و الامداد)۔ اگر برکلی ستائیس گایان ستادین تو یہ غلط و ناممکن ہو کیونکہ برکلی ستائیس گایان نہیں ہے بلکہ ستائیس گایان نہان سے ہو سکتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ برکلی ستائیس سامانیہ گدھے کے سینگ کی مانند نایہ سے تھیل کی طرح نظر آتا ہوں مثلاً اکثر ستائیس سامانیہ گدھے ہیں۔ وہ ملاکار ملاکار وغیرہ برکلی کے نہ کچھ ہیں اور کلاکار ملاکار وغیرہ برکلی سے علاوہ انکا کچھ گایان ہوتا ہے۔ پس لامحالہ دوسرا طریق ہی ماننا پڑیگا کہ برکلی ستائیس گایان ہوتا ہے مگر یہ کہنا جس شاخ پر بیٹھا ہوا ہو سیکو کا تھا ہے کیونکہ یہ بالکل مدانیت کے خلاف ہے یعنی ستائیس کے ساتھ ہی جبکہ برکلی گایان بھی برکلی سے ہوا اور مدانیت باقی رہی جڑ سے اوٹھ گئی۔

مطلب اس جو کہ یہ ہو کہ ہر چیز اپنی ذات اور صفات کا مجموعہ ہوتی ہے۔ اور صفات دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک صفات مشترکہ جیسے آدمیوں میں آدمیت اور حیوان میں حیوانیت وغیرہ۔ دوسری صفات مخصوص جیسے آدمیوں میں حاکم وکیل وکیل اور حیوانوں میں درندہ پردیا شیر و بھیریا وغیرہ۔ اور ہر صفت کسی لحاظ سے مشترک بھی ہوتی ہے اور کسی

اصل میں نر بکچ گیان ہی ایسا یعنی ہر سہ عیوب کے پاک ہوتا ہے بعد میں اوڈیا اور سنسکار وغیرہ کی وجہ سے یہ ہر سہ عیوب گیان میں پیدا ہوتے ہیں یعنی اول تو صرف ستا تار کا پرتیکش ہوتا ہے بعد میں ایسا وہم ہو جاتا ہے کہ یہ چاندی ہے یا سیسپہ، ہلکے نزدیک سے دو ٹون بھرم میں پس درحقیقت نر بکچ گیان ہی یران ہوا اور بکچ گیان ایریان۔

یہ قانون انومان کے بارہ میں اوڈیا کے اوپر جو اعتراض کئے ہیں وہ بھی سہ سہ نادانی سے ہیں کیونکہ اصل اوڈیا نہ بھرم میں مستغرق ہوا نہ اس سے علیحدہ ہوا نہ وہ کچھ خیر ہے نہ ناچیز ہے غرضیکہ اوڈیا تمام لوہے اور کچا سے منہر ہے ہر کوئی دوسرے میں سکتا رہا قانون آگم اس کی نسبت ہی بات ہے کہ جبکہ وہ قانون تیرکیش اور انومان کے موافق ہو تو اس پر اعتراض تحریر کرنا کی ضرورت ہی نہیں۔ اصل یون ہو کہ اوڈیٹ تک ہی اپنے کو سب سے بڑا سمجھتا ہے جب تک پہاڑ کے نیچے کو نہیں نکلتا اب بابو صاحب کو معلوم ہو جاوے گا کہ کیسا ہوتا ہے میاں لارڈ۔

سب سے سکر اتے ہیں۔ اور بعض واہ واہ کرتے ہیں۔ اور عصب شک کہ کر تھپتا ہوا ہیران چند کیا کہنے صاحب یہ وہی شل ہو کہ لالچ۔ جانیں آگن ٹیڑھا۔ یا جیسا کہ لومڑی نے کہا تھا کہ اگر گور کھٹے ہیں۔ یعنی ایسے کو جو تقاری حاصل نہ ہوئی تو اس کا نام غرنی اوڈیٹ رکھ جھوٹا ہے۔ مہ ظاہر ہو جاوے گا کہ ایسے نہ میاں ٹھو کوں بنتا ہے۔

عدالت۔ بابو صاحب خوش مزاجی کے واسطے اوپر بہت وقت ہے اب مطلب کے نگاہ رکھئے۔

پرمان چند۔ مگر حضور یہ بھی دیکھئے کہ کسی جانب سے ہے۔

عدالت۔ خیر کیسی جانب سے ہی۔



اور جو کہیں کہ برجم سے علیحدہ ہو تو اس سے ہی دعویٰ نہایت ہوئی۔ اور اگر او دیا کو ناجیز بتلاوین تو وہ کسی بھی طرح اور عامی نہیں ہو سکتی یعنی جو شخص ناجیز ہو وہ کسی کالج کی کالمن اور سبب نہیں ہوا کرتی۔

تیسرا قانون نام او کی بابت گزارش ہی کر چکا ہوں کہ وہ قانون تپیش انومان کے خلاف ہونے سے اہل ان ہے۔

اور پانچواں پیشاب پاک ناپاک وغیرہ جو تپیش موجود ہیں وہ ہم کہہ کر ہو سکتے ہیں جب انکو بھی برجم بتلایا گیا تو وہ پاک ات کیونکر رہا۔ علاوہ اسکے پانچواں پیشاب اور آب طعام وغیرہ کی تعریف اور سفارت کی وجہ بھی اگر او دیا یعنی جہالت اور بھرم ہی تو خود بابو صاحب مد علیہم توعیوب جہالت وغیرہ سے ملتا ہیں وہ ہی اس پر کیوں عمل نہیں فرماتے وہ یہ ایسی دریا خویستہ کہ جو پانچواں پیشاب ب طعام و ہر ایک پاک ناپاک فرق شاکر سبب نہ ہاؤ دھندھ کا راز پھیلانی ہے اس سے تو ہماری ماویا اور جہالت ہی چھی ہو۔ پس بابو صاحب خواہ خواہ خود پسند ہی کہتے اور سمجھتے ہیں کہ میں تردید کرتا ہوں ورنہ محققان کامل کے نزدیک کچھ بھی تردید آپ نہیں کر سکتے۔

پہرانا بھاس۔ جی صاحب۔ اپنے ٹھہریان ٹھہرنے سے کیا ہوتا ہے جسکو عدالت سے وہ صحیح۔ اور آپ نے بیان کی وقت کیا سمجھتے ہیں صرف استفسار ہے کہ انکو مغربی کی زیادہ طاقت ہے اور میں طول کو فضل سمجھتا ہوں۔ مختصر لفظوں میں مطلب اظہار کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ لیجئے اس مرتبہ بھی جو اعتراض آئے گئے ہیں ابھی انکی تلمی کھولتا ہوں اول آپ نے جو فرمایا ہے کہ جو گیان سننے وغیرہ سے ہر اہوتا ہے وہی پران ہو سکتا ہے اس کے ہکو کب نکار ہے۔ مگر یہ کہنا کہ بھگیاں ایسا نہیں ہوتا اسر اسر غلط ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ

کے ذمہ کچھ خرابی نہیں سکتی۔ پس بخوبی ثابت ہو کہ ”اکیورحم دوتو ناستی“ یعنی ایک برحم کے سوا اور کچھ نہیں۔

پریان چند۔ حضور مخلوق اگر کچھ اور کہنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی لیکن سادہ سچا ہے مبادعات کو مغالطہ پر جواب لہذا کسی قدر گزارش کرتا ہوں۔

حضور پر واضح ہے کہ برحلیب گیان کبھی پرانیک و درست نہیں ہو سکتا بلکہ جو گیان سنشے (संशय) اشتباہ) دیرے (विपर्यय) خلاف (دانی) اندھیوں کے

अनवसाय۔ عدم ادراک ہے مبرا ہو رہی پران ہو سکتا ہے یعنی جنک یہ معلوم نہ ہو کہ میرا علم برہم عیوب۔ کورہے مبرا و نترہ ہے تب تک شکا علم پران یعنی حق دانی کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ علامہ یہ کہ کسی نیز کا سا علم ہونا نہ کلیب گیان اور علم کو عیوب کے مبرا تحقیق کر سکا نام کلیب ہے۔ اس اگر برحلیب گیان کو ہی پران اور درست مانا جاوے تو سب میں یا مذہبی کا سا علم ہونا بھی جو صریح خلاف دانی ہے پران سمجھا جائیگا مگر ہمیں بلکہ جب مذکورہ صدر کلیب کے ذریعہ کمال تحقیق ہو جاوے تب کوئی علم پران ہوتا ہے۔

باقی مباحث کریں گے اور ہتیو وغیرہ اودیات سے پرانی جھانٹے میں یا دوتی زغیرہ کی کلیب اودیات سے پیدا ہوتے ہیں اسکی نسبت میں یو جھتا ہوں کہ وہ اودیا کہ جو قانون ریگنیش اودیات کی راج بتلائی جاتی ہے کوئی میرے یا ناجیز اگر کہیں کہ کوئی چیز ہے تو پھر سوال ہے کہ برحم میں شعل ہی یا برحم سے علیحدہ۔ اگر برحم میں شعل بتلا دین تب تو دیا ہی ہے اودیا کیونکہ برہم بستی ہے نہ برہم کو بھی اودیا حال ہوگی۔ یہ بہت شر اسٹم آتا ہے۔ اور برحم ہی جلد برہم گیان روپ ایران کا کارن قرار دیتا ہے پس پران کی پیدائش ہی محال ہو جائیگی مینی ضدانی و ناحق رسائی کا ذریعہ ایک ہو گیا۔

پران چند مسکرا کر چپٹا ہے۔

عدالت - اچھا اچھا کیئے۔

پرانا بھاس - حضور اول قانون پریش کی باوصاحب نے یہ تردید کی ہو کہ اگر  
برہم کی وحدانیت پریش سے ثابت ہوتی تو سبکو برابر ہوتی۔ مگر یہ بات نہیں لادانی  
اودہ ہی کی ہو کہ جو کو میں دل ہی کہہ گیا ہوں کہ اودیا اور یورپ سب سکار کی وجہ سے دینی کا  
دھرم ہو جا رہا ہے ورنہ آکھو لکر دیکھتے ہی دل سب کو ستا مائزہ کا گیان ہوتا ہے یہی سربکلپ  
گیان پریش کا سرور ہے بعد اسکے جو کلپ پیدا ہوتے ہیں وہ اودیا وغیرہ کی وجہ سے ہوتے ہیں  
جنکی کچھ اس نہیں اسلئے پران میں۔ یہی وجہ ہے کہ سب کو اس بیان پر اتفاق نہیں بلکہ اختلاف  
ہے جب دیا یعنی حالت رفع ہو جاتی ہو تو جو خوب ہے وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ پس سربکلپ  
پریش پر حال ہائے موافق ہے۔

اب لیئے قانون انومان - البتہ جو قانون پریش کے خلاف ہوتا ہے وہ انومان کا فقرہ  
سور دن نہیں ہوتا مگر سہارا انومان کا فقرہ کبھی کبھار صدر قانون پریش کے نزدیک  
مخالف جو نظر آتی ہے اسکی وجہ صرف وہی اودیا اور حالت ہے۔

دویم پر گیا وہیت وغیرہ جو ریتی بھاسی ہیں اوکا سبب بھی ہی اودیا ہے۔ پس ہی  
تمام باتوں کا جواب ہو لہذا قانون انومان میں کچھ دوش نہیں آتا۔

اور پھر جبکہ پریش میں انومان سے جسکا اثبات ہوتا ہو اسکا مشرح بیان قانون  
آگم میں کیا گیا ہے تو اس میں بھی کچھ دوش نہیں آتا۔ جو اعتراض ہو وہ خود ہی رد ہو گیا  
اب اور کیا ضرورت ہے عدالت کی زیادہ سے خراشی کرنے کی۔

اور زرد مرادہ پاک ناپاک غیرہ کے خیالات تو محض بھرم ہیں اودن سے اودن آتے

مسلو تہذیب اور پتی بھاتے ہیں تب تو پھر بھی نولان گیان کا پیدا ہونا ناممکن ہوا کیونکہ سب پرستی بھاس میں جو عرض بحث ہو اور میں مستغرق ہو گئے کوئی ہتھو وغیرہ باقی نہ رہا۔ اور اگر بتلاوین کہ وہ پرستی بھاس (عرض بحث) سے باہر اور علیحدہ ہی ہیں تو اس سے ہی پرستی بھاس میں ہتھو میں دھچکا آیا یعنی یہ کہ تریگا اور ہتھو وغیرہ پرستی بھاس میں تو ہیں مگر پرستی بھاس سے باہر اور علیحدہ یعنی ومدانیت کے خلاف ہیں۔

سب تعجب اور وہادہ کہتے ہیں۔

اجھا۔ قانون آگم وید جو ہے اس کی زیادہ تر وید کرنا میں فضول کوئی میں داخل سمجھتا ہوں کیونکہ اس کی تردید میں نقشہ تحریری داخل کر چکا ہوں۔ علاوہ اسکے اور میں جو برہمن کی مذمت کا بیان کیا ہے کہ انہی اور اسکا سر اور سورج چند ران اس کی آنکھیں اور وید اسکے کلام وغیرہ وغیرہ یہ جملہ بیان ایسا ہے کہ جیسا کوئی ہندو جیل کے پوتے کے لواہ کا احوال بیان کرے۔ مطلب یہ ہے کہ جبکہ کوئی ایک برہمن ہی ثابت نہ ہوا تو اس کے سر اور آنکھ وغیرہ کا بیان کیونکر کر سکتا ہے پس میرے اور چند محققان کے خیال میں کوئی بھی قانون برہمن کی ومدانیت کا سا دھک نہیں دے گا یا دھکے گا۔ بس اس قدر کافی ہے حضور کے لئے نتیجہ نکالنے کو۔

بڑے غضب و نفی کی بات ہے کہ زرہ فرارے۔ آب طعام۔ پاخانہ پیشاب۔ بخوشبوئے کوڑا کبار عرض رخص۔ بھوٹ سچ۔ پاک نایاک۔ جاہل جیل وغیرہ غرض سب کچھ عیب و اسی پاک ذات برہمن کے ذمہ لگائے جاتے ہیں۔

پرماتما بھاس دکھڑا ہو کر کیا خوشی پنی دہشت میں تو یوں سمجھا ہو گا کہ اس بیان کی کوئی تردید ہی نہیں بھلا ایسا نامعلوم تر نزل بیان کی قابل پذیرائی ہو سکتا ہے لیکن میں اس کی بھی تردید کئے دیتا ہوں۔ عدالت اس پر کیونکر اتفا کر سکتی ہے۔

پیرمان چند۔ یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ جو امر پر تیکش سے ثابت ہوتا ہے اس میں کسیکو مخالفت نہیں ہوتی بلکہ سب پر یکساں اسکا اثر ہوتا ہے جیسا کہ گھٹ و پٹ وغیرہ کے پر تیکش میں کسیکو مخالفت نہیں ہوتی۔ پس عدالت اگر قانون پر تیکش سے ثابت ہوتی تو کچھ باختہ ہی اس میں باقی نہ ہوتا بلکہ میں اور آپ بھی لامحالہ اس کے قائل ہوتے۔ میں قانون پر تیکش سے تو وعدائیت کا اثبات ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ قانون پر تیکش تو اسکی خلاف محض این دو آن جنین و چنان وغیرہ کی علیحدگی اور تفریق کے موافق ہے۔ یا بخیر صیح جزا صحابہ کے دیکھنے میں ایسا ہی آتا ہے۔

اب رہا قانون انومان وہ بھی بابو صاحب کے یہ فقرہ کہ انومان پر تیکش کے خلاف جو انومان ہو مت وہ ہوتا ہے۔ اسی لفظ پر ہوتا ہے۔ اور اسکا مطلب یہ ہے کہ انومان پر تیکش سے ہرگز نہ ہو سکتا۔ بلکہ اختلاف اور امتداد کا یہ کہ کسی بھی امر پر انومان کے فقرہ سے وعدائیت کا اثبات نہیں ہو سکتا۔

دویم وہ انومان کا فقرہ خود بھی تمنا نفس و رسیوب سے پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا ناب ہے قانون پر تیکش کا مقابلہ کرے۔

دیکھئے سوال ہے کہ وہ وعدائیت کا سادھک انومان کا فقرہ جو بابو صاحب نے بیان فرمایا اس میں انومان کے اجزائے ریگیا۔ ہیو۔ آو دہرن وغیرہ بھی پرتی بھاستی ہیں یا نہیں۔ اگر کہیں کہ پرتی بھاستی نہیں تب تو ان کے معنی اور ان کے انومان کا پیدا ہونا ہی نامکن ہے کیونکہ کوئی گیان اور انومان بلا اپنی ساگر و اوسا مان کے ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر مانن کہ پرتیگیا۔ ہیو وغیرہ بھی پرتی بھاستی ہیں تو اس میں پھر سوال ہے کہ وہ اجزلے اُس مذکورہ پرتی بھاس میں مستغرق ہی پرتی بھاستی ہیں یا اس سے علیحدہ۔ اگر اس میں شمل

تو ہماری شہادہ سانی میں ظاہر ہو ہی چکے ہیں مگر اور بھی بہت مقامات میں اس کا تذکرہ ہو  
 جیسا کہ انھوں نے وید کے مذکورہ کالم میں لکھا ہے آگنی اور اس کا سر اور سوچ چند دن اور کسی  
 نیت اور دسویں سمت اس کے کان اور دیا اس کے کلام اور باوا اس کے سونہر ہار سنسار اور کسی  
 مٹھ اور یہ تھوی اس کے قدم میں اور تمام جگت کا بیوی ہے وہی آپ سب کھدے اور  
 بھلائی بڑائی کا اجر دینے والا اور اپنے والا بھی ہے۔ اور بھی ہم ابراہیمؑ اور انھوں  
 کے صدق میں مگر اسبقہ احمیان کے کہ کافی میں بس اب کوئی تاک باقی نہیں رہتا  
 اس میں کہ وہ بنا بھرمین ایک برہم کے ہیں اور کچھ چینیہ آئے ہاں خانہ سائنہ اور عدالت  
 حاضرین دریلے نمبرین غرق اندہ نظر تھے میں کہ یہ ان کے دیا پہنا ہے

پیرمان چندہ تقدیر حریف تو سچ تھے میں نے وہ سب سمجھو اور پریشن ہو کر آئے  
 رایل قانونی بھی جو پیش کی گئی ہیں کس درمیان مقصود میں کہ وہ عدالت کے راز  
 سے حراستی میں داخل ہیں۔

عدالت صاحب حکومتیہ روشن نہیں ہوتی ہے میں نے کہا کہ وہ سب  
 مذکورہ بالا اعتراض معلوم ہوئی ہیں اسی لئے ہم ایک ہی بات اور اس بات پر لڑتے ہیں  
 فریق مدعا علیہم خوش ہوتے ہیں۔

پیرمان چندہ (ہنگر) حضور کی کچھ پروا نہیں بلکہ غوغائی المیہ میں کہ حضور  
 تعصب فراہمی ہونا حق پرستی کا دخل نہیں پس میں نے جو روشن ہو کر یہ نقطہ کہا ہے  
 اس سے روشن ہو جاوے گا یہ مطلب ہے لیجئے

حاضرین اور مجھے جوتے ہیں۔

عدالت اچھا کہیے۔

کے لحاظ سے سب مختلف ایک ہیں۔ بابو صاحب کے خلاف ہیں اگر اسپر چرمان لین یعنی کہیں کہ کسی نوع سے سب ایک ہیں اور اسپر جسے انیک تو ٹشک ٹھیک ہر پھر کوئی مخالفت نہیں لہذا صاحب مذکور کا بیان کسی طرح بھی قابل اعتراض نہیں۔ یہی ہی جہد شہادت سازی کی حقیقت۔

پہرانا بھاس۔ (شرمندگی سے) جناب عالی ہمارا بیان کچھ صرف گویاں کی شہادت کے محددہ یہ نہیں بلکہ توجہ مستند قانونی دلائل کے خود ہی ثابت اور مستحسن ہی خیال ہے اب قانونی دلائل پیش کی جاتی ہیں۔

دن قانون ریتیکس ہی ہمارے موافق ہے کیونکہ آٹھ کھو کر دیکھنے سے دھننا اول تو خاتم اشیا ایک ستاروپ ہی نظر آتی ہیں بعد اس کے اوڑیا اور پور سب سکار کی وجہ سے اختلاف اور وہ بی کا دم ہو جاتا ہے اور اسی ستار کا نام رمدیا اور جب موجود ہو۔ کسی نے اسی کے مصداق کا اچھا کہا ہے۔ شمع ناہمی پنی پودہ۔ ہا یہا کے لئے ہے۔ مرے کوئی کتاب نہیں دار کے لئے تھو سب قانونی انوار سے بھی نہایت بخوبی ثابت ہے۔ لیکن انوار کا فقرہ یہ ہے۔ "نامہ گت سب ایک پرتی بھاس" **प्रतिभास** یہ بھی ہے آپس کے کیونکہ پرتی بھاس میں آوے ہی (دلیل) جو جو پرتی بھاس میں آتا ہے وہ سب بھاس مدیہ ہی ہوتا ہے جیسے خود پرتی بھاس (تمثیل) پس چونکہ نامہ گت بھی پرتی بھاس ہے انکار دایل، لہذا ایک پرتی بھاس روپ برہم ہی ہے۔ (تمثیل)

یہ فقرہ محمد دھوہ اعتراف میں جو کالی ہے۔

پھر قانون الہم معنی وہ بھی ہر نوع ہمارے خیالات کا ہادی ہے یعنی اس کے چند قول

کے بیان کے آخر کس پہلے ہی ثابت تو ہے کہ تمام شیاں ایک میں اتنا بیان ہی ان کا ہمارے نصیب  
 باقی اگر مخالفت ہو تو اس کا اس قدر اثر نہ ہونا چاہیے پس بخوبی ثابت ہو کہ ایک اور جہم دینو نامی ہے  
 پیرمان چند (ہنسکر) جتنا بے لای اس وقت بھگو چہ دلا درست دزدے کے کہ کھٹ چراغ دار دیکھا  
 یہ نہ مہر سیاد آیا ہے۔ یعنی یہ مقررہ کہ ”میں بھی جاہل ہوں“ میں نے خود سوال کیا کہ گواہ سے  
 نسیم کرا یا تھا اگر مباحثہ میں اپنی طرف سے اس کا مطالبہ کرنا سہوہا ہو گیا تھا شکر کا مقام  
 ہے کہ باہو صاحب نے خود بھگو یاد دلایا۔ دیکھئے حضرت باہو صاحب کی کسی درجہ کی جرأت ہے کہ  
 ایسے گواہ کو کہ کسی بہالت پر خود بھی تعین میں شہادت میں پیش کیا اور صرف اس کی شہادت  
 پر مقدمہ اوڑھایا چلتے ہیں وہی شل کہ ”گنچی نیباری گو کہ کھوون کا اینڈھو“

مگر کیوں جرأت نہ ہو کہ آخر ان پر بھی تو بہالت غالب ہے بلکہ وہ تو اس فقرہ کو عدالت وغیرہ  
 جہل اصحاب تک ٹھکانے ہیں۔ اسے اسوں میں ہم کا مقام ہے۔ جہلا فاضلان و تجر کاران کے  
 مباحثہ میں بہا ہوں کا کیا کام اور کسے او کو قبول دیا ہے۔ باقی یہ او کو اختیار ہے کہ وہ اپنے  
 گواہ کی فخری اور منبری سے اب بھی انکار کریں۔ علاوہ ان میں زبردست اعتراض تو یہی ہے کہ  
 گواہ اور باہو صاحب کے ایک بتلاے اور اپنے گئے تو ثبوت سنی خود ہی رد ہو گیا۔

اگرچہ مختصر ہے مگر صراحۃً کے بیان کے بارہ میں نیاز مند اول ہی عرض کر چکا ہے مفصل سے  
 کہ جو چیز کسی نوع سے جیسی ہی ہوتی ہے وہ ہر طرح سے جیسی نہیں ہو جاتی۔ جیسا کہ میرا دخل کیا ہوا  
 عرضید عوی اور باہو صاحب کا مدعو جواب دعویٰ بحیثیت کاغذ دونوں ایک ہیں وہ بھی کاغذ ہے  
 اور وہ بھی۔ یہ ان کا سا ایندھن گن ہو یعنی شکر۔ گلوں کاغذ سے کیا ایک عرضید عوی ہی اور مدعو  
 جواب دعویٰ۔ یا بلحاظ سنگی سنگی کستن غیرہ شیش کے ہرگز ایک نہیں پس ایسا ہی لاچار  
 کے بیان کے حافی اگرچہ سب درجہ سا ایندھن گن کی ایک شاک ایک میں لیکن شیش یعنی وہ تیار



کہ ساتھ ہی وہ مخالفت بھی تو کرتے ہیں یعنی اگرچہ وہ کہتے ہیں کہ جلد سفیدار کسی لحاظ سے  
 کتنی نچتر ایک ہی ہیں۔ مگر یہ بھی اونکا بیان ہے کہ دوسری طرف غور کرنے سے بظاہر انیک  
 بھی ہیں۔ اس لئے ملین کی صداقت حضور کو اور جلد حاضرین کو آخرین خود ثابت ہو جاو گی  
 درحقیقت کسی بات کو ایک طرح پران مٹھنا ایسا مضر ہے جیسا کہ کوئی طفل اپنے باپ کا نام  
 کبھی سنگو سنگو اور کو سچا کبھی سنگو مان جلد اور بچا نا اسی کے وہ اپنے باپ کی عزت  
 سے ڈر کر بھاگ جا یا کہ اس حالت میں اوسکے دوشتر یک دوست اور کو سیسا ہی سمجھاؤں  
 کہ بیوقوف یہ سنگو (شیر) نہیں بلکہ تیرا باپ ہی اور کبھی سنگو فخر نام کے لحاظ سے  
 پکارا جاتا ہے مگر وہ طفل کیسی کیوں سنگو۔ حساب کہ کترین ہوتی حقیقت کو ظاہر کرتا  
 اور بابو صاحب کو سپر اعتراض لاتے ہیں لیکن عقل لوگ حلت میں کہ اس طفل نے ہم کو  
 صرف کبھی سنگو سمجھا پرورش دیرانہ سے محروم ہنا محض جہالت و کم نصیبی ہے۔ شاید  
 حضور عالی مرتبت سے بھی یقین کیا جاتا ہے کہ ضرور عدالت کو تحقیق ہو گیا ہے گا کہ مارعلیہ ہر  
 جلد سفیدار کو صرف ایک برہم سمجھ کر بے ایمانی اور خیانت کی جڑ قائم کرنا خاص طبع نفسی یا  
 نادانی ہو پس لاکھ تہنیت چندہ کا بیان دراصل صلیت کی جان اور حقیقت کا عطر ہے  
 اگر اوسکو بابو صاحب نے موافق مان لین تو پھر کیا شک ہے مدعی کے کامیاب ہونے میں  
 بس کافی سمجھتا ہوں اسی مختصر باعث کو۔

پیر مانا بھاس - حضور یہ بھی معلوم ہے کہ ہات گوانے خود اقرار کیا ہے کہ مجھ کو بھی اودی  
 یعنی جہالت حایل ہے پس اگر کسی مقام پر اوسنے غلطی بھی کی تو کیا عجب ہے کہ اوسکی وجہ بھی  
 وہی جہالت ہو۔ اور دیکھئے گواہ موصوف کی بہت بیانی کہ اپنی جہالت کے اقرار سے جلد علی  
 میں سراسر عدالت بھی منکر نہیں ہوا پھر کیوں کو سپر لال کیا جاوے اور لاکھ تہنیت

اور کیوں کرے کہ حوالت واقعی ٹھیک ہوتی ہے اس سے کب انکار ہو سکتا ہے۔ دیکھئے ازل ہی گواہ و صوف فرماتے ہیں کہ جہد دعویٰ معلوم ہوتی ہے وہ صرف اودیہ کی وجہ سے ہے اور وہ از باب جہد علیہ ہے۔ ایک۔ دوسری بات کیا ہے کہ یہ بیان میرا اعتبار و مدبکہ ہی میں مدید سے بھی نہ ثابت ہوئی۔ علاوہ اسکے وید کی تردید میں میں نے فہرست تحریری داخل کی ہے اس کے موجب بکروید کہ تردید ہو گئی تو تمام بیان کے حوالہ اسکے اعتبار سے خود ہی رد ہو گیا۔

ایک اور غلطی کی بات گئی کہ وہ ہی معتبر گواہ صاحب کہتے ہیں کہ مدعا علیہم اور میں گواہ و دین اس سے بھی دینی اصیح طور سے تسلیم ہو گئی۔ مگر پھر اس سے انکار بھی کیا لکھنا اس کے کہا کہ میں اور مدعا علیہم ایک ہی ہیں اس موقع پر گواہ کا جکر انا قابل مخاطب ہے کہ اس کو انگوٹھ کا ڈنگویم شکل کی حالت میں ہو گئی تھی۔ یعنی اس کے انکار کرنے سے ایک بہت بڑا سنگم اور مایہ جو آن گواہ اور مدعا علیہم کے درمیان ایک ہو گئے نوا اسکے گواہی میں میں ہو سکا سبب بھی نہیں رہا تھا وہ خود مدعا علیہم ہی ہوا اگر انیسویں کو طرہ داری کی شراب کے نیار میں کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

زیادہ تر تیسف بابو صاحب کی عقل پر ہے کہ ماوصف قانون پیشہ ہونے کے ایسے معاملے کی پیروی کرتے ہیں۔ مگر ان کیوں کریں کہ بموجب ان کے مسئلہ متنازعہ کے وہ اور مدعا علیہم نے گواہ بھی تو ایک ہی ہیں۔ لیکن اب خون یہ ہو گیا ہے کہ یہ سب عدالت وزیر ساما و شام وین پر بھی جھک کر رہا ہے (حاضرین ہوال نہ پرکھ کر نتیجہ میں) ہر میرے خیال میں محض نادانی ہی ایسے گواہ یا اس کے بیان پر استدلال کرنا۔

لا لکھنچت حیدر صاحب کے کلام پر جو کہا گیا ہے کہ وہ ہمارے موافق ہے یہ نہیں سوچتا

اختلاف اوسکے بیان پر پائیے تھے۔ اول تو علم و عالم و معلوم اور رحم و رحیم و مودود و مودیب  
و بیایک غیرہ سے دوئی اور جدائی ثابت ہوئی جو وحدانیت کے خلاف ہے۔ دوم اگر تمام  
شما و غیرہ سب ایک برہم ہی ہوتے تو سب میں خدائی صفتیں بھی ضرورتاً ہوتیں یا برہم میں بھی وہ  
صفتیں ہوتیں۔ یہ ناشکن کی کہہ شامین وہ صفتیں نہوں اور برہم میں جو ایک ہمارا نام  
ہے موجود نہوں۔ یہ بھی خلاف وحدانیت ہے۔

اسی سزا کا مرتب آئندہ روپ غیرہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ خضر رحم کے بانی پرستار  
ساکارا و رجن نالی یا دیگر روپ صدہین و زبانی تفریق و خصوصیت کا پیدا ہونا ممکن نہیں  
خصوصاً غیر ذی روح اودہ سے تو برہم اہلی کی صورت ہی ظاہر ہوتی ہے کہ جس میں اصل تین  
کا ہونا بالکل ناممکن ہے۔

بھرجوید کے حوالے سے جو یہ کہہ گیا ہے کہ جبکہ ہن کر چھنے خیال کیا کیا پینز یہ ہے  
او کوئی نہیں وہ تنہائی سے سر اور آرام میں نب بھرجوید خوش کے ایک سے دو ہو گئے ہیں  
میں بھی اول تو اوس بیان سے اختلاف ہو کہ یہ متیور آئندہ روپ و غیر متلون ہے۔ دوم جو  
محض ایک ہوتا ہے اوس سے دو ہو کر نہیں ہو سکتے جبکہ اگر یا تو ایک ہے اوس سے کبھی دو  
نہ ہو گئے۔ لہذا یہ بیان گواہ مذکور کا غیر ممکن اور جھوٹ ہے۔ پھر جبکہ دوئی کوئی چیز نہیں تو  
دوئی کا نام کہاں سے پیدا ہو گیا کہ برہم نے خود کہا میں ایک ہوں بہت ہو جا یا ہو گا کیونکہ  
موجب بیان گواہ مذکور کے بھی جو چیز نہیں ہوتی اوس کا نام بھی نہیں ہوتا یعنی نیست مطلق  
سے بہت نہیں ہو سکتا۔ حجب میں یہ موال ہی غرض سے گواہ کو تسلیم کرا گیا تھا۔

یہ گواہ مذکور نے اگرچہ بوجہ رعایت و طہناری کے صریح طور سے بیان کیا ہے کہ سب  
برہم کے اور کچھ نہیں لیکن پھر بھی چند مرتب اپنے بیان میں اوسنے دوئی کو بھی تسلیم کیا ہے

یعنی اس سے سوال کیا تھا کہ تم کو بھی اذنی یعنی جہالت حایل ہے یا نہیں جبکہ مطلب یہ تھا کہ گواہ اپنے کو جاہل نہیں بتلاوے گا پس مجروح ہو جاوے گا مگر گواہ موصوف نے آزاد طریق سے کہا کہ ضرر ہے۔ سستی ہیکا نام ہے شہادت تردیدی صحتی کچھ ہے اور میں کچھ کہنے کی طاقت ہی نہیں۔ خود لاکھ تھوڑے پہر صاحب ہلے بیان کو قبول فرماتے ہیں۔ پس اس حالت میں بہر حال قبیح نمبر دو کا بھی ہلے حق میں تجویز کرنا قرین انصاف ہے۔

اب قانونی دیہات بیان کرتا ہوں۔

عدالت :- اٹھیرے سے شہادت زبانی کو طے ہونے دو۔

پیرانا بھاس :- بہت اچھا حضور۔

عدالت :- پانچ پند سے (مان صاحب کہئے جو کچھ کہتا ہے۔

پیرانا چیمہ :- بانی بابو صاحب کی طرف سے شہادت زبانی میں اس نمبر کے بارہ میں بدعت ایسا نوہ پیش کیا گیا ہے جب کو تسلیم ہے کہ میں رشتہ میں مرزا علیہم السلام ہو جانے پر عایت آدمی و سہ بیان سے واضح ہے۔ میں اسکا اظہار کرتا ہوں اور قبول نہیں۔

اب اوں معزز گواہ صاحب کی اختلاف بیانی پر لحاظ فرمائیے جس سے خود اوں کی فضیلت اور عظمت ظاہر ہوتی ہے بقول ایک روزہ تہان تراود کہ دوست اور تمہاری اسکے یہ بھی خیال کھئے کہ منہ نے جو اس کے اظہار پر جرح کی تھی وہ کہنا تک نہ تعلق اور نا تعلق تھی کہ گواہ مذکور بیان کرتا ہے کہ ایشور رحم و کرم۔ علم و علم وغیرہ جمادات سے موصوف ہے اور آئندہ سوچ نہ اگا رہنجن سرگرمیہ سرب بیایک دیالو دنیا کی ہے۔ اور ہما شتا وغیرہ اور کوئی بھی اوں خدائی صفتوں کو نہیں رکھتا۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ اس جرح میں دو

آج ہمارے تودل سے جگت کے کڑا ہونکا اندھیرا ہی کھودیا

عدالت (پرانا بھاس سے) بان صاحب کچھ اور کہنے لے۔

پرانا بھاس (دلیری سے) بس حضور کہان تک مغزنی کریں۔ اب حضور خود نو

فرمایوں کہ کون راستی رہے۔ کہ تو حضور کی طبیعت بھی اب اگلائی ہو۔

عدالت۔ صاحب ہم نہیں اگلائے وگلائے۔ جو کچھ کہنے ہے کہو۔

پرانا بھاس۔ بس حضور اور کیا کہینگے۔

عدالت۔ حیرت کرے کہ ایک نمبر سے تو انفرارغ ہوا۔ اچھا صاحب تو اب یہ سرائے

بھی اپنلے کر لیجئے (منصہ سے اسی ہی کلمے سے تفسیح نہ دو۔

منصہ نکالتا ہے اور طالعہ کرتا ہے

پرانا بھاس۔ یہ نمبر دو بھی بنے پڑت ویدانت۔ مگر کی تہادت سے جو ایک

مغز اور عظم فاضل شخص ہوا یہ اثبات کو موبو غایب جینا جو گواہ موصوف کا سرچ ہو

بیان ہے کہ تمام جگت میں ایک برہم کے بجز دو۔ ایک بھی ہیں اور نہ۔ ہدائی یہ دوش

نظر آتی ہے وہ سب جھوٹی اور وہی ہو۔ اور اسی برہم پاتالے۔ بچا ہا کر ویت

سے کثرت ہو تو اشکال مختلف کو قبول کیا۔ اور اونچا بان کی طرح سے مجروح بھی ہیں

یعنی مختلف اقسام کی دعویٰ نظر آنکی وجہ اونسے دریا بگئی تھی اوسلے تلنے میں

بھی وہ مجبور نہیں ہوئے اور انکے بس اعتقاد کی وجہ دیانت لگئی تھی اوسکے اظہار میں

بھی وہ مقصور رہے۔ بلکہ وید مقدس کے حوالے بیان فرمائے جینا جو اسی مضمون کی تصدیق

اور بھی مدد با مقولہ وید کے شہور عام ہیں۔ اور صنعتوں کی جرح میں بھی گواہ موصوف نے

کہیں دھوکا نہیں کھایا۔ پھر آگے چلکر بابو صاحب نے گواہ مذکور کو ایک عجیب غریب طریقہ لکھا

کہ آگ گرم ہوتی ہو اور کوئی کہے کہ آگ سرد ہوتی ہے تو یہی راست کہہ گا اور اگر گرم بن جائے تو بھی مانگا۔ پس اس کا خیال تو درست نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بکس اول میں مینی کہیں کہ یہ خیال اس کو ہوتا ہے جسے تحقیق کر لیا ہو کہ مرکبات کر کے گئے ہیں تو یہ تو بھی درست ہے۔ کیونکہ جب کسی مین کوئی گہرا گدھا کھود کر ٹی کھلے تین مین تو جلے ٹی کے آکاش ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کو دیکھ کر مینا یہ خیال ہوتا ہے کہ پہلے اس سے تمام مین بھی اس طرح ٹی پھرنے لگی اور کونکا لکڑا ایسے ہی کسی نے آکاش پیدا کیا ہوگا۔ پس یہ خیال بھی اس کا درست ماننا چاہئے۔ مگر یہ مخالف تو بھی تسلیم نہیں لہذا کسی امر کا مینا خیال ہونا بھی ماکمال غفلت کے ٹھیک نہیں ہو۔ پس قصہ مختصر حقیقت یہ ہے کہ اس قدم اور لازوال جلالت کا کرنا کوئی بھی نہیں۔

پس یہی بابہ صاحب کے اخیری اعتراضات کا منقر جواب ہے۔

یہاں تک ماوریاں چند کے کلام کا یہو بننا تھا دسری نہری۔ دھرتی۔ کیرتی۔ بدھی۔ لکشمی وغیرہ صد ہائیوں سے بدن پر کہ عکاس تماشے کے لئے ہجوم ہو رہا تھا خوشی سے رو گئے کھڑے ہو گئے اور جوش سرور کا مارا ضبط نہوا پس از صدا و رنگ کی ترنگ مین کے اپنے ہاتھوں با بو پیاں چند کے اور بریریم کے بھول برائے اور ریشٹھا۔ یہ بھوتا وغیرہ پلٹنے نے خود بخود در محبت کے ہار با بوسا صاحب موصوف کی گردن میں پھنسے۔ جلد مینا فیض پرست چھائی اور تمام حاضرین بوجہ مین نے از مین شادی و شادمانی سے تال بجائی۔ جلال انصاف پسند سامعین نے صدے واہ واہ سے پکارا اور تمام خریدندان دوبرمین نے آفرین و مر جبا کا نعرہ مارا۔

مستطیرا صاحب (کلکڑیہا دتال بجاکر) اوہو صاحب پران چند نے تو سوچ رہا کہ

لکھو کھا اور بیمار تھا لیکن اور مذاہب میں لگا کر موقوف اور بیدار وغیرہ نہ کہلاتا بلکہ ہر ایک طرح کی آلائش اور آزمائش سے منہ رو ہوا رکھ کر آرام میں رکھتا۔ اجسام وغیرہ کے بندے سے مطلب ہی یہ ہے کہ خالص روح کچھ نہیں کر سکتی۔ اور ایشور میں حرکت اسلئے نہیں ممکن ہے کہ اول تو عرض کریں چکا ہوں کہ خالص روح میں ایسی ہلنا دھلنا وغیرہ حرکت نہیں ہوتی۔ دوم ایشور سرب بیاپک کہلاتا ہے اور جس مقام میں جو بیاپک ہوتا ہے اس مقام میں کسی حرکت نہیں ہو سکتی مثلاً رائگہ وغیرہ کہ جس سانچے میں بیاپک ہوتے ہیں ان میں وہ ہرگز حرکت نہیں کر سکتے یہ قانونی دلیل بیان کی گئی۔ اور دوسری جگہ سے بھی ایشور سرب بیاپک میں حرکت کا ہونا ممکن نہیں کیونکہ خیال کرو کہ جو پردیس جس جگہ سے حرکت آتا ہے وہ جگہ خالی نہیں ہوتی یا اس کی جگہ کوئی دوسرا پردیس آجاتا ہے اگر وہ خالی رہتا ہے تب تو خود ہی اس کی جگہ آجاتا ہے ہو گئی ادا اگر اس کی جگہ اور آجاتا ہے تو اس میں سے پردیس کی جگہ خالی رہے گی خنسیکہ اس طرح بہر حال اخیر میں ایک پردیس کی جگہ خالی ماننی چاہیگی اور اسی سے اس کی جگہ بھی۔ ورنہ ایشور دوش آدینگا۔ پس سرب بیاپک میں حرکت کسی نوع سے بھی نہیں ہو سکتی اور ہمیں حرکت نہیں ہوتی وہ صانع بھی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر کٹھن میں حرکت ہو تو وہ گھٹ کا کرتا بھی نہیں ہو سکتا۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ غیر مجسم اور غیر متحرک اور غیر متلون ایشور جگت کا کرتا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”جگت کی چٹا اسی ہے کہ اس کو دیکھ کر معاً بدھیال ہوتا ہے کہ یہ کسی کی ہوئی ہے۔“ بیشک ہوتا ہوگا۔ لیکن میں دریافت کرتا ہوں کہ بدھیال اس کی کو ہوتا ہے کہ جسے گھٹ دیکھا وغیرہ کو دیکھ کر بدھیال کر لیا ہوگا۔ بدھیال کے لئے کہ ہے ہوتے ہیں۔ یا اس کو بھی جسے کچھ تحقیق نہ کیا ہو۔ جواب اسے اگر بدھیال دویم یعنی غیر تحقیق کو بتلا دیں تب تو نادرست ہو کر پڑے گا اس کو کچھ بھی تحقیق نہیں تھا۔ اس کے نتیجے میں

جسم کے پردیس بھی بلکسی کرنے کو مطلع ہوتے ہیں اور ایسا ہی جسم کے پردیس کی اگر روح کی مرضی کے خلاف کسی مرض ازہ یا تسخیر یا اشتیاج وغیرہ سے حصر حیرت کریں تو لامحالہ روح کے پردیس بھی (جو اس عضوین میں) اسی طرح حرکت کرتے ہیں چنانچہ میں اگر اپنے ہاتھ سے باہر صاحب کا کوئی عضو پکڑ کر اوپر اٹھاؤں تو ضرور باہر صاحب کی روح کا وہ حصہ بھی جو اس عضوین ہو گا اور پراوٹھ جاوے گا ایسے اگر کہیں کہ روح ہی اعضا کی حرکت کی کرنیوالی ہے تو جبکہ اعضا کے تشنج وغیرہ کی وجہ سے روح میں حرکت ہوتی ہے تو بوجہ ان اعضا بھی روح کی حرکت کے کرتا ہوے اور جیسا کہ یہ ظاہر ہے کہ اگر جو حرکت کرے تو کھٹکا کا جسم کچھ نہیں کر سکتا ایسا ہی یہ بھی خفیہ نہیں کہ اگر ہاتھ اٹھاؤ تو جو بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ پس لامحالہ تسلیم کرنا ہو گا کہ روح کی حرکت سے عضو اور عضو کی حرکت سے روح خود بخود ہی حرکت کرتی ہو ایک کو دوسرے کی حرکت کا کرنا کہ نہ صرف وہ بار سے درحقیقت انہیں ایسا ہی منت نیتک بھاؤ ہے۔ یس سمجھ لو کہ مردہ اجسام کے ہاتھوں سے اسلے گھٹ یہ انہیں ہوتے کہ انہیں حرکت نہیں اور حرکت انہیں اس کی نہیں کہ ان کی حرکت کا منت کارن روح کی حرکت انہیں موجود نہیں۔ مگر ایسا منت نیتک بھاؤ یا حرکت اشوینانی نہیں گئی کہ جو جگہ کا منت کارن ہو سکے۔ اور ایسا منت نیتک بھاؤ یا حرکت اشوینان کی ہو سکتی ہو کہ کو کہ ایسا منت نیتک بھاؤ تو انہیں ہی تا ہے کہ جو کھارے مانند جسم میں جیسا کہ کھارے کے مردہ اجسام میں اور دیگر روحوں کے (جو اس جسم سے علیحدہ ہیں) پردیسوں میں منت نیتک بھاؤ نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر خالص روح بھی کہہ سکتی تو آپکا ایشو بھی (الغرض اس کے کہ کرنا) ایسی پاکیزہ ارواح کے ذریعہ ہمیشہ ہم وقت کی بارگاہی یعنی جسم کے جسے ہمراہ ہمارا بلکہ



علاوہ میں اس میں ہماری ہی یہیم کہ نہیں کہ کالج میں جو حالت ہوتی ہے کارن میں بھی کلیتہً وہی حالت ہوتی ہے۔ یعنی پارپہ اگر جلتا ہے تو جو لاہرنت کارن بھی جل جاتا ہے ہمیں بلکہ ہمارا مطلب ہے کہ کالج میں جو تفسیر ہوتا ہے وہ بلا کارن کے تفسیر کے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس خلاصہ یہ ہوا کہ ایشور کو جگت منلون کا کرنا مانا ہی جاوے تو اس میں بھی منلون تو لاچار عاید ہوگا اور ایشور منلون ہوتا نہیں پس یا تو اسکا کرنا ایشور نہیں اور یا ایشور غیر منلون نہیں لیکن اگر کرنا نہیں تب تو ہمارا دعویٰ قابلِ ڈگری ہی ہے اور اگر کہیں کہ ایشور بھی منلون تو اسکی خدائی بھی غارت ہوئی اور ایشور کے بجز اور کوئی کرنا ہونہیں سکتا لہذا اس صورت میں بھی کرنا ثابت نہوا یعنی وہی ہمارا دعویٰ قابلِ ڈگری قرار پایا۔ غرضیکہ کچھ بہر حال ہی ماننا چاہئے کہ ایشور غیر منلون مزاج علت منلون کا صانع ہرگز نہیں۔ اور اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ جگت کے کرنا ہونے سے عینیں سے تمام دیگر منسحق کو بھی زلزلاتا ہے۔

اب تیسرے نمبر میں یہ بتایا ہے کہ اگر گٹ کی کرنا کھار کی روح نہ ہوتی تو وہ باہر کے ہاتھ بھی گٹ کے کرنا ہوتے۔ اگر یہ ایک جواب میں ایسی ہی کہہ سکتا ہوں کہ اگر گٹ کے کرنا کھار کے ہاتھ نہ ہوتے تو خاص روح بھی گٹ کی کرنا ہوا کرتی۔ مگر نہیں بلکہ میں اس کارن و کار جتا کو مشحون دکھلاتا ہوں۔

جناب عالی جبکہ روح میں گٹ کے کرنا ارادہ ہوتا ہے تو وہ روح اپنے پردہ میں کو حرکت دیتی ہے اس حرکت کے منت سے وہ ہاتھ نہ ہوتے بھی کہ نہیں وہ پردہ میں مذکور محیط میں حرکت کرتے ہیں اور وہ ہاتھوں کی حرکت گٹ کی کرنا ہوتی ہے اب اس میں وہ ہاتھ غیر اعضا اور روح کے پردہ میں منت نہیں بلکہ ہاتھ ہوا ہے یعنی جسطرح چرو اپنے پردہ میں ہاتھ

اجتین پڑا تھ بھی ہوتے میں خواہ اس کرتا کارن کوئی اور جتن ہی ہو مگر وہ ادی سردی وغیرہ کے کاریہ کہا سکتے ہیں یہی ہمارا مطلب ہے یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ لاکارن کوئی کاریہ ہو تلبہ فرق اتنا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ایشوراجتین ہی کارن ہو سکتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اجتین منت کارن سے بھی کاج ہو جاتے ہیں اس کیونکہ خود بخود ہونا کہتے ہیں چنانچہ آپ نے بھی اس کو مان ہی لیا پس یہ امر تو طے ہوا کہ جملہ مرکبات میں جتنیں کرتا کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بعض اور وغیرہ کاج جتنیں کرتے کے بدون کسی جتن منت کارن کی وجہ سے خود بخود ہی ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اب بھی اس میں کوئی شک کرے تو ایسے کوڑھ منکر کے سمجھانے سے ہم معافی چاہتے ہیں اور نہ ہم میں اس کے سمجھانے کی توان ہے اور نہ اس کے سمجھانے کا یہ موقع ہے کیونکہ یہ تجربہ کاران کی عدالت ہے نہ کہ اٹکے پڑ جانے کی۔

پھر اس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ ایشور جولہ کی انتہ منت کارن ہے اس کے کاریہ کے تون سے اوہیں کچھ بھی تغیر نہیں آسکتا۔ یہ بھی محض نادانی کی بات ہے کہ جو کو اول تو جبکہ ایشور کو سرب بیایک مانا جاتا ہے تو ہر ایک دماوان کارن بیایہ کے تون سے اس کے بیایک ایشور میں بھی ضرور تون آنا چاہئے پس یوں بھی محفوظ رہا۔

قطع نظر اس کے ان لوگس طریق سے تون نہیں بھی آنا مگر طریق دوم سے بھی ایشور میں تون لازمی ہو کیونکہ وہ ایشور کرتا کسی راج کو پیدا کر کے شل جولہ ہے دکھا اور غیرہ کے اس سے علیحدہ نہیں ہو جاتا بلکہ اوہیں ہر دم موجود رہا اس کے قائم رکھنے یا بگاڑنے سنوارنے والا بھی وہی ہو تلبہ لہذا کاج کاریہ کی ترقی و تنزل سے ایشور منت کارن میں بھی ترقی و تنزل وغیرہ تغیر ضروری اور لازمی ہے۔ جولہ ہے دکھا اور غیرہ میں تون اسوہ سے نہیں ہوتا کہ وہ اس کے ساتھ ہر جگہ وغیرہ کی کرایہ کے کرنا نہیں ہوتے بلکہ علیحدہ جتن ہیں

نہ سمجھا چاہئے چنانچہ اس بیان کا اثبات متعین نہیں بلکہ غیر پہلے بخوبی ہو چکا ہے مطلب یہ ہے کہ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بستی کا سر پائیا ہی ہے یعنی ہر ایک بستی مفرد مرکب دونوں روپ سے ہوا کو میں روشن تجویز کر سکتی کیا ضرورت ہے۔

علاوہ اسکے اگر یہ بھی فرض کریں کہ ہر وہ دشمن آتا ہی ہے تو بھی ہم مفرد یکپس کو چھوڑ دینگے اور پھر بلا اعتراض ایشور کو مرکب تسلیم کرنا ہو گا کیونکہ مقابلہ مفرد سمجھنے کے درپیش ہم کمال و غیرہ کی وجہ سے ایشور کو مرکب اتنا زبردست ہے پس ہر حال میں ایشور ذو الجلال کا مرکب بنا لا کلام ہے کہ وہ صنعت نہیں ہے یہی مسئلہ ہے لہذا اس کی نظیر سے جگت بھی اگر حیدر مرکب ہو مگر صنعت ہرگز نہیں ہو سکتا یعنی بابو صاحب کے مسئلہ مرکبات کی حجت ہر صورت و بھیجی اس قدر قطع نظر اسکے اگر بابو صاحب کے بقول ایشور کو مفرد ہی ان سیوں تو بھی کوئی ضروری بات نہیں کہ اس کے کرنا کا خیال نہ ہو۔ بابو صاحب کہتے ہیں کہ مجربات سب اُسے ہوتے ہیں اور مجربات ہی مرکبات کی ترکیب شروع کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مرکبات ہی سب اولیٰ ہوتے ہیں اور مرکبات سے ہی مجربات ملتی رہ گئے جاتے ہیں۔ اسی کوئی دلیل پیش نہیں کر جس سے بابو صاحب کا قول مقدم ہو اور میرا نہ ہو لہذا تینوں قسم میں سے کسی طرح ماننے پر بھی بیان بابو صاحب کا متناقض اور اہیات معلوم ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ اولہ وغیرہ کا کرنا سردی وغیرہ امدا و سکا کوئی اور اسکا بھی کوئی اور غرضیکہ آخری کرنا سب کا وہی ایشور ہے اس بیان سے بابو صاحب اگر کچھ شرم سے آتھا ہوں تو بہتر ہے کہ پھر کبھی مباحثہ کا نام نہ لیں کیونکہ ان کو مباحثہ کی تیر نہیں کہ خود ان کا بیان اکثر ان کے مخالف ہوتا ہے یعنی بیان مذکورہ سے بابو صاحب نے خود تسلیم کر دیا کہ بعض مرکبات اولہ وغیرہ کا کرنا انتہی چترین کے بحر لونی سردی وغیرہ دیگر

عدالت۔ اور کیا (پران چند سے) ان بابو صاحب کیسے اسکا جواب۔ مگر مہربانی سے  
آپ بھی اب درازبان کے گٹھڑے کی باگ کھینچے۔  
حاضرین گرداب تیرے چوٹکتے بن۔

پیرمان چند (مسکرا کر) انا بھالی معاملہ کی سہلت تو بولنے سے ہی چلتی ہے یوں اگر حضور  
کہیں تو میں خاموش ہی ہوں وہ درہ حقیقت ہم کو کہیں نے نہایت ہی اختصار سے  
کاہل رہا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو قریباً ایک فترا ہی مباحثہ کئے دے دیتا۔

عدالت (ہنسر) بابو صاحب خفا نہ ہوئے جس قدر آپ کا دل چاہے کہئے۔

پیرمان چند۔ حضور کیا کہئے مدد مہربانی سے تہاں نے تو دو اعتراض اٹھا  
اور جب ہوئے اس کی تردید اور بے سوالات قائم کرنا اور خود ہی اس کی ترمیم شیخ کر کے  
اثبات بتلانا غصہ کیا یہ حال ایک دہریہ خیال ناقص کے جسے کبھی نقش مخالفان کے صف  
دل سے صاف کرنا کچھ سہل بات نہیں ہے

عدالت۔ بیشک۔

پیرمان چند۔ اور سچ یوحیے تو اس تمام طول کی بنیاد بھی بابو صاحب کی ناہنجی ہے  
ورنہ ایسے اب اعتراضات کے جوابات کیا میں بیان شدہ کرہ سے برائے نہیں  
ہوتے کر رہ کر صرف بابو صاحب کے سمجھانے کے لئے ہی کہنا پڑتا ہے۔

عدالت (ہنسر) اچھا اچھا کہئے۔

پیرمان چند۔ حضور اول یہ تمیز کرنا چاہئے کہ دوش کس میں آیا کرتا ہے غور فرمائیے کہ جو  
خیر پوشیدہ ہو دوشن اوس میں آسکتا ہے اور جو غیر پوشیدہ آئینوں کے سامنے  
موجود اور بظاہر پرست سدا ہو اوس میں دوشن بہ گز نہیں آسکتا اگر آتا بھی ہو تو بھی

مفرد ہے وہ مرکب نہیں ہوتی اور جو مرکب ہے وہ مفرد نہیں۔ پس ایشور کا مرکب ہونا غلط ہے۔  
 پھر جس حالت میں کہ ایشور مفرد مان لیا جاوے تو پھر بھی اس کا کوئی کرتا تجویز کرنا صریح غلطی  
 اور کوتاہ فہمی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ محجرات سبب اولیٰ ہوتے ہیں یعنی محجرات سے ہی مرکبات  
 کی ترکیب شروع کی جاتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اولہ وغیرہ کا کرتا سودی وغیرہ اور سودی وغیرہ کا کرتا گشت و زمان  
 وغیرہ اور اوٹا کرتا ہی ایشور علیٰ ہذا القیاس ثابت ہے کہ جو مرکبات کا کرتا ضرور ہوتا ہے پس اولہ  
 وغیرہ کا کرتا کے ہونا بھی غلط ہوا پھر یہ یہ کہ کیا ہے کہ کاریہ کی ترقی و منزل سے ایشور کارن  
 میں بھی ترقی و منزل ہونا چاہئے یہ بیشک ٹھیک ہونا اگر ہم ایشور کو ہکاریہ کا پادان کارن  
 (علت لوی) کہتے مگر ہم ایشور کو منت کارن بتلاتے ہیں پس اس میں ترقی و منزل نہیں ہوتا  
 کیونکہ کاریہ کی ترقی و منزل سے بیشک پادان کارن (مادہ) میں تو توں آتا ہے گزشتہ کارن  
 میں ہرگز نہیں آتا جیسا کہ پارہ وغیرہ کے کاریہ سمیت وغیرہ اوپادان کارن تو نہ درجہ ہیں  
 مگر جلاہد وغیرہ منت کارن نہیں جلا کرتے ایسا ہی ایشور کے منت کارن (کرتا) ہونے میں  
 بھی کوئی راجح کسبیدہ کا نہیں۔

سو ہم یہ کہہ کر اگر گھٹ کی کرتا کٹھار کی روح نہوتی تو مردہ اجسام کے ہاتھ بھی گھٹ  
 بنا سکتے الا یہ غیر ممکن ہے کہ پس غیر عیسیم کا کرتا ہونا بھی رد نہیں ہوا۔

پس میرے نزدیک یہی تمام تقریر کا باب ہوا تا فی طول فصول ہے۔ اور مان ایک  
 یہ اور دریافت کرنا ہے کہ جگت کی رچنا ایسی ہو کہ اس کو دیکھا لگائی نا کسی ماعتقادین  
 کے معانیہ خیال ہوتا ہے یا نہیں کہ یہ کیسی بنائی ہوئی ہے پس اصلیت یہ ہے کہ جگت  
 کا کرتا ایشور ضرور ہے۔

ایشور سے غیر متعلق معلوم ہوتے ہیں اور ان کے اس قول کے بیشک ہم بھی موافق ہیں ہی اور کچھ اعتراض نہیں کہ حبیب اکراؤ کا بیان لارڈ ہنرے ویسا ہی اور نکاوید شریف بھی لارڈ ہوگا چنانچہ یہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں لارڈ سر کرنا بوسا صاحب کی تکرار کی وجہ سے کہنا پڑتا ہے۔

بس اب حضور غرور راہ بن کر با بوسا صاحب کے تمام الفاظ کی تردید قرار دہی ہو چکی یا نہیں یوں اپنی زبان سے کون کہتا ہے کہ میں جھوٹا ہوں اور مختصر تو یہ ہے کہ اگر تعصب نہ کا اصرار نہ تو نشان با بوسا صاحب خود بھی قرار کرتے۔

بعض دورانیہ شش حاضرین۔ اوہو بیشک اس دنیا کا کوئی کارنامہ نہیں۔  
بعض کوتاہ اندیش شائقین صاحب یہ تو ہم برگزیدہ کیسے کرنا کا کرنا نہیں  
یوں ہم یہ جواب خواہ آوے یا نہ آوے۔ مگر ان بابویران چند صاحب کی تقاری میں کچھ کلام  
نہیں قابل تسمیہ آفرین ہے۔

بعض حاضرین دوسروں سے سارے میان آؤ بھی میت تو دنیا کے جھگڑے ہی جا  
میں کبھی سہ نہیں ہوتے  
بعض دیگر حاضرین (جواب میں) بھائی واہ مرا رہا ہے ہم تو بھی نہ جائینگے جیو تم  
ہم آئیں۔

پہرانا بھاس (کھڑا ہو کر خجالت آمیز لہجہ سے) حضور با بوسا صاحب میچ اوہم جھولے۔  
اصل یہ کہ جسے آپ کی برابر زبان زوری ہو کر نہیں ہو سکتی لیکن کچھ بھی جید اعتراضات اور  
سوالات مختصر عرض کرتا ہوں۔

اول دیکھئے با بوسا صاحب کی زبردستی کہ ہر ایک شہساز کو مفرد بھی بتلاتے ہیں اور مرکب بھی  
اس میں یہ اعتراض ہے کہ دو برہم دھرم یعنی مخالف خواص ایک چتر میں نہیں رہ سکتے یعنی جو

شہو عام ہر الٹا ہم اون کا تو صل ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی اون کو جبر علیحدہ کرتا  
اور یہ بھی دفع ہے کہ رات یعنی جبکہ وہ علیحدہ تھے بن وہ ایک غیر ذریعہ چیز ہے  
نہ ان کے علیحدہ کرنا لہذا رکھتی ہرگز خود بخود ایک خاصیت ذاتی سے وہ علیحدہ ہو جاتے  
ہیں پس اس طرح جو کو پنا دیکھ و نقصان خود گوارا نہ ہو لیکن کسی نیت سے مجبوراً گوارا اور اختیاراً  
کرنا پڑتا ہے جیسا کہ فقیر چیز کھانے کے بعد پیٹ میں درد ہو جاتا ہے۔

اب بیان شاہ حضور کے یا بابہ صاحب کے دل میں یہ اعتراض ہوا کہ اوکلی علیحدگی کا باعث  
بھی التیوری ہے خود بخود اپنی تخلیف کو کوئی گوارا نہیں کرتا اور ادا کا یہ ریا گلی بار کر  
اعتراض نہ کہ اول میں ظاہر کرنا لیکن یہ اعتراض مذہب اور اگر یہ سبکی غلطی ثابت کرے  
میں مشاہدہ کے خلاف ہونا ہی کافی ہے لیکن پھر بھی ہم ایک اور دلیل ملتے ہیں کہ اگر تہ  
اسکا باعث ہوتا تو اسکو یہ کیا ضرورت تھی کہ رات کو ہی اونکو علیحدہ کیا کرنا یا وہ دن میں  
وینے کو تو انہیں جیسا کہ سرکار انگلستان کسی محرم کو دن میں نہ اور رات کو یہ نہیں راتی بلکہ  
براہ شرف روز فقیر رکھتی ہر پس اس نظام میں یہ مشیور کا دخل بلانا اوس بجا ہر یا حق تہام کا  
ملا وہ بن مانگو فقرہ اور دن میں تو صل یا کسی کو سبوت ایچہ بھی سزا جزا دینا وغیرہ جس قدر  
دیا کے وقوع میں اور سب میں تغیر و تبدل ضروری و منزل ہوتا ہوتا یہ وہ سبب کے اور پھر  
ہے یعنی کارن میں تغیر و تبدل ہوتا کہ میں بھی نئی و منزل وغیرہ ہوتا ہے ورنہ نہیں ہوتا کہ  
جو کہ استور کارن میں اب تغیر و تبدل ہرگز نہیں مانا گیا لہذا یا تو فقرہ و تو صل یا قرضہ  
دولت و نہ دلوانے وغیرہ وقوع میں بھی تغیر ہوگا اور یا ایسے غیر متلون اہل ایک سرویکھا  
کارن نہ ہوگا۔ مگر بنیادی وقوعات میں تو تغیر و تبدل عین ہر سیس لامحالہ ہی ثابت ہوتا  
ہے کیا استور غیر تغیر ہرگز اوکھا کارن نہیں لہذا اس میں سے بھی قرضہ دلوانا وغیرہ رونا و حرکت

اور ایشور کے مرکب ہونے کی مخالف دلائل پہلے رو کر ہی دیکھا ہوں لہذا کوئی دلیل باقی نہ رہی ایشور کے صنعت نہ ہونے میں۔

پس ہنوز باوجود صاحب کو بحث کر سکا طریقہ نہیں آیا لہذا ظاہر ہے کہ جوابات دلائے گئے تھے مگر وہ صرف نادانی یا فیر سے اور بعد میں جو ظاہر کجاتی ہے وہ حیون تیوں تا کیہ اور نہ ہائی سے۔ یہ فرضہ دلوانے وغیرہ کے لئے علیحدہ دلیل کی اس غرض سے ضرورت ہے کہ یہ کوئی لازمی امر نہیں کہ جو حجت کا صانع ہو وہ فرضہ دلوانے وغیرہ کا بھی منظم ہو اگر فرضہ دلوانے وغیرہ کا منظم نہ ہو تو ادا حک کیا ہے چنانچہ یہ پہلے ظاہر ہی کر دیا گیا تھا۔ خیر۔

اب اس دلیل کی تردید پر جو اعتراض ہو اس پر خود فرمائیے کہ وہ کیسا بیہودہ ہے یعنی آپ فرماتے ہیں کہ موہن دھول کا دور شٹانٹ ہے وہ ایک فرضی بات ہے یعنی موہن دھول کچھ چیز نہیں۔ عدالت یہ واضح ہے کہ یہ ایک جہالت کی بات ہے کیونکہ موہن دھول وغیرہ جادو مستہو عام ہیں اور جو مشہور عام جوتے ہیں وہ کیونٹ اور کسی مقام میں ضرور موجود ہوتے ہیں غلط نہیں ہوتے گو کیا بھون۔ جیسے جواہرات خوشہویرین وہ کیونٹ اور کسی مقام میں ضرور موجود ہیں۔ چنانچہ جادو کے اندر سے سانپ کے پڑنے والے یا اسکے زہر دفع کرنے والے وغیرہ اکثر اٹھیں سے دیکھنے میں آتے ہیں۔ ایک منتر زرد و سرخ زنبو۔ (بھڑونیا کے رہ کر) جھاڑنے کا ہمارے شاگرد دیکھتے اس جھکا ٹوی کو یاد ہے مارا آزمایا تیر بہت پایا جسکو اعتبار نہ ہو ہم اب تجربہ کر سکتے ہیں۔ سلاوہ اسکے فرض کر دے موہن دھول وغیرہ ایک نگاہ میں کیے نہیں مگر اسکو چھوڑ کر اور بھی ہزار نمائش ہم بیان کر سکتے ہیں چنانچہ دیکھو کیا ایک کی نمائش نہایت ہی مخزون اور لا اعتراض ہے یعنی رات کے منت سے جھکی کو جھکی سے لامل علیحدہ ہونا پڑتا ہے باوصفیکہ دونوں باہم نہایت شوق ملنے کا رکھتے ہیں کہ کوئی تفریق



آپ فرماتے ہیں کہ تمام صنعتوں کا شروع اصل ہی ایشور ہے۔ یہ کہنا محض کج فہمی نہیں تو اور کیا ہے۔ پس اسکی مخالفت کرنا بلا شک حق میں داخل ہو لہذا میں صواب اور فرض ہے۔  
 پھر اول یہ تسلیم ہو ہی چکا ہے کہ ابد روزانہ حرکات خود بخود واقع ہوتی ہیں لیکن اب کہتے ہیں کہ  
 یہ سب ہوا کہا گیا تھا کیونکہ فرضہ ہونا اور غیرہ جو اعمال کی سرازیر ہیں وہ ایشور کے تعلق ہی ہیں۔  
 لہذا اسکی نسبت بھی مباحثہ ختم نہیں ہو سکتا۔ یہ بڑی نادانی کی بات ہے کیونکہ کیا معلوم ہے کہ  
 اگرچی قول ہو کہتے ہوں اور آئندہ پھر اوسکی تسلیم کرنا ٹیٹ ورنیون تو تمام مباحثہ کو اسی غلط  
 سے (کہ سب ہوا کہا گیا تھا) رد کر کے پھر (سرنو مباحثہ کر سکتے ہیں اور پھر اوسکو بھی اسی غلطی سے  
 چھوڑ کر پھر اور بات علیٰ اہم اقیاس۔ غرضیکہ نتیجہ یہ ہوا کہ حیدر ایک مرتبہ کوئی امر تسلیم ہو گیا پھر  
 اوسکی نسبت مباحثہ ختم ہونا تھا۔ ورنہ پھر اگر اوس پر بحث ایسا ہے تو سلسلہ ختم کبھی ہو گا پس  
 اگر چہ سب دلیل موقوفہ مباحثہ اس بارہ میں ختم ہو گیا لیکن ہم چونکہ اس طرح حیرانی پر آمادہ ہیں اور  
 ہر ایک اشتباہ کے لئے کریم کا ہمارا ارادہ ہو لہذا ہم پھر بھی اوس پر بحث کر نلیو نا شمس۔ ہمارا  
 صاحب نے دلائل پیش کی ہیں انکی تردید کر سکے۔

پھر بابو صاحب نے یہ حوزہ بایست کہ ”یہ کہنا کہ شروع میں ایشور کا صانع ہونا سب سے غلط الحوا  
 کی بات ہے جب تک ہماری دلائل رد نہ کیجائیں۔“ اب جو کہ وہ دلائل بھی تمام و کمال رد ہو گئے ہیں لہذا  
 میرے نزدیک جو غلط الحوا ہی کی باتیں بتلائے وہ خود مابوش و حواس ہو کر اپنے ہی دل میں افسا  
 کر کے کہہ سکتی باتیں غلط الحوا ہی کی ہیں۔

ادرا ب وہ منتر زنی بھی عدالت پر بخوبی واضح ہو گئی ہوگی کہ جسکی بابو صاحب کی رائے میں  
 تردید نہیں ہو سکتی اور جو ہر امر کو بایہ اثبات کو پہونچاتی ہو میں اب بھی بابو صاحب کا کیا شہر و طنز کر  
 اور نہ ہونا احسانم غیرہ کا بلا صانع کے ہونا رو کیا گیا ایسے سوس کو اپنے بھی موصفا نخل نہیں ہوتے۔

یعنی شاید کے خلاف اور غلط ہے اور اگر سیکانام غیر محسوس ہو تو بتلاؤ کہ سبط اشوہجی کے جسم میں طول کر کے صنعت کرتا ہے پس ابتدائی اور لاتانی تو کیا اشوہجی کسی بھی قسم کا کرنا ثابت نہیں ہو سکتا۔

اور جب اشوہجی کا صنایع ہونا غلط ہوا تو محیط کل کا صنایع ہونا بھی ثابت نہ ہو کیونکہ اسی پر استدلال کیا گیا تھا۔

جے کھینے کے اسی سمجھنے کی متعدد دستخیز گجاری جاتی ہے اور ہمہ طنز کیا جاتا ہے کہ "ہیو ماڈیرٹ نیست" پس حیرت مل رہی ہوئی کہ "پہلا درست دندے کے کھٹ چراغ دارد" یعنی "نہ اپنے الفاظ سے اپنی جہالت ظاہر فرماتے ہیں اور دوسروں کو جاہل بتاتے ہیں۔

پھر دھجاردوش بھی روپس ہوا کیونکہ گجاری کی امور تیک وچ گھٹ وغیرہ کی کرتا تو کیا ثابت ہوتی ہے کہ کسی بھی کرنا ثابت نہ ہوئی دیکھو سائن کترین مذکورہ سابقہ کو۔

اور جب کسی شمسہ کا کرنا بتو ثبات نہ ہوا تو اولہ وغیرہ کا بلا کر لگے ہونا لا اعتراض ہو گیا اسی لئے میں نے کہا تھا کہ اسکی جو مخالفت کی جاتی ہے وہ بوجہ نادانیت قانون مباحثہ کے ہے دینا پنجاب اسکی تصدیق ہو گئی اور کوئی شک نہ رہا۔

اور جبکہ اولہ وغیرہ کا بھی سیکو کرنا بتلایا جاتا ہے تو یہ مدت ہمد کے خلاف ہے ہی۔ اور حاضرین کے دلوں میں اکثر اسلئے شکوک ضرور ہوتے ہیں کہ شخص علم باحتی کی کامل استفادہ نہیں کھاتا لہذا جبکہ مخالف کی جانب سے ناقص دلیلین ظاہر کی جاتی ہیں تو متوسط عقل کے آدمی ضرور شبہ حالت میں ہوجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ معلوم کون حق پر ہے۔ پس بعض توقع کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور بعض غیر حق کی طرف بھی۔

اب عدالت انصاف سے غور فرمادے کہ ہماری کونسی دلیل کی تردید کی گئی ہے کہ جسکے زعم سے

ہزاروں قایمے تصور تھے۔

اب آگے چل کر میسے اوپر بابو صاحب نے دھوکھا دہی کا لازم لگایا ہے اس کی بھی حقیقت اور کمترین کی عادات حضور انور پر دشمن ہیں یہ یقیناً کہتا ہوں کیا بابو صاحب ایسے ایسے الزام بچھہرے اور قایم نہیں کرتے بلکہ درحقیقت وہ جس کی یہہہ کہ جس تک اپنی کم علی اور کوتاہی ایشی آپکو معلوم نہیں ہوتی تب تک دوسرے کے اوپر ہر اقل طرے کے شک پیدا ہوا کرتے ہیں اور جبکہ معاملہ کی اصلیت تک رسائی ہو جاتی ہے تو پھر خود اسکو شرمندہ و نادم ہونا پڑتا ہے اسیلئے اس کی شکایت ادھر سے کچھ نہیں کی جاتی۔

لیکن غور کیجئے آپ کہتے ہیں کہ گھٹ کا کرنا کھار کے ہاتھ بن کو بتلایا یہ دھوکھا دیا ہے۔ حالت کو معلوم ہو گا کہ یہ دھوکھا ہے یا کہ کسی نادانی اور ناہمی سے۔ بلکہ گھٹ کا کرتا، دھوکھا بنے بھی خود کھار کے جسم کو تسکیم کیلئے پھر کہئے کہ دھوکھا کیونکر رہا۔

ایک بابو صاحب دوران بحث میں ایسے سرگردان اور پریشان محبتے ہیں کہ کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ فرماتے ہیں۔ متعلق اور غیر متعلق یا مناسب اور مناسب غیرہ کا کچھ بھی خیال نہیں چاہتا۔ اب انھوں نے کھار کے ہاتھوں کی حرکتیں بغیرہ کی بحث میں کی ہے لہذا اب مجھ کو اس کے بھی پھیلنے اور کھارنے پڑے۔

حضور پر واضح ہے کہ بحث صرف یہہہ کہ موثر تک یعنی غیر محرم بھی کرتا ہوتا ہے یا نہیں۔ نہ یہ کہ روح کرتا ہوتی ہے۔ ایسے بغیر اس کے کہ کھار کی روح ہی ہاتھوں کی کرتا ہے یہہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ روح بحالت محسوس کرتا ہے یا غیر محسوس۔ اگر بحالت محسوس تب تو قانون کی دفعہ ۴۴۴ کے موافق سزا دہیدہ دوس اور یہہہ عارض ہے یعنی یہہہ ثابت ہی ہے۔ ہم خود ہی کہتے ہیں کہ محسوس کرتا ہوتا ہے۔ اور اگر کہیں کہ غیر محسوس کی حالت میں کرتا ہے تو یہہہ تریکیش بردہ

اگر ابو صاحب کی طرح کوئی زائد کا مسلہ بھی اُٹھتا دوش کے خوف سے قائم کرے تو کسی کو باطل کی بات ہو کیونکہ زمانہ کی قدامت میں کلام نہیں ہو سکتا پس نتیجہ یہ ہوا کہ جیسا کہ اوصاف اُٹھتا دوش کے زمانہ کو اُٹھانا جاتا ہے ایسا ہی پیدائش انسان کا سلسلہ بھی اُٹھتا ہے خلاصہ یہ ہوا کہ اُٹھنا دوشیا میں اُٹھتا دوش وغیرہ دوش تجویز کرنا چاہیے۔ کمال انسوں اور تعجب ہے کہ اس زمانہ سے کہہ کر اولادینے والدین سے پیدا ہوتی ہے جو ملک کا سلسلہ اُٹھنا دوشی قدیمی ثابت ہوتا ہے لیکن تو غلط بتلایا جاتا ہے۔ اور ایشور کرنا جو کسی قانون سے ثابت نہیں اور سکور برستی مٹا چاہتے ہیں میریہ جو کہ ایک کراشیور فراد اور سادھان کرنا ہے اسلئے اسکا کوئی کرا نہیں ہم کہتے ہیں کہ جگت بھی سادھان کرنا ہے اسلئے اسکا بھی کوئی کرا نہیں۔ اور فرادھونا ایشور کا غلط بتلایا ہی گیا پس ایشور کا کرا بھی ضرور ماننا چاہئے یا جگت کا بھی کرا مانو۔

پھر یہ بیان جہاں قانون انومان اور پانی گیان وغیرہ کے ذریعہ سو بخوبی ثابت ہو گیا ہے انومان کا یہ جوگ انفرہ، اعضا کیا جاتا ہے کسی انسان کی پیدائش جہاں جماعت والدین کے برابر نہیں ہو سکتی کیونکہ ہر انسانی جسم و نکلے نطفہ اور نکلے جنس سے جنم لینا ہی ثابت جیسا کہ ہم سنا۔ غیرہ کی تولید میں اب بھی اگر کوئی بلا دلیل اسکی مخالفت کرے تو محض باولہ ہے۔ سخت حیرت کی بات ہے کہ سلسلہ تخلیقات میں تو ہزاروں آدمی ایک سخت ایشور پر مرتبہ جہاں والدین کے شوگ کے پیدا کرنا ہے اور اب ایک آدمی بھی کہیں اس خدائی طریقہ سے پیدا نہیں ہوتا کاشکے اگر ایشور ہے صلح دیتا تو ہم غایت درجہ کم اکہم ہر حال دوچار آدمی کو تو خود اس طریقہ سے پیدا کرنے کا شورہ دیتے بلکہ جنس جنم لے جس سے اسکی خدائی میں بھی سبکو کسی طرح کا شک نہ ہو سکتا اور اسکی صلح کرے کا بہترین ثبوت ہوتا اور دوچار آدمی بھی جنم لے کر لیتا اور غلامت وغیرہ سے محفوظ رہ کر خدا کی اور ہماری جان کو دے دیا کرتا میں وغیرہ وغیرہ

ہوتے ہیں اگر یہ کہنا اور نکاح ٹھیک ہے تو پھر سکو اور کیا چاہے شل ہے کہ اندھے کو  
کیا چاہئے دوین یہی تو ہمارا مطلب ہے۔ مگر بابو صاحب جو انوسٹھا دوش کے خون  
سے کہتے ہیں کہ انوکھا مطلب نہیں نکلتا یہ اوکی غلط فہمی ہے کیونکہ جو واقعہ بظاہر  
پریت سدا یعنی عقل مصلحت سنج اور جو اس سلیم کے موافق ہو اُس میں اگر کسی دوشن کا  
احتمال ہو تو بھی دوشن نہیں سمجھنا چاہئے مثال اسکی پہلے عرض کر چکا ہوں ان جو واقعہ  
ثابت نہ ہو سکتا ہو تو سمجھو کہ اس میں کوئی دوش ہے مگر جبکہ صریح کوئی چیز موجود ہو تو اس میں  
دوشن تجویز کرنا اور یہی کہلاتا ہے شل ہے کہ ہاتھ کنگن کو اسی کیا ہے۔ ورنہ جیسا کہ بابو  
صاحب کے موکل یعنی مدعا علیہم کا خیال ہے کہ دنیا کا سلسلہ قدیم ہے یعنی میعاد معین کے  
بعد پرے ہوتی ہے اور پھر شرٹی ہوتی ہے اس طرح سلسلہ قدیم ہے اگر یہی ٹھیک نہ ہو  
تو اس میں بھی انوسٹھا دوش کیوں نہیں آویگا اور بابو صاحب پرانوں و دیو وغیرہ کو انا د  
کیونکر ثابت کر سکتے۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ جو اشیاء قدیم یعنی انا دین اوکی انا داتا  
یعنی قدامت کے علم تک اپنی رسانی نہیں اسلئے ان میں انوسٹھا دوشن یعنی دور سلسل کا  
احتمال ہوتا ہے مگر نہیں بلکہ میا کہ پرانوں و روح وغیرہ انا د اشیاء میں یہ خیال مناسب نہیں  
کہ یہ کہان سے آگئے اور کون انکو لایا وغیرہ اسی دوشن کے خون سے بابو باندرا خان  
کے موکل کہتے ہیں کہ پہلے سولے خالق مطلق کے اور کچھ تھا، ایسا ہی سلسلہ انا دین بھی  
ایسا تصور اور احتمال زیبا نہیں کہ اس میں انوسٹھا آتی ہے۔

ایک تمثیل اور عرض کرنا جو بالکل شبہ ہے وہ یہ ہے کہ تسلکال یعنی زمانہ کا  
ابتدا بھی اس طرح ممکن ہے کہ زمانہ حال سے پہلے اور زمانہ تھا اور اس سے پہلے اور علیٰ ہذا  
جہاں تک ہم میں بچا کر نیکی طاقت ہے بچا کر نیکی گرا خرمین مجبور کہنا یا کر زمانہ انا د ہے

تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ خاصیت اور ورثہ کا ابھرتا یعنی خاصیت سے غفلت اور ورثہ سے غفلت ہے اور یہ صفت موصوف لازم موزوم ہوتے ہیں لہذا شروع میں اگر خاصیت نہ تھی تو پھر بھی تھے اور اگر نہیں تھے تو ابو صاحب کے دعوے کے خلاف مولوی اکیان ان سب کا جواب عارض ہوتا ہے پس اس بحث کو چھوڑ کر اسی مساحتہ کرنا لازم ہے چنانچہ آئندہ کہنا جائیگا مگر اب ابو صاحب کو بھی برکتسرا نے جواب کے اس پر ہی استدلال کرنا چاہئے چونکہ وہ نہیں کہنے لگا اسکو غلط بتلاتے ہیں لہذا یہ بھی صحیح ہوا کہ شروع میں خاصیت ہی یہ اکیانگ تھا پس یہی وجہ ہے کہ شروع مخلوقات میں بھی صنایع کا ابتداء نہیں ہوتا۔

قطع نظر اے ابو صاحب! اٹو مان کے ذریعہ سے جاہر کبات کہ ایک جس اور کاتاک کے معنی ثابت کرتے ہیں اور میں بدعت قانون پریشکیش کے دیکھتا ہوں کہ بعض مکتوبات کاتاک کے ہے اور اس ملا کرتا کے خوب بخود اتعہ ہوتے ہیں ایک جس کے پرگ نہیں۔ عدالت یہ اس سے کہ فی الزمان و قانون پریشکیش کے مخالف ہونو وہ لا اعتراض بھی ہو کہ صحیح نہیں ہوتا کیونکہ قانون پریشکیش انومان سے مقدم اور اول ہوتا ہے یہاں کوئی انومان کہہ کر آگ سر ہے کہ چونکہ محو اربع عن سر کے ایک عصر ہے۔ اور ہم اسکو پریشکیش چھوڑ کر دیکھلاوین کہ آگ سر نہیں بلکہ گرمی نوا محو اولہ ہوا اسکا غلط سمجھا جائیگا نویس ابو صاحب کے ایسے انومان کی تو پریشکیش کے معابر کیا اصل ہے کہ جب پریشکیشوں اعتراض نائب میں بہت مال قانون پریشکیش کہتا ہی کہ ایشو کسی مکتوبات کا صنایع نہیں۔

پھر ابو صاحب کہتے ہیں کہ یہ کہنا ہمارا صحیح ہے کہ ہر ایک اولاد کے والدین ضرور

تسلیم کاغذ ہوتی ہے اور قانون انوائس کے فقرہ میں ہی کارآمد ہوتی ہے نہ کہ قانون ٹیکس میں  
علیٰ بنہ القیاس حکمتیہ فیض کے مقابلہ سوئی کی حرکت کا کرتا کوئی پرتکلیف نہیں اور مدعا علیہم کے  
مغز گواہ کو بھی یہ قبول ہے تو دہندہ اسے اسلی تردید نہیں ہوتی۔

(بعض حاضرین حیرت سے دلیں کہتے ہیں: "اوسود کیونکہ کیا نیسی باتیں معلوم ہوتی  
ہیں اور تمام یورپین چیرس دیکر اپنا دلی سرور ظاہر کرتے ہیں۔)

اسیر باوصا حسب اعتبار ہی کہنے کے ان اشیاء کا کرتا یعنی ایشور جو ثابت کیا جاتا ہے  
وہ قانون پرتکلیف سے دیکھنے کے قابل ہی نہیں لیکن یہ بھی غلط ہے کیونکہ میں پہلے  
ہی مرل بیان آچکا ہوں کہ مجسم اشیاء کا کرتا مجسم یعنی پرتکلیف دیکھنے کے قابل ہی ہوتا ہے  
لہذا چونکہ ملک مجسم ہے بل اس کا کرتا بھی اگر کوئی ہوتا تو ضرور مجسم ہی ہوتا جس کا کوئی جو  
معتول ہونور نہیں دیا گیا اور نہ دیا جاسکتا ہے۔

پھر باوصا حسب کا سبب کہنا صحیح چھوٹ ہے کہ جبہ حرکت کو ایک جنس کے ثابت کی  
ہیں کیونکہ انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ بعض حرکات کا اب صانع ہوتا ہے۔ اور بعض  
بلا صانع کے ہی ہوتے ہیں پس ایک جنس کے ایذا کر سکتے ہیں۔

مافیہ جو کہتے ہیں کہ شروع میں سب کا کرتا تھا یہ صرف کہنے کی بات ہے ورنہ اسی صلیت  
کوئی نہیں یا نچا بھی اسکے بارہ میں میں نے عرض کیا ہے کہ شروع کرتا کوئی ثبوت نہیں  
لیکن اسکو بھی چھوڑ کر اسی بارہ میں اس مرتبہ اور سوال کرتا ہوں کہ شروع میں ایشور  
نے تمام حرکات کی صنعت کردی تھی یا انہیں مرکب ہو جائیکا خاصہ یہ اگر دیا تھا  
اگر کہو کہ صنعت کردی تھی تو یہ بعض نادرت ہے کیونکہ کہ یہ ہر ہر فرد لکھو کہانی  
صنعتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور اگر کہو کہ ہر ایک اشیاء میں خاصیت پیدا کی گئی تھی

کراہ یہ خود بخود واقع ہوتے ہیں پھر ویجیا کر لیں تو نہ ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جبکہ اب بعض ملک  
کا خود بخود مرکب ہونا تسلیم ہے تو بابو صاحب دل کھولے بتلا دیں کہ پھر کس اعتبار اور  
حجت پر ایسٹور کو شروع موقوفات میں کرنا سمجھتے ہیں۔ یہ خیال تب ہی تک پیدا ہو سکتا تھا  
کہ صبتک یہ سمجھتے تھے کہ بلا صانع کے کبھی کوئی مرکب نہیں ہوتا پس ویجیا روش ہرگز  
رد نہیں ہوا۔ علاوہ اسکے ویدک مضمون اور جرون سے بھی ویجیا آتا ہے کیونکہ ویدک لکھنے  
کا تیری وغیرہ جیندیا اور کفار وغیرہ روت سے مرکب ہونا یہی ہے مگر اسکو بابو صاحب نے  
بھی صنعت نہیں مانا بلکہ کہتے ہیں کہ وہ بدقہیم ہے۔ پس جبکہ وید وغیرہ باوصف مرکب ہونے کے  
صنعت ہوئے تو ویجیا روش بابو صاحب نے بھرا اور ابدان یا مقناطیس وغیرہ کی نظائر پر  
جو قانون انومان کی دفعہ حرف الف ماضی بتلائی وہ ہرگز نہیں ہو سکتی بابو صاحب کا  
جناں غلطی یہ ہے کہ وہ سے اکتو متیلا پیش کر کے عرض نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ایز کو مذریعہ  
ایکٹ انومان کے کرنا کی مدد ہی آتے ہیں اور ہم انھیں کو مذریعہ قانون پر تکیس کے اسکے  
خلاف ہا کرنا کے درجہ تسلیم کمال وغیرہ منجگست نوذریعہ ابھرتے ہیں دکھاتے ہیں  
جبکہ لڑ مشل مفہم۔ ہاتھ میں اوٹھا کر کوئی شخص انومان سے کہتا ہو کہ پیش تو اتر چند  
کے قدمہ ملی نہیں ہے لیونہ نور تھجد کبھی کوئی مقدمہ ایر نہیں آتا۔ اور ہم اسکو  
پر تکیس دکھلا دیں کہ یہ یہ مل تو اتر چند کے مفہم کی جڑ ہر دکھ لکھ لو اور تو اتر چند مقدمہ  
کی پروہی کرتا ہوا اسکے سامنے جو ہے۔ یس اگر پیش مذکور مرض بحث میں ہو لیکن  
جبکہ وہ قانون پر تکیس کے ذریعہ سے تو اتر چند کی ثابت ہوتی ہے ایر مخالف بھی اسکو  
قبول کرتا ہو تو مثل مذکور کو متیلا پیش کر کے کہ کیا ضرورت نہ قانون پر تکیس میں پیش  
کی ضرورت ہوتی ہے پس مقدمہ قانون انومان کی محض غیر متعلق ہے ایز کو مقدمہ کو با اعتبار



پاتی بن اور جب ایک ہو جاتی بن تب ٹبل سونے کی تمثیل مذکورہ سابق کے مرکب نہیں بلکہ مفردی ہو جاتی ہے پس سب ہی اشیاء مفرد اور سب ہی مرکب ہو سکتی بن لہذا اشیاء کو بھی اس ٹبل سے بری کرنا محض جہالت ہے۔

خط اس تمام گفتگو کا یہ ہے کہ اگر مرکبات کا صنعت بن و نا ضروری ہے تب تو اشیاء بھی درجہ مرکب ہے صنعت ہو اور اگر اشیاء با وصف مرکب ہونے بھی صنعت نہیں تو دیگر جملہ مرکبات بھی صنعت نہ ہونگے۔

اب امین ایک سوال اور کرتا ہوں کہ مرکبات صنعت کیون تبتلے جاتے بن۔ درجہ اس کے اگر کہیں کا ونے اجزاء جمع کر دیو الا کوئی ضرور ہوتا ہے اسلئے۔ تو مرکبات دلیل نہ ہو مگر خود مدلول ہو گئی یعنی بیساکہ اجسام وغیرہ کا صانع ثابت کیا جاتا ہے ایسا ہی مرکبات کے جمع کر نیوالے کا اثبات بھی ضرور کسی دلیل سے کرنا چاہئے نہ یہ کہ خود مرکبات کو ہی دلیل بن پیش کرنا۔ مگر مرکبات کے اجزاء کے باس کے اثبات بن کوئی دلیل پسبہ انہیں۔ لہذا اثبات کے صانع کا وجود ضرور کسی دلیل سے ثابت نہیں ہو اور نہ ہو سکتا ہے۔

قطع نظر اس کے اگر فرض بھی کریں کہ اشیاء مفرد ہی ہے تو ہی کوئی ضرور نہیں کہ وہ بلا کرتا کہ ہو لہذا اسکا بھی کرتا کیون نہ مانا جاوے۔

اچھا۔ آگے اور اجسام وغیرہ مرکبات سے جو بننے دیھیا۔ دوش دیا تھا وہ بھی رد نہیں ہوا۔ کیونکہ بیان تک تو تسلیم ہی ہے کہ اب اونکا کرنا او صانع کوئی نہیں صرف اس کے اوپر بحث ہے کہ بھی اونکا کرتا کوئی تھا۔ یہ عرض اسدہ ہے اور کسی طرح سے ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے اثبات بن صرف ہی دلیل تھی اور اس عوجہ سے کرتا کا خیال پیدا ہوتا تھا کہ جو مرکبات کا صانع ہوتا ہے اب ہی دلیل کو مان دیا غلط یعنی مشابہ کہتا ہی

و مرکب ثابت کرنے کے لئے اسے کسی کا ترکیب دیا ہوا یعنی صنعت ثابت کرنا لازمی رہا۔ پس ایسے اثبات پر علاوہ اس قدر دوش عارض ہو چکے اترتیرا آتش سے دوش بھی آتا ہے لہذا آپکا دعویٰ بدستور غیر ثابت ہی رہا۔

یعنی خلاصہ یہ ہے کہ اگر تہم یہ کہتے ہو کہ ایشور کا ترکیب دینے والا کوئی نہیں اس لئے وہ صنعت نہیں ہو ہم کہتے ہیں کہ سوچ چنانہ وزین وغیرہ کا بھی ترکیب دینے والا کوئی نہیں پس وہ بھی صنعت نہیں ہو سکتے اب جس دلیل سے سوچ و چانہ وغیرہ کا صانع ثابت کرنا چاہتے ہو اسی سے ایشور کا صانع ہونا بھی ضرور ماننا پڑے گا۔

حاصل کلام اس تمام بیان کا یہ ہے کہ عرض آتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو دوا چند چیزیں باہم ایک حلقہ میں اجتماع ہوتی ہیں وہ خواہ علیحدہ علیحدہ ہوں یا ایک ریکٹ باہم ہوں مرکب کہلاتی ہیں پس ہر ایک چیز اپنے در کی شیتھر کال یا گن پر یا پے کا مجموعہ ہے لہذا انھیں مرکب نہیں اس بیان سے ایشور بھی اپنے در کی شیتھر کال یا گن پر یا پے سے مرکب قرار پایا۔ پس اب اگر کہی جائے کہ وہ مرکب ہونا ہے وہ صنعت ہو تو ہے تو لاء عالم اس قدر ماننا پڑے گا کہ ایشور بھی صنعت ہے۔ اس کیلئے اس طرح آنا ہوں کہ اگر اب صاحب اب بھی کہیں کہ جو ملا ایک ایک ہو جائے وہی مرکب ہوتے ہیں۔ اب تصور سے تو در شیتھر کال غیر علیحدہ علیحدہ ہیں لہذا وہ مرکب نہیں۔ تو میں ان سے دریافت کرنا ہوں کہ گھڑے کی مثل جو اونھوں نے لینے بیان میں پیش کی ہے اس کے بڑے ہی علیحدہ ہونے ہیں لہذا وہ بھی مرکب نہ ہوگی اور یہ مرکب نہ کی تو بقول اولیٰ صنعت بھی نہ ہوگی پس بہتر ہے کہ اپنی پیش کردہ تمثیل سے ہی وہ خود دھوٹے ہو گئے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک قسم کی چند چیزیں بھی جب تک مجموعہ ہو کر نہ ہی رہتی ہیں تب تک ہی مرکب نام

اجتماع ہے لہذا وہ بھی مرکب اور اسلئے صنعت ہوا اور ایشو کا پریشون کا مجمع ہونا  
اسدہ بھی نہیں کیونکہ اس کو آپ نے سرب بیا یک یعنی محیط کل شل آکاش کے اندر ہے  
استد طول ایک پریش یعنی پراناوہرگز نہیں ہو سکتا ورنہ آکاش بھی ایک پریشی  
قرار پاوے اور اس سے مختلف مقاموں میں مختلف شہد وغیرہ صیا کر مخالف  
ہیں ہرگز نہیں پیدا ہونگے ایسا مانتے ہیں اور بھی بہت دوش آتے ہیں۔

لیکن ان اسلئے علاوہ آپ یہ کہہ گئے کہ ایشو فی الحقیقت ایک دیشی تو نہیں بلکہ ایک  
قسم کے لائقہ ایشو پریشون یا پراناوہن کا مجموعہ تو ہو سکتا ہے مرکب نہیں کیونکہ مرکب وہ ہوتا  
ہے جس کے اجزاء کسی زمانہ میں علیحدہ علیحدہ ہوں اور پھر کسی نے او کو ترکیب دیا ہو اور اب  
مرکب بھی صنعت ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ایسا مانتے سے جگت کے مضمون  
ہونے میں جو مرکب ہونا دلیل بیان کی تھی وہ کچھ بھی نہیں رہتی یعنی مرکب ہونے کے لئے ایک  
ہونگے اور انہیں کوئی دلیل و مدلول نہ پایا دوسرے الفاظ میں یون کہتے کہ ایک کا ثبوت  
دوسرے کا ثبوت پر یعنی جگت کو صنعت ثابت کرنے کے لئے تو اسکا مرکب ہونا ضروری ہے

تین ایک ٹیگل پراناوہن قابل تقسیم نہ مادہ تین تین سفیاں منہ نے اتنا چھوٹا مانا ہے کہ کئی سنگھ  
کے اجتماع کو بھی ہماری نگاہن لائیکے لئے سادہ ہی کوئی تر سے تیز خوردہن قابل ہونگے اسلئے  
لے اگر یہ پراناوہن کلفظ کا اطلاق ہو نا اسلئے مادہ کے ذرات یہی ہوتا ہے یعنی عموماً  
پراناوہن سے مراد ٹیگل پراناوہن ہوتی ہے تاہم جو کہ اس لفظ کے معنی جزو لائیکہ کے ہیں اسلئے  
ملاحظہ معنی یہ لفظ اشیاء مادہ یا عیب مادہ ہر دو کے اسلئے لائیکہ کے لئے  
لایا جاسکتا ہے۔

پراناوہن

تو معلوم ہوگا کہ ایسے ایسے اعراضات کی کچھ بھی مصلحت نہیں کیونکہ اول تو ہمیں یہ حال ہے کہ وہ مختلف درجوں کے سنجوگ کا نام بھی مرکب ہے یا نہیں۔ اگر ہے تب تو اعراض کی کچھ ضرورت ہی نہیں یعنی ایشو کا مرکب ہونا ثابت ہو گیا کہ درجہ شیمیکال وغیرہ کا سنجوگ ایشو سے اسطرح نکلا ہے۔ لیکن اگر برعکس اسکے یہ کہیں کہ مختلف درجوں کے اجتماع کو مرکب نہیں کہتے تو اسی حجت سے روح اور جسم کے سنجوگ کو بھی اگر دونوں مختلف درجہ میں (مرکب نہ سمجھنا چاہئے اور جبے کب نہ ہوے تو بقول آپ کے صنعت بھی نہ ہوے تو پس نتیجہ یہ ہوا کہ تو خدا کو بھی مرکب مانوا و صنعت یا حیوا اور جسم کو بھی مرکب نہ مانوا و صنعت کی اچھا اب دوسرا حال اُسین یہ ہے کہ ایک ہی درجہ کی چند حالتیں باہم مل کر مین تو وہ مرکب ہوتی ہیں یا نہیں۔ اگر کہیں کہ ہوتی ہیں تب تو یہ بات شاید کے خلاف ہے اور یہی وہ ہے کہ کیونکہ باہمی اور کڑا وغیرہ سے لکھے ہوئے کو کوئی مرکب نہیں کہتا اور اگر کہہ کر ایک عنصر کے درجہ کی حالتوں کے اجتماع سے مرکب نہیں ہوتا تو پس کوئی بھی مرکب نہ ہو اس سے دلیل سے اسہام وغیرہ کو بھی کہ ایک قسم کے پیدگل یا نوون ذرات مادی کا مجموعہ ہے نہ مرکب نہ سمجھنا چاہئے۔

علاوہ اسکے اس تمام ٹھیکڑے کو چھوڑ کر اگر یہ فرض بھی کر لیں کہ اب درجہ کی چند حالتوں کے اجتماع سے بھی مرکب ہوتا ہے (اسی منظر یہ ٹھیک بھی ہو سکتا ہے) تو اولیٰ درجہ مذکورہ درجہ روح چو کہ وہ مختلف درجہ میں ایک درجہ کی چند حالتوں کا مجموعہ نہیں لہذا وہ مرکب نہ ہو یہ صنعت فوریہ ہونگے اور وہیم اسٹور بھی ہو گا ایک ہی درجہ کا متعدد درجہ ہونگا

۱۷ پر دیش خیز کے چھوٹے ایک خرو کا نام ہے۔ یا یون کہنے کے اسہد جگہ یا مقام کا نام ہے

ہو سکتا ہے چنانچہ یہاں ہی ایشور کے بارہ میں بیان کیا گیا ہے یعنی ایشور کو ہم ایشور سے ہی مرکب نہیں بتلاتے بلکہ درجہ کثیر وغیرہ چند اشیاء سے مرکب بتلاتے ہیں پس یہاں تک تو لا اعتراض ہے۔ اب رہی یہ بات کہ جو چند چیزیں لکرا ایک ہو جائیں اسکو مرکب کہتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ کوئی چیز کسی دوسرے درجہ میں لکر اپنے درجہ گن سبھاؤ کو نہیں چھوٹی اگر چھوڑتی تو اسکا ناش ہو جاتا مگر ناش کسی درجہ کا نہیں ہو سکتا۔ تو نتیجہ اس گفتگو کا یہ ہوا کہ کوئی درجہ کسی درجہ سے لکر ایک ایک نہیں ہوتا بلکہ سب اپنے اپنے درجہ گن سبھاؤ میں قائم رہتے ہیں۔ مان یہ بات ضرور ہے کہ چند چیزوں کے ملنے سے ہی مرکب نام ہوتا ہے چنانچہ اوپر عرض کر چکا ہوں۔

اب اس میں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ دو مختلف درجہ کا سبجوگ تو لا شاکل یا سیاہی ہوتا ہے۔ لیکن جب ایک ہی درجہ کی چند شکلیں باہم میل کرتی ہیں تو ان کے ایک ایک ہو جانے میں کیا شک ہے صیاد کہ ایک سونے کی بالی اور کڑا انگوٹھی وغیرہ لکر سب ایک ہو جاتے ہیں۔ ایسے اعتراض وہ کرتے ہیں جنکو اپنے اذہان کی خبر اور تیز نہیں۔

پر ماننا بھاس (در بیان میں) کیونکہ یہ اعتراض تو واجبات سے ہے۔ یوں کہنے کیا ہوتا ہے اسکی تردید کیجئے۔

پر مان چند (دلایمی سے) ذرا ٹھہریے بابو صاحب سنے جائے دیکھئے تردید ہوتی ہے یا نہیں در بیان میں بولنے کا آپکو کوئی حق نہیں۔

پر ماننا بھاس۔ بیشک در بیان میں دل میں نے کا قاعدہ تو نہیں لیکن کیا فائدہ پھر طول کلامی ہوتی۔ اسلئے میں نے ابھی جواب دریافت کر لیا ہے۔

پر مان چند۔ آپ ذرا سنے جلیے۔ میں خود ہی جواب عرض کرتا ہوں۔ اگر ذرا تو کھجئے

پیش کین مگر طر فانی سے اونکے خلاف ایک بھی لائق دلیل نہ ظاہر کی گئی اور کیوں لیا جا  
کر راست راست ہی جواب اور جھوٹ جھوٹ - اور دلیل مخالف تو نہ ظاہر کی گئی نہ کیا  
مگر افسوس کہ وہ انکو سمجھ بھی نہیں قطعی پس میری وہ حالت ہوئی بقول شخصے کہ دو ہا  
مور کہ کو پوتھی دئی باخچن کو گن کا تھ ۵ جیت برل آری دئی اذم کے ہاتھ او یا رہ  
تاسنہ - سے کہ تاسم میرا بیان مننا قص تہا اجا تہ اور داں میں بہت خوش ہوتے  
میں کسی نہ رنگ کے بقول کہ بلی کے دو دینی جلتے کا نو اسقدر پنج نہیں مگر وہ ٹھیک  
وہ مانی ہے وہ زیادہ ناگوار ہے۔

اور غضب یہ ہے کہ میں نے کیسی سیدھی سیدھی باوان میں عدالت کو سمجھایا  
مگر تاہم دلیل مخالف نے ایسے ایسے دھوکے دیے ہیں کہ ڈالے کہ یقین ہے کہ ہنوز برائے ضرب  
سبکے شکوک رفع نہیں ہوئے ہوئے کسی شائد نہ بکایے اسی کے صداق لکھا اچھا کہ ہے  
قطعہ پھول لایا ہے - یہ بھل لایا ہے رستی میں تو کچھ مذہبی بات  
جھوٹ لکھا ہے سچ سعد ہے - رستی موجب صداقت  
اس لئے اس مرتبہ سوار عدالت درانہ کے کھوٹے کو نظر انصاف کے کوڑ سے  
سید ان بیان میں وہ دھوکے تو ابہ کمال کیا جاتی ہے کہ پھر منزل مقصود حق دانی تک پہنچتا  
رسائی ہوئی اور تباہی سیانی کی پورا حالہ غامی۔

جناح عالی مقامات کے اختلاف کا ساتھ تو اب ختم ہو ہی گیا ہے عدالت خود اسیہ لیاظ  
فرماوے۔ اب صرف قانونی مباحثہ کی پردہ دری قابل غور ہے۔ اول اعتراض ایشو کے  
مکب ہونے پر نہ اندا پشتیر اوسکی حقیقت حضور پر روشن کر رہی  
بہ حضور کو معلوم ہی ہے اور مخالف کو بھی تسلیم ہے کہ مرکب ۱۱ یا زیادہ خیر دن سے ہی

جنا یا اس طرف سے جو کوئی اموال گذاشت کیا جاتے وہ صرف طول کلامی کے خوف سے  
ہوتا ہے ورنہ یہ نہ سمجھے کہ ہم اس سے ناواقف ہیں یا کوئی دلیل ہی نہیں رکھتے۔  
علیٰ بن ابی القیس قرضہ دلوانے اور منتظم وغیرہ کے لیے علیحدہ دلیل اس لیے ظاہر نہیں کی گئی تھی  
کہ جبکہ ابو صاحب موقوفات کا صانع ایشور کو مان جائینگے تو قرضہ دلوانے کا منتظم کیوں  
نہیں مانینگے مگر جبکہ انھوں نے علیحدہ دلیل چاہی تو ادریس علیحدہ بھی پیش کی گئی۔  
اس کے ہم قبل ہی ہیں کہ ہم سے سوا اظہار کیا گیا تھا کہ اب جمہور حركات خود بخود واقعہ تھے  
ہیں چنانچہ اب کی مرتبہ یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ قرضہ دلوانا وغیرہ ان کے رکن اختیار میں ہے  
اب اس دلیل پر جو اعتراض ہے اس کی حقیقت دیکھ کر بد تو بابو صاحب کو بھی تسلیم ہے  
کہ انہیں انصاف اور تحلیف کوئی خود گوارا نہیں کرتا مگر پھر کہتے ہیں کہ سیوہ سے کو ابراہی  
کرتا ہے۔ یہ غلط ہے کیونکہ وہیں دھول کی جو نظیر بیان کی ہے وہ ایک فرضی بات ہے  
جیسا کہ آکاش کے پھول ورنہ اس کا ہمیں بھی جو نہیں یہ سب سنگار لوگوں کے ڈھلوانے  
ہیں پس ہماری دلیل ہرگز دھجھکاری نہیں

اور واقعی جیسا ہمارا بیان لائے ہے بے بسی وید شریف بھی لارہ ہیں۔ پس بابو صاحب  
اپنی ذات میں جسے بیان کی رہا اگر یہ کی ہو تو درحقیقت کسی لفظ کی ہی تردید مانے  
نہیں جلی اور نہ ہوگی۔ انہوں نے ہم کہان تک ان کے ہمراہ معذرتی کرین گے اقول  
وہاں جوٹے آگے چار و دیتا ہے یہ وہ دست ہے۔

تعبیب سنگ و غیرہ (خوش ہو کر) واہ بابو جی واہ

پیرمان چند (طیش کھاتے ہوئے) کہیں اولین ہی گزارش کر چکا تھا کہ میں  
کہان تک ایسی کوتاہی نہ کر دوں گی تردید کر دینا کہ میں نے کیسی کیسی روشنی دلیلیں

خلات کیونکر بتلایا جاتا ہے اور حاضرین کو اس بیان میں کیا شک پیدا ہو سکتا ہے۔  
پھر جبکہ جواعتراض کئے جاتے ہیں ان سبکی تردید اس طرف سے بلاتامل ہو جاتی ہے  
تو ہم یہ کیونکر کہیں کہ تمام صنعتوں کا شروع صانع وہی ایشور ہے تاہم ہٹ دھرمی  
اسکی مخالفت کی جاتی ہے۔

پھر یہ بات ہماری طرف سے ضرور ثابت کی گئی تھی کہ اب مضافہ حرکات خود بخود واقع ہوتے  
ہیں الا فرقہ دونوں وغیرہ جو اعمال کی منراخراہیں وہ اب بھی ایشور نے اپنے تعلق رکھی  
ہیں ورنہ کیسے کیا معلوم ہے کہ اسکے مقدرین کیا ہے پس اسکی نسبت بھی منور با شہنشاہ  
نہیں ہو سکتا۔

اور یہ جو کہا جائے کہ ترمیم میں صانع ہونا ایشور کا اسدہ ہے کمال خطا الحواسی کی  
بات ہے کیونکہ پھر کہتا ہوں کہ بہت دلائل اس بارہ میں ظاہر ہو چکے ہیں چنانچہ ابھی پھر  
از سر نو میں نے اسکو ثابت کیا ہے جبکہ وہ تمام دلائل رد نہیں ہو سکتے اسدہ بتلایا  
جاتا ہے۔

زیادہ مغزانی سے البتہ کوئی امر یا یہ اثبات کو نہیں پہونچتا اگر مان لیں مغزانی سے  
کہ جسکی تردید ہو جیسا کہ بیان کرتے ہیں کہ اسلئے ہمارا طر کرنا بھی جائز ہے کیونکہ کسب  
دلائل مذکورہ اہان و اجسام وغیرہ کا لا صانع کے ہونا رد کر دیا گیا ہے اب شرم  
کرنی چاہئے ہلکویا بابو صاحب کو۔

پھر ایشور کے صنعت ہونے میں یہ دلیل جو بتلائی ہے کہ وہ مرکب ہے یہ غلط ہے۔  
دلیل اسکی شروع میں ظاہر کر چکا ہوں بس ابک وہی دلیل کافی ہے ایشور کے صنعت  
نہونے میں۔ بابو صاحب کے دریافت کیجئے کہ ابو جث کا خاتمہ ہو گیا یا اب بھی اور کچھ کہیے۔



جو بابو صاحب اپنا مطلب نگاہ میں وہ غلط ہے کیونکہ اسی دلیل سے کہ ثابت ہو رہا ہے۔  
 غور کرو کہ جبکہ ہر اولاد کے والدین یعنی اسکے کرتا ثابت ہوئے تو اخیر میں آیا کرتا ضرور تصور  
 کرنا چاہئے کہ جبکہ کرتا نہ ہو ورنہ انوس تھا دشمن (تسل) آدھ گاپس جو ایسا کر لے اے اسکو  
 ہر ثابت کرتے ہیں لہذا یہ دلیل ہمارے ہرگز مخالف نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کہیں کہ اسل خری  
 کرتا ایسا کر بھی کرتا کوئی ضرور ہونا چاہئے سو نہیں کیونکہ وہ اسدھارن کرتا ہے اور منکر  
 جو مرک ہوتے ہیں یا سادھارن کرتا ہیں انھیں کا کرتا ثابت ہے۔ پھر بابو صاحب اس  
 امین کہ کھار کے جسم ہاتھ گھٹ کے کرتا میں حضور کو کیسا دھوکا دیا ہے اور آپ نہ تین  
 ظاہر کہتے ہیں بلکہ اطمینان ہے حضور کی زندہ دلی پر ورنہ مانو صاحب کا وہ ہی ہے  
 ہے جسے غور ہے کہ کھار کے ہاتھ گھٹ کے کرتا مشک میں کران ہاتھوں کی حرکت کا  
 کرتا بخروج کے کون ہے پس ہی نظیر سے نامی مکتبات کا صانع ایشو ثابت اولاء ہے  
 ہے۔ درسیانی کرنا خواہ کوئی اور سید ہوں مثلاً درخت کا مالی اور مالی کا کوئی او۔ اور اسکا  
 کوئی اور اگر آخری اور لاثانی کرتا سب کا ایک ایشو ہی ہو سکتا ہے۔ پھر جب ایشو کرتا  
 ثابت ہو گیا تو وہ محیط ہی ہے لہذا محیط کل کا صانع کل ہونا بھی ممکن ہے۔  
 اب عدالت غور فرمے کہ سمجھنے کی اس تعداد کو نہیں در نہ یوں تو ہر کوئی کہتا ہے کہ  
 ہچو ما دیگرے نیت۔

اور جبکہ اسو تیک کھار کی وجہ سے حرکت کی یا ہاتھوں کی حرکت کی کرتا پیکر ہے  
 تو دیکھا روش بھی رہے ہو گیا

اور جبکہ جلہ اشباہا کرتا ثابت کر دیا گیا تو اور وغیرہ کا کرتا کے بدون ہونا بخوبی ثابت  
 ہو گیا اب قانون سادھ سے ناواقف کی آئین کوئی بات ہے۔ اور نہ معلوم کہ یہ شاہد

ایشور نے ہر ایک اشیاء کی حرکات اور صفات تقرر دی ہیں اوسیکے موافق وہ ہمیشہ کار بند ہوتی ہیں پس ایشور ہی انکا بھی کرتا ہوا جیسا کہ گھڑی کے یوز سے حالانکہ خود بخود چلتے ہیں لیکن گھڑی سائنے چونکہ شریع میں اُکا حیلنا مقرر کیلئے لہندا ہی اُکا کرتا ہے پس اس دلیل سے جبکہ ہر اک مربات کا کرنا مات ہوتا ہے تو وہ بھی کب آسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

علاوہ اسکے اولاد ابدان یا مقناطیس وغیرہ کی تمثیل سے جو یہ خیال کیا جاوے کہ کوئی صانع نہیں تو محض غلط کیونکہ اگر عید یہ بظاہر خود بخود ہوتے ہیں معلوم ہوتے ہیں گردِ جمل پر مشور ہی انکا بھی صانع ہے کیونکہ یہ بخوبی سلاہام ہے کہ کوئی انتظام بنا منتظم کے اور کوئی رکب لا کیب دینے والے کے نہیں ہوتا پس اس فقرہ میں یہ اور اور ہر سب شیش یعنی عرض بحث میں آئے پھر انکو تمثیل میں پیش کرنا محض غلطی ہے اور قانون انومان کی دودھ حروف الف ا ب ج حاض ہے یعنی ہا ہم دوش اس میں آتا ہے۔ ہاں اگر باہ صاحب دودھ کی تمثیل اسی یاد ہو کہ جو عرض بحث میں نہ ہو تو یہاں کریں۔

حاضرین تعریف کرتے اور اودیتے ہیں۔

پھر باہ صاحب نے جو یہ فرمایا کہ قانون انومان کے ذریعہ سے صفت وہی ثابت ہو سکتے ہیں جو ایک جنس کے ہوں بیشک یہ درست ہے مگر اسی دلیل مذکورہ بالا سے منہ ثابت کیا ہے کہ جو مربات ایک جنس یعنی کسی صانع سے صنعت کے ہیں پس اس سے صنعت ہونا سبک ثابت ہی ہے پھر اسکی مخالفت کیوں کیجاتی ہے۔

پھر یہ بیان بھی ہمارا صحیح ہے کہ ہر ایک بچہ کے والدین ضرور ہوتے ہیں مگر اس سے

یا کثرت بجاست کرتا ہے تو کجی آرت ناسل یا سوزاک و آتشک وضعف دماغ وغیرہ امراض کی نرم و سخت سبب قسم کی تکالیف کو خود ہی مجبوراً گوارا کرتا ہے۔ لہذا دلیل مذکورہ وی بھجاری ہے۔ اب رہا وید شریف وہ بھی بقول ان کے حیا اور نکاح بیان لارڈ ہے ویسا ہی وہ بھی لارڈ ہے۔

پس اور کوئی فقرہ تشیل میں اول سے آخر تک باقی نہیں کہ جسکی تردید نہیں لگی لیکن پھر بھی یہی کہے جائے ہری تردید نہیں مولیٰ نہ ہو سکتی ہے۔ آج عجیب تعصب سنگر صاحب آئی مہربانی اور اس مثل کے مصداق ہے کہ جھوٹے آگے پتھر رو دیتا ہے حاضرین دیلے حیرت میں غوطہ کھاتے ہیں۔

بابو پرمانا بھاس دریشان ہوا کہ حضور صفات کے اختلاف کے سبب سے شاک بابو صاحب تنگ نہ ہو گئے ہم یہی نہ کہتے تھے کیونکہ تمہارا عقیدہ زبان زور سے نہیں لی اور اگر چہ قانونی مباحثہ بھی بہت کچھ ہو چکا مگر اصلی تردید کرنی ضرور ہے لہذا اگر ایش بہ کہ اول بابو صاحب کی یہی زبان زوری دیکھئے کہ دھینکا آئی سے پریشہ کو بھی مرگ بنا دیتے ہیں گر قانون انومان کی دفعہ کا حرف الف اس پر ماضی ہے یعنی اس سے اوپر غیر ثابت ہے کیونکہ مرگ وہ ہو لیت کہ جو دیا زیادہ چیزیں ملکہ ایک ہو جاویں۔ مثلاً پانچون کے اجتماع سے اجسام گراشیور جو کہ دیر کشیتہ کال وغیرہ سے ایک سیک نہیں جوتا بلکہ دیر کشیتہ کال وغیرہ علیحدہ ہیں اور پریشہ علیحدہ لہذا ان سے ایشور کا مرکب ہونا مستحکم یعنی غیر ثابت ہے۔

پھر اولیادان کے بڑھنے وغیرہ کی تشیل سے جو بھجارتے ہیں وہ بھی نہیں کیونکہ ہم اولہ وغیرہ تمام کبات کو صنعت ثابت کرتے ہیں یعنی ہم کہتے ہیں کہ شروع مخلوقات میں

کہ بابو صاحب اس قدر طنز کی باتیں کہتے ہیں لیکن کچھ نہ من کرتے۔  
 پھر صرف اس قدر کہنے سے کہ ایشو صنعت نہیں ہو سکتا کچھ مطالب حاصل نہیں ہوتا  
 نہ یہ بحث کا طریقہ ہے۔ جیسا کہ کوئی دلیل نہ ظاہر کیا جو یہ ثابت کرے کہ ایشو  
 مرکب ہونے سے ویسا ہی کیوں نہیں بنا سکتا۔  
 پس چونکہ ہماری کسی دلیل کی تردید نہیں ہوتی۔ ہمارے پاس یہ صفا ایشو ہی ہے  
 جسے آگ میں باغ بکھلا ہے۔  
 اور قرضہ دلوں کے منتظم بھی دلیل کیونکہ ثابت ہو سکتے ہیں کہ ضروری بات ہے  
 کہ دنیا کا اظہار کر دینی ہو۔ اس کے لئے دنیا میں یہ فرسے۔ جیسا کہ  
 یہ بیان جو آگے سوچیں۔ اس میں اپنی بھی باہر سے یہ ثابت ہو کہ ضروری  
 ہے کہ یہ مختلف بینات میں سوچتے ہو کہ یہ کی حرکت کا صانع نہیں اور اس کی  
 نسبت دلیل جو ظاہر فرماتی ہے اس سے اور بھی جہالت واضح ہوتی ہے کیونکہ خود  
 ہی قرضہ دلوں وغیرہ کی بات ماننے کے انتظام سے انکار کرنا بلکہ صرف شرح مخلوق  
 کا صانع سمجھنا اور خود ہی قرضہ دلوں وغیرہ کی حرکت میں بھی دلیل پیش کرنا  
 محض کوتاہ اندیشی ہے۔ اب عدالت یہ ظاہر ہوا ہو گا کہ کوتاہ اندیش کون ہے کہ یہ بھی  
 بچار نہیں کیا جاتا کہ اب میں نے کیا کہا تھا اور اب کیا کہتا ہوں۔ پھر اس دلیل سے بہرہ  
 نہایت بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اگرچہ یہ بات صحیح ہے کہ کوئی بیولپے لئے نہ آدھکے یا نصف  
 گوارا نہیں کر سکتا اگر کسی وجہ سے مجبور کرنا بھی چاہئے مثلاً موہن دھول یا شراب وغیرہ  
 کے نشہ سے جیو باد لا ہو جائے مالانکہ کسی کو یہ گوارا نہیں۔ یا جب کوئی شخص  
 نادانی و کم فہمی سے جتنی داغ و لالچ تو اتار کر تاربتا یا زین مر لہبہ یا حافیہ سے مباشرت

و ستور و پ ہی ایسا ہے کیا وہ ایک طرح بیان کر کے نارہستگی کے زمرہ میں آ جاوے۔ پس انکے مستند ہونے میں کیا کلام ہے۔ اگر بابو صاحب ایکٹ مباحثہ سے واقف ہوتے تو ہرگز ایسی باتیں نہ کرتے کہ جسمین فضول ہیں اور عدالت کی تفسیع اوقات ہو اور حاضرین کو اشتبا اور شک کا ضما د گھیرے۔ پھر جبکہ ایشور کبھی بھی کسی کارنامہ ثابت نہوا تو یہ کہنا کہ شروع میں تمام صنعتیں ایشور کی کی ہوئی ہیں اب انکی طرف نقل کیا جاتی ہے بہت ہی کم عقلی کی بات ہے خواہ کچھ خوشی سے کہی جائے۔ ایسے بیان کو بھی اگر ہم اسدہ نہ بتلاوے تو ہماری وکالت ہی کس لئے ہو فضول ہو۔ پھر اسقدر تو بابو صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اب روزانہ حرکت خود بخود ہی ہر ایک شے کی واقع ہوتی ہیں کیونکہ ایشور نے بعد مخلوقات کی پیدائش کے ہر ایک اشیاء کے کام مقرر کر دیے جنانچہ اوسے کے واقف تمام اشیاء کا رہند ہوتی ہیں۔ اگرچہ اس بیان سے روزانہ حرکات سزا جزا اور تفرضہ دلوانا وغیرہ ہماری متنازعہ حرکات ایشور سے متعلق نہیں ہے پس مباحثہ ختم ہو گیا۔ مگر چونکہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ شروع مخلوقات میں ایشور نے تمام حرکات مقرر کر دی ہیں اسلئے اسکی تردید کرنا بھی میں مصلحت سمجھتا ہوں اور وہ اسقدر کافی ہوگی کہ یہ بیان بھی ہنوا سدا ہے کسی دلیل سے ثابت نہیں کیا گیا۔ اب یہ جو کہا گیا ہے کہ اسقدر مغز زنی صرف اسی کے اثبات کی غرض سے لگائی صحیح ہے لیکن یہ کچھ ضروری بات نہیں کہ جس بات کے لئے مغز زنی کیجاوے وہ ثابت ہی ہو جاوے ورنہ پھر میرا بیان ہی سدا کیون سمجھا جاوے؟ کیونکہ غالباً میں نے زیادہ مغز زنی کی ہوگی۔ پھر ہمارا بیان بالائینی ابدان و اجسام سورج و چاند وغیرہ کا صنعت نہونا جیسا کہ وہاں حضور پرورش ہی ہے۔ کہاں تک صنوں کی جاوے

کھار کی روح گھٹ کی کرتا ہے۔ افسوس بابو صاحب کو تو شرم نہ آئی صریح دروغ گوئی پر یکن  
حضورِ مآتہ دل سے غور فرامیں کہ کھار کی روح نے گھٹ میں کیا کیا۔ لانا لاکو ہی کہنا ہیگا  
کہ کچھ نہیں البتہ گھٹ کھار کے ہاتھوں کا کیا ہوا ہے جو جسم میں۔ لہذا اب بابو صاحب  
دریافت فرمائیے کہ باوحت دشمن میرے بیان پر آیا یا کہ اونکا بیان پر شکش باوحت ہے  
اسی طرح محیط کو بھی جو آپ کرتا بتلاتے ہیں وہ بھی نادانی ہے کیونکہ ہمارا اعتراض محیط کل  
ہے اور آپ تمثیل دیتے ہیں اسکی کہ جو صرف اپنے کام میں محیط ہے مگر اس سے ہلکا انکار  
نہیں۔ واقعی جو کرتا ہوتا ہے وہ اپنے کام میں محیط ہوتا ہی ہے نہ کہ محیط کل۔ پس بابو صاحب  
کو چاہئے کہ بیشتر بیان کی ماییت سمجھنے کی طاقت پیدا کریں بعد میں مباحثہ کرے کیا نا  
ہیں۔ بھر کھار کی روح کو جو میرے گھٹ کا کرتا ہلکا اور بھیجا ردوش دیا تھا جو کہ میں نے  
دیکھا یا کہ روح کرنا نہیں لہذا اور بھیجا ردوش بھی غلط ہو گیا یعنی ہمارا یہ پر لوگ لانا عرض  
رہا نہ ورنیک کا کرتا ورنیک ہی ہوتا ہے۔

پھر ایک یہی ٹیڑھی برہمنسی کی بات ہے کہ بابو صاحب مشاہدہ کے خلاف بھی ثابت  
کر لیکو آمارہ میں یعنی ایسے میں کہ زید کے والدین اگرچہ پوشیدہ ہوں مگر اونکے ہونہیں  
کچھ شک نہیں ایسا ہی اولاد غیرہ نے کرتا میں بھی کچھ شبہ نہیں۔ افسوس ہے کہ حق  
نہیں سمجھتے کہ زید کے والدین کے بارہ میں تو اول یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کوئی ان سے  
بلا والدین نہیں ہوتا اسلئے اسنے والدین کے ہونے میں شک نہیں مگر اولاد غیرہ کے  
کرتا میں تو ہنوز بہت ثابت نہیں ہوا کہ یہ بلا کرتا کے نہیں ہوتے پس اونکے کرتا کو آگ  
تمثیل سے کیونکہ فرض کر لیوں ہمارے قانون اکم یا بیان لالہ تقصیوت چندر صاحب  
پر جو یہ اعتراض ہے کہ ہمارے اقرار و انکار کیا گیا ہے۔ یہ بھی نادرست ہے۔ کیونکہ

اب ہم اس بحث کو بھی چھوڑ کر صرف بابو صاحب کی مؤید بحث پر ہی صبر کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ خود وہ ہمارے موافق ہے وہ یہ ہے کہ بابو صاحب فرماتے ہیں کہ ہر ایک بچہ کو دیکھ کر یہ خیال ضرور ہوتا ہے کہ والدین بھی ضرور ہونگے کیونکہ بلا والدین کیسی دلائل نہیں ہوتی۔ اب ہم اس میں سوال کرتے ہیں کہ یہ انومان بابو صاحب کا درست ہے یا نادرست۔ اگر درست ہے تب تو کرنا کے انومان کے مخالف ہونے سے ہمارے موافق ہی ہے یعنی جبکہ اس طرح شخص کا وجود بلا اسکے والدین کے ہونا ناممکن ثابت ہوا تو کوئی فرد بشر بھی ایشور کا کیا ہوا نہ پاس قانون انومان بھی بابو صاحب کے مخالف ہوا۔ بڑا غضب یہ ہے کہ قانون انومان سے تو سلسلہ پیدائش مسلسل اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ شخص اپنے والدین سے پیدا ہوتا چلا آیا ہے مگر بابو صاحب اسکے خلاف زعمہ مکمل قانون سے کہتے ہیں کہ شروع پیدائش میں انسان بلا والدین ایشور کے پیدا ہوئے ہوتے تھے۔ اور اگر کہیں کہ یہ انومان ہمارا نادرست ہے تو اسکے ذریعہ سے جو اپنے دعوے کا اثبات چاہتا تھا وہ نہوگا اور اجسام وغیرہ مرکبات کا صانع کوئی ثابت نہوا۔

علاوہ اسکے یہ انومان غلط ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ زبادہ ہے اور اس طرح بیابانی یا بی جا ہے یعنی اگر والدین ہونگے تو اولاد ہوگی اور اگر نہیں ہونگے تو نہیں ہوگی پس یہ انومان ہی خود کرنا کے مخالف ہے۔ اب عدالت غور فرمے کہ فضول گوئی اور زبان ندری کون کرتا ہو اور اثبات و تردید کے منقول یا غیر منقول میں۔

جلد حاضرین سرور آمین نگاہ سے حیرت کرنے میں۔ اور مدعی خوش ہوتا ہے۔  
اچھا اب میں نے جو سوالات قائم کئے تھے اونکی تردید پر لجا کر فرمائیے۔ اول اسپر کہ امتیاز کرنا نہیں ہوتا آپ نے بادعت دوش بتلایا ہے اس سے کہ غیر مجسم ہی کرتا ہوتا ہے جیسے

اور تہ بطل چوپایوں کے سینگ ہونا یا پتی گیان کے موافق یعنی لازم ملزوم ہے۔ البتہ  
 گائے بھینس جب قدر ہوں اور کئے سینگ ثابت ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ سب اس ذیل کے  
 اور ان سے پیدل لازم ملزوم ہے۔ پس اسی سے حضرت کی مبینہ دلیل کو شاہ کر لیجے  
 یعنی اسطرح گھٹ پٹ وغیرہ کا صانع دیکھنے سے یہ انومان ہرگز زیبا نہیں کہ تمام کتا  
 کا صانع ہو تاکہ کیونکہ تمام مرکبات گھٹ پٹ کی جنس کے نہیں بلکہ ان کے مخالف  
 معلوم ہوتے ہیں۔ البتہ یہ انومان ہو سکتا ہے کہ تمام پوشیدہ گھٹ پٹ بھی صانع  
 کے لئے ہے مگر کیونکہ وہ سب ایک ذیل کے ہیں۔ پس امید کرتا ہوں کہ اب عدالت کو  
 بخوبی اطمینان ہو گیا ہو گا کہ واقعی جو کتا کی کی ہوئی ہیں اور کئی نظیر سے جو کتا کی کی ہوئی ہیں  
 اور کتا بھی کرتا فرض کر لیا خلاف قانون ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس قسم کے انومان (قیاساً)  
 محض حیات یعنی سیاتی گیان کے بنانے سے ہوتے ہیں۔ ورنہ زید کے چار بیٹوں کو  
 دیکھ کر ہنہ (زید کی منکوحہ) کے حل کے بچہ کو بھی اس ذیل سے کہ زید کے نطفہ سے مذکر  
 ہی اولاد ہوتی ہے لڑکا تھوہر کرنا ٹھیک ہو جاوے مگر نہیں ہوتا کیونکہ حل والا بچہ کن  
 ہے لڑکی ہو سکے اور آہن کوئی بادھک نہیں۔ غرضیکہ اور بھی ہزار باتیں ہیں اس قسم  
 کی موجود ہیں۔ پس ایسا انومان کرنا اولاد ہمارے دانست میں ایسا ہے جیسا کہ آجکل کم عقل  
 کے آدمی شروع بدش میں مینہ کون کی کثرت کو دیکھ کر خیال کرتے ہیں کہ مینہ ک آسمان  
 برستے ہیں مدد زمین پر اگر زمین کہاں سے آجاتے۔ جو قوت یہ خیال نہیں کرتے کہ  
 ایسے ہی آسمان پر کہاں سے آتے ہیں چنانچہ جو چیز قدرتی پیدا ہوتی ہے اس کو دیکھا  
 ہی نادان لوگ کہتے ہیں کہ اگر کتا ایشور ہے لیکن یہ خیال نہیں کرتے کہ ایشور کتا کیوں  
 اور کیونکر ہو سکتا ہے۔ خیر۔



وہ صنعت ہوتا ہے۔ عدالت کو یاد ہو گا کہ اسکی تردید اقرار پہلے ہی گزارش کر چکا ہے  
یعنی یہ کہ یہ دیتو دیچا سی ہے کیونکہ بادل وغیرہ مجموعہ ذرات آب وغیرہ ہونے سے  
مرکب ہیں اور صنعت نہیں ہیں مگر ان ذرات اور خود جسکا صنعت نہ ہوتا سلیم ہے بلحاظ  
مجموعہ صفات ہونیکے مرکب ثابت کیا جا چکا ہے جو ہنوز لارڈ ہے اسکو بھی چھوڑ کر  
بچہ کے جسم کے جوانی تک بڑھنے سے بھی دیچا آتا ہے کیونکہ اسکا بڑھنا والا بھی کوئی  
ثابت نہیں ہو سکتا پس مرکبات صنعت ہیں یہ ہر حال مستتب ہے لہذا سرو پائے  
درشن کیونکر ٹھہرا کر نہیں ہوا۔

پھر دیکھی ہوئی چیز کی نظیر سے ہر ایک پوشیدہ اشیا کی خاصیت و حقیقت ثابت  
نہیں ہو سکتی۔ اسکی تردید بھی نہیں ہوئی کیونکہ اسکے جواب میں بابو صاحب کہتے ہیں کہ  
پوشیدہ اشیا کے علم میں ہی قانون انومان کام آتا ہے یہ کیسی نادانی کی بات ہے  
معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمارے بیان کو بالکل سمجھتے ہی نہیں۔ خیال کیجئے کہ میں کہتا ہوں  
کہ اس سے ہلکا انجان نہیں کہ قانون انومان پوشیدہ اشیا کے ثابت کر نیکے ہی  
ہوتا ہے مگر ان ہی اشیا کے کہ جو دیکھی ہوئی اشیا کے ذیل میں ہوں اور وہ بیاتی  
گیان سے اچھوڑے ہوئے یعنی میٹھے سے بنا بجاوی ہوں مثلاً کوئی شخص گاسے بھینس کبری وغیرہ  
سینگ والے چوپایوں کو دیکھ کر اور ہر ایک کے سینگ پا کر اپنی کم فہمی سے قانون انومان  
کی یوں درگت کرے کہ چونکہ ان گلے بھینس کبری وغیرہ میں سے ہر ایک چوپایہ کے سینگ  
دیکھنے میں آتے ہیں اسلئے گھسے کے بھی ضرور سینگ ہوتے ہیں کس واسطے کہ وہ بھی مثل  
ان گلے بھینس وغیرہ کے چوپایہ ہی ہے۔ تو ایسے شخص کو قانون انومان کے جاننے اور بخوبی  
سمجھنے والے کیا محض نادان اور کوتاہ فہم نہ کہیں گے۔ کیونکہ سب چوپایہ ایک ذیل کے نہیں

ہے کہ جبکہ ہمارا بیان جو سراسر وید کا مضمون ہے لارڈ ہے تو وید من کے لارڈ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے وہ خود ہی پرانیک قرار پاتے ہیں۔  
اب نہ معلوم کہ وہ کونسے لفظ میں کہ جنکی بابو صاحب نے تردید کر دی ہے فضول شخت سے کیا فائدہ ہمارے نزدیک تو ہنوز کچھ تردید نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے زبان زوری خواہ کوئی کس قدر کرے۔

پرست چند - واہ بابو جی واہ

ماضین مسب حیران ہوتے اور پران چند کی طرف چو گتھے ہیں۔

پران چند - حضور بابو صاحب کے نزدیک خواہ تردید نہ ہو لیکن جناب فیض آب پر روشن ہو گا کہ میں ان کے ہر ایک لفظ کی تردید کر چکا ہوں۔ اس کے خلاف اس مرتبہ بھی جب قدر میرے بیانات کی تردید اور اپنے کے اثبات میں زبان کھولی گئی ہے وہ سب یا وہ کوئی اور فضول بلکہ بعض خود ان کے مضمر ہے۔ مینا پنچ اسکی حقیقت دکھاتا ہوں۔

اول عدالت اور رحمت وغیرہ کے اختلاف وغیرہ کے مباحثہ سے زمین ہرگز ٹانگ اور نہ یہ میرے کسی لفظ سے ظاہر ہے۔ حضور پر واضح ہے کہ میری نسبت یہ صرف تہمت ہے بلکہ میں کسی مباحثہ سے بھی مدگردان نہیں مانا البتہ فضول تصنیع اوقات سے میں سخت متنفر ہوں اور پی میں نے کہا تھا مگر بابو صاحب اب چونکہ اٹھین کچھ کہہ رہے ہیں لہذا اسکو کٹیڑا تبا کر خاموش ہوتے ہیں۔ خیر اب دلائل قانونی پر بھی یقین ہے کہ عنقریب ہی مباحثہ ختم ہو گا حضور خدا توجہ فرمادیں اس کے جواب پر۔

اول اجسام وغیرہ کو صنعت ثابت کرنے میں یہ دلیل بیان کی ہے کہ جو مرکب ہوتا ہے

کہتے ہیں کہ یہ کسی پراٹ سے بدم نہیں افسوس کہ کیا اونکو اب تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ سقدر مغر زنی اور کوشش صرف اسی کے ثابت کر نیکے لئے تو لگی اور کیجاتی ہے تو پھر پڑیں اس کہنے پر کہ اب بھی یہ اسدہ ہے۔

پھر اربابان واجام سوچ و چاند وغیرہ کا صنعت ہونا حسبِ مینہ بالا اسدہ ہے یہ جو فرمایا ہے تو میں اوس مینہ بالا کو رد کر چکا ہوں پس اس کے صنعت ہونے میں اب کیا کلام رہا۔

پھر ایشور کو صنعت بتلا کر جو بھیچار دوش دیا ہے وہ محض نادانی ہے کیونکہ ایشور ہرگز مرکب نہیں ہو سکتا لہذا صنعت بھی نہیں اور اس سے انکا مولیٰ ثابت ہوتا ہے اور بادل و اول و بکلی وغیرہ سے کوئی و بھیجا آتا ہے کیونکہ ہم اوکا بھی صنایع ایشور کو مانتے ہیں۔ پس ہمارا پر یوگ دویم دھگت کا صنایع ایشور باصفات ہے، بھی بخوبی ثابت ہے کیونکہ اس کے خلاف جو دلائل بتلائے گئے تھے ان سب کی تردید ہو چکی ہے اور کوئی دلیل اس کے مخالف باقی نہیں۔

ایک اور بات ظاہر لگی ہے کہ قرضہ دلوانے وغیرہ کے منتظم کے اثبات میں کوئی کامل دلیل چاہئے حالانکہ میرے نزدیک اب بھی قرضہ دلوانے وغیرہ کے منتظم کا اثبات ایشور کرتا کے اثبات پر ہی منحصر ہے کیونکہ جب دنیا کا کرتا ثابت ہو تو اگر وہ قرضہ دلوانے وغیرہ یعنی سرازرا کا انتظام ہی کر گیا تو اس کے کرنا ہونے سے کیا نتیجہ ہوگا پس درلیمدہ دلیل کی تلاش کرنا فضول ہے پس بھی میں ایک لار دلیل اور بھی پیش کر چکا ہوں پھر معلوم باوصاحب یہ کیوں فرماتے ہیں کہ کوئی کامل دلیل نہیں دے گی۔

اور یہ شریف کے بارہ میں اندازہ کیوں نہیں اوقات کیجیاسے صرف یہی کافی ہیں

دیجیاد دوش اس پر عارض ہے۔

اور تیسرا بیوگ بھی جس نے مذکورہ ویجیادی ہے کیونکہ زید کے والدین اگر یہ پیشہ ہوں مگر ان کے ہونے میں کچھ شک نہیں کیونکہ اور کہیں وہ ضرور موجود تھے۔ ایسا ہی اول وغیرہ کا کتابھی ایشو ضرور ہے اور ان کے قانون الہ کی حقیقت تو ظاہری ہے کچھ کہنے کی حاجت نہیں کہ ہر ایک سے اس میں انکار کیا ہے اور انہی بھی۔ دیکھو بیان لالہ تصنیف چند صاحب کو۔

پس ہر سہ بیوگ مذکورہ سے جو ہلے بیان پر با دھت دوشن عارض کیا تھا وہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بابو صاحب بہت خوش ہوئے ہوئے بیوگ مذکورہ کے اظہار سے اور اپنے الدین اول کو لالہ سمجھتے ہوئے کہ فرماتے ہیں کہ ان کی تردید اگر ہو سکے تو کیجئے۔ پھر جبکہ ہمت کر چکے کہ ایشو ملک کا کتابت تو خوش ہو کر یہ کیوں کہیں کہ شروع میں تمام صنعتیں ایشو نے کیں اور اب ان کی نقلیں کیجاتی ہیں۔ پس کسی نوع سے با دھت وغیرہ دوش مارے بدین پر عارض نہیں۔

اب اس قدر دلائل کے اظہار کے بعد بھی اس کو اس قدر تلباس جانا ایک۔ برہستی کی بات ہے وہی گاتانی اس کو کہتے ہیں

پھر سوال جو کیا ہے کہ ایشو شروع محاورات میں صنایع تھا یا کلاں دورانہ انواع نامیہ کا ناظم بھی وہی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر پرے کے بعد ایشو ہر ایک قسم کی تجارت کو ایک ہی قدیمی طریق سے پیدا کرتا ہے اور ہر شہار کے شہاد اور کام مقرر کر دیا ہے دنیا کی اسی کے موافق سب چیزیں کار بند ہوتی ہیں پھر یہ یاد مقررہ کے بعد یہ ہوتی ہے اور اس میں صلیح پھر صنایع کامل ملک کی صنعت کرتا ہے۔ لیکن بابو صاحب

جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے صنعتیں ہیں اور انکا کرنا ضرور ہوتا ہے خواہ بظاہر سو یا پویشید  
پھر چونکہ ہم کسی جسم وغیرہ صنعت کو دیکھتے ہیں تو ہم کو ضرور انومان ہوتا ہے کہ اسکا  
بھی کرنا کوئی ضرور ہے اور وہ کرنا ایشور ہی ہو سکتا ہے پس یہہ اور اہرن (تخیل)  
بالکل مشابہ ہے لہذا اور زیادہ فضول گفتاری سے کیا نتیجہ ہے۔ اسپر اگر کوئی دشن  
بابو صاحب دیکھتے ہیں تو شوق سے دیویں۔

سب حاضرین چونکے ہیں اور ہر پریت چند کمر ٹھوکتا ہے۔

آریہ چند۔ اور کیا۔ شاباش۔

پان چند مسکراتا ہے۔

پرماتما بھاس۔ ایجاب آگے بادھت دشن کے اثبات میں جو اوصاف اپنے  
ہویشیاری دکھلائی ہے اور سوالات قائم کئے ہیں لیجئے اوکی تردید۔

اول یہ جو فرمایا ہے کہ غیر مجسم اور محیط کرنا نہیں جتنا اسپر قانون انومان کی دفعہ ۴  
حرف ب معائنہ ہے یعنی یہہ پرتیکش بادھت ہے کیونکہ فی الحقیقت غیر مجسم ہی کرنا

ہوتا ہے جیسا کہ کھار وغیرہ کی روح جو غیر مجسم یعنی امور تیک ہے وہ گھٹ وغیرہ

مجسم یعنی موتیک کی کرتا ہے۔ پھر محیط ہی کرتا ہوتا ہے کیونکہ ہم اول ہی کہہ چکے ہیں

کہ کرنا اگر اپنے کار میں بیا یک نہ ہو تو اسکا رچنے والا کیونکر ہو سکتا ہے مثلاً کھار

اگر گھٹ کاریہ سے علیحدہ ہے تو گھٹ ہی نہیں پیدا ہو سکتا پس یہہ بھی برودھ ہے

پھر دوسرا پریوگ بھی بحسب مذکورہ بالا خود دہو گیا کیونکہ ہم نے اس کے خلاف ثابت

کیا ہے کائنات اور موتیک گھٹ (یعنی فانی و مجسم گھڑا) کی بھی کھار کی بنت اور امور تیک

(غیر فانی و غیر مجسم) روح کرتا ہے پس قانون انومان کی دفعہ کے حرف ج کے موافق

چھوڑتے ہو۔

پر مانا بھاس۔ اسے بھائی اور کیا ٹھہر چکا تو ہے ہی۔  
تقصیب سنگہ۔ تب بھی آخر کچھ تو کہنا چاہئے۔

پر مانا بھاس۔ بھائی اور کیا کہیں خاک عدالت خود غور فرما دیگی۔ ٹھہرو اب کب ہو  
وزیر مضمون کی آمد میں فرق پڑتا ہے۔

بیریت چند۔ مان کہنے دو جی۔

پر مانا بھاس (عدالت سے) مان حضور اب لیجئے دلائل قانونی۔ کیونکہ جب  
اسل سادہ ہمارے موافق ہو جائیگا تو یہ فروعات تو خود بخود ہی ملے ہو جائیں گے۔ اچھا  
اول سے سو کہنا لیا ہے کہ یہ ثابت نہیں کہ اسام سورج دیانہ وغیرہ صنعت میں لہذا  
وہ اسدہ دشمن ماضی ہے۔ یہ غلط ہے کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ جو کہتا  
ہے وہ سب صنعت میں لہذا یہ دشمن ہرگز عابد نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ جو بیان کیا کہ  
جو کرتا کی جاتی میں اوٹلی نظریے سے بھاگتا نہیں اونکا کرنا دھڑ کر لینا خلاف قانون  
ہے۔ یہ بھی ماورست ہے۔ کیونکہ حضور ذرا غور فرما دیں کہ اگر ایسا نہ تو قانون انون  
ہی بالکل رد ہو جاتا ہے۔ یعنی قانون انون کی ضرورت ہی کسی ظاہر اشیا کے  
دیکھنے سے پوشیدہ کے ثابت کرنے میں ہوتی ہے جیسا کہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حق  
بچے میں اونکی والدین ضرور ہوتے ہیں اور بلا والدین کے بچے نہیں ہو سکتا خواہ وہ  
پوشیدہ ہوں یا ظاہر تو پھر کسی خاص بچہ کو دیکھ کر یہ انون ضرور پیدا ہوتا ہے  
کہ اسکے والدین بھی ضرور ہونگے خواہ وہ ہکو نظر نہ آ دیں۔ لیکن بابو صاحب کے  
بقول یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر وہ ہکو نظر نہیں آتے تو کبھی بھی نہ ہونگے اس طرح

وہ کہتے ہیں کہ اس کے ایک ایک لفظ میں ہزار ہا معنی ہیں پس نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے الفاظ کے معنی جو کوئی بیان کرے تو کوئی اس کے خلاف استدلال نہیں کر سکتا کیونکہ معلوم کہ مخالفین میں سے کون غلطی پر ہے لہذا یہی دلیل کافی ہے اس کی تردید کو کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسا متزلزل بیان مایشور کی جانب سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اس کے علاوہ بابو صاحب کے دعوے کی تردید ہونے سے بھی وید شریف کی تردید ہوگی اب میرے نزدیک ایسے الفاظ اور کوئی نہیں ہے کہ جنگی تردید کی جائے۔

جملہ حاضرین خوش ہوتے اور بعض باہستہ آواز ایک دوسرے سے یوں گفتگو کرتے ہیں ایک ۱۔ ہو بھائی پران چند کیا ہی غضب کا پتلا ہے۔

دوسرا۔ واقعی صاحب اس کی باتیں کمال تعجب انگیز اور شیر برت ہیں۔

تیسرا۔ پھر حیرت کیا ہیں جناب ایسی ہیں جنکو سنکر فراتا ہے دیکھے کہ جگہ ایک نہایت ضروری کار در پیش ہے مگر جانے کو دل نہیں چاہتا۔

چوتھا۔ بھائی پہلے ہی سے کیوں گھبراتے باتے ہو ذرا بابو پرانا بھاس کی گفتگو بھی تو سنو کیا کہتے ہیں۔

بابو پرانا بھاس کھڑا ہوتا ہے اور تعصب سنگہ کہ بہت پست کرتا ہے۔

پرانا بھاس (نجات اور فریب آمیز گفتگو سے) جناب عالی مباحثہ بالائی (بالا) نجات و عدالت وغیرہ بہت کچھ ہو چکا چنانچہ بابو صاحب بھی اس سے تنگ معلوم ہوتے ہیں لہذا میں اس کھیرے کو چھوڑ کر اب صرف اصل مباحثہ اور دلائل قانونی پر زور دیتا ہوں۔

تعصب سنگہ (گھبرا آ رہے سے) یہ لواچی واہ بابو جی واہ اسکو کیوں

علاوہ برین یہ بیان کہ مرکبات سب صنعت ہوتے ہیں خود بھی دیھی چاری ہونے سے  
ہیچکارہ ہے باعتبار اہول و بکلی و اول وغیرہ نظائر مرکبات مذکورہ سابقہ کے جنکا غیر  
ہونا بدیہی اور سہ عام ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ بابو صاحب کے مقبولہ مرکبات کا بھی  
صانع ثابت نہیں۔

یہ کیفیت ہے ہمارے تمام اعتراضات کی تردید کی جیسے اعتبار پر بابو صاحب  
فرماتے ہیں کہ ہمارا دوسرا پریوگ بلا اعتراض اور خود بخود ثابت ہے یہ کچھ بات نہیں کہ  
ہے پہلے اس کے خلاف بیان کر دیا تھا۔

۱۰۔ یہ دلائل جو کہا اس کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ہم صرف اس کے خلاف ہیں مگر کوئی  
۱۱۔ اس میں نہیں کہتے۔ بلایسان الفاظ میں یہ کہا گیا ہے کہ جیسے جگت کا کرتا کوئی  
ثابت نہیں تو کچھ ضرورت نہیں اہلی تردید کی کہ باصفات صانع ہے اور رسول اس کے  
سبب ہے۔ یہ اعتراض غلام صی تردید میں بلکہ اس کے خلاف ثابت کر دیا ہے کہ باسقا  
ایشور بھی صانع نہیں ہو سکتا جسکی کوئی تردید نہیں لگائی پنا یہ اس مرتبہ بھی ہیں  
قانون اہولان کی جن دلائل سے صانع کا عدم ثابت کیا چند سب باصفات ایشور  
کے صانع ہونے کے خلاف ہیں لہذا اس پریوگ کی تردید میں بھی وہی کافی ہیں باقی رہا  
کہ قرضہ دلوانے وغیرہ کا منظم بھی ایشور ہے۔ اسکو بھی جو مخلوقات کے صانع ہونے کی  
دلیل سے ثابت سمجھتے ہیں یہ کیسی کوتاہ فہمی کی بات ہے کیونکہ ممکن ہے کہ مخلوقات  
کا صانع کوئی جو قرضہ دلوانے وغیرہ کا منظم نہ ہو لہذا بہت تک کوئی کامل دلیل پیش  
کیجاوے تو یہی گز ثابت نہیں ہوگا۔

۱۲۔ اوسکا منزال اور مختلف بیان ہونا خود بابو صاحب کو تسلیم ہے یعنی



تب تو اسدھے اور پر گیا ٹھنڈی ٹھنڈی سے بھرا ہوا۔ اور اگر زمانہ پیدائش کا بھی ایشور صانع  
بتلایا جاتا ہے تو لاکھ بابت ہے کیونکہ اس کے خلاف اجسام غیر مصنوعی کے لئے تو طریقہ  
پیدائش قدرتی بخوبی ثابت ہے۔ اور اجسام مصنوعی کے ساتھ کھارو حوالہ دے بغیر انسان  
بہرہ میں بکے اقبال میں آچکے ہیں کوئی مال نہیں اور نہ کیلکولیٹ ہو سکتا ہے۔

اب عدالت غور فرمے کہ ابوصاحب نے پہلے تو گھٹ پٹ وغیرہ انواع و اقسام کی صنعت  
مانکر اس کے صانع کو ثابت کیا کہ جب اس پر سدا کچھ بجاس اور بابت کچھ بجاس نامی  
الزام آئے دیکھے تو الزام اول کو دور کر نیکی کے اجسام معوج و ماند وغیرہ کو ریت تسلیم  
کیا اور دوم سے بچنے کے گھٹ پٹ وغیرہ کا سامان ایشور کو بات ابتدائی مانا۔ کہ اس سے  
کہ ابوصاحب یوں بھی الزاموں سے بری ہوئے کیونکہ اس صورت میں ان کی کسی الزام  
الزام سدا کچھ بجاس اور پر گیا نہ کرہ استمان وغیرہ آئے

اب رہا وہ بچا دوش وہ بھی سطح لارڈ کے کوٹا اگرچہ اینور کو مہ و بتلایا اور اسے مانو کہ  
کو رن کرنا چاہا ہے لیکن قطعاً ہر نوع مفرد کوئی نہیں جو سدا کچھ بجاس یعنی جو مفرد ہے نہ ہی  
اپنے گن پر لے اور دیکھ کر شبہ کمال وغیرہ سے مرکب بھی نہ تھا ایشور بھی اپنے گنا  
وسکھ و توان و ایشور و وہ تمام و کمال سمجھاؤ وغیرہ سے مرکب ہے پس ایسے ایشور کو اگر صنعت  
مانو گے تو یہ بچا دوش برابر عاید رہتا ہے۔ اور اگر صنعت نہیں مانو گے تو دعویٰ ہمارا  
نہ خود بخود ثابت ہو گیا یعنی یہ کہ بعض اشیاء اگر ان کی کوئی ہیں گھٹ پٹ وغیرہ اور بعض  
قدرتی ایشور و کمال آکاش و اجسام معوج و ماند وغیرہ۔

۲۔ جیسے گھڑاوپارچہ وغیرہ کے صلنغ کھارو جولاہہ وغیب۔

۴۔ یونکو ایشورغانی و تلون خراج نہیں ہے۔

۵۔ اسلئے وہ غانی و تلون دنیا کا کرتا بھی نہیں۔

### تیسرا باب یوگ

۱۔ اجسام سوچ و چاند وغیرہ کی پیدائش قدرتی ہے کسی صانع با علم کی بنیاد نہیں۔

۲۔ کیونکہ انکا صانع با علم کبھی کسی نے برکتیں نہیں دیکھا۔

۳۔ ہنکا صانع با علم کبھی کسی کو تیکش نہیں بتواؤں کی پیدائش قدرتی ہی ہوتی ہے

جیسے سنہ وان سے بنایات کا اوڑکا اباں واولر ورت وغیرہ بنانا۔

۴۔ یونکو سوچ و چاند وغیرہ کا صانع با علم کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔

۵۔ اسلئے انکی پیدائش بھی قدرتی ہی ہے۔

اور بھی خبر اور ان تمثیلین بدیہی بن بکا ا وقت بیان کرنا منقول ہوتا ہے تصنیع اوقات کرتا

اور ایسا ہی قانون آلم بھی بنی سداقت سویر آئیدہ روشن ہوگی اسکے خلاف ہے پس

بادھت روشن بھی ہرگز نہ نہیں ہوا۔

پھر اسی بادھت روشن کی مخالفت میں یہ کہتا تو کہ شروع میں تمام صنعتیں ایشور نے کی ہیں

اب کمال وغیرہ انکی نقل کرتے ہیں ایک دھنگا دھنگی کی بات ہے کیونکہ یہ خود آتہ ہے

کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ اور اس روشن کے رفع کرنے میں نہ اسکا کچھ اثر ہو سکتا ہے

بلکہ اس بیان سے وہ ہمارا ظاہر کیا ہوا بادھت روشن اور زیادہ تر غلبہ پاتا ہے چنانچہ میں

سوال کرتا ہوں کہ ایشور کو شروع مخلوقات کا ہی صانع ثابت کیا جاتا ہے یا اب رفقاء

پیدائش کا بھی صانع و ناظم تسلایا جاتا ہے۔ اگر شروع مخلوقات کا ہی صانع ایشور ہے

جو کرتا کی کہی ہوئی نہیں اور نکارتا فرض کر لینا خلاف قانون و مصلحت ہر مینا کہ آم و سیب وغیرہ پھل اور ختنوں کی تشیل سے سرو و شمشاد وغیرہ درختوں کو بھی پھلدار بتلانا یعنی ایسا انوار کا پر یوگ کہنا کہ جو درخت ہے پھلدار ہوتا ہے جیسا کہ آم وغیرہ میں سرو و شمشاد بھی چونکہ درخت میں لہذا ضرور پھلدار میں نبض نادانی کی بات ہے۔ پھر بادھت و شش کا جوڑ بھی ٹھیک نہیں ہوا کیونکہ اصل تو گھٹ پٹ وغیرہ کی اپیکشا بادھت ہونا تسلیم ہی ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ایک جزو میں دوش لگتا ہے۔ قطع نظر اسکے اجسام سورج و یامہ اور شکر و لہو وغیرہ کا کرنا ہونا بھی ایسا شور کا بادھت ہے کیونکہ قانون انہماں اسلئے نگران موجود ہے۔

ایسے اسکا احوال۔

- ۱۔ ایسا جو جگت کا ارتکاب نہ نہیں ..... پر ٹکیا (دعوے)
- ۲۔ کیونکہ وہ فیہ جسم و بتیراگ و محیط کل ہے ..... بتیرا (دلیل)
- ۳۔ جو غیر جسم و بتیراگ و محیط کل ہوتا ہے وہ کرتا  
 نہیں ہوتا۔ جیسے آکاش وغیرہ ..... اسلئے اس (تشیل موجب)
- ۴۔ (ب) اور جو کرتا ہوتا ہے وہ غیر جسم و بتیراگ  
 و محیط کل نہیں ہوتا جیسے کھار و جلا وغیرہ ..... و بتیرا کے انہماں (تشیل موجب)
- ۵۔ چونکہ پیشہ پر بھی غیر جسم و بتیراگ و محیط کل ہے ..... آپ نے (تکرار دلیل)
- ۶۔ اسلئے وہ جگت کا کرتا نہیں ہے ..... ٹکین (نتیجہ)

دوسرا پر یوگ

- ۱۔ فانی و تغیر پذیر و متلون دنیا کا صانع غیر فانی و غیر متلون ایک ایسا ہر مین ہو سکتا
- ۲۔ کیونکہ اشیاء فانی و تغیر پذیر کا صانع فانی و متلون مخرج ہی ہوتا ہے۔

شک و شبہ نہوتا۔ صرف بذریعہ قانون انومان کے اسکا اثبات کرنا یا تہہ ہین اذیل  
یہ پیش کرتے ہین کہ یہ صنعت ہین اور کوئی صنعت بلا سانع کے نہیں ہوتی جیسے گٹ  
پٹ وغیرہ۔ اسیکے اوپر ہزاروں اعتراض ہین۔ اول تو اسبام سوچ نیا نہ وغیرہ کا  
صنعت ہونا ہی ثابت نہیں کیا گیا ایں ایکٹ انومان کی۔ بعد حرف الف کے موافق  
سرورسٹہ دوش ہی سپر کافی ہے۔ ملاوہ اسکے نکا کرتا دکھا گیا ہے اوکلی فطرت سے

لے سو یا سٹہ یا سادھیم متیو ابھاس کے دلیل نامہ ہے جو نو دتوں کی محتاج ہو۔  
متیو ابھاس کی کیا تاہم۔

(۱) انکا تہات سو ابھاس (۲) انکا تہات سو ابھاس (۳) انکا تہات سو ابھاس

ماقتس و نالفت دعوے کے لئے بھی درست ہو۔

۱۔ شہادت و شہادت مانی۔ جو موضوع دیگر کے محمول مخالف یہ بھی صادق آئے۔

۲۔ شہادت و شہادت مانی۔ جو موضوع ہین مخالف محمول کا اسکان بھی طاہر کرے۔

(۳) رد و رد (۴) رد و رد (۵) رد و رد (۶) رد و رد (۷) رد و رد (۸) رد و رد (۹) رد و رد (۱۰) رد و رد

(۱۱) رد و رد (۱۲) رد و رد (۱۳) رد و رد (۱۴) رد و رد (۱۵) رد و رد (۱۶) رد و رد (۱۷) رد و رد (۱۸) رد و رد (۱۹) رد و رد (۲۰) رد و رد

یٹ بھاس کے اثبات میں پیش کیا وے (دیکھو کتاب ہذا کا صفحہ ۱۳ فٹ نوٹ سطر ۶ و

۱۵ و ۱۶ صفحہ ۱۴ فٹ نوٹ سطر الثابت ۱۵

(۵) پر کرن ستم (۶) پر کرن ستم (۷) پر کرن ستم (۸) پر کرن ستم (۹) پر کرن ستم (۱۰) پر کرن ستم (۱۱) پر کرن ستم (۱۲) پر کرن ستم (۱۳) پر کرن ستم (۱۴) پر کرن ستم (۱۵) پر کرن ستم (۱۶) پر کرن ستم (۱۷) پر کرن ستم (۱۸) پر کرن ستم (۱۹) پر کرن ستم (۲۰) پر کرن ستم

(۶) کالاتیت (۷) کالاتیت (۸) کالاتیت (۹) کالاتیت (۱۰) کالاتیت (۱۱) کالاتیت (۱۲) کالاتیت (۱۳) کالاتیت (۱۴) کالاتیت (۱۵) کالاتیت (۱۶) کالاتیت (۱۷) کالاتیت (۱۸) کالاتیت (۱۹) کالاتیت (۲۰) کالاتیت

یا حسین وقت کا فرق یا عدم ثابت ہو۔

کیونکہ پرتکلیش تو سلسلہ عام ہوتا ہے یعنی اگر حرکت کا کرتا پرتکلیش ہوتا تو کسی کو بھی اس میں

(۱۳) اُنٹو بھاشن۔ اہل مجلس نے جس مضمون کو بخوبی سمجھ لیا ہوا اور مدعی نے بھی تین بار اسکا اظہار کر دیا ہوا ایسے سمجھے اور جملے ہوئے دعوے کو مسترد کر دیا اور کچھ جواب نہ دیا۔  
(۱۵) آئی ان۔ جس مضمون کو مدعی نے تین بار کہہ دیا ہوا اور سامعین نے بخوبی سمجھ لیا ہوا اسے نہ سمجھنا۔

(۱۶) آپرتی بھا۔ فریق ثانی کے دعویٰ کو بخوبی سمجھ کر بھی کسی غوغا یا سہو وغیرہ کی وجہ سے وقت پر جواب کا نہ دینا۔

(۱۷) وکشیپ۔ جواب نہ آنے کی کسی ضروری کام وغیرہ کا مذر یا بہانہ پیش کر کے ساختہ کو ملتوی کر دینا۔ یا اور کچھ جھگڑاؤ الدینا یا غصہ کرنا۔

(۱۸) تانگو گیا۔ دعویٰ یا اثبات دعویٰ میں فریق ثانی نے جو نقص بتلایا ہوا اسکی تردید کر کے یہ کہنا کہ جو نقص تم میرے دعوے یا اثبات دعویٰ میں نکالتے ہو وہی نقص تمہارے دعوے یا اثبات میں موجود ہے۔

(۱۹) پرنیو بوجیو پکیشن۔ فریق ثانی کو نگراہ استھان میں آجانے پر بھی اسکی گرفت کرنا۔  
(۲۰) نرانو بوجیو نیوگ۔ فریق ثانی کو نگراہ استھان میں نہ آنے پر بھی اسکو نگراہ استھان میں آیا ہوا بتلانا۔

(۲۱) آپر سٹھانت۔ اختلافِ بانی۔ یعنی جو امر پہلے تسلیم کر لیا ہوا یا خود مان رکھا ہوا اس سے مخالف کوئی بات کہنا۔

(۲۲) بیتوا بھاس۔ غلط دلیل دینا۔

تو کس بیان سے کیا جاتا ہے۔ یعنی پر تکیش بیان سے تو انکار کرتا ہے ہی نہیں ہوتا

تو کھڑا بھی غیہ فانی ہی ہو گا۔

ایسے جواب سے فریق اول پر بیگیا بانی دوش آتا ہے۔

(۳) بیگیا اور دودھ۔ دعویٰ اور دلیل کی آپس میں مخالفت ہونا۔

(۴) یہ سنا سیاست۔ دعوے کی تردید ہونے پر اس سے انکار کرنا کہ یہ میرا دعویٰ تھا۔

(۵) بنیو انتر۔ ایک دلیل کی تردید ہونے پر دوسری دلیل دینا۔

(۶) اسی سے اسامہ ہاشم بن کسی طلب کو چھوڑ کر دوسری بحث کرنا یا کسی ایسی بات کا بیان

کرنا جس کا وہ سبب اثبات یا رد میں کچھ تعلق نہ ہو۔

(۷) ارتھک۔ معنی بحث کرنا۔

(۸) اگلیا آرتھ کسی مضمون کو ایسے الفاظ میں بیان کرنا کہ دوسرے نے تھرنے پر بھی۔ تو دہشتانی

کی سمجھ میں نہ آوے اور دیگر سامعین میں سے کوئی سمجھ سکے۔

(۹) ایا تھک۔ ایسی بے سلسلہ گفتگو کہ جس میں ایک بیان کا دوسرے سے کچھ تعلق نہ ہو۔

(۱۰) اپ اپت کال۔ اثبات دعویٰ میں بے ترتیبی کا ہونا اور ہر بیان کے لئے موقع و محل کا کچھ لحاظ

نہ کرنا۔

(۱۱) اینون۔ مضمون کو پورا نہ بیان کرنا بلکہ ادھورا چھوڑ دینا جس سے صاف کوئی نتیجہ نہ ملے۔

(۱۲) اوٹھک۔ ضرورت سے زیادہ بولنا اور ایک دلیل یا مثال بدلول نے اثبات کے لئے کافی

ہونے پر بھی اور اوڑلایل یا مثال پیش کرنا۔

(۱۳) پیروکت۔ ایک ہی بات کو بار بار ضرورت دو بارہ بارہ بولنا۔

تہذیب نامہ تاملک حصہ سوم

عدالت کی طرف سے میرے کلام پر اگر اجماع سورج چاند وغیرہ کا کرتا ہی ثابت کیا جائے گا

(۱) پر گمان نہ رہے کہ میرے دعویٰ کی تردید ہونے پر اسی دعویٰ میں کوئی اور بات بڑھا کر رکھا جائے گا۔  
بیان کرنا۔

مثلاً مدعی کا دعویٰ ہو کہ ”آواز فانی ہو“ کیونکہ وہ شل گھڑے وغیرہ کے حواس سے محسوس ہوتی ہے۔

اس پر فریق ثانی اسکی تردید میں کہتا ہے کہ حسیط حوسیت حواس سے محسوس ہونے پر بھی غیر فانی ہے اسطرح آواز بھی غیر فانی ہے

اسکے جواب میں فریق اول کا یہ کہنا کہ ”عمومیت ہم جامہ وجود ہونے کی وجہ سے حواس محسوس ہونے پر بھی غیر فانی ہے۔ مثلاً آواز شل گھڑے کے ہر جگہ وجود نہیں ہے اسلئے گھڑے وغیرہ کی طرح یہ بھی ضرور فانی ہے“ یہ گمان نہ رہے کہ سحان دوش کہلاتا ہے۔ کیونکہ یہاں دعویٰ میں آواز کا ہر جامہ وجود نہ ہونا اور ایزاد کر لیا گیا ہے۔

(۲) پر گمان نہ رہے کہ میرے دعویٰ سے گرجانا بوجہ ایسی مخالفت تال قبول کر لینے کے۔

مثلاً مدعی یہ دعویٰ کرے کہ ”آواز فانی ہو“ اور دلیل یہ پیش کرے کہ ”کیونکہ وہ حواس محسوس ہونے والی اشیاء میں سے ہے شل گھڑے کے“

اس پر فریق ثانی اس دعویٰ کی تردید کیلئے یہ شل پیش کرے کہ ”عمومیت باوجود حواس محسوس ہونے کی غیر فانی ہو“ اسطرح آواز کو حواس سے محسوس ہونے پر بھی غیر فانی ہی کیونکہ نہ مین۔

اس پر فریق اول یوں جواب دے کہ اگر عمومیت بوجہ حواس سے محسوس ہونے کی غیر فانی ہو

اور علم ہرگز نہیں ہوا کہ باری عدالت لا حاصل ہو ورنہ بلا تامل ایسی فضول کاری اور گناہ بے لذت سے دست برداری حاصل کر کے ہمارے خیال کے موافق اس انتظام کو کر دینی خوش آمدنی پیش پر چھوڑ جاتا بلکہ اغلب ہو کہ اوسنے ایسا کیا ہو اور بابو صاحب اپنی باتوں کا ہی اونا خبر داری سے ہنوز ایسا بیان کرتے ہوں ورنہ بخوبی روشن ہو کہ بابو صاحب کا ایشور محض ناخبر بہ کار اور فضول شمار ہے۔ خلاف اسکے یہ کہنا کہ اشکوب کچھ معلوم ہے ایسا ہے کہ حبیار روز روشن میں دوسرے کو لاٹھی پکڑا کر اسکے پیچھے ٹٹول ٹٹول کر چلنے والے کو تیز چشم اور قاتل ہند ببتلانا ہے۔

اب قانونی مباحثہ اور بھی ذرا غوطہ طلب ہے۔

اول سیدھ پکشا بھاس دوش کی جو تردید کی ہو وہ بھی نادرست ہے کیونکہ کرتا نام جگت کا ثابت کیا جاتا ہے اور گٹ پٹ وغیرہ بھی اسی جگت کے اجزاء اور اوصاف ہیں پس چونکہ کرتا گٹھا وغیرہ سیدھ ہی ہے لہذا سیدھ پکشا جاس دوش برابر عارض ہوتا ہے۔ ثواب جو اسکے خلاف یہ کہہ گیا ہے کہ ہم سورج چاند دیکھ رہے ہیں اس کا کرتا جو اس سیدھ ہے اوس سیکونڈ کر کے میں اس پر اگرچہ پکشا نترگرہ ستھان وغیرہ دوش آتے ہیں جسے حسب قاعدہ قانون مباحثہ اور بحث کرنیکی ضرورت باقی نہیں رہتی مگر ہم چونکہ تمامی اعتراض اور شکوک کے رفع کر نکو آمادہ ہیں لہذا ہم اس پر بحث کرتے ہیں۔

لہذا اگرہ استھان = موقد گرفت یعنی آتشا مباحثہ میں کسی فریق کا ایسے موقد پر آ جانا جہاں فریق ثانی اسے گرفت کر کے آگے بڑھنے سے روک دے گا مجاز ہو سکے۔  
یہ حسب ذیل بائیں اچھتے ہیں۔



تو وہ ہرگز نتیجہ اجل ایک سر ویلہ وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ پھر رحم کی وجہ سے سہجاندہ پرو  
 میں غفلت سمجھنا بھی از بس نادانی ہے کیونکہ یہ کہنے مانا کہ ایشو یہ تو ان کی خواہش بہت جلد  
 پوری ہوتی ہے مگر پھر بھی خواہش اور حصول مراد میں خواہ کیسے قدر ہو تو مفروضہ ناپس  
 سہجاندہ کیونکر ہو سکتا ہے اسی ایک شے سے جا بجا ستشناستوں میں خواہش کو دھک  
 کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ رحم کی تولید ہی دھک سے ہے یعنی  
 اول دھکی کے دھک کو انھو کے دل میں ویسا ہی دھک پیدا ہوتا ہے من بعد رحم یعنی اگر  
 دھک دور ہوئی تو خواہش جتنی ہے پس مطلب یہ ہوا کہ رحم کے ساتھ دھک لازمی امر ہے تو اب  
 کہتے کہ انہو کے رحم کا سہجاندہ کہاں رہ سکتا ہے۔ اس میں بتیہ آتا اور ست میں بھی  
 دشمنی لارہ ہے کیونکہ پر نام صرف میں قسم کے ہوتے ہیں ایک کسی سے محبت اور اس کے دھک  
 میں دھکی ہونا اور دھک نفع ہوئی تو خواہش کرنا وغیرہ یہ راگ اور رحم کے ذیل میں ہی۔ دوسرے  
 کسی کو آزاد یا نفرت کرنا اور کسی کی تکلیف میں خوش ہونا وغیرہ یہ زبرد و دوس میں تنو  
 ان دونوں طرح کے خیالات سے آزاد اور تر رہنا اس کیلئے بتیہ آتا کہتے ہیں۔ ان میں تو تسو  
 زیادہ اور کوئی قسم نہیں ہو سکتی۔ اب خیال فرمائیے کہ رحم اور بتیہ آتا میں کیسا اختلاف ہے یعنی وہ  
 دونوں ایک وقت میں کیجا ہرگز نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں کچھ شک نہیں کہ اگر ایشور رحیم ہے  
 تو بتیہ آگ نہیں اور بتیہ آگ ہے تو رحیم نہیں۔ اور اس نقص کے نفع کرنے کے لئے اگر کہیں کہ  
 کیسے وقت بتیہ آگ اور کیسے وقت رحیم ہے تو وہی ملون فراہمی کا اثنا اس کی خدائی کو نکل جاتا ہے  
 ایسا ہی نا تجربہ کاری اور جاہلی کا اعتراف بھی ہوا۔ الا جواب ہے بلکہ ایک اور نقص فصول کا یہ  
 کو ہمراہ لیکر چمک دمک سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جب یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ رحمت نہیں  
 ہوتی بلکہ روز بروز گناہ المضاعف ہو تو ہر طور و وضع سے کہ خداوند عادل کو ہنوز یہ تجربہ

اب یہی بہ بات کو قانون آگم سنی وید کی ہر وید میں تحریر پیش کی گئی ہے اسکی نسبت میں صرف اسوقت اسقید کہتا ہوں کہ وید کی عبارت نہایت دشوار فہم اور اسکے ایک ایک لفظ میں ہزار ہا معنی محفوظ ہیں نہ معلوم کہ الفاظ زیر بحث کا کیا مطلب ہے پس اغلب ہے کہ متہ جہ یا مقرض نے غلاف نتیجہ اخذ کر کے اعتراض کیا ہو لہذا جبکہ حسب دلیلات مذکورہ سابق ہمارا دعویٰ بخوبی ثابت ہے تو چونکہ وہ سراسر وید شریف کے موافق ہے لہذا اویہ کالا اعتراض ہونا خود بخود روشن ہے اور زیادہ فقہاء کیوں تصبیح اوقات کی جائے۔

ماضی میں خوش ہوتے اور داد دیتے ہیں۔

یہ بیان چند (اسی کہ فہمی کی وجہ سے کچھ بھونچا ہوا) بنا بنالی ایسی ایسی تریزہ کا پیش کرنا ناقص و ناتواں اور یقین کی تصبیح اوقات کے آداب حیران ہوں کہ کب تک ایسی کچھ نہیں کی پیدہ دہی کرنا ہو گا عدالت ذرا غور کرے کہ باوجود صاحب نے رحم اور عدالت کا اختلاف بخوبی تسلیم کر لیا ہے یا نہیں یعنی اسکا قول ہو کہ شریعت کی موت جسم کرنے سے رحیم اور بعض وقت انصاف کرنے سے عادل ہوتا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت میں دونوں صفت الیہو میں ہرگز نہیں رہتیں پھر جب اس بیان کے بھی یہ کہنا کہ رحمت و عدالت میں اختلاف نہیں ایسا ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ میری مائتا بانجھ ہے یعنی یہ سوچن بادھت ہے۔

اب اسنے علاوہ عدالت کو ایک اور تنظیم کی طرف توجہ دلا تا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ باوجود اس نے خود ہی اس بیان سے اس ذات پاک پر تلون فراہم کیا جس سے اسکے نتیجہ اعلیٰ انسانی وغیرہ نفاذ بھی ہو رہے ہیں کیونکہ جو کبھی رحیم ہوا کبھی عادل وغیرہ

حقیقت کی نگاہ سے اگر دیکھا جاوے تو گھٹ پٹ وغیرہ کا ارتاجی ایشور ہی ہے کیونکہ شریچ  
 میں جبکہ جستن میں وہ سب ایشور نے ہی کی ہیں۔ اب کوئی خواہ انکی نقل کرتا رہے۔  
 پھر ہماری دلیل اور جو اسے دوش تپا دے بھی دانی نہ ہو کیونکہ اگر وہ کمال آکاش وغیرہ میں نہ ہو  
 ربحت شیریں کچھ دیکھ دیکھ وغیرہ انتہی ہی میں جیسا کہ ابھی مذکور ہوا ہے اور پھر پھر نہ ہو۔ اگر مانتا ہے  
 ہو مانتا ہو کہ ایشور وغیرہ کا ارتاجی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ جسٹ نہیں ہو سکتا کہ غرض میں وہ ہر دو ثابت ہوا  
 صاحب میں جو اسے آکاش میں دیکھ دیکھ اور جو کہ میں نہ جسٹ ہو میں جسٹ ہو کہ یہ اسے اسے اسے اسے  
 ثابت کہ میں تو ایشور وغیرہ مفردات سے کیونکہ وہ بھی بتلایا جاتا ہے۔ اب جو کہ تارہ ہوا  
 لی۔ یہ آرہی گئی ہے اور مرافقہ ہوا اور اتر اتر میں ہے خود ہی ثابت ہو گیا۔ یہ کہ لی ہے  
 نہیں کہ ہے پہلے اس کے خلاف بیان کر دیا تھا کیونکہ اسکی روید کی غرض سے تو یہ ہے  
 بیش ہی کی گئی تھی پس باصفات ایشور کا جگت کا کرتا ہوا بخوبی ثابت ہے۔ اچھا۔ اب  
 یہ جو ظاہر کیا گیا ہے کہ قرضہ دہانے وغیرہ کا منتظم کہ میں ثابت نہیں کیا گیا اسکا اثبات  
 ایشور کے کرتا ہونیکے اثبات پر بھر ہے یعنی یہ جگت کا کرتا ایشور ثابت ہو جاوے گا تو قرضہ  
 دہانے وغیرہ کا منتظم بھی بلاشبہ وہی قرار دیا وگا۔ اسی غرض سے اس کے لئے کوئی علیٰ حجت  
 پیش نہیں کی گئی تھی مگر چونکہ ابو صاحب کم فی سے علیحدہ دلیل لگتے ہیں لہذا اس کے لئے بھی  
 علیحدہ دلیل پیش کی جاتی ہے تاکہ اس خیال کی تردید کی جاوے کہ اس کے اثبات میں کوئی دلیل  
 نہیں۔ لیجئے۔ قرضہ دہانے وغیرہ جو سزا و جزا وغیرہ انتظام کا ناظم وہی ایشور جگت  
 کا کرتا ہے کیونکہ جتن جیو خود بخود اپنے لئے انواع اعمال کی سزا گوارا نہیں کر سکتا اور  
 نہ حسب دلخواہ آرام حاصل کر سکتا ہے جیسے کوئی ذی روح نہیں چاہتا کہ محکوم کسی نوع  
 کی تکلیف ہو۔ پس اسکی انتفا کرتا ہوں۔

چرتا تھا ہوتی ہے اور ایسا ہی رحم کرنے سے اسکے سچا نہ سروپ میں بھی کچھ خلل واقع نہیں ہوتا کیونکہ جیسا کہ عوام الناس کسی پر رحم کھا کر اسکا دکھ دور کرنا چاہتے ہیں اور نہیں کر سکتے لہذا انکو دکھ ہوتا ہے ایسا ہی بابو صاحب نے سمجھا ہوگا کہ ایشور کو بھی دکھ ہوتا ہوگا مگر نہ نیال انکا غلط ہے کیونکہ اس تاذر طلق کی جیسی خواہش ہوتی ہے فوراً ایسا ہی کارج واقع ہوتا ہوگا پس اسکے سچا نہ سروپ میں خلل سمجھنا نادانی کی بات ہے۔ ایسا ہی اسکی بہہ اگنا میں کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ دیام گزراگ کا جزو نہیں کیونکہ رگ اور روش موہ کے پر نام میں اور دیا کیسے دکھ دور کر لینی خواہش کو کہتے ہیں۔ پھر اس ذات اندس پر جو تجربہ کاری وضعہ کا ازام لگایا ہے وہ بھی نادانی ہے کیونکہ وہ مادا مطلق عبرت کی غرض سے عدالت گستری کرتا ہے مگر مخلوق (کر فضل مختار ہے) نواہ عبرت حاصل کرے یا نہ کرے۔ اور اسکو سب کچھ معلوم ہے پس اسکی تجربہ کاری میں کیا اعتراض ہے۔

اب قانونی دیورات کی تزییرہ کطرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔ اول ہمارے انومان کے فقرہ پر جو تہہ سادہ میا بھاس دوش دیا ہے وہ غلط ہے کیونکہ اگر یہ گھٹ پٹ وغیرہ کا کرتا سبہ ہے مگر احسام سوچ جانا وغیرہ کا نہیں کیونکہ ایسی اشیاء کا کرتا یہ مانا نہیں ورنہ بحث ہی کچھ باقی نہیں رہتی پھر بقول بابو صاحب کے بھی یہ دوش تعلق نہیں یعنی بلا شک ہم تمام جگت کے ایک لاثانی صانع ایشور کو ثابت کرنے میں ہونہو استہ ہے۔ مگر اسپر عواہت کش کا اعتراض پیش کیا ہے وہ بھی نادرست ہے کیونکہ اگر یہ گھٹ پٹ وغیرہ کا ایشور کی صنعت سے ہونا پریش کشی عواہت یعنی مشاہدہ کے خلاف ہے مگر احسام سوچ و چاند وغیرہ اور دکھ سکھ وغیرہ کا صانع ایشور ہے یہہ گز بادھت نہیں اور خاص طور پر انھیں کے کر ثابت کرنے سے غرض تھی ملاوہ برین

یعنی جگت کا کسی صانع کی صنعت ہونا جو دلیل پر وہ ثابت نہیں کیونکہ آکاش کال و غیرہ  
قدیم از نتیجہ ہیں وہ ہرگز صنعت نہیں ہو سکتے۔ اسکو بھی چھوڑ کر یہ مہیو قانون انوں  
کی دفعہ حرفن کے موافق و پھپھاری ہے کیونکہ اگر یہ گھٹ پٹ وغیرہ کا سانع ہوتا  
مگر ایشور او زیز آکاش و غیرہ کا کرتا نہ ہوتا اور کو بھی تسلیم ہے۔ اب باقی رہا فقرہ دیم  
اسکی بابت میں اسوقت سرت اتنا کہتا ہوں کہ بیکر سب تردید نہ کورہ صدر سنان کل  
کا مدد ہی ثابت ہے تو اسکی ہمہ دانی وغیرہ صفات کا بیان کرنا بامعنی کے بیٹے کا بیاہ جانا  
ہے۔ پس کچھ ضرورت نہیں اسکی تردید کی۔ اور اول ہم ثابت بھی کر چکے ہیں کہ بامعنا  
نہ کو ہرگز صانع نہیں ہو سکتا۔ قانون الگ جو یہ کو بتلایا گیا ہے وہ محض غلط اور نادرست  
ہے چنانچہ اسکی حقیقت تحریری نقشہ موسومہ تکذیب وید وغیرہ مدخل کترین سے بخوبی  
واضح ہے اور زیادہ گزارش کر لی کچھ ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ البتہ کسی زمانہ میں وہی  
قانون الگ نیال کیا جاتا تھا مگر اب وہ زمانہ نہیں رہا بلکہ ہمہ سلطنت کون و ڈاکٹر یہ لکھ  
منظر قیصر ہند میں بوبہ آزادی عامہ ایک کتاب کی حقیقت معلوم ہو گئی اور روز بروز  
سوتی جاتی ہے پس ہر بیاد وید یا ستیا تھ پکا ش وغیرہ کو قانون الگ سمجھنا غلط ہے  
اور فرضہ دلوں وغیرہ کا منتظم بھی کوئی ہے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ تردید اچھا ہے۔  
سب حیران ہوتے اور غور کرتے ہیں۔

پرانا بھاس (دکھڑا ہو کر) بنا بھالی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے صفات ربانی میں ہرگز  
ویسا اختلاف نہیں۔ اولاً جسوقت وہ عاقل مطلق کسی شخص کو اس کے انحال کے موافق  
سزا یا جزا دیتا ہے اسوقت اسکی عدالت رونق پاتی ہے۔ اور جبکہ وہ جرم الرحیم کسی گنہگار  
کے سن سے کئے ہوئے پاپ پشچا تاپ کرنے وغیرہ پر عاف کر دیتا ہے اسوقت اسکی دیا

شاہد کے موافق ہو پھر یہ دلیل مروجہ فقہ حنفی قانون مذکور کے اسلئے مستحکم ہے

دعویٰ یہ نیک آدمی ہے

مثال } ۱۔ کیونکہ یہ کبھی سیکے ساتھ ہی نہیں کرتا  
۲۔ جو شخص کبھی سیکے ساتھ ہی نہیں کرتا۔ وہ نیک آدمی  
ہوتا ہے۔

یہاں سے کہ ساتھ ہی کرنا نیک آدمی کے نقص (معاذی اللہ) کا سبب نہ ہو۔ اسکی نفی  
اسے آجھ کا نیک آدمی ہونا ثابت ہے۔

۱۔ اسلئے کہ اس سے دلیل ناقص ہو۔ ورنہ صداقت ہوتا۔ مستحکم نہ ہوتا۔ طلب ہو  
اسکی۔ تمام ہے۔

۲۔ مستحکم شاہد کے لئے ضروریات صداقت دلیل۔ جسے اوپر میں رنگت تائید کرتے ہیں  
ہم دلیل نہیں کرنا کہ وہ اعلیٰ ہے۔ اعلیٰ دیتی ہے۔

۳۔ کہ اگر آوارہ گھر سے بڑا عہدہ میں ہوتا اسلئے یہ دلیل صحت صداقت ہی  
ہے۔ اسلئے یہی دلیل۔ قص سے اس میں رنگت کا جونا قابل تسلیم ہے۔

۴۔ اسلئے شیعہ۔ مستبطل۔ جسے دوسرے دھواں با بھائیہ اور سختی جوئی دیکھا ورنہ

اگل کی موجودگی ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل پیش کرنا کہ ”وہاں دھواں اٹھ رہا ہے“

موجودہ تک یہ تحقیق نہ ہو جلتے کہ دھواں ہی ہے بھائیہ نہیں ہے دھوئیں کا

تسلیم کیا دلیل مستحکم ہے۔ اسلئے ایسی دلیل ناقص سے اس عام۔ اگل کی

موجودگی ناقابل یقین ہی رہی۔

جولاہے کو اونکا صانع بتلاتے ہیں جو پریشور کے کرتا ہو نیکیے خلائق کو اور کیوں نہ بتا دیں کہ وہ

(۴) پروردگار اپنے بند بھی جس میں دعویٰ اور دلیل کا مقدمہ کبریٰ قضایا سے موجب ہون اور دلیل کا مقدمہ صغریٰ قضیہ سالیہ ہو

۱۔ سادھ کے وردھ کا کاریہ

دعویٰ ۱۔ اس شخص کو کوئی نہ کوئی مرض لگا ہوا ہے ...  
 ۱۔ کیونکہ اس کے چہرہ پر مہرستی کی علامات نہیں پائی جاتی  
 دلیل ۲۔ جس کے چہرہ پر مہرستی کی علامات نہ پائی جائیں اس کو  
 کوئی نہ کوئی مرض ضرور لگا ہوا ہے ...

بیان مہرستی کی علامات کا ہونا مرض کے نقیض (مہرستی) کا کارہ ہے پسلی ان کیلئے بھی  
 دفعی سے مرض کا وجود ثابت ہے۔

۲۔ سادھ کے وردھ کا کارن

دعویٰ ۱۔ اس شخص کو دگھ ہے .....  
 ۱۔ کیونکہ اس کو کسی کو تشنہ میں کایابی نصیب نہیں ہوتی  
 دلیل ۲۔ جس شخص کو ایسی کسی کو تشنہ میں کایابی نصیب  
 نہیں ہوتی اس کو ضرور دگھ ہے .....  
 مثال

بیان کو تشنہ میں کایابی ہونا دگھ کے نقیض (دگھ) کا کارن ہے جس کی دفعی سے دگھ  
 کا وجود ثابت ہے

۲۔ سادھ کے وردھ کا شیجاوہ

گھٹاٹ وغیرہ کا صانع الیشور ہونا پرتکیش اوجھت ہی چنانچہ خود بابو صاحب کھار اور

یہاں کرتکا کا طلوع روپتی کے طلوع کلاری یورب پر ہے۔ اسکے طلوع کی نفی سے روپتی کے  
طلوع کی نفی ثابت ہے

۶۔ ساؤھ کا اتر روپ ساؤھن

دعویٰ۔ اس سے دو گھڑی قبل بھرنی نیچے طلوع نہیں ہوتا تھا

۱۔ کیا ہا اسوقت آرتکا نیچے کا طلوع نہیں ہے

۲۔ کرک کے سولہ دیگر نیچے کے طلوع سے دو گھڑی قبل

بھرنی نیچے طلوع نہیں ہوا کرتا

یہاں کرتکا کا طلوع بھرنی کے طلوع کا لارنی آتا ہے۔ اسکے طلوع کی نفی سے بھرنی

کے طلوع کی نفی ثابت ہے

۷۔ ساؤھ کا ستر روپ ساؤھن

دعویٰ اس ساؤی ڈنڈی کی ترازو میں ڈنڈی ایک طرف

اونچی نہیں ہے

۱۔ کیونکہ دوسری طرف ڈنڈی نیچی نہیں ہے

۲۔ جب تک ڈنڈی کسی ایک طرف سے نیچی نہیں ہوتی

دوسری طرف سے اونچی نہیں ہوتی

یہاں ترازو کی ڈنڈی میں ایک طرف سے نیچا ہونا دوسری طرف سے اونچا ہونا کلازمی

سہ جیسے ہر ایک طرف نیچا ہونے کی نفی سے دوسری طرف اونچا ہونے کی نفی ثابت ہے

دعویٰ کرتکا کا طلوع روپتی کے طلوع کلاری یورب پر ہے۔ اسکے طلوع کی نفی سے روپتی کے طلوع کی نفی ثابت ہے



دفعہ ۴ درج ب کا ضمیمہ نمبر ۱۰ عاید ہوئے ہیں یعنی یہاں دھت پکٹا لگا ہوا ہے کیونکہ

۳۔ ساڈھ کا کار یہ روپ ساڈھن

دعویٰ یہاں دھوئیں دا آگ نہیں ہے ۔

۱۔ کیونکہ دھوئیں دھوئیں ہے

۲۔ جہاں دھوئیں جلیں دھوئیں دھوئیں

۳۔ آگ نہیں ہونی

مثال  
دلیل

یہاں دھوئیں کا کار یہی ہے کہ اس کے نہ ہونے سے دھوئیں دا آگ نہیں

ثابت ہے ۔

۴۔ ساڈھ کا کار یہ روپ ساڈھن

دعویٰ اسکا دھوئیں دھوئیں ہے

۱۔ کیونکہ آگ نہیں ہے

۲۔ جہاں آگ نہیں ہونی دھوئیں دھوئیں دھوئیں

یہاں آگ دھوئیں کا کار یہی ہے کہ اس کے نہ ہونے سے دھوئیں کی نفی ثابت ہے

۵۔ ساڈھ کا روپ یہ روپ ساڈھن

دعویٰ اب سے دو گھنٹہ گزرنے پر دھوئیں نچتر طلوع نہوگا

۱۔ کیونکہ اس وقت آگ کا نچتر کا طلوع نہیں ہے

۲۔ آگ کے سوا کسی دوسرے نچتر کے طلوع نہوگا

۳۔ دھوئیں دھوئیں دھوئیں

مثال  
دلیل

۴۔ دھوئیں دھوئیں دھوئیں

ہم تمام جگت کے ایک صانع یعنی ایشور کو ثابت کرتے ہیں تو اس پر قانون انومان کی

(۳) اپڑوہا پٹکبہ جی بسین دعویٰ اور دلیل دونوں تضایع سا بہن ہوں۔

۱۔ ساڈھ کا سبھاؤ روپ ساڈھن (وہ دلیل کہ دلول نے خواص میں دہل ہو)

دعویٰ۔ اس مقام پر گھڑا نہیں ہو۔ . . . . .

شال } دلیل } ۱۔ کیونکہ اوہ دودھ نظر آسکے قابل ہونیکے نظر نہیں آتا  
۲۔ جوتے اوہ دودھ نظر آسکے قابل ہونیکے کسی مقام  
پر نظر نہیں آتی اسی اس مقام پر نفی ہوتی ہو۔ . .

یہاں نظر آسکے فال ہونا گھڑے کا خاصہ ہو۔ اسکی نفی سے گھڑے کی نفی ثابت ہو۔

۲۔ ساڈھ کو پات یا ویاک روپ ساڈھن

دعویٰ ۱۔ مقام پر شیشم نہیں ہو

شال } دلیل } ۱۔ کیونکہ کوئی درخت نظر نہیں آتا  
۲۔ جہاں کوئی درخت نہیں ہو وہاں شیشم درخت کی  
بھی نفی ہو

یہاں درخت دیا یک ہو او شیشم دیا یک۔ پیر کھل کی نفی سے جزو کی نفی ثابت ہے

دعویٰ ۲۔ یہ آگ نہیں ہو

شال } دلیل } ۱۔ کیونکہ آگ میں گرمی محسوس نہیں ہوتی  
۲۔ جس شے میں گرمی محسوس نہیں ہوتی وہ آگ نہیں ہوتی

یہاں ساڈھ کا سبھاؤ روپ ساڈھن اور ویاک یا ویاک ساڈھن دونوں کے لیے درخت ہو سکتی ہو

مسائل ہیں دیکھو بیان لاکھ تھنچت چند صاحب کو۔ اور اگر بابو صاحب اسپر سید کہیں کہ

یہاں سوچ کا چکنا تاریکی کے نقیض (روشنی) کا کارٹن ہے  
۴۔ ساڈھ کے بڑھ کا یوٹنیز (جبکا ہونا مول کے نقیض کے قبل لازمی ہو)  
[دعویٰ۔ اب سے دو گھڑی گھنٹے پر دہنی پختہ طلوع ہوگا سائبہ جزئیہ  
مثال } ۱۔ کیونکہ اس وقت ریونی پختہ طلوع ہوا ہے ... صغریٰ موجب جزئیہ  
۲۔ ریونی پختہ کے دو گھڑی بعد دہنی طلوع نہیں آتا کبریٰ سائبہ کلیہ  
یہاں ریونی پختہ کا طلوع ہونا وہی پختہ کے طلوع کے نقیض (اسی پختہ) کا ثبوت ہے  
یعنی ریونی پختہ اسی کے دو گھڑی قبل طلوع ہوا کرتا ہے نہ کہ دہنی کے  
۵۔ ساڈھ کے بڑھ کا اتر حیر (جبکا ہونا مول کے نقیض کے بعد لازمی ہو)

[دعویٰ۔ اب سے دو گھڑی قبل پختہ طلوع ہوا تھا ...  
مثال } ۱۔ کیونکہ اس وقت پختہ طلوع ہوا ہے ... صغریٰ موجب جزئیہ  
۲۔ پختہ کے دو گھڑی قبل پختہ طلوع نہیں آتا کبریٰ سائبہ کلیہ  
یہاں پختہ کا طلوع ہونا پختہ کے طلوع کے نقیض (اسی پختہ) کا ثبوت ہے۔ یعنی پختہ  
پختہ کے دو گھڑی بعد طلوع ہوا کرتا ہے نہ کہ پختہ کے۔

۶۔ ساڈھ کے بڑھ کا سیر اسکا ہونا مول کے نقیض کے ساتھ لازمی ہو)  
[دعویٰ۔ اس براؤ کی ڈنڈی اسٹون سے جی ہمیں ہر ... تہہ یا لب ...  
مثال } ۱۔ کیونکہ اس طرف سے نیچے ہے ... صغریٰ موجب جزئیہ  
۲۔ جب براؤ کی ڈنڈی اسٹون سے جی ہوتی تو وہ براؤ کی ڈنڈی کبریٰ سائبہ کلیہ  
یہاں اسٹون کی نیچا ہونا دوسری طرف سے نیچا ہونے کے نقیض (اوپر ہونا) کا ثبوت ہے



یہ بھی ثابت ہیں پس سیدھ کو سادھنا قانون انوان کے خلاف ہے حسبِ قضاات کو

دعویٰ وہاں سادھ ہے ... .. فضیہ موبہ خربہ  
مثال ۱۔ کیونکہ سادھ جہاں اطراف ... .. مضرہ مضرہ موبہ خربہ  
دلیل ۲۔ جہاں جہاں سادھ وہاں سادھ مضرہ مضرہ موبہ خربہ  
۳۔ سادھ کا ٹوبہ خربہ (حکما جو مادلول کے قیل لازمی ہو)

دعویٰ وہی مضرہ مضرہ موبہ خربہ ... .. مضرہ مضرہ موبہ خربہ  
مثال ۱۔ کیونکہ سادھ جہاں اطراف ... .. مضرہ مضرہ موبہ خربہ  
دلیل ۲۔ جہاں جہاں سادھ وہاں سادھ مضرہ مضرہ موبہ خربہ  
۳۔ سادھ کا ٹوبہ خربہ (حکما جو مادلول کے قیل لازمی ہو)

دعویٰ وہی مضرہ مضرہ موبہ خربہ ... .. مضرہ مضرہ موبہ خربہ  
مثال ۱۔ کیونکہ سادھ جہاں اطراف ... .. مضرہ مضرہ موبہ خربہ  
دلیل ۲۔ جہاں جہاں سادھ وہاں سادھ مضرہ مضرہ موبہ خربہ  
۳۔ سادھ کا ٹوبہ خربہ (حکما جو مادلول کے قیل لازمی ہو)

دعویٰ وہی مضرہ مضرہ موبہ خربہ ... .. مضرہ مضرہ موبہ خربہ  
مثال ۱۔ کیونکہ سادھ جہاں اطراف ... .. مضرہ مضرہ موبہ خربہ  
دلیل ۲۔ جہاں جہاں سادھ وہاں سادھ مضرہ مضرہ موبہ خربہ  
۳۔ سادھ کا ٹوبہ خربہ (حکما جو مادلول کے قیل لازمی ہو)

تائید الہام



بیٹو! بھرتیو! بھاس ہے۔ یعنی اس فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ ملکیت میں جبقہ مکمل ہو

۱۔ بتکلیف باوحت (خلاصہ مہیات، جیسے آگ کو سر نہ ثابت کرنا، یہ دلیل دیکر کہانی ایک مضمر

ہے جو مردب اور آگ بھی ایک مضمر ہے اسلئے یہ بھی ضرور مردب ہے

۲۔ انولن باوحت۔ (خلاصہ قیاس) جیسے آواز کو لانا، ولاتہاں ثابت کرنا۔ یہ دلیل دیکر

کہ وہ حادث ہے

۳۔ آگ باوحت (خلاصہ کلام مقدس عامہ) جیسے اسمان سے وعاقت آنندہ گی،

میں تکلیف دہ مات کرنا۔ یہ دلیل دیکر کہ اعمال سے یہ کلام حاصل نہیں ہے

آئندہ زندگی کے لئے باعث تکلیف ہوئے ہیں اور اعمال سے کلام حاصل بھی

اسان ہی جو اسلئے یہ بھی آئندہ زندگی کے لئے ضرور تکلیف دہ ہیں

۴۔ لوک باوحت۔ احسان تعاید عوام، جیسے ان کی کھوڑی کو پاک کرنا۔ یہ دلیل

دیکر کہ یہ سبب وغیرہ کو جو جاندا تھا ان کی آنکھوں میں لوک میں ایک مانا تھا

ہے اور انسان بھی ایک باوحت اسلئے ان کی کھوڑی کو بھی ضرور پاک ہے۔

۵۔ سوچ باوحت۔ (تثاقص کلام) جیسے بہ تاب کرنا کہ ہری ان شقیمہ ہے۔

یہ دلیل بکرہ جماع سے اس کے عمل قرار نہیں آیا۔

۶۔ لیت بیٹو! بھاس دامل تقصیر کی وہ بہت عوسدہ کاٹا عاس باوحت کیا تھا

کے اسات میں پیش کیا ہو

بیٹو! بھاس۔ وہ دامل تقصیر جو چننا یہ سبب کہ کر اور اس میں تو ماضی میں ڈال۔ اسکی

بیدا اسامین گارے محولی کھنے کے لئے جو کچھ بیٹو کو اتنی طرح حان لسانہ وری جو اسلئے

دوہری اور دفعہ حرف د عارض ہے یعنی ادسکا پکشا سہ پکشا بھاس اور ادسکا

سہ پکشا = دوہری

پہنچ گیا یعنی دوہری سے مرکب ہوتا ہے۔ ایک دھرمی ایکشا اسٹکوم علیہ یا منوع  
یا مقدم، دوسرا دھرم یا سا دھیمہ (محکوم یا محمول یا تالی، دھرمی ایکشا وہ ہے  
جسکی نسبت کچھ ثابت کرنا ہے یا جس پر کو حکم لگایا جاتا ہے اور دھرم یا سا دھیمہ وہ ہے جو کہ  
دھرمی کی نسبت تاب کرنا ہے یا اس پر جو حکم لگایا جاتا ہے

مگر بعض مواقع پر لفظ پکشا دعویٰ کے ہر دو جزو محبوبی کے لئے بھی لاتے ہیں جیسا کہ بیان  
لایا گیا ہے

سہ پکشا بھاس = افرستہ بہر دوہریق۔ یعنی ایسا ایکشا جو دین تانی کو بھی  
پہلے سے ہی تسلیم ہو۔

پکشا کے لئے حسبِ ل تین صورتوں کا ہونا لازمی ہے۔

۱۔ ابدہ۔ یعنی جو فریق تانی کو تسلیم نہ ہو۔

۲۔ ایشٹ۔ یعنی جو اپنے موافق ہو مطلق نہ ہو۔

۳۔ ابادھٹ۔ یعنی جو صریح چھوٹ و غلط نہ ہو۔

پس جو کیش ان تین صورتوں میں سے کسی ایک سے بھی خالی ہو وہ پکشا بھاس کہلاتا ہے۔

صورت اول سے خالی کو سہ پکشا بھاس کہتے ہیں۔

صورت دوم سے خالی کو ایشٹ پکشا بھاس کہتے ہیں۔

صورت سوم سے خالی کو بادھٹ پکشا بھاس کہتے ہیں جو پنج اقسام پر منقسم ہے۔



نقصان ہے فائدہ ایک فی ہزار نہیں۔ اور نقصان بھی عظیم ہے یعنی خدا کی عدالت پر  
 سرحدی کی ہے۔ اور جو اس سے عبرت و خیر و فائدہ بیان کیا جائے وہ محض جھوٹ ہے  
 صاف ظاہر ہے کہ عدالت کرتے ہیں ایشور کو ہزار ہا برس ہو گئے اور ہر وقت بلکہ ہر  
 کرتا رہتا ہے کہ نہ کہ کیونکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یکس خطا کی سزا دی جاتی ہے اور کون دیتا ہے  
 تاکہ کوئی عبرت حاصل کرے اور کہ کیونکہ عبرت حاصل ہوئی بلکہ رفتہ رفتہ گناہ کا وقوع  
 المضاعف ہے چنانچہ زبان زد عوام ہے کہ زنا بڑا آتا جاتا ہے اور کسی بزرگ کا قول بھی  
 فقر و ظلم اول دین جہان کم بود + ہر کہ آمد بران خریدے کرد + اور پوران شاسترون  
 کے دوا بھی ست لک سے کل تک سوا گناہ ایراد جتا آجے اور بڑا ہی گنا پس  
 اگر ایشور کی عدالت اس غرض سے ہے تو بالکل غلط اور لاعلمی و ناتجربہ کاری سے  
 اور سراسر رحم کی دشمنی ہے۔ البتہ اگر حکمان فوجداری کی طرح ملائیہ ایشور حکم سنانا  
 اور ضرور قرار داد جرم بھی سنائی باقی اور سب کے دیکھتے ہوئے فرشتہ یا کوئی اور مجرم  
 کو زیر حراست لیجاتے اور رکھتے تو عبرت ہو سکتی تھی اور جوتی اور بھبی ایشور کی  
 سزا دی اور عدالت گسٹری و خیرہ سے کچھ نفع اور فائدہ منصور ہو سکتا تھا اور  
 ہوتا بھی۔ اب تو محض فضول ہے۔ اور ہمارے گواہ عدالت میں سرف عدالت کی طلبی  
 کی وجہ سے آج بڑی نادانی کی بات ہے کہ اس اعتراض سے اون پر طر فدار کی شک  
 تخویر کیا جاتا ہے۔ یوں تو کوئی گواہ بھی طر فدار سے مبرا نہیں ہو سکتا کیونکہ سب  
 عدالت میں ضرور آتے ہیں۔

اب لیجے قانونی دلیلات کی تردید۔

اول قانون انومان کا فقرہ جو بیان کیا گیا ہے اس پر قانون انومان کی ذمہ

پیسہ کھویا اور روپیہ کمایا۔ چنانچہ اسکا وہی نتیجہ ہے جو میں نے عرض کیا کہ ایشور نے  
 مجرم پریرحمی کی اور باقی پر (اگر عبرت ہو) رحم۔ پس مثال خود ہمارے موافق ہی یعنی  
 اوس سے عدالت اور رحمت کا اختلاف ثابت ہی ہے۔ ہاں البتہ اوس سے یہ نتیجہ  
 نکل سکتا ہے کہ پیسہ کے نقصان سے اگر روپیہ کا فائدہ تصور ہو تو اس عمل میں  
 کیا ہرج از رکیا غیب ہے یعنی اگر دو چار یا سو پچاس کو منرا دینے سے ہزاروں  
 برہم ہوتا ہو تو ایسا عمل ایشور کے حق میں کیوں نا واجب کہا جائے۔ لیکن ہم کہتے  
 ہیں کہ عوام کے لئے پیسہ کا نقصان روپیہ کے فائدے کے لئے کرنا ناجائز نہیں بلکہ  
 وہ داخل فائدہ سمجھا جاتا ہے مگر ایشور بتیراگ (کسی ت محبت و نفرت نہ رکھنے والا)  
 کے حق میں کسی برکت یہو پنچانے وغیرہ کے لئے بیرحمی کرنا اسکی اس بتیراگ صفت پر  
 ان لاتا ہے مثلاً اگر کوئی ظالم و جاہل بادشاہ یا کوئی دیگر صاحب طاقت یاڈاکو وغیرہ  
 کسی پریرگزار دھماتا مارک الدنیا سے کہے گا اگر تم فلاں شخص کو اپنے ہاتھ سے سخت  
 بیرحمی کے ساتھ قتل کرو گے تو ہم فلاں یاس یا سو بگناہوں پر کسی قسم کا جبر و  
 ظلم کرنے کے درندہ یاد رکھو تمہاری حکم عدولی سے یہ سب کے سب ہمارے ہاتھوں سخت  
 تکلیف پائینگے۔ ایسی صورت میں کیا وہ زائد تارک الدنیا یہ سمجھ کر ایک کو ایذا پہنچانے  
 سے بہت سے لوگ ابدایانے سے بچتے ہیں ایسے بیرحمی کے کام کو خود عمل میں لایا گیا۔ ہرگز  
 نہیں۔ ایسا ہی بتیراگ ایشور کا کسی ایک یا ہزار کے لئے بھی اپنے کو بیرحمی کا داغ لگانا  
 سخت جہالت ہے۔

یہاں تک میں نے بابو صاحب کی مقبول باتوں کو مانکر ہی بحث کی ہے۔ اب یہ دیکھتا  
 ہوں کہ یہ بیان بابو صاحب کے سراسر غلط ہے یعنی یہ کہ اس عمل میں صرف نقصان

- ۳۔ جیسے زیور وغیرہ کا سنڈر وغیرہ ..... اداہرن (تمثیل)
- ۴۔ چونکہ ملک کا صلہ تمام ملک کا فاعل ہے ..... اُپ نے (سکراریل)
- ۵۔ اسلئے اسکو بھی محیط گل و ہمدان و ہمدان و غیرہ باصفا ہونا لازمی ہے ..... گنگن (نتیجہ)

میں اس سے ایشو کا بہرہ صفت موصوف ہونا بھی ثابت ہوا یعنی ہر دو دیلالت سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ ملک کا صلہ کوئی انفراد ہے اور وہ باصفا ہے۔ اور قانون آگم جو آپور شے (अपौरव्य) ازبدہ وید تحریری ثبوت بن دال کے لئے ہیں وہ ہمارے موافق ہیں ہی پس اور زیادہ سے خراشی کی کیا ضرورت ہے۔ یہاں چھنا سون (نہیں) دیلالت لارڈ کو۔

سب حیران ہوئے اور قوت ہو کر پان چند کی طرف دیکھتے ہیں۔  
 پرمان چند دھڑکڑاہوا اور کچھ مسکراتے ہیں، بابا! الیٰ بغرض اسلئے کہ اگر دیر شاہ کو عبرت بھی ہوتی ہوتا ہم حسرت اور عدالت میں بہت کچھ تفاوت اور مغایرت کیوں نہ ظاہر ہے کہ عبرت کی وجہ سے دیگر اشخاص پر رحم ہوا کچھ اور غرض۔ لیکن عدالت میں شخص مجرم پر سخت برہمی ہوتی ہے۔ کیونکہ کرم جو ہم کے دکھ میں دکھی ہونے اور تے اوتس او سکون سے کرنیکا نام ہے جو راگ (عبرت) کا جزو ہے اور عدل مجرم کو بلا رحم حتی المقدور سزا دینے کو کہتے ہیں جو بیش (نفرت) سے متعلق ہے۔ پس دونوں میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ بعض پر بوج عبرت ہو نیکی رحم ہوتا ہے اور بعض پر بوج سنگاری کے برہمی۔ امید یہ کہ نقصان سے روپیہ کے پیدا کر نیولے کو بھی موٹی نظر دالے خواہ کچھ کہیں لیکن باریک بین اور حقیقت دان جانتے ہیں کہ اسنے

بلکہ عدل اور عدم ایک ہی ہیں۔ یعنی تمام دیگر اشخاص کو بحیثیت دلانے کے لئے عدالت گسری سے کسی مجرم کو مبرا دینا مجرم ہی داخل ہے۔ تلاعن کے معد میں عدالت نوعداری سے جبکہ ایک کیو پچانسی کلر کو ثابت تو تمام عایا خون کھانی ہے اور اس مجرم کے وقوع میں کمی آتی ہے پس ایک شخص کے مارنے سے جو کہ ہزار اشخاص کا بچا دہا لہذا وہ عدالت جیت ہی ہے عیا کہ ایک پیسے کے نقصان میں اگر پیسے کی یافت کی امید ہو تو وہ داخل نقصان نہیں۔ اگر کو ان مری اگر یہ آگے جوتے تو عدالت میں کیوں آتے پس اونکا اس بھی طرفاری سے خالی نہیں ہو سکتا لہذا نا تسرین

اب میں قانونی دہلات بھی پیش آتا ہوں۔ اول قانون اومان سے ہی ثبوت لیجئے۔

- ۱۔ جگت کا سال و منتظم ضرور ہے ..... میر گیا (دعوئی)
  - ۲۔ کیونکہ یہ صنعت ہے اور کوئی صنعت بلا صانع کے نہیں آتی۔ ہینو (دلیل)
  - ۳۔ یہ گھڑے کا صانع کھارادیراچہ کا جولاہہ ..... اڈا ہرن (مثیل)
  - ۴۔ چونکہ ملک بھی صنعت ہے ..... اپنی (نکار دلیل)
  - ۵۔ میں اسکا بھی صانع ضرور ہے ..... گنگ (نتیجہ)
- یہ قانونی حوالہ تو کافی ہو صانع کے اثبات میں۔ اب چونکہ اصناف صانع یہ بھی اعتراض کیا گیا ہو لہذا اسکو بھی ہم ثابت کرنے ہیں۔

- ۱۔ اس ملک کے صانع کو محیط کل ہندوان و ہندوؤں
- صفات سے موصوف ہوا لازمی ہے ..... پڑ گیا (دعوئی)
- ۲۔ کیونکہ ہر ناعل اپنے فعل میں محیط اور اس فعل کا عالم تو نا
- دغیر وہ بھی ضرور ہوتا ہے ..... ہتیو (دلیل)

یہ  
میں نے دیکھا ہے کہ  
میں نے دیکھا ہے کہ  
میں نے دیکھا ہے کہ

جب ضرورت ہوئی تو بتیراگ سہجاند سوپ کہان رہا اور گواہ دوم اگرچہ کہتا ہے کہ میرا بیان ٹھیک ہے الا اسکا یہ کہنا بھی جہالت کی حالت کا ہے لہذا ہرگز قابل اعتبار نہیں جیسا کہ کسی شرابی کا غلام کی حالت میں یہ کہنا کہ میرا بیان درست ہے کبھی پذیرائی کے قابل نہیں ہوتا۔ اب اگر ایسے گواہان کے بیان پر ہی استدلال کیا جاتا ہے تو نہایت کیا ضرورت ہے عدالت کا زیادہ وقت ضائع کرنے کی۔ ورنہ اپنے قانونی عذر جو رکھتے ہوں پیش کریں۔ اور ہمارے گواہان کے بیان پر اس لئے استدلال کرتے ہیں کہ باوصف حقیقی تایا ہونے کے طریقہ نہایت اور قرینہ سے و نیز دلیلات لارڈ سے ان کے بیان کی صداقت ظاہر ہے و عدالت کے نزدیک بھی وہ باوقار اور معتبر و متدین ہیں کیونکہ وہ بتیراگی میں یعنی کسی سے نفرض و حسد نہیں رکھتے جو دروغ کی بنیاد ہے۔ پس اگر ایسے گواہان کے بیان پر بھی بھروسہ ہوگا تو کیا جو عدالت کی رائے میں نامعتبر اشخاص ہیں ان کے بیان پر اطمینان کرنا چاہیے؟ بین فرض بھی کہ چکا ہوں کہ عدالت کو بیانات کی معتبری و نامعتبری میں امتیاز کرنا ضرور ہے۔ خلاف اسکے گواہان مدعا علیہ ہرگز ایسے نہیں بلکہ سر اگی ہیں۔ قطع نظر اسکے اگر فرض کریں کہ ہمارے گواہان کے بیان نامعتبر ہیں تو بھی اوس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ہماری شہادت سے مدعا علیہم کے بیان کی تردید نہیں ہونی لگے و نہ تردید خود ان کے گواہان کے بیانات سے ہی کہ جن پر بار ثبوت تھا ہوتی ہے۔

پیرانا بھاس (کچھ شرمندہ ہو کر) حضور اگرچہ اس بیان کے تردید کرنے کی ہم اب کچھ ضرورت نہیں سمجھتے۔ کیونکہ قانونی مباحثہ میں سب امور اسی طرح ہو جائیں گے لیکن صرف اس قدر کہتا ہوں کہ رحمت اور عدالت میں ایک اور طرح سے بھی موافقت ہے

کی رشتہ داری کی وجہ سے نامتبر تلاتے ہیں۔

پیرمان چند۔ حضور گواہان مدعا علیہ کا بیان اگرچہ حلیف ہے لیکن یہ لازمی بات نہیں کہ حلیف بیانات میں شک کیا جاوے ورنہ جرح اور بائٹہ وغیرہ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور خصوصاً ایسا بیان جو مختلف اور ناممکنات سے ہو کیونکر راست اور درست سمجھا جاسکتا ہے۔ خود بخاری اور مجبوری کے مسئلہ کی بحث کو میں بھی خانونی دیلات کے وقت پر ہی چھوڑتا ہوں۔ نعمت کارن اور آپادان کارن بتلانے میں اختلاف گواہان کا باوجود اس کو تسلیم ہی ہے اگرچہ وہ کہتے ہیں کہ اصلی واقعہ میں اختلاف نہیں مگر جرح کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ جو اصلی واقعہ میں اختلاف کریں اور نمایان اس طرح جو مشابہت کیا جاتا ہے۔ اور صفات کے بارے میں میں نے یہ ثابت کر ہی دیا ہے کہ بنیہ آگ وغیرہ صفات کے موافقت، ایشور کا صانع ہونا غیر ممکن ہے جسکی کوئی تردید تو نہیں کیگی بلکہ اسکے جواب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بلا صفات کے بھی صانع کل ہونا غیر ممکن ہے اسپر ہیکو کوئی حیرت اس نہیں پس نتیجہ یہ ہوا کہ بنیہ آگ وغیرہ صفات سے موصوف صانع کل ہو سکتا ہے اور بلا صفات یہی ہمارا اصلی مطلب ہے۔ اور یہی وعدالت کا اختلاف بھی رد نہیں ہو سکتا اور نہ لیا گیا ہے بلکہ اس بیان سے کہ کیسوت میں یہم اور کیسوت بن مادل سے اور انات پاک پر ایک سقم توں خرابی کا اور عارض کیا گیا۔ اور یہ بھی کہ وہ یہیم کامل ہے نہ عادل۔ ایسا ہی متبر آگ ہتھاند سروپ اور صنعت وغیرہ کی خواہش میں بھی اختلاف لازم ہے کیونکہ اول تو اسکی ہتھوانائی ثابت نہیں چنانچہ آئینہ ظاہر ہوگا پھر لفرس اسکے کہ وہ توانا بھی ہے اور اسکی توانائی سے فوراً عجیب ہش فعل وقوع ہو جاتے ہیں مگر خواہش تب ہی ہوتی ہے کہ جب کوئی ضرورت درپیش ہو اور

دلانی بالکل درست اور اس کے اس بیان قبل کے حروت بحرف موافق ہے کہ ہر عالم کسی قسم کا  
 نتیجہ اوتھلنے میں مجبور اور اس نتیجہ کا فیض والا وہی عالم کل پر مشیور ہے۔ چنانچہ اسکی بحث  
 مفصل قانونی دیلات میں عرض کیا دیگی۔ پھر یہ اختلاف جو بیان کیا گیا ہے کہ ایک گواہ  
 پر مشیور کو مرت کا بن بتا تا ہے اور دوسرا کیا دآن۔ اگر یہ یہ اختلاف واقعی درست ہی  
 مگر اصلی واقعہ یعنی حجت کی صنعت ہونے میں اختلاف ہرگز نہیں یعنی ہر دو گواہ متفق ہونے  
 ہیں کہ حجت صنعت اور ناقدیم ہے۔ صفات کی بابت اگر ابو صاحب کا مطلب یہ ہے  
 کہ با صفات صانع نہیں ہو سکتا یہ اور کیا غلطی ہے کیونکہ بلا صفات کے صانع ہونا ممکن  
 ہے۔ باقی ہر حجت و عدالت وغیرہ میں اختلاف سنلایا وہ بھی غلط ہے کیونکہ حجت  
 اپنی عدالت گسرتی ہے ہر ایک ذی رتبہ کو اس کے اعمال کا ثمرہ بلکہ دیکھتا ہے  
 اسوقت وہ عادل کامل ہے۔ اور جب من کے لئے ہو یا یوں کو شیامپ کرنے پر  
 معاف کر دیتا ہے تب سیم میں ہر دو صفات کا اثبات اہم ہے البتہ ہی سہجانت  
 سروپ اور صنعت کر کے خوش میں بھی کچھ اختلاف نہیں کیونکہ وہ ہمہ نوا ہے۔ وقت  
 اسکو خوش ہوئی فوراً انوع خلقت ہو گئی میں سہجاند سروپ میں کچھ جہ واقعہ نہیں ہوتا  
 اور گواہ دیر اگر چہ کہتا ہے کہ مجھ کو او دیا مال ہے لیکن ساتھ ہی اسکے گنگہ ظاہر کرتا ہے کہ  
 یہ بیان میرا حقیقت میں درست ہے پس ایسے گواہان کی شہادت پر کہوں استدلال  
 کیا جاوے۔ علاوہ اسکے ہم کچھ گواہان کے بیان پر بھی حصر نہیں رکھتے بلکہ ہاتھ پاس  
 دیلات قانونی بہت کچھ میں لیکن وہ گواہان کے بیان کے ساتھ کے بعد ظاہر کیا ویسگی  
 پھر ابو صاحب کی یہ بردستی دیکھئے کہ اپنے گواہ حالانکہ مدعی کے حقیقی نیاہ میں اونکے  
 بیان پر تو آپ استدلال کرتے اور قانونا جائز بتلاتے ہیں مگر بارے گواہان کو میرہ

نہیں ہو سکتا مثلاً حضور کہ بنصب سب نجین اگر آپ کے سامنے یہ مذہب پیش کیا جاوے کہ  
کہ مدعا علیہ غریب اور بچا ہے لہذا اور انکی قرنت بری کیا جاوے اور حضور کو اوسپر  
رحم آجاوے تو یہ آئین انصاف سے بعید ہے۔ پھر ایسا ہی اہل ایک سروپ غیر تفریق  
اور وقتاً فوقتاً انول صنعت کی صانعی وغیرہ میں ضد ہے اور نیز بتدریج آئند سروپ  
اور بکت پیدا کرنا یہ آہس و نیرد میں۔ پس ہر نوع ثابت ہے کہ حسین صفات مذکورہ فوقی  
میں وہ بکت کا صانع برگر نہیں ہو سکتا اور یا جو بکت کا صانع ہوگا وہ میں مصفاست کہ  
نہوگی پس بہر دو صورت بیان گواہان مذکور کا عرض نامعتبر ہے۔ قطعاً اس کے گواہ دو  
نود قبول کرتا ہے کہ جھگو بھی اور یا یعنی جہالت (جو اصلیت کے خلاف دھما نیوالی جو  
حایل ہے پس اوجب ہے کہ ایسے جاہل کے بیان پر کیونکر استہلال کیا جاتا ہے تاہذا  
عندہ ہونو ایش نہیں کیا گیا کہ جسکی تردید کیا جاوے لاکھنچن جینہ کے بیان پر  
جو اعتراض ہے وہ نفع نافی ہے ہے اور نکایان تو فی الحقیقت اصلیت کی روح اور  
حقیت کی بیان حروف سے موافق ہے چنانچہ بوقت تجویز مقدمہ عدالت بر روش  
ہو باوینا اور ہمارے دونوں گواہان کی نسبت جو یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مدعی کے نایا  
میں لہذا قابل اعتبار نہیں یہ غلط ہے کیونکہ بیٹے کے مقدمہ میں باپ کی گواہی بھی قانوناً  
جائز ہے لیکن اس میں عدالت کو امتیاز کرنا چاہئے کہ آیا وہ بیان اور وہ طریقہ شہادت  
طرفداری سے خالی ہے یا یر از بدیتی و بے ایمانی۔

پرمانا بھاس حضور ہمارے گواہ اگرچہ ہریت چند مدعا علیہ کے منیرہ میں لیکن انکا  
بیان حلیفہ ہے پس اس میں شک کرنا بجا ہے۔ علاوہ اسکے ہمارے گواہ آریہ  
کا یہ تسلیم کہ اگر جس شخص کا مال پڑی گیا اسکو کس فعل سابق کی سرانتظام حقیقی بری ہوئے



بیان کی تردید سادہ اصل مغز گواہان کی غیر معمولی پرکھاؤ فرمائیے کہ دونوں کو پیریت چند مقام  
 کا میرہ ہونا تسلیم ہے جسکی طرف سے وہ شہادت میں پیش کئے گئے ہیں۔ علاوہ اسکے گواہ اول  
 کی لغزش بانی دیکھئے اصل وہ کہتا ہے کہ میرہ نیک و بد فعل کے کر نہیں خود مختار ہے اور  
 پھر چوری کی مثال میں اقرار کرتے ہیں کہ جس شخص کا مل چوری گیا اسکو کسی فعل سابقہ کی سزا  
 دلانے کے لئے پریشور ہی نے چور کے ہاتھ سے یہ فعل بد کیا جسکے صریح یہ معنی ہیں کہ  
 چور اپنے چوری کے فعل بد کرنے میں مجبور ہے۔ دوم چوری کا فعل بد پریشور کی طرف سے  
 کرنا بیان کرنے میں پریشور کی مقدس و غفرہ صفات عیدہ سلیہ بھی صحت الیہ امان  
 ہے اسکو بھی جھوٹا کر خیر کیجئے گا اگرچہ ہر دو گواہ کہتے ہیں کہ جگت کا صانع الیشور ہے  
 مگر طریقہ صنعت میں باہم اختلاف ہے یعنی گواہ اول پریشور کو جگت کا منت کارن  
 بتلاتا ہے اور گواہ ثانی کہتا ہے کہ تمام شیاؤں پر ہم مہروب ہی ہیں یعنی رحم او یا دان  
 کارن ہے پس دونوں مختلف بیان و دوا ایک دوسرے کو رد کرتے ہیں صفات کی بابت  
 جو جگت کی گئی تھی اسکا متعلق ہونا تو بالو صاحب کو خود ہی معلوم ہو گیا ہوگا لیکن اوں کے  
 میرا یہ طلب ہرگز تھا کہ میں الیشور میں او کی نفی ثابت کروں بلکہ ہماری غرض یہ ہے  
 کہ جگت کے صانع کا صفات ربانی سے موصوف ہونا ہرگز ممکن نہیں اور نہ بتیرا کو غیر  
 صفات سے موصوف پریشور کی سطح جگت کا صانع ہو سکتا ہے اور نیز جو صفات مغز  
 گواہ صاحب نے بیان فرمائی ہیں اوں میں باہم اختلاف بھی ہے یعنی دو ایسی مختلف  
 صفتیں ایک وقت میں ایک موصوف میں ہرگز نہیں رہ سکتیں چنانچہ مختصراً او کی  
 قلعی کھولی جاتی ہے :-

اول رحمت اور عدالت میں ہی سخت اختلاف ہے یعنی جو عادل ہو تہا ہے وہ رحیم ہرگز

پر مانا بجاس بہت اچھا حضور۔ اگر ہی ارشاد ہے تو اول میں ہی شروع کرنا چاہیے

## مباحثہ

پر مانا بجاس۔ ہمارا اول نمبر یعنی جگت کا صانع الیہ ہے اور جگت صنعت ہے ہمارے مغز گواہان باور یہ چند دودہانت سنگو کی مقبرہ اور غیر مجروح شہادت سے بخوبی ثابت ہے جن پر باور پان پند صاحب کیل مدعی نے صرف یہ جرح کی تھی کہ اس صانع بالمال انبرد ذوالجلال میں صفات بانی موبودین یا نبین جس سے اغلباً اور کما مطلب یہ ہوگا کہ اگر اوس میں صفات مذکورہ نہیں تو اسکا صانع ہونا ہرگز ممکن نہیں۔ یہ بات بہت ٹھیک اور درست ہے۔ آلادہ جگت کا صانع ہمدانی وہ ہے تو انانی وغیرہ جمہ صفات سے وصف ہے چنانچہ گواہان مذکور نے ہر صفت کا اقرار و اظہار بخوبی نہایت توضیح اور شریح کے ساتھ کیا باقی اور جرح جستہ لگی وہ سب غیر متعلق ہے۔ پس میں اول شہادت سانی پر ہی استدلال کرنا اور کافی سمجھتا ہوں قانونی دلیل ہے بعد میں ظاہر کر دے گا۔ اور شہادت تردیدی کی حقیقت عدالت پر خود ہی ظاہر ہے کہ لا اھنیت صاحب کے بیان سے تو کچھ نتیجہ ہی حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ وہ کیس قدر ہمارے موافق ہے میں ایک جہت چند کا بیان ہے لیکن وہ اکیلا قانوناً کافی ہے علاوہ برین ہر دو گواہان کو تسلیم ہے کہ وہ مدعی کے تائید میں پس اغلب ہے کہ اگر کو مدعی کی خاطر داری منظور و قبول ہو ایسے گواہان پر ہرگز بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ دستاویزی ثبوت کی قلعی کھولنے کے لئے تو حضور یہ ایک نہرست پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائی جاوے۔

پر مان چند (کھڑا ہو کر اوپنل کے کئے ہوئے نوٹ ملاحظہ کر گئے) اب لیجئے حضور اس

منصرم۔ چراسی جاؤ۔

ہوا (ذیقین کے پاس جا کر) چلے صاحب بلاتی میں سسکار۔

سب حاضر ہوئے ہیں۔

عدالت (دکلا ذیقین سے) اچھا اب مباحثہ شروع کیجئے مگر مناسب معلوم ہو چکا ہے کہ ہر تنقیح کی بابت علیحدہ علیحدہ بحث ہو۔

سب وکلار بہت مناسب ہے حضور۔

عدالت۔ اچھا شروع کیجئے۔ اول کسی جانب سے ہوگا۔

پرانا بھاس (وکیل معاہدہ) حضور مدعی کی جانب سے ہوگا۔

پرمان چند (وکیل مدعی) حضور ہم جینک کہ کوئی ہمارے خلاف ثابت نہ کرے کیونکہ اور کسی تردید کریں اور کیا ضرورت ہے۔ پس جو کچھ کہنا ہے اول بابو صاحب کہیں۔

پرانا بھاس۔ جنابا۔ دعویٰ آپ کا ہے۔ جینک آپ اور سکونایت کرن تیرہم کیہ کر خرید کریں۔ یہ اعتراض تا پکے اوپر آتا ہے نہ کہ ہمارے۔

پرمان چند۔ بابو صاحب یہاں جلاس ہے۔ ذرا سوچ کر گفتگو کیجئے۔ بھلا ہمارا دعویٰ کیا ہے۔ ہی کب ہے۔ یعنی حرف بحق آپ کو تسلیم ہے۔ جواب ہی آپ کی نئے ڈھنگ سے ہے اسکو

ثابت کرنا آپ کا فرض ہے نہ کہ ہمارا۔

عدالت۔ بیشک۔

پرانا بھاس۔ حضور اول شہادت ہماری جانب سے ہوئی مباحثہ اسطرح سے ہو چکا ہے

عدالت۔ اسکی کیا ضرورت ہے یہ کیا کوئی حصہ کشی ہے شہادت بھی ایک سی ہے اور مباحثہ بھی پس یہ بھی اول آپ کی طرف سے شروع ہوگا۔

# تختیات ناشک نامک

سین ہفتم

اماطہ عدالت دیوانی

بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۸۷ھ

کثرت شایقین ضامن اور شاگردان فریقین سے تمام اماطہ عدالت بھرا ہوا ہے ۔  
 ایک سرگمیان صاحب بیاد صبح و سیر یا صاحب بیاد کلکٹر ضلع کاشغر  
 کلکٹر صاحب ہنرمند بست و غیرہ مدہت سی خواندہ و سفیدہ لیڈیوں کے تعظیم  
 موصوفہ کے ساتھ کے استماع کے لئے تشریف لاتے اور لوگوں کے اشتیاق کو بڑھا  
 رہے ہیں۔ جانتے جا رہے ہیں کہ کام کے لئے کرسیاں بچھوائے ہوئے ہیں اور ان کے  
 سے شکریہ ظاہر کرتے ہیں۔  
 عدالت (مستمر ہے) ایسا ہے صاحب کلکٹر فریقین کو۔





# منتہات ناشک ہیک

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين

مکتبہ اسلامیہ

سید علی بن ابی طالب  
 نام الکتاب بر اقبال دی گئی  
 نام و اصل و نسب و غیره  
 سید علی بن ابی طالب

سید کاظم رشتی

سید



100

1

2

3

4

5



آریہ چند پیر کا ایک کپڑا پہن کر سر پہنے بیٹھے۔ پانی پر دست دیا کہ کپڑا کھینچ کر  
 جو وہ چند اہل بیت خرابی تو نیک ہوئی کر باخین بے تحشک ہو گیا۔  
 پیرت چند بتیا سچ پوچھو تو سخت پراچند کی جرح ہی اسی تھی کہ ایک سنگ پر کیا  
 تو کہیں ہی کچھ کچھ مدت کے پڑھی تو دروازہ ہمارے تو ہمہ بایات متزلزل ہو گئے۔  
 ساکھ چند عجب ہمارے انہما میں کیا خرابی تھی۔

پیرت چند آپ سے زیادہ بڑے دعویٰ آچھہ تھا کہ تمام شہادتت بن اسکے غلامت  
 نے اہل قبل کی کہ دودھ کا ناش ہو کر دی ہو جاتی ہو دویم کاغذ کی خاک وغیرہ وغیرہ۔  
 سویتا مبر سنگ۔ تو بس جی اسطرح آپ ہمارے ملین کو بھی ناقص بتا دیں گے۔

پیرت چند جی نہیں آپ سے تو چندان جرح بھی نہیں ہوئی معلوم کہ پراچند نے کیا کیا  
 سویتا مبر سنگ۔ جناب اگر جرح ہی ہوتی تو کیا تھا۔

پیرت چند۔ خیر اسوقت دیکھا جانا۔

ویدانت سنگ۔ کیوں باو آپ چند صاحب ہا بلین کیسا رانا۔

آریہ چند۔ بھلے تو لگے تھے آپ بھی لیکن خیر ہر سنجھ لگے۔

ویدانت سنگ۔ کس بات میں۔

آریہ چند۔ پکارو کہ تمہارا کپڑا پیرت چند دھین اور پھر بھلے کہہ کر کہہ رہی ہو۔

یہ تھا کہ ایام تمہارے مدت کی آگے میں اگلی جی ملان پر بھی وقتا اور جی ملان کی تو

خود گھلائی۔

ایس قدر کی مہم سامنے میں تمام اہل بیت میں خود شکستگی

پر عمل کے عاقلان میں اس طرح بات کا سطر تھا۔

آریہ چند کیوں کیا ہوا۔

اسلام علیخان بہا کیا آخر مجبور ہو گئے نہ۔

آریہ چند۔ کس بات میں۔

اسلام علیخان۔ جی ہاں اب کیوں یاد رہنا تھا۔ کیا تم نے پہلے یہ کہا کہ ہر شخص کسی نیک یا بد کے کرنے میں خود مختار ہی ہے یہ نہیں کہا کہ چور نے ہاتھ سے یہ دیشور ہی نے مالک مکان کو سزا دلائی جس کے صریح یہ معنی ہیں کہ چوری کا فعل ہر ایک کے لیے خداوند کریم کی طرف سے مجبور تھا۔

آریہ چند۔ بیشک یہ تو کہا تھا۔ اگر دین نہ کہتا تو بھی تو لٹی نقص پیدا ہوتے تھے۔ اچھا آپ ہی کیسے آپ نے کیا پھر ڈالے۔

اسلام علیخان۔ کیوں۔

آریہ چند۔ تم نے خود مومن کی واسطے جھوٹ بولا تھا تسلیم کر لیا اور ان سے اور سکر سچ نہیں مرم دونوں نے خود رو دہشت کے خود بخود ہونے اور چھاتہ کے سایہ کے خود ہونے کیوں انکار کیا۔

اسلام علیخان۔ بیشک یہ تو ٹھیک ہی لیکن پھر اور کیا کہتے۔

آریہ چند۔ تو بس خود انصیحت و دیگرے را نصیحت ہی جانتے ہو۔

بودھ چند۔ بس جی کا بل کی کوٹھری میں سے سان نکل آئے تو ہم ہی۔

آریہ چند۔ کیلئے لگا اپنی دانت میں۔

بودھ چند۔ کیوں۔

آریہ چند۔ کیا تم نے عدالت میں اسی مدعا علیہ غیرہ کو شناخت نہیں کیا۔

بودھ چند۔ بیشک کیا۔

پیرمان چند شہادت ہوت تو سب اچھی ہو گئی اور حج میں آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں نے کس قدر  
جانتا تھا کہ میں ہی ہو گا جو اس پر کچھ اشتباہ ہوتا ہے کہ عدالت نے لالہ کھنچت چند  
صاحب سے جو کہے سچ بھڑک ہوئی بابت دوبارہ کیوں دریافت کیا۔ اس وقت کا اظہار  
اندازا ہریان کا ہجو وغیرہ محکوم چھ معلوم نہیں ہوتا تھا۔ خیر دیکھا جا دیگا۔

تو اتار کچھ چند (آہ سرد بھر کر) بابو جی آپ کی ہی اختیار ہے۔

پیرمان چند بھائی تم کو عجب دل کے کچے دیکھنے میں آئے۔ اسے بھائی ابھی ہو گیا ہے  
یہ تو صرف خیالی باتیں ہیں دیکھنا تو کیا پھل معمول لگتے ہیں۔

بیک چند جی ہاں بس یہی چاہئے۔ (تو اتار چند سے) بھائی گھبراتے کیوں ہو  
ابھی تو بائیس گن گھلینگے۔ لو آؤ ملین (کھڑے ہو کر) اچھا بابو جی بے چیندر۔

پیرمان چند بے چیندر۔ دیکھو گھبرانا نہیں بالکل۔

بیک چند نہیں جی گھبراتے کبوں۔

تو اتار کچھ چند اور بیک چند وغیرہ جلتے ہیں اور پیرمان چند سے تھوڑے فاصلہ پر  
پرانا بھاس چند کے بستر پر پریت چند وغیرہ بیٹھے ہیں۔

پریت چند (پرانا بھاس سے) کیوں بابو جی کہیے گواہان کے بیان کیسے ہوئے  
پرانا بھاس۔ بیان سب کے بہت اچھے ہو گئے گھبراہٹ تسکین کھو۔

پریت چند وغیرہ سب۔ اچھا نسیم جناب۔

اور سب جاتے ہیں۔

اسلام علیخان (آریہ چند سے راہیں) کیوں صاحب نشی جی کہوں یا پٹنہ  
اپنے سچ میں ہی ہیکر گر گرا تین بنانی آتی ہیں آج بابو پیرمان چند کے سولان پر کیوں جاتے ہیں

پیران چند (اپنے بستی پر بیچ کر عرصے) منشی جی لاؤ دو دو چار تھکاند ایک نقشہ طیار کرنا ہی بہت جلدی  
محرک کاغذ تیار کر اور پیران چند چند نقشے بنکد یہ تہہ دید کہتے خلد ما علیہم بہت جلد تیار  
کر کے ایک درخواست لکھتا ہے۔

تو اتھ چند مدعی بنام سیرت چند وغیرہ علیہم

دعویٰ نمبری زیر تجویز

بنالغالی

مقدمہ مندرجہ عنوان میں لکھنے کے مسئلہ درخواست نہایت کمزیر تردید بیون محرمی  
جہ آگاہ ہر مدعی علیہم غفل کرنا ہوں جنکاسل میں شامل رہنا امر اہم اور نہایت ضروری  
ہے لہذا اسید دہوں کہ حسب ابط شامل میں نقطہ

مدعی تو اتھ چند مدعی معرفت پیران چند وکیل

سورجہ مار دسمبر ۱۹۱۷ء

तत्त्वार्थचंद्रबकः०खु०

تو اتھ چند (دستخط کر کے اور نقشیات تیار کردہ) بابو پراچند کو دیکھ کر نہایت خوش ہو کر (واہ  
بابو جی واہ! یہ نقشے تو خوب مرتب کئے۔

بمیک چند۔ بھائی آخر تو وکیل ہیں۔ اور وکیل بھی کیسے ٹب لایا۔

پیران چند (نقشیات کو درخواست کے ساتھ منسلک کر کے محرمی) نوشی جی جلدی سے داخل کرو  
محرک کاغذ تیار کر اور عدالتین پہنچ کر منصرم کو دیتا ہے۔ عدالت کی ہے۔

منصرم۔ مدعی کی جانب سے ایک درخواست درجہ نقشے میں مدعی علیہم کے کتابی ثبوت کی تردید میں  
عدالت (لاخذا کر کے منصرم سے) اچھا لکھ و شامل سل ہیں۔

منصرم لکھ شامل سل کرتا ہے اور محرم واپس آتا ہے۔

تو اتھ چند پیران چند سی، خیر بابو جی اس کام سے تو غفل ہے اب کچھ شہادت کی تو بائیں

کتھنچیت سہرگیکھجگوان کی ہدایت یعنی جین سدھانت کے بھروسہ پر کہ وہی تمام ایکانت کے مرض سے دھندلی آنکھوں کا آئینہ ہے۔

عدالت پرمان چند سے آپ نے وہ سدھانت داخل کئے۔

پرمان چند۔ حضور نہیں وہ داخل نہیں کئے گئے اور نہ ہم داخل کرنا چاہتے ہیں۔ صرف بوجہ اسکے کہ عدالت میں انکی تنظیم کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اسلئے وہ شائع بھی نہیں کئے گئے۔ حالانکہ عوام ہمارے اوپر پوشیدہ رکھنے کا آرام نگاہتے ہیں اور ہم سب گوارا کرتے ہیں۔ لیکن البتہ جسوقت کوئی دیکھنا چاہے تو دکھا سکتے ہیں۔

پرمانا بھاس۔ حضور داخل ضرور ہونے چاہئیں۔

عدالت۔ صاحب جب وہ نہیں داخل کرتے تو انکو اختیار ہے۔

منصرم۔ لو صاحب دستخط کیجئے۔

کتھنچیت چند (تلم لکر) <sup>العد</sup>   
 काथंचितचन्द्रबकलमावु

عدالت۔ بس اور تو کوئی گواہ نہیں۔

پرمان چند۔ بس حضور۔

عدالت۔ تو اچھا مباحثہ کل پر رکھئے ابقت بھی تنگ ہو گیا ہے اور ہمیں آپ صاحب کو بھی سہولیت دے گی۔

پرمان چند۔ بہت مناسب ہے حضور۔

سب ملکر۔ آداب۔

قریقین کرہ ملائے باہر آتے ہیں اور فریق مدعی باہر پرمان چند کے بستری کی طرف کو اور فریق مدعا علیہم باہر پرمانا بھاس جید کے بستری کی طرف کو خوش خوش جاتے اور جا کر ٹھہرتے ہیں۔

دور نے سنگ۔ بھلا صاحب کیونکر ہوا اور کیونکر نہیں۔

کتھنچیت چندر۔ بلحاظ تعلق جسمانی ہر میرا برابر زادہ ہے اور میں اسکا تایا ہوں  
مگر بلحاظ تعلق بروہائی نہ کوئی جیو سیکا باپ ہے نہ بیٹا سب جھوٹی باتیں اور بیچ ہیں۔  
اس حیہ کا اپنے ہی جسم سے جب اصل کوئی رشتہ نہیں تو دوسرے کے جسم سے کیسے ہو  
ہے۔

عدالت۔ اور یو چھنا ہے کچھ۔

پرمانا بھاس۔ بس حضور ان سے اور کیا یو تھین خاک۔

عدالت۔ اچھا صاحب ایک سوال یو چھتے ہیں۔ بھلا کیا آکھا یہ تمام بیان بیچ  
اور قابل تسلیم ہے اور مدعا علیہم کا عذر جھوٹھا۔

جملہ فریق مدعا علیہم (اس سوال کو سنگ)، اہا یا واہ کیا اچھا سوال کیا ہے!  
کتھنچیت چندر۔ بیشک۔

پرمانا بھاس۔ حضور لکھ لیجئے رشک ہے کہ سین تو انیکانت چھوٹا۔

کتھنچیت چندر۔ جناب آپ کو یہ بھی خبر ہے کہ وہ انیکانت بھی انیکانت نہیں۔

کتھنچیت انیکانت ہی ہے۔ اور یا یون لیجئے کہ کتھنچیت میرا بیان بھی جھوٹ ہو سکتا  
ہے جبکہ اسکے کسی خبر یعنی ایک نے انیکانت پکڑا جائے۔ اور کتھنچیت مدعا علیہم کا  
عذر بھی ٹھیک ہو سکتا ہے جبکہ وہ کتھنچیت لفظ کے ہمراہین کہا جائے۔

پرمانا بھاس (سیدل ہو کر) لو صاحب نکل آیا آئین بھی انیکانت۔

عدالت (متعجب ہو کر) اچھا اب یہ فرمائیے کہ یہ بیان آکھا کس اعتبار پر ہے۔

کتھنچیت چندر۔ کتھنچیت معقولیت پر مبنی ہے کہ تمام عقل سلیم اسپر تفرق ہیں اور

دور نے چند (کھڑا ہو کر) اچھا اب یہ فرمائیے کہ مٹی پانی وغیرہ پنچ بھوت سے علیحدہ  
جیو کیونکر ہے اور کیونکر نہیں۔

کتھنچیت چندر۔ بیوی مارنے کے لحاظ سے پنچ بھوت روپ اجسام ہی جیو کہلاتے ہیں  
چنانچہ کہا جاتا ہے کہ مین نے فلان جیو کو قتل کیا یا فلان کو زخمی کیا وغیرہ اور وہ خود بھی  
سمجھتا ہے کہ مین بالک یا جوان یا بوڑھا ہوں یا مین مارا گیا۔ کاٹا گیا۔ زخمی ہوا وغیرہ۔  
لیکن حقیقت میں جیو کچھ اور چیز ہے اور پنچ بھوت کچھ اور۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً جیو کو خیال  
ہوتا ہے کہ مین شکھی ہوں یا دکھی ہوں مجھ کو ایسا جسم ملا ہے یا مین اس جسم کو چھوڑا  
ہوں وغیرہ۔

عدالت (جسکے دل میں اول ہی بیان ناستیک چند کا موثر پڑا تھا) صاحب اسکو  
ذرا اور شرح فرمائیے کہ جسم علیحدہ جیو اور کیا چیز ہے۔

کتھنچیت چندر۔ حضور جیو کوئی جسم خیر تو ہی نہیں جو آنکھوں سے دکھلایا  
جائے۔ انسان سے ہی بدھ ہوتا ہے یعنی شریرا جیتن سے بڑھ گئے چیتنا والا  
کوئی ہے اوسکو جیو کہتے ہیں۔

عدالت لکھکر اور غور کرتی ہے۔

دور نے چند بس اور کیا۔

پر مانا بھاس۔ انکا مدعی سے جو تعلق ہے وہ تو ظاہر کر دو۔

دور نے سنگ۔ ان کیوں صاحب آب مدعی کے حقیقی تایا ہیں۔

کتھنچیت چندر۔ کتھنچیت ہوں اور کتھنچیت نہیں بھی۔

پر مانا بھاس۔ اوہ غضب آئین بھی چال ہی چلی۔

جسم میں جاسکتا ہے۔ مگر حقیقت چونکہ کوئی حیوان یا کوئی کرم پورا ہوئے موجودہ جسم نہیں  
چھوڑ سکتا اسلئے اسی جسم میں اس کا کوئی پیر میں دوسرے جسم میں نہیں جاتا۔

کلکال چند۔ تو خلاصہ یہ ہوا کہ دراصل حیوان کوئی پیر میں کسی حالت میں ایک ہی جسم  
میں دوسرے جسم میں نہیں جاتا

کتھنچیت چند۔ صاحب میں کہہ چکے ہوں کہ میرا ہر اکب یا انکیانت ہے  
یعنی سنگت کے وقت ایک حیوان کے پیر میں دوسرے جسم میں کیا بلکہ تمام لوگوں میں  
بھرتا ہے۔

سب تعجب کرتے ہیں۔

کلکال چند۔ اگر چند سے مالو صاحب آئیے آپ بھی۔  
آگرہ چند (گھڑا ہو کر) ہاں صاحب بھلا یہ کہئے کہ مجب کی تمام خیرینت  
کیونکر میں اور انت کیونکر۔

کتھنچیت چند۔ نت تو یوں ہیں کہ تین لوگوں میں جس قدر رب ہیں کبھی کیفیت  
ان میں سے نہ ایک ذرہ کم ہو سکتا ہے اور نہ زیادہ اور نہ ان کے خواص و صفات وغیرہ  
کبھی زایل ہو سکتے ہیں۔ اور انت اس طرح کہ اونکی پر پائے یعنی حالتیں ہمیشہ لحاظ بطور  
پر لیتی رہتی ہیں۔

آگرہ چند۔ ذرا اور شرح کہو یا کوئی تشبیہ بیان کرو۔  
کتھنچیت چند۔ مثلاً مٹی قدیم اور انت ہے مگر اسکی حالتیں اینٹ و گھڑا وغیرہ  
پر گھڑی تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔  
آگرہ چند۔ بس اور کیا۔



کو ہر حالت میں صرف دل کی صفائی سے کیونکر نجات مل سکتی ہے اور کیونکر نہیں۔  
 کتنی چہیت چند ہے چونکہ ہر ایک شخص خواہ وہ کسی فرقہ و ملت میں ہو صرف دل کی صفائی  
 سے مرگ پا کر اور پھر کسی اتم چہیت اور اتم گل میں جنم لیکر کمناں کر سکتا اور نجات یا سکتا ہے  
 اسلئے بلحاظ نیکم نے کہا کہا جاسکتا ہے کہ ہر قوم و ہر فرقہ کے مرد و عورت سب ہی کو ہر حالت  
 میں صرف دل کی صفائی سے موکش مل سکتی ہے۔ جس طرح کہ کسی شخص نے سفر کا ارادہ کیا  
 تو اسکو کہہ سکتے ہیں کہ سفر کو جاتا ہے خواہ وہ ابھی اپنے مکان ہی میں بیٹھا ہو۔ مگر نتیجہ میں  
 چونکہ جب تک اتم دہت۔ اتم چہیت۔ اتم کمال۔ اور اتم بھادو غبرہ جیو سامان ظاہری و  
 باطنی عمدہ سے عمدہ نہیں ملتے کسی کو بھی موجودہ جنم سے نجات نہیں مل سکتی اسلئے بلحاظ  
 رچو سوترنے کے کہا جاسکتا ہے کہ ہر قوم و ہر ملت کے ہر شخص کو اور ہر حالت میں نجات  
 نہیں مل سکتی۔ جس طرح کہ وہی شخص جسے سفر کا ارادہ کیا ہے جب تک کہ وہ سفر پر روانہ نہ ہو  
 اور گام فرمائی نہ کرے اسکو اصل میں "مسافر" یا یہ کہ "دہ سفر کو جاتا ہے" نہیں کہہ سکتے۔  
 "سفر کو جائیگا" یا "سفر کو جانیوالا ہے" ایسا کہنا چاہئے۔

کمال چند۔ اچھا خیر اب یہ فرمائیے کہ کس طرح ہر اسی جنم میں جیو دوسرے جسم میں جا  
 سکتا ہے اور کس طرح نہیں۔

کتنی چہیت چند ہے چونکہ عالم ڈاکٹر ملن۔ مکیمون۔ فلاسفر دن اور علم سمرنیم کے  
 جاننے والوں کا اور نیر اوڈھ گیانی دین پرہ گیانی و کیول گیانیوں کا علم دیگر اجسام  
 کے اند تک جاتا ہے جس سے وہ اُنکے جواندہ فی حالات معلوم کر لیتے ہیں اور علم عام  
 یعنی جیو کی صفت ہے جو اپنے موصوف سے کبھی جدا نہیں ہو سکتی اسلئے اُنکے علم کا  
 دیگر اجسام میں جانا گویا جیو ہی کا جانا ہے پس اس لحاظ سے تو جیو اسی جنم میں بھی دوسرے

ہے لے سکتا اور ہتھال کھینچیں اس عرصہ میں اوسکیا اوسکا مالک سمجھا جاتا ہے الا دوسری طرف غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کا اپنے مقدر کے موافق کوئی مالک ہوا جب تک وہ اپنی ضماندی سے بلا معاوضہ یا بلا معاوضہ اسکا انتقال کرے دوسرا ہرگز اوسکا مالک نہیں ہو سکتا بلکہ بالضرر اسکا اگر ملکیت کا دعویٰ کرے تو بددیانت۔ خائن یا چور کہلاتا ہے اور ایک دفعہ خاص بتلاتا ہوں کہ نتیجے سے کوئی ایک دربیہ کسی دوسرے دربیہ کا مالک کسی حالت میں اور سی وقت نہیں ہو سکتا۔ پس قبضہ و ملکیت نہیں لیکن اپنے اپنے گن پر یا یعنی اوصاف اور نام و شباہت وغیرہ ہر ایک کے قبضہ میں ہیں اور سیو جب وہ انکے مالک ہیں لہذا قبضہ سے ملکیت ہوتی بھی ہے۔

زباندار از خان کیا جس گھر میں کوئی پیدا ہوتا ہے اوسکی خیرین کا وہ مالک نہیں ہوتا کھتنچیت چندر کسی ایک پرکار ہوتا ہے کیونکہ اپنے طالع کے موافق جس باپ سے کوئی پیدا ہوا اسکا ترکہ انصافاً اسکو پہونچتا ہے۔ اور کسی ایک پرکار نہیں بھی۔ کیونکہ ہزاروں محروم بھی چلتے ہیں اور ترکہ جسکے مقدر میں ہوتا ہے اسکو پہونچ جاتا ہے خواہ اسکا باپ اپنی حیات میں اسے مستقل کرے یا کسی اور طرح سے۔ یا یوں سمجھئے کہ نتیجے سے چونکہ کوئی درپ کسی درت کا دراصل مالک نہیں۔ سب اپنے اپنے گن پر یا ہی کے مالک ہیں اسلئے وہ ترکہ کا بھی اس مکان کی کسی شے کا مالک نہیں۔ مگر دوسری صورت میں جو چیز کسیے مقدر کے موافق کسیکو پہونچتی رہی اوسکا مالک ہوا اور وہ خود اپنے کو اوسکا مالک سمجھتا اور میری میری کرتا ہے۔

زباندار از خان۔ بس۔

کلکال چند (کھڑا ہو کر) ہاں صاحب یہ بھی فرمائیے کہ ہر قوم و ہر فرقہ کے مرد و



کیونکر ہے اور کیونکر نہیں۔

کتنھنچت چندر۔ چونکہ نام بگت حیو یا برحم سے بھروپ ہے کوئی ذرہ برابر بھی ایسی  
جگہ نہیں جہاں وہ ہر دم موجود نہ ہو۔ پس سب میں اس کی موجودگی کی وجہ سے اسے بگت  
کو موید گل وغیرہ کے لحاظ سنجوگ نئے کے برحم نام سے پکار سکتے ہیں جس طرح انکی کوکڑ وغیرہ  
کے ذرہ ذرہ میں موجود ہونے سے اس کو یو وغیرہ کے جو پر تھوی کا جز ہے انکی ہی نام سے  
بولتے ہیں۔ یا کسی کتاب کو جسکی حرف عبارت اور ترتیب لفاظ کسی مصنف کی تصنیف ہیں  
مذہ کا مذہ کے جسمیں وہ تصنیف بھروپ ہی تصنیف ہی نام سے پکارتے ہیں۔ مگر چونکہ اصل  
برحم اور چیز ہے اور بید گل یعنی بر کرتی یا مایا وغیرہ اور چیز۔ انکے اوصاف و افعال صاف  
الگ الگ دکھائی دیتے ہیں یعنی حیو یا برحم ایک دیکھنے جاننے والی طاقت جیتن سرور  
کا نام ہے اور بید گل جیتن ہی جسمیں دیکھنے جاننے وغیرہ کی طاقت نہیں۔ اس لحاظ سے  
تمام بگت ایک برحم روپ ہیں بھی ہے۔

پر مانا بھاس چندر۔ اچھا گیہ میں خرچا ہوا روپ کیون قابل وصول ہوتا ہے اور  
کیون نہیں۔

کتنھنچت چندر۔ گیہ میں معصوم حیوانات کی جانیں ناحق جھونک جھونک کر  
دھرم سمجھا جاتا ہے صریح جاہلانہ اور بڑی سیرجاء حرکت ہے۔ ایسے ظالمانہ کاموں میں  
خرچا ہوا روپ اگر نہ ارجند بھی اُن ظالموں سے وصول کیا جاوے تو بھی وہ سبکدوش  
نہیں ہو سکتے بلکہ اس سخت ظلم کے معاوضہ میں انکو جہنم کی آگ میں جلنے کی تکلیفیں ملتی  
اور باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ خیال کیا جاوے کہ چونکہ گیہ کر نیو لے لوگ اپنے عقیدہ  
موافق اس عمل کو حصول جنت کے علاوہ افرونی دولت اور حصول اولاد کا ذریعہ بھی

سنگیا۔ سنگیا۔ لکشن وغیرہ کے تفاوت سے الگ لگ ہیں جیسے گھٹ کا اصل نہ کھا  
اور پٹ کا جولاہہ وغیرہ۔ اس لحاظ سے انیک بھی صانع ہیں یا دوسرے طور پر یوں سمجھئے  
کہ جب نیالکی ساری چیزیں اپنے اپنے سماوا اور خواص سے بنتی گرتی ہیں تو سب کے  
بننے گزرنے کا سبب انکا ایک سماوا ہی ٹھہرا ہے حضرت اسلام علی اپنی اصطلاح میں  
قدرت اور سٹر کہ پچیسٹر منہ پچو وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے  
تو سب اشیاء کا صانع ایک اور انکا سماوا یا نیچر ہی ہے مگر لحاظ آیا دان و منت و مادھا  
کا رنوں کے انیک بھی ہیں جس طرح ایک گھر کے بننے میں ٹی پادان کارن کھا  
منت کارن اور پاک و ڈورا وغیرہ مادھا رن کارن ہیں۔

سب شے جو بنے ہیں۔

پر مانا بھاس چند۔ اچھا صاحب یہ تو کہئے کہ جو یا برہم ایک ہی یا بہت ہیں۔

کتھنچت چند۔ ایک بھی ہے اور بہت بھی۔

پر مانا بھاس چند۔ یہ کیونکر۔

کتھنچت چند۔ ستر مٹنے سے جو یا برہم نظر کر سب جو یا ایک ہیں۔ مگر مجھنے کے

لحاظ سے سب جو اپنے اپنے وجود میں الگ لگ ہیں۔ یا یوں لیجئے کہ لحاظ اوصاف ذاتی کسی

جیون کسی قسم کا تفاوت نہیں اسلئے ایک ہی ہیں۔ مگر لحاظ صفات عارضی سب میں فرق

اور علیحدگی صاف نظر آتی ہے۔ اسلئے انیک بھی ہیں۔

پر مانا بھاس چند (تنگ ہو کر) خیر اچھا یہ فرمائیے کہ تمام جگت ایک برہم روپ

نہیں۔ جگت کی سدی چیزیں اپنے اپنے سبھاو سے بنتی اور گرتی ہیں کوئی کسی کا  
صانع منتظم نہیں۔

پیرانا بھاس چند۔ تو کیا گھٹ پٹ وغیرہ اشیاء کے صانع تو کھار و جولاہہ  
وغیرہ ہیں مگر بعض اجسام کے نہیں بھی ہیں۔  
کتھنچیت چندر۔ یہ کتنی چٹ ٹھیک ہے اور کتنی چٹ نہیں۔  
پیرانا بھاس چند۔ کیونکر۔

کتھنچیت چندر۔ چونکہ جگت میں سدی چیزیں خاک باد آب آتش وغیرہ ہی پڑے  
ہیں اور ان ہی کی غیر تبدیل سے بنی گرتی ہیں۔ اور ان سب ہی میں جیو یا برہم ہر دم  
موجود ہے جس طرح کھاد وغیرہ کے قالب میں ہے پس اس لحاظ سے تو سب ہی چیزیں  
کا صانع جیو کو کہہ سکتے ہیں مگر چونکہ سب اشیاء کی صنعت بالکل اس طرح نہیں ہوتی  
جس طرح گھٹ پٹ وغیرہ کی ہم دیکھتے ہیں اور اسی سے کوئی ان کا صانع مثل کھار و جولاہہ  
وغیرہ کے ہونے نظر نہیں آتا۔ اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ بعض چیزوں کا صانع  
ہے اور بعض کا نہیں بھی۔

پیرانا بھاس چند۔ کیون صاحب بھلا یہ تو بتائیے کہ سب چیزوں کا صانع  
ایک ہے یا انیک۔

کتھنچیت چندر۔ کتنی چٹ ایک ہے اور کتنی چٹ انیک بھی۔  
پیرانا بھاس چند۔ کیسے۔

کتھنچیت چندر۔ لحاظ اسکے کہ ایک جیو ہی کھار و جولاہہ وغیرہ کے قالب میں  
اگر سب جگت میں کام کر رہا ہے جگت کا صانع ایک ہی ہے۔ مگر چونکہ سب کے صانع

کی تھی تو انھوں نے خودی حیو کو نتیہ ایک سروپ بیان کیا ہے۔  
 دُر نے سنگہ۔ اور یوں نہیں کہا کہ غاکی بادی وغیرہ ہی حیو کا فراج ہے۔  
 آگرہ چند۔ ہاں کہا ہے۔

پیر مانا بھاس۔ بھائی یہ توج لیکن ذرا سمجھو تو وہ بیان اور حاصل میں تو کہیں نہیں  
 آگرہ چند۔ اجی سل میں گو نہو عدالت پر ظاہر ہے۔  
 دُر نے سنگہ۔ نہیں جناب پوچھ گئے ضرور آخر خدا کو اپیل میں تو گنجاشی رہیگی۔  
 پیر مانا چند۔ اوکار مدعا علیہ سے مخاطب ہو کر (و صاحب حج کر لیجئے۔  
 پیر مانا بھاس چند۔ حضور اگر حج کی کچھ ضرورت نہیں لیکن صرف تفصیل پوچھے لیتا ہوں  
 عدالت۔ اچھا۔

پیر مانا بھاس۔ کیون صاحب جگت کا صانع کیونکر ہے اور کیونکر نہیں۔  
 کتنی چوت چندر جناب اس طرف اگر دیکھئے کہ گھٹ پٹ روپ جگت صنعت اور کھا  
 و جولاہہ وغیرہ ان کے صانع میں تو صانع ہونے میں کچھ شک نہیں اور اگر کسی مایشور غیر غلام  
 با صفات کے ذمہ یہ الزام لگایا جاوے تو ہرگز ثابت نہیں یا دوسری طرح پر یوں سمجھئے  
 کہ حیوی جسے ویدانت سنگہ اپنی اصطلاح میں برہم سا کہہ چند یش۔ اسلام علی روح۔  
 اور ستر کر سچینترم سول وغیرہ ناموں سے بولتے ہیں۔ یہ او صاف ماضی تو جگت کا  
 صانع و منتظم وغیرہ سب کچھ ہے کیونکہ وہی کھا رہ جولاہہ وغیرہ کے روپ میں پدگل کے  
 تعلق سے جسے ویدانت سنگہ مایا بولتے ہیں سا کہہ چند اپنی اصطلاح میں پر کرتی کہتے ہیں  
 اسلام علی مادہ اور ستر کر سچینترم وغیرہ کہتے ہیں سائے جگت میں کام کر رہا ہے  
 مگر یہ صفات ذاتی وہ سدا بکار نر اکارا خداوند سروپ ہوتے ہیں جھکڑوں سے کچھ مٹاؤ

پیران چند۔ گیت نیک عمل پر یا نہیں اور اس میں خرچہ ہوا ان قدر قابل طلب ہوتا ہے یا نہیں۔

کتھنچیت چند۔ دونوں باتیں ٹھیک ہیں۔

پیران چند۔ کسی چیز کا کوئی مالک قبضہ کے لحاظ سے ہوتا ہے یا منقص کے۔

کتھنچیت چند۔ ایک طرح یہ بھی ٹھیک ہے اور ایک طرح وہ بھی۔

پیران چند۔ کیا ہر ایک قوم اور خیال کا آدمی ہر حالت میں نجات حاصل کر سکتا ہے۔

کتھنچیت چند۔ کر بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔

پیران چند۔ کیا اسی جنم میں بھی جو دوسرے جسم میں چلا جاتا ہے۔

کتھنچیت چند۔ چلا بھی جاتا ہے اور نہیں بھی۔

پیران چند۔ اچھا یہ کہنے کے کیا تمام جگت کی چیزیں نہت ایک سروپ اور غیر تغیر ہیں۔

کتھنچیت چند۔ نہ ہر حالت میں تغیر ہی ہیں نہ غیر تغیر۔

پیران چند۔ کیا پنج بھوت روپ ہی جیہ ہے۔

کتھنچیت چند۔ کتھنچیت ہے اور کتھنچیت نہیں۔

وکیل مخالف سب خوش ہوتے ہیں۔ اور باہستہ آپس میں کہتے ہیں۔

کلکال چند۔ بس جی اب ان سے جمع کی کیا ضرورت ہے اور کیا جمع کرنے سے صرف ایک

بیان کی تفصیل پوچھے لیتے ہیں۔

زباندارخان اور تفصیل بھی کیوں پوچھتے ہو کیونکہ معلوم کیا کہہ چکے۔

پیرانا بھاس۔ نہیں تفصیل میں ذرا غرا آؤ گا۔

آگرہ چند۔ مجھے تو کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جب حج ماتحت صاحب نے فراج پڑھی



عدالت پہ کئے پہ کیا۔

کے لئے یہ ہے کہ یہ ایک  
گھنچوت چندرا۔ آپلو معلوم نہیں جناب اگر دیتا تھا کئے سے دیکھے تو حیوانت ایک  
سروپ غیر تغیر ازلی و ابدی ہوتا ہے اور بلا خواہش وغیرہ بہر صفت موصوف ہی  
اور وہی اسکا مزاج ہی ہمیشہ آئندہ رہے گا بلکہ اپنا یہ تھکانے کے لیے ہی جیونتا  
و حیوان اور بہشتی جو پہلے نیک روپ ہے محبت و نفرت۔ خواہش و نکوش۔ پیدائش و  
موت۔ مسیحی و مجاری اور کلمہ و غیرین مبتلا ہے اور غامبی۔ بادی۔ آبائی و آتش و عیو  
ہی اسکا مزاج ہی پس اس حالت میں سطح آرام و عشر حاصل ہو سکتا ہے اور خصوصاً ہمسرا  
تواند فون دشمنوں کے هجوم کا حملہ ہے۔

عبداللہ (سکرا کر) اچھا مگر ہم یہ نہیں سمجھے کہ نے کیا ہوتی ہے۔

کتنی عجیب و غریب چیزیں ہوتی ہیں۔ جناب ایک سچا سچ شخص کو بہت وقت چاہئے ذرا مہربانی سے آپ میرا اظہارِ عقیدہ کریں۔

پیران چند حضور یہ تو بکچھ مجھے سمجھانا پڑیگا۔

عدالت (نام دولیت و غیر الملک پران چند سے) اچھا پو چھے صاحب۔

میران حمید: کیوں صاحب کیا کوئی جگت کا صلہ یا خالق ہے؟

گفتنیست چند گفتنی است اور گفتنیست نہیں بھی۔

وکنیں دعا علیہ سب ہستے ہیں اور باہم کہتے ہیں ”انکی گفتگو تو ہمیشہ ایسی ہی ہوا کرتی

١٢

پیرمان حیدر - اچھا کیا تمام مگت میں صرف ایک ہی فیزیت۔

کتھنچیت چند کتھنچیت ایک ہے اور کتھنچیت انیک۔

جُہمتُ چندر۔ جیو آنکھوں سے نظر آنیکے لائق ہی نہیں۔

دُر نے سنگہ۔ پھر آپ کیونکر کہتے ہیں کہ جیو کوئی علیحدہ چیز ہے۔

جُہمتُ چندر۔ یوں کہ مٹی وغیرہ یا پتھر وغیرہ سے اسکی تولید غیر ممکن ہے۔

دُر نے سنگہ۔ اچھا بس۔

پیران چند۔ ایک سوال مجھے کرا ہے حضور۔

عدالت اچھا۔

پیران چند۔ کیون جی کوئی اشیاء اور بھی ایسی ہیں جو آنکھوں سے نظر آنیکے قابل

ہیں۔

جُہمتُ چندر۔ بہت ہیں۔

پیران چند۔ مثلاً

جُہمتُ چندر۔ آکاش کال و پرا نو وغیرہ۔

پیران چند۔ بس کتنا کر دیجے۔

جُہمتُ چندر۔ قلم لیکر دستخط کرتا ہے۔

مین مہت چंद्र व कलम सुद

پیران چند۔ اچھا صاحب لاکھ کتنی چند کو بھی بلا لیجے۔

لو ادا (باہ جا کر) حضور نہ لیف لے چلے۔

کتنی چندر۔ اچھا چلتے ہیں (اندھا کر) جے چندر صاحب۔

پیرکیشک چندر (تعلیم سے کھڑا کر) جے چندر جناب آئے آئے۔ مزاج سرفراز

اچھے ہیں؟

کتنی چندر۔ ہاں کتنی اچھے ہیں۔

پر مانا بھاس (زبانِ زمان سے) اچھا اب آپ پوچھیے صاحب۔  
 زبانِ اندازِ خان۔ بس میرا مطلب تو آپ کے سوالات سے ہی حل ہو چکا (کلکال چند کی طرف  
 مخاطب ہو کر) بابو صاحب آپ کچھ پوچھیے۔

کلکال چند۔ کیون جی مہاشیر سوامی کو لہند نے بہمنی کے گرجہ سے کشتہ زنی کے گرجہ میں  
 بدلا تھا؟

جنتِ چندر۔ نہیں۔

کلکال چند۔ بس تو اور ہم کیا پوچھیں۔

آگرہ چند۔ کیون جی جگت میں کتنے درت ہیں۔

جنتِ چندر۔ بچہ ہیں۔

آگرہ چند۔ کیا اون میں سے کچھ کم ہو سکتے ہیں۔

جنتِ چندر۔ ہرگز نہیں۔

آگرہ چند۔ بس اور کیا۔

دُرنے چند۔ اچھا جی ہر شیا اور جو جو دھن شکر امین یا بابو پران چند صاحب نہیں

انکے بچنے سے اب کچھ تفاوت اور تغیر ہوا یا نہیں۔

جنتِ چندر۔ بیشک ہوا۔

دُرنے چند۔ پھر کیا یہ تغیر دفعتاً ایک مرتبہ ہی ہو گیا یا لمحوں میں ہوتا رہا۔

جنتِ چندر۔ لمحوں میں۔

دُرنے چند۔ اچھا اب یہ کہنے کی شئی وہ پانی وغیرہ سے علیحدہ کوئی حیو درت آپ نے

دیکھا ہے۔

سب بھڑکھڑا کر ٹھہرتے ہیں اور اول بابو پرانا بھاس چند مرج کرتے ہیں۔

بابو پرانا بھاس سب کیوں صاحب نوتی پیدائش لین دین نفع نقصان وغیرہ انواع  
اقسام کے انتظام کیونکر ہونے اور ہوتے ہیں۔

جہنمت چندر۔ انہیں سے بعض تو ہٹا شٹا کے لئے ہوئے ہیں جیسے کھار کا بنایا ہو اگھڑا  
اور جو لاپے کا بنایا ہو اگھڑا وغیرہ۔ اور بہت سے حسن اتفاق سے اپنے سب کے ملنے ہی  
بحسب قون قدرت خود بخود وقوع میں آتے ہیں۔

پرانا بھاس کوئی نظراؤ کی بھی بیان کر سکتے ہو۔

جہنمت چندر۔ بہت مشکل بادل و بجلی والے اور انواع اجسام وغیرہ وغیرہ۔

پرانا بھاس۔ اچھا اپنا نقصان اور دکھ یا مرض وغیرہ جو خود کیونکر قبول کر لیتا ہو۔  
اور کیوں ما و صف خواہش زندگی کے جسم کو چھوڑ جاتا ہے۔

جہنمت چندر۔ کرم کے اڈے کی محبوبی سے سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔

پرانا بھاس۔ یہ کرم کیا چیت ہیں۔

جہنمت چندر۔ نہیں اچیت ہیں۔

پرانا بھاس۔ اچھا اب یہ فرمائیے کہ گئیہ کرنے سے کچھ آب و ہوا کی اصلاح ہوتی  
ہے یا نہیں۔

جہنمت چندر۔ نہیں۔ کیونکہ اصلاح اسکا نام ہو جو نفع پہونچائے مگر گئیہ میں اس کے  
مخلاف زیادہ تر ضررت پہونچتی ہو۔

پرانا بھاس۔ مدعی سے آپکا کیا رشتہ ہے۔

جہنمت چندر۔ میں مدعی کا تانا یا ہوتا ہوں۔

جہنم چند رہنمیں بلکہ جب تک کہ سامان فذرائع ظاہری و باطنی حسب اسباب عمدہ  
تعمدہ نہیں بنیں گے کسی کو بھی موکش نہیں ملتی اور یہ سب عالی نسل و صالوق الاعتقاد کو  
ہی مل سکتے ہیں۔

پیر مان چند۔ اسی جنم میں بھی ایک جسم سے دوسرے جسم میں حیو بدل جاتا ہے۔  
جہنم چند۔ ہرگز نہیں جو شیر کسی کو ایسے کرم کے موافق مل گیا پھر وہ عمر بھر تک  
نہیں چھوڑتا۔

پیر مان چند۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ کیا تمام جگت کی اشیاء نرت ایک سروپ ہیں۔  
جہنم چند۔ افسوس ظاہری باتوں میں بھی نہ معلوم کس طرح مشبہ ہوتا ہے آنکھوں  
سے صاف نظر آتا ہے کہ کسی چیز کو لمبا ٹاپنے نام ادر شکل و شبہات وغیرہ کے قیام و  
بقا نہیں

پیر مان چند۔ پھر کیا ہر شے بے قیام اور دم آئیر پذیر ہے۔  
جہنم چند۔ کوئی شے لمبا ٹاپنے جو ہر کے بے بقا نہیں ہو یعنی ہر چیز کا جوہر تو دوام  
قائم و باقی ہو مگر عرض ہر دم تغیر و فانی ہو۔

پیر مان چند۔ اچھا جیو کیا تھی۔ پانی بہا۔ آگ ادا آکاش سے ملکر بن جاتا ہے۔  
جہنم چند رہنمیں بلکہ حیو علیحدہ ہی دیت ہے۔  
پیر مان چند۔ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے ان باتوں کا۔

جہنم چند رہنمیں جن میں سدا مانت جو سری سرگاہی بھگوان کے فرمان کے موافق  
لکھ گئے۔

پیر مان چند۔ بس لو صاحب پوچھ لے کسی صاحب کو پوچھنا ہو۔

پر مانا بھاس چند رہنیں ہرگز نہیں۔ دیکھئے آپ کا مہاسوہ سنگہ سے کس درجہ  
قدیم الایام سے رابطہ مضبوط تھا حتیٰ کہ اس معاملہ میں اربنت سنگہ سے بھی مخالفت ہی  
مگر نہیں چھوڑا ان سے اپنا تعلق۔ لیکن اب عدالت میں ٹھیکہ دیکھئے اُن سے بھی کس طرح  
پیش آتے ہیں۔

پیران چند۔ کیون صاحب کیا کوئی تمام جگت کا ایک صلہ یا فاقی ہے۔  
جنمت چند نہیں۔

پیران چند۔ کیا صرف ایک برہمن ہی تمام جگت روپ ہے۔  
جنمت چند۔ ہرگز نہیں بلکہ دنیا میں علیحدہ علیحدہ انواع مختلف اشیاء موجود  
ہیں۔

پیران چند۔ گینیک عمل ہے یا بد اور اُس میں خراج ہواروپہ قابل طلب ہوتا  
ہے یا نہیں۔

جنمت چند۔ گینیک مسین بیچا ہے بے زبانوں کی جانیں جھونک جھونک کر دھرم  
مانا جاتا ہے بڑے جوہر ظلم کا کام ہے اسکے لئے خرچہ ہواروپہ اگر ہزار چند بھی دیا جا  
تو بھی سبکدوشی نہیں ہوتی۔

پیران چند۔ کوئی کسی چیز کا مالک کس طرح ہوتا ہے۔

جنمت چند۔ جو چیز کسی کے مقدر کے موافق کسی کے قبض و دخل میں آگئی متیک  
وہ اپنی رضامندی سے بلا آکر وہ اجبار صحت نفس و حواس میں کسی کو منتقل ہو اور  
سوائے کرے تب تک وہی اسکا مالک ہے۔

پیران چند۔ کیا ہر ایک قوم اور ضیالہ آدمی ہر حالت میں نجات حاصل کر سکتا ہے

عدالت - صاحب ہمارا کیا ہے - ہنہو ہر روز ایسے ہی خیال میں پڑے بہتے ہیں -

جنت چند - اور حضور پڑے بھائی صاحب بھی تو طلب ہیں -

عدالت - اوہو کیا لالہ کتھنچت چند صاحب بھی آٹ لیں لائے ہیں -

جنت چند - ہاں -

عدالت - خیر اچھا تو آپ اظہار لکھو ادیکے -

جنت چند - بہت اچھا (اور کھڑے ہوئے ہیں)

عدالت (نام ولایت و سکونت وغیرہ لکھ کر پان چند سے) اچھا صاحب پوچھے

آپ سے کیا پوچھنا ہے -

بابویرانا بھاس چند رہا بہتہ دُر نے سنگ وغیرہ سے) اوہو بھائی انکی تو بڑی

تعظیم کر رہی ہوئی اسکی کیا وجہ ہے -

دُر نے سنگ - آپکو معلوم نہیں - جناب صداعلی صاحب جب یتیم تھے تو جنت

کے والد بہت سنگینے ہی تو اوکو بذر لویہ ماناں رد کے پرورش کیا پڑھایا لکھایا اور

آخر اس درجہ کو پہنچایا اور نہ پہلے تو پچائے پر کھوپر کھینو نام سے پکارتے جلتے تھے اب

منشی پرکاش چند صاحب بہادر ہو گئے -

آگرہ چند - اوہو جناب اگر یہ حال ہی تو خاندانی رعایت کا احتمال ہے -

پرانا بھاس چند - نہیں جناب یہ بات نہیں - ویسے فایت درجہ کے معتبر اور

ستہ ہیں اگر آگ میں باغ لگ جائے تو بھی صداعلی صاحب کی جانب سے ایسا احتمال

کرنا بیجا ہے -

کلکال چند - پھر بھی جناب کچھ تو خیال آہی جاتا ہے -

پرمان چند۔ بلا توجہی لالہ جنت چند کو۔

لواد (باہر جا کر) حضور شریف لے چلے۔

جنت چند (کھڑا ہو کر) سری چنانیہ (کتھنوت چند سے) لو صاحب ملتے ہیں  
کتھنوت چند۔ اور کیا جائے۔

جنت چند اندر جاتے ہیں۔

عدالت (جنت چند کو آنا دیکھ کر) آئے جناب (کرسی بھو کر) کہیے آپ کا علاج  
اچھا ہے۔

جنت چند رہبر حال اچھا ہوں۔

عدالت کیون ایسے کیوں بولتے ہو۔

جنت چند ہم گزرتے تیراگ ہمارا کیا اچھا کیا بُرا۔ علاوہ اسکے دنیا میں ایسا  
کون ہے کہ جو بالکل اچھا ہو خصوصاً اپنے اوپر تو اندون دشمنوں کا حملہ ہے۔

عدالت کیا آپ کے بھی لوگ دشمن ہیں۔

جنت چند میرے نزدیک تو نہیں کیونکہ میں توجہ و اثر کا خیر خواہ اور ہمدرد ہوں  
لیکن کچھ زمانہ کا اثر ہی ایسا ہے کہ اوصاف اسکے بھی لوگ خود بخود اور خواہ مخواہ کہیں اور

نفض سے بھر رہے ہیں۔ سعدی شیرازی نے کیا اچھا کہا ہے۔ فرد

توانم انکر نیاز ام اندرون کسے ہر مسود را چہ کم نور خود برج در ست

عدالت (تو اتھ چند سے) بھائی آپ کو کیوں تکلیف دی۔

تو اتھ چند۔ حضور کیا کیجیے دنیا داری میں سب کچھ کرنا پڑتا ہے چنانچہ آپ بھی تو

میری وجہ سے کشمکش کے جال میں پڑے ہوئے ہیں۔



ناستک چند بیشک ہے۔

پیرمان چند بس اور کیا۔

منہ صم۔ لوصاحب دستخاکرو۔

دور نے سنگہ۔ ذرا ٹھیرے صاحب (عدالت سے) حضور دو ایک سوال کھلو پوچھنے  
عدالت۔ اچھا آپ بھی پوچھے۔

دور نے سنگہ کیوں جی ہر مرتبہ کی حقیقی من جل کیوں نہیں رہتا۔

ناستک چند۔ جی پانچون اشیاء مقدارنا سب پر جمع نہیں ہوتیں۔

دور نے سنگہ۔ یہ۔ اچھا اور مردہ اجسام میں روح کیوں نہیں ہوتی۔

ناستک چند۔ جی وہ ہے کہ جو میں نے عرض کی بلکہ یہی سب کئی دریا دتی عقل  
ہر انسان و حیوان وغیرہ کا ہے۔

دور نے سنگہ۔ اچھا اب یہ کہیے کہ اس مقدمہ میں آپ نے یا لا الہ الا انت سنگہ نے  
جھوٹ بولا یا نہیں۔

ناستک چند۔ ہرگز نہیں۔

دور نے سنگہ۔ اچھا بس دستخاکرو۔

ناستک چند۔ علم لیکر دستخاکرتا ہے ناستک چند بے علم خود اور جاتا ہے۔

عدالت (پیرمان چند سے) بھلا صاحب اب آپ کہیے آپ بھی کوئی گواہ دینگے۔

پیرمان چند۔ حضور ضرورت تو کچھ نہیں کیونکہ ثبوت ہی بالکل ناکافی ہے۔ الا احتیاجاً  
دو گواہ کا اظہار قلمبند کر لیجئے۔

عدالت۔ اچھا بلاؤ۔

ناستک چند۔ انھیں پانچوں کی بے اعتدالی سے۔

پیرمان چند۔ جو صفت ہے یا موصوف۔

ناستک چند۔ صفت ہے ان ہی پانچوں خیروں میں پانی وغیرہ کے اجتماع کی۔

پیرمان چند۔ تنوار وغیرہ کے صدر سے ایک لخت روح مفرد ہو جاتی ہے یا نہیں۔

ناستک چند۔ ہو جاتی ہے۔

پیرمان چند۔ اجسام کے ہر حصہ میں علیحدہ علیحدہ روح ہوتی ہے یا سب جگہ ہی ایک۔

ناستک چند۔ وہی ایک۔

پیرمان چند۔ بھوت پریت وغیرہ بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔

ناستک چند۔ مشہور عام تو البتہ ہیں لیکن کسی نے دیکھے نہیں۔

پیرمان چند۔ بودہ چند گواہ آپ کے بھائی ہیں۔

ناستک چند۔ مان ہیں۔

پیرمان چند۔ مدعی سے تمھیں کچھ پر غاش ہے۔

ناستک چند۔ ہمیشہ سے ہے۔

پیرمان چند۔ اچھا یہ کہیے کہ جبکہ دوزخ و بہشت اور کرم یا کرم کا پھل کچھ نہیں تو جھوٹ

بولنا وغیرہ میں کیا ہیج ہے۔

ناستک چند۔ کچھ نہیں۔ ضرورت کے وقت سب کچھ روا ہے مثل ہے کہ۔

سارے کوئی مانے نہیں جھوٹے جگ پتیاے۔

پیرمان چند۔ اچھا یہ بھی کہو کہ اس مقدمہ میں ایمانت سنگد کو نعمت بانی کی اشد

ضرورت ہے یا نہیں۔

ناستک چند - ہر ذرہ نہیں رہتا۔

پیرمان چند - اب بتاؤ جی کہ یہ پانچون اشیاء جو تھنے پلن کین وہ مجسم ہیں یا غیر مجسم۔

ناستک چند - آکاش غیر مجسم ہے اور باقی چار مجسم۔

پیرمان چند - اور روح چوبہا ہوتی ہے وہ مجسم ہے؟

ناستک چند - نہیں۔

پیرمان چند - یہ اشیاء اچیتن بھی ہیں؟

ناستک چند - ہاں۔

پیرمان چند - اور روح۔

ناستک چند - جیتن۔

پیرمان چند - پھر انکے ٹٹے کیونکر جاتا ہے۔

ناستک چند - جیسے گل ہوا جو دو گولہ وغیرہ کے اجتماع سے نشہ کی طاقت پیدا

ہو کر شاہ اب بخانی ہو ایسے ہی تپتی و پاتی وغیرہ کے چند قسم کے ذرات ٹٹنے سے آنکھ

کان وغیرہ بن کر دیکھنے سننے وغیرہ کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

پیرمان چند - اچھا مردہ اجسام خنکی روح اس وقت تکلی ہوا و نہیں یہ پانچون اشیاء

موجود ہوتی ہیں یا نہیں۔

ناستک چند - بیشک ہوتی ہیں۔

پیرمان چند - مگر اون میں روح نہیں ہوتی۔

ناستک چند - نہیں۔

پیرمان چند - بیماری کیون ہوتی ہے۔

دُر نے سنگہ کیون صاحب جو کیا چیز ہے  
 ناستک چند۔ زمین پانی آگ۔ ہوا اور آکاش ان پانچوں کے اجتماع سے ایک  
 طاقت علم و عقل کی پیدا ہو جاتی ہے اس کو روح کہتے ہیں یا حیو۔  
 دُر نے سنگہ۔ اچھا کسی چیز کا کوئی مالک کس طرح ہوتا ہے۔  
 ناستک چند۔ جس گھر میں بحسب طریق مذکورہ کوئی روح پیدا ہوتی ہے اس گھر  
 کی تمام چیزیں مبتلا اس کے قبضہ میں رہتی ہیں تب تک ہی اُن کا مالک ہے بعد ازاں  
 الداخلہ والی چیز کے۔

دُر نے سنگہ۔ مقدار اور کرم لکھا بھی کوئی چیز ہے۔  
 ناستک چند۔ یہ سب انواع مذہب کے عقیدوں کے بغیر سب میں افلاک تیار  
 دُر نے سنگہ۔ پران چند سی بس اس صاحب پر چھٹے ان سے بھی۔  
 پران چند۔ بھلا جی یہ زمین ویلی وغیرہ کیوں اور کس طرح مل جاتے ہیں۔  
 ناستک چند۔ اپنے ذاتی خاصا اور جس اتفاق سے۔  
 پران چند۔ اچھا جب یہ علیحدہ ہیں تب بھی ان میں کچھ طاقت علم و عقل کی ہوتی ہے۔  
 ناستک چند۔ نہیں۔

پران چند۔ کیا آپ انکو جمع نہیں کر سکتے۔  
 ناستک چند۔ کر سکتا ہوں۔  
 پران چند۔ پھر اس میں روح بھی پیدا ہو جاوے گی۔  
 ناستک چند۔ نہیں۔  
 پران چند۔ اچھا یہ کہے کہ عورت مرد کی ہفتی میں ہر مرتبہ حمل ہوتا ہے یا بعض مرتبہ۔

پرمان چند۔ اچھا بس جائیے۔

منصرم۔ لو دستخط کرو۔

بودہ چند تم لیکر دستخط کرتا ہے بودہ چند بقل خود۔ اور جاتا ہے۔

دور نے سنگ۔ اچھا بلاؤ جی لاڑا ناستک چند کو بھی۔

بواد (باہر جا کر) ارے کوئی ناستک چند گواہ حاضر ہے۔

ناستک چند۔ حاضر ہے۔ آتا ہوں (اندا کر اور جھک کر سر پر ہاتھ رکھ کر) حضو

منصرم۔ آپ کا نام۔

ناستک چند۔ ناستک چند

منصرم۔ باپ کا نام۔ ناستک چند جو ہمیشہ سے ہیں اونکا باپ اور عمر کیا۔

منصرم۔ بھائی آخر کوئی تو ہو گا۔

ناستک چند۔ اچھا حیرت پڑی اہا تا برہستی جی لکھدے۔

منصرم۔ رہنے والے۔ ناستک چند۔ تمہاریات کر کے۔

منصرم۔ اچھا حلف دیا جلتے۔

بواد۔ کہو جی پریشو۔ کو حاضر و ناظر جا کر سچ بیان کرونگا۔

ناستک چند۔ صاحب اگر سچ کہلاؤ تو پریشو تو کوئی بھی نہیں حاضر کو کھجور

پرمان چند۔ اچھا یوں کہئے کہ اگر جھوٹ بولوں تو دوزخ میں جاؤں۔

ناستک چند۔ میں نے دوزخ و دوزخ بھی کوئی نہیں دیکھی۔ کہ میں ہو لیکر ویسے

سچ کہوں گا۔

پرمان چند۔ غیروں ہی ہی۔

بودھ چند۔ اسی لفظ میں۔

پیرمان چند کسی چیز کا ناش کیوں ہوتا ہے۔

بودھ چند۔ ناش خود بخود ہی ہوتا ہے ایسا ہی سمجھاؤ ہے۔

پیرمان چند۔ اچھا آپ مدعی مدعا علیہ یا بابوڈر نے سنگہ کو بھی جلتے ہیں۔

بودھ چند۔ خوب جانتا ہوں۔

پیرمان چند۔ اچھا ادھر دیکھو اور اس مجمع میں سے انکو شناخت کر کے بتلاؤ۔

بودھ چند (اگلی کے اشارہ سے) یہ تو اتھ چند اور یہ ایکانت سنگہ میں اوپر۔

بابوڈر نے سنگہ صاحب آپ کے پاس کھڑے ہیں اور جو کو بوجھے تبادون۔

در نے سنگہ۔ حضور یہ جملہ سوالات غیر متعلق ہیں۔

عدالت۔ اے میان جانے دو خیر دیکھا جاوے گا اب چلنے دو کام۔

پیرمان چند۔ اب بتائیے صاحب کہ ایکانت سنگہ نے تمکو طلب کرایا تھا یا تم سے

ہی لے کر ہراہ آئے ہو۔

بودھ چند۔ نہیں طلب کرایا تھا سن پر میری اطلاع باہی اور دستخط ثبت ہیں۔

پیرمان چند۔ کب تمکو اطلاع ہوئی۔

بودھ چند شاید آٹھ یا نو نومبر کو۔

پیرمان چند۔ یہ جو کچھ آپ نے بیان کیا سب آپ کو یاد ہے۔

بودھ چند۔ بیشک یاد ہے۔

پیرمان چند۔ دیکھو حلف سے کہو کہ مدعی سے کچھ تمھاری عداوت ہی۔

بودھ چند۔ ہاں البتہ اس سے ہماری ہمیشہ سے مخالفت ہی۔

بودھ چند بہت اچھا (اندر جا کر) آداب۔  
 بواو۔ کہو پریشور کو حاضر ناظر جانکر سچ کہو نگا۔  
 بودھ چند۔ پریشور کو حاضر ناظر جانکر سچ کہو نگا۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

بودھ چند۔ بودھ چند۔

منصرم۔ باپ کا نام۔

بودھ چند۔ بدھ کیرت اور بدھ تپنی بہا تپا گوتم بدھ۔

منصرم۔ غز۔

بودھ چند۔ جب سے جگت ہے تب سے ہی میں ہوں۔

منصرم۔ ہننے والے۔

بودھ چند۔ تہیات نگر۔

دُر نے سنگ۔ کیون جی جگت کی سب چیزیں نرت ہیں یا نرت۔

بودھ چند۔ نرت کون کہہ سکتا ہے۔ لُختہ لُختہ خود ناپید ہوتی ہوئی اپنی جگہ دوسرے  
 ہر شکل کو پیدا کرتی ہیں۔

دُر نے سنگ۔ بس (پرمان چند سے) بابو صاحب جرج کر لیجئے۔

پرمان چند۔ کیون صاحب کوئی تمہیں اس بیان کے موافق آپ کو معلوم ہے۔

بودھ چند۔ بہت۔ دیکھئے دیکھ کی کوکو۔

پرمان چند۔ اچھا یہ بتلائیے صاحب کہ جو چیز نارت ہوتی ہے وہ اپنی ہر شکل دوسری

چیز کو اسی لُختہ پیدا کرتی ہے یا دوسرے میں۔

سانکھ چند نہیں۔

پیرمان چند (ایک کاغذ کا کڑوا تھین اوٹھا کر) اچھا اگر ہم اس کاغذ کو پھینک دیں  
تو کیا ہوتا ہے۔

سانکھ چند۔ خاک ہو جاوے گی۔

پیرمان چند۔ اچھا آپ نے جو کل آب و طعام کھایا تھا وہ اب کہاں ہے۔  
سانکھ چند۔ اسکا تو پاناہ و پیشاب وغیرہ بن گیا۔

پیرمان چند۔ اچھا آدمی جو پسیدہ ہوتا ہے نووہ مرتا بھی ہے۔

سانکھ چند۔ صاحب یہ تو ظاہر باتیں ہیں انہی کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ ضرور  
مرتا ہے دارفانی تو دنیا کا نام ہی ہے۔

پیرمان چند۔ آپ سے اور نے چند سے کیا رشتہ ہے۔

سانکھ چند۔ میں اونکا داماد ہوں

پیرمان چند۔ اچھا بس۔

منصرف۔ لودستخط کرو۔

سانکھ چند قلم لیکر دستخط کرتا ہے सारं व्यचन्द्रबकलमखुद

دُر نے سنگ (کھڑا ہو کر) اچھا بلایے صاحب ہمارے گواہ لالہ بودھ چند کو۔

عدالت۔ اور کتنے گواہ ہیں۔

دُر نے سنگ۔ بس حضور صرف دو گواہ ہمارے ہی باقی ہیں۔

عدالت۔ اچھا

لواد (باہر جا کر) لالہ بودھ چند صاحب چلے۔



ہے۔ پر کرتی سے جہت تو ناک بہ بھی ہوتی ہو اور اُس سے اُنہکار اور اُنہکار سے روپ  
 رُس۔ گندہ۔ پُرش اور شبدہ پیا پُرش تو تَن مائر اور اُنکھانگ وغیرہ پانچ گیان لاندی اور  
 ہاتھ۔ پانون وغیرہ پانچ کرم اندری اور ایک مَن یہ سولہ لگن پیدا ہوتے ہیں۔ اور پانچ  
 تَن مائر اُن مَن سے روپ سے اگنی۔ رُس سے جل۔ گندہ سے پرتھوی۔ سپرش سے  
 بابو اور شبدہ سے آکاش کی پیدائش ہو۔ مَن تیس کا نام و کرتی ہو۔ اِن پر کرتی اور  
 و کرتی سے الگ ایک پچیسواں تو پُرش ہو۔ اِن ہی پچیس تو تَن سے ہر ساری مخلوق  
 کی پیدائش انتظام وغیرہ سب کچھ ہے۔

پیرمان چند۔ پر لے بھی ہوتی ہے؟  
 سانکھ چند۔ ہاں۔ اور جب پر لے ہوتی ہو تو جس سے جو پیدا ہوتا ہے اسی میں لے  
 ہو جاتا ہے۔

پیرمان چند۔ بھلا صاحب جب دودھ مَن صامن لیتے ہیں تو کیا ہوتا ہے۔  
 آگرہ چند۔ ٹھہرے صاحب بھلا اس سوال کا مقدمہ سے کیا تعلق۔  
 عدالت۔ بیشک بابو صاحب یہ سوال تو غیر تعلق معلوم ہوتا ہے۔  
 پیرمان چند۔ حضور میرا کوئی سوال غیر تعلق نہیں۔ مَن عرض کر چکا ہوں کہ مباحثہ  
 کے وقت معلوم ہو گا کہ ایسے سوالات کا کس درجہ تعلق ہے۔ گویا جان مَن تمام مقدمہ کی  
 عدالت۔ اچھا خیر پوچھئے۔

پیرمان چند (گواہ سے) مان صاحب کہئے۔

سانکھ چند۔ دہی ہو جاتی ہو۔

پیرمان چند۔ دودھ تو نہیں رہتا۔

سانکھ چند اندر آکر اور جھک کر سلام کرتا ہے۔

ہواد۔ کہو پریشور کو حاضر ناظر جا کر سچ کہو گا۔

سانکھ چند۔ پریشور کو حاضر ناظر سمجھ کر سچ سچ بیان کرو گا۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

سانکھ چند۔ سانکھ چند۔

منصرم۔ باپ کا نام۔

سانکھ چند۔ میں تو انادی اور تدیم ہوں۔

منصرم۔ بھائی آخر کوئی تو ہو گا۔

سانکھ چند۔ اچھا خیر بہ تہنی مہا تا کیل ننی لکھ لیجئے۔

منصرم۔ عمر۔

سانکھ چند۔ جیسا ب۔

منصرم لکھتا ہے۔

آگرہ چند۔ کیون جی دنیا کی تمام چیزیں نت ایک سروپ ہیں یا انت۔

سانکھ چند۔ نت ایک سروپ ہیں۔

آگرہ چند۔ اور یہ جولین دین وغیرہ انواع رد و بدل نظر آتا ہے؟

سانکھ چند۔ ارٹھا وجود دراصل بھرم اور دھم سے ہی جیسے حالات خواب۔

آگرہ چند۔ اور کیا بس۔

پرمان چند۔ اچھا جی یہ بتاؤ کہ دنیا کی پیدائش کس طرح ہے۔

سانکھ چند۔ ستوگن۔ رجوگن۔ تموگن۔ ان تین گنوں کی سہم اور تھا کا نام پرکاتی

کھا کرتے ہوئے نجات ہو گئی۔

پیرمان چند۔ کیا عورتیں بھی کوشش چلی جاتی ہیں۔

سو تیا مبر سنگہ۔ بیشک۔ چنانچہ ملی سوامی عورت ہی تھی؟

پیرمان چند۔ اچھا ایسی ہی کوئی نظیر اسکی بھی بیان کر سکتے ہو کہ اسی جنم میں بھی جو ایک جسم سے دوسرے جسم میں بدل جاتا ہے۔

سو تیا مبر سنگہ۔ اسکی تو کوئی نظیر اسوقت یاد نہیں لیکن جبکہ سری ہتھا سوامی کو اندر نے برہمنی کے حمل سے نکال کر ترسلا رانی کے گرجھ میں رکھ دیا تو بیانِ ظہرہ میں کیا شک اور تعجب باقی ہے۔

پیرمان چند (عدالت سے) دیکھئے حضور سوال سے زیادہ بیان گواہ کے رعایتی ہونیکا ثبوت ہے یعنی صرف سوال یہ تھا کہ کوئی نظیر آگے معلوم ہے یا نہیں جسکا جواب نہیں تھا۔ اسکے علاوہ یہ اسقدر مضمون رعایتی ہے۔

عدالت (سکرا کر) ہون۔ خیر۔

پیرمان چند۔ اچھا صاحب یہ بتلائیے کہ آپ سننے سنگد مدعا علیہ کے رشتہ دار ہیں؟

سو تیا مبر سنگہ۔ بیشک میں اور کاناواسہ ہوں

پیرمان چند۔ اچھا بس۔ جاؤ دستخط کر دو۔

سو تیا مبر سنگہ قلم لیکر دستخط کرتا ہے

آگرہ چند (کھڑا ہو کر) اچھا جی آوار دو ہمارے گواہ ساکھ چند کو۔

لواد۔ (باہر جا کر) ساکھ چند گواہ چلو۔

स्वेताम्बरसिंहकलमरु

سو تیا میر سنگہ بیشک بل جاتا ہے لیکن جب کوئی دیوتا بل دے یا ایسا ہی کوئی اور کارن ہو۔

ککال چند۔ اچھا اہم قوم اہرہ پریشہ کے اشخاص کی ہر حالت میں نجات ہو سکتی ہے یا نہیں

سو تیا میر سنگہ۔ نجات کسی ایک کی ملکیت تو ہے ہی نہیں اسی لئے اسکے لئے کسی قوم و مذہب و دیر کی خصوصیت نہیں ہر ایک آدمی کی ہر حالت میں صرف دل کی اکیر کی ایصغافی سے نجات ہو سکتی ہے اور کم بندہ جھوٹ جاتے ہیں۔

ککال چند۔ یہ تم کس اعتبار سے کہتے ہو۔

سو تیا میر سنگہ۔ (نص سے کہ بن کاکر) یہ جو ہمارے گوتم پرکیت وغیرہ گرنہ میں ان میں لکھا ہے۔

ککال چند۔ انکا لکھا کیوں صحیح ہے۔

سو تیا میر سنگہ۔ یہ بگیکے فرمان کے مطابق لکھے گئے ہیں

ککال چند۔ اچھا بس (پرمان چند سے مخاطب ہو کر) لو صاحب یہ کونسا اختیار ہے جو چاہو وہی عدالت ہو۔ اچھا لائے صاحب یہ گرنہ مسل میں رہینگے۔

سو تیا میر سنگہ دیتا ہے۔

پرمان چند۔ لیجیو ایک کو کوئی تئیل یاد ہے کہ جس سے معلوم ہو کہ ہر ایک کی ہر حالت میں ہر کس ہو جاتی ہے۔

سو تیا میر سنگہ۔ ان کئی ایک معلوم ہیں دیکھو ایک سدا کا کو جھاڑ دیتے ہوئے اپنا سر میں کیوں گیان ہو گیا تھا۔ ایسا ہی ایک نٹ کو بانس چڑھے

عدالت۔ صاحب عدالت میں آنے سے تو کوئی نہیں روکتا الا آپ کے نخل ہونے سے  
مقدمہ کی تحقیقات میں برج واقع ہو تلبے۔ آپ ذرا خاموش ہی رہیے۔

پر مانا بھاس۔ بابا صاحب کیا فائدہ کیون گھبرائے ہو ذرا آپ علیحدہ ہی رہیے گا۔  
لواد۔ (باہر جا کر) سویتا میر سنگ گواہ حاضر ہے۔

سویتا میر سنگ۔ حاضر ہے۔

اور اندر جا کر سلام کرتا ہے۔

لواد۔ کہو پریشو کو مافر ناظر جا کر سچ بیان کرو گا۔

سویتا میر سنگ۔ پریشو کو مافر ناظر سمجھ کر سچ بیان کرو گا۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

سویتا میر سنگ۔ سویتا میر سنگ۔

منصرم۔ باپ کا نام۔

سویتا میر سنگ۔ اربنت سنگ۔

پرانا چند۔ یہ لو۔ اچھا خیر لکھوائیے اس سے ہمیں کیا غرض۔

منصرم۔ عمر۔

سویتا میر سنگ۔ تخمیناً سوا اٹھارہ سو سال۔

منصرم۔ ساکن۔

سویتا میر سنگ۔ ہتھیات نگر۔

کلکال چند۔ کیون جی ایک جسم سے دوسرے جسم میں اسی جسم میں بھی بیو بدل

جاتا ہے

منصوم - دستخط کرتے بائیے۔

گواہ قلم لیک *Christianism*

کلکال چند (بٹھڑا کر کھڑا ہوتا ہے) اچھا بلائیے صاحب ہمارے گواہ ہوتا ہے  
کو (پیران چند سے) دیکھو صاحب آپ گواہوں کے بہت کچھ لیتے ہیں معاف کیجئے  
ہمائے گواہ ایک ہی پچا رہتی ہر گئی ہیں انکو تنگ کرنا آپ کی عادت ہے خراب۔

عدالت - (خفا ہو کر) کیا مطلب کہ ان سے جج نکلیں۔

کلکال چند - حضور یہ کون کہتا ہے۔ مگر یہ تو بیشمار طول دیتے ہیں ذرا مختصر ہونی چاہئے  
پیرکیشک چند - پھر یہ تو خود ہی ہماری تاکید ہے۔

ہما موہ سنگ - جناب وہ تو مدعی کے بھائی بھی ہیں اوںکو بھلا زیادہ گھبرانا کیا  
مناسب ہے؟

پیران چند - واہ صاحب خوب عدالت کو بھی دھوکھا دیتے ہیں آپ - تمہارے  
اور انکے کہنے سے کیا بھائی ہو گئے، اور اچھا فرض کیا کہ بھائی ہی سہی لیکن جب وہ غلام  
گوئی کرینگے تو کیا ان سے جج کریں۔

عدالت (ہما موہ سنگ سے) دیکھئے صاحب ہم آپ سے کہہ چکے ہیں کہ آٹھ مونس  
رہے ورنہ اچھا نہ ہوگا۔

پیران چند - حضور متبیک انکو تنبیہ نہ کیا وگئی مقدمہ گز پارہ تحقیقات کو نہ بیچو بیچکا  
عدالت - دیکھئے آپ کے سامنے دو مرتبہ تو منع کر چکا ہوں مگر آپ کو اب عدالت کا کچھ خیال نہیں ہوتا  
عجز اور اسکا لحاظ آتا ہے کہ ہمیشہ سے میرے صاحب ہیں۔

ہما موہ سنگ (خفا ہو کر) تو کیا ہم عدالت میں نہ آویں۔

گواہ - ضرور تھے۔

پیرمان چند - تورت اور انجیل میں کچھ اختلاف ہے۔

گواہ - ہرگز نہیں۔ یہی تو اوکلی صداقت کی بڑی سند ہے۔

پیرمان چند - ذرا ہوش سنبھالکے ٹھیک کہیے کہ کچھ تھوڑا بہت اختلاف ہے یا نہیں۔

گواہ - کچھ ایسا اختلاف نہیں صرف اتنا تفاوت ہے کہ جستہ طفل اور شبابت میں کہ لڑکا جوان ہونے سے کچھ بدل نہیں جاتا۔

پیرمان چند - اچھا اب یہ کہئے کہ آپ اور اسلام علی گواہ اگیان خان مدعا علیہ کے شاگرد ہو؟

گواہ - بیشک۔

پیرمان چند - کیا ابراہیم اور اسکے بیٹے اسحاق نے اپنی عورتوں کی بابت جھوٹ بولا تھا کہ یہ ہماری ہمشیرہ ہیں۔

گواہ - البتہ کہا تھا لیکن اس خون سے کہ مبادا لوگ اذکوائی عورتوں کے لئے مار دیں کیونکہ وہ بہت حسین تھیں۔

پیرمان چند - خدائے ابراہیم اسحاق سے کچھ وعدے کئے تھے اور وہ کیا تھے۔

گواہ - پیدائش باب ۵ آیت ۵ و باب ۲۲ آیت ۱۵ اور خروج باب ۱۲ آیت ۴

وغیرہ میں لکھا ہے کہ فضل نے ان سے پختہ وعدہ کئے اور زمین کھائی زمین کہیں زمین اور تمہاری اولاد کو ہر طرے کی ترقی دیگا اور ہر حال میں تمہارا مددگار رہوگا وغیرہ وغیرہ۔

عدالت - بابو جی بس کرو۔

پیرمان چند - اچھا جاؤ۔

یا نہیں۔

گواہ نہیں۔

پیرمان چند۔ موسیٰ نے کیا کیا معجزے دکھائے اور کیوں دکھائے۔

گواہ۔ مختصر ایہ ہے کہ موسیٰ نے شہر مصر کی تمام دیوین کو خون کر ڈالا اور تمام شہر کی زمین کو میٹھ کون سے بھر ڈالا اور اس ملک کے تمام گردنواح میں تمام جوین کر ڈالیں اور پھرون کے جھنڈے کے جھنڈے پیدا کئے اور وہاں کے چوپایوں میں ایسی وبا ڈالی کہ وہ مر گئے اور پھر ایسے اوسلے و پتھر برسے کہ وہاں کے سب درخت اور گھاس نیست و نابود ہو گئے اور پھر ایسی بڑی آبی کہ جو کچھ اولہ وغیرہ سب بچ رہا تھا وہ سب چاٹ گئی اور تین روز تک شہر مصر میں ایسی تاریکی رہی کہ ایک دو سب کو نہیں دیکھ سکتا تھا بلکہ انکو موسیٰ نے معجزہ بادشاہ سے کہا آج کی رات تیرے اور تیری رعیت کے پہلوئے مر جاوینگے اور ایسا ہی ہوا اور خدا نے موسیٰ کے ذریعہ سے اپنا غضب شہر مصر پر اس واسطے ظاہر کیا کہ وہاں کا بادشاہ فرعون ابراہیم کی اولاد ہر اس دیوین کو ناحق غلام بنا کر وہاں سے نہیں جانے دیتا تھا۔ اور بعض جگہ کی تحریر سے یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ معجزے اس غرض سے دکھائے گئے کہ دین بتلی دین حق خیال کیا جاوے۔ چنانچہ ان سارے معجزوں کی تفصیل کیفیت خروج باب ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ میں موجود ہے۔

پیرمان چند۔ لوط بھی کوئی مقبول خدا تھا۔

گواہ۔ کیوں نہیں جب خدا نے سدوم کو بلایا تو صرف اسی کو تو نہ اوس کے خاندان کے زندہ نکالا تھا اور بیتیک وہ نہ نکالتا تب تک خدا سدوم کو نہ جلا سکا۔

پیرمان چند۔ ابراہیم اور اسحاق بھی مقرب خدا تھے۔



تھے۔ ہزاروں مجوس اور مہون نے دکھلائے پیشین گوئیاں کیں۔ مردہ زندہ کئے اور  
کوشنا بخشی غرضیکہ خدا ہر طرح اہم حالت میں اونکا مددگار واحد و شریک تھا۔

پیرمان چند مسیح بھی پیغمبر اور رسول تھا۔

گواہ۔ کیوں نہیں وہ تو خدا کا بیٹا کہلاتا ہے۔

پیرمان چند وہ احمد ایک بن یادو۔

گواہ (پکار کر) اگر پاپ بیٹا اور روح القدس بتین کہلاتے ہیں لیکن لکھا ہے کہ یہ  
تینوں ایک ہیں اور اسکو اسطرح مان لینا چاہئے کچھ بحث مباحثہ کرنا چاہئے۔

پیرمان چند کہان لکھا ہے۔

گواہ۔ منی باب ۲۸ آیت ۱۹ اور یوحنا باب ۵ آیت ۷ اور یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۰ وغیرہ میں

پیرمان چند جب تین ہیں تو ایک کیونکر ہو سکتے ہیں

گواہ۔ اس بات کا سمجھنا انسان کی عقل سے بیرون ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اگر ایک  
بات خدا واحد کی کہنے سے بلا دلائل عقلی قبول کر لیں تو کیا تعجب ہے۔

پیرمان چند۔ اچھا مسیح بھی بھوکھا پیاسا اور اسکو بھی بول و برا نہ غیرہ عارض تھے نہ ہیں  
گواہ۔ ضرور تھے اور بھوکھ پیاس بھی لگتی تھی۔

پیرمان چند۔ خداوند مسیح کیوں پیدا کیا گیا تھا۔

گواہ۔ جب آدمیوں نے خدا کی شریعت کے برخلاف کیا اور سزا کی لائق ہوئے  
تو خدا نے مسیح میں ہو کر دنیا کو آپ سے ملا لیا اور انکی تقصیر و ن کا حساب نہ لیا البتہ کیا کہ  
اپنا اکو تا بیٹا بخش دیا کہ اوسنے اگر شریعت کو پورا کیا اور گناہوں کی سزا اپنے اوپر اٹھائی  
پیرمان چند۔ اب تم میں بھی مردہ زندہ کرنے اور روضیوں کو شفا بخشنے وغیرہ کی طاقت ہے

پیرمان چند۔ کیون جی دھوپ بن آپ جب اپنے سر پر چھانا کھولتے ہیں تو اس کے ستارے  
کو آپ یا کوئی اور بنا تاکہ یا کر خود ہو جاتا ہے۔

گواہ۔ وہ تو خود ہی ہو جاتا ہے اسکو کون کرتا۔

پیرمان چند۔ اور بھلا مقناطیس کی طرف جو لوہے کی سوئی جاتی ہے تو اسکو بھی کوئی  
جبر کھینچتا ہے۔

گواہ۔ اسکو بھی کوئی نہیں کھینچتا وہ خود ہی بسبب کشش مقناطیسی کے لوہے کی  
طرف کو کھینچ جاتی ہے۔

پیرمان چند۔ ان کو فعل مختار بنا یا گیا یا نہیں۔

گواہ۔ ضرور فعل مختار بنا یا گیا ہے۔

پیرمان چند۔ آدم بہشت سے کیون اور سطح نکالا گیا۔

گواہ۔ طول قصہ ہے یہ کہتا میں جو داخل ہیں ان میں سب موجود ہے۔

عدالت۔ بابو جی مہربانی سے وہی سوال اس سے بھی کر لیجئے بس کافی ہوگا۔

پیرمان چند۔ بہت اچھا حضور (گواہ سے) اچھا جی یہ بتاؤ کہ آپ کا جو کچھ بیان ہے  
وہ بائبل کے مطابق ہے۔

گواہ۔ ضرور۔

پیرمان چند۔ ان کتابوں میں جو کچھ لکھا وہ سب سچ ہے۔

گواہ۔ بھلا کلام خدا کیونکر جھوٹ ہو سکتا ہے۔

پیرمان چند۔ آپ کو سطح معلوم ہے کہ یہ کلام خدا ہیں۔

گواہ۔ اس کے لئے یہی سنکا فی ہیں کہ جن پیغمبروں کو یہ کتابیں عطا ہوئیں وہ کراماتی

اولاد ہوئی جیسے اب ہوتی ہے۔

پیرمان چند سانپ بچھو وغیرہ سب موزی بھی خدا کے پیدا کئے ہوئے ہونگے۔

گواہ۔ بلا شک چنانچہ لکھا ہے کہ سانپ سب جانوروں سے جو خدا نے بنائے تھے  
بہتر تھا جسے آدم کو عدن سے نکلوا یا۔

پیرمان چند۔ انکو خدا نے کس لئے پیدا کئے تھے۔

گواہ۔ اوسکے روز حکمت کو دہی جانے۔

پیرمان چند۔ خدا میں کیا صفتیں ہیں۔

گواہ۔ ہمدان۔ ہمدان۔ صادق۔ مقدس۔ رحیم۔ عادل۔ واحد۔ غیر متغیر۔ راج۔ غیر  
قدیم۔ لازوال وغیرہ یہ صفت موصوف ہے۔

پیرمان چند۔ خدا خلقت کو پیدا کر کے بہت خوش ہوا یا ناراض۔

گواہ۔ خوش کیون نہوتا۔ مگر کتاب سید الیش کے باب ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر نوح  
کے وقت میں جب خلقت بگڑ گئی اور تمام اندھیر ہو گیا تھا تو خدا بہت ناراض ہوا اور  
پچھتایا اور افسوس کیا اور نوح سے فرمایا کہ کل اجسام کا اخیر میرے سامنے آن پہونچا  
کیونکہ ان سے زمین پر اندھیر ہو گیا ہے اور دیکھ کہ اؤنکو وہ طبقہ زمین نیست کرونگا۔

پیرمان چند۔ خدا نے کیون اس بطور سے کو پسند کیا۔

گواہ۔ خدا نے صرف اس واسطے خلقت کو پیدا کیا کہ اپنے کو اور اپنی اوصاف حمیدہ کو  
ظاہر کرے اور ہر ایک مخلوق اپنی اپنی قدر کے موافق خالق کی مانند خود پر ہو کے خوشی  
منامے چنانچہ ۱۹ زبور کی پہلی آیت اور ۱۴ زبور اور دوسروں کے مکتوب باب اول  
آیت ۱۹ اور ۲۰ میں یہی لکھا ہے۔

تمام ساگ پات نباتات اور حیوانات چرند پرند وغیرہ کو تمھیں دیا اور وہ تمھارے کھانکے لئے ہون گے۔

پیرمان چند۔ غلے میں تمامی مخلوقات کیونکر پیدا کی۔

گواہ۔ جیسا خالق مطلق اپنی زبان فیض تر جان سے ارشاد فرمایا گیا وہی ہو تا گیا اور ساتویں روز تمام کا ختم کیا۔

پیرمان چند۔ آدم کو کس چیز سے بنایا۔

گواہ۔ مین کی خاک سے۔

پیرمان چند۔ کوئی عورت بھی بنائی تھی۔

گواہ۔ کیونکہ مین و زن کا م سطح چلتا عورت کا نام تھا۔

پیرمان چند۔ حوا کو کس چیز سے بنایا۔

گواہ۔ خدا نے جب دیکھا کہ تمام حیوانات مین سے اسان کے لائق کوئی مددگار

نہ ملا تب آدم کو بڑی گہری نیند میں ڈالا اور جب وہ سو گیا تو او کی ایک پسلی نکالی اور اسکی جگہ گوشت بھردیا اور اسی پسلی سے ایک عورت بنائی تو اسکا نام رکھا۔

پیرمان چند۔ کیا خدا کے پیدا کئے ہوئے آدم میں بھی ہڈی خون ہول و براز وغیرہ تھی گواہ۔ ضرور تھے اور خدا کے لئے تو بس یہی ہیں۔

پیرمان چند۔ وہ بھوکھا اور پیاسا بھی تھا۔

گواہ۔ بیشک۔ چنانچہ عدن میں رہتا اور وہاں کے پھل کھایا کرتا تھا۔

پیرمان چند۔ پھر خلقت کو ترقی کس طرح ہوئی۔

گواہ۔ آدم نے حوا سے اور ہر قسم کے حیوانات نے اپنی اپنی نسل سے صحبت کی اور ان سے

گواہ - امین کیا شک ہے۔

زباندار خان (پرانچند سے) لو صاحب آئیے۔

پیرمان چند (کھڑا ہو کر) کیوں جی شروع میں خلعی نے کیا پیدا کیا۔

گواہ - شروع میں آسمان اور زمین کو بنایا۔ زمین سوتی تھی اور بڑا دل اور گہرا دہر اندھیا رہا تھا اور خدا کی روح پانی پر تیرتی تھی۔

پیرمان چند - مخلوقات کے بننے میں کس قدر عرصہ صرف ہوا۔

گواہ - چھ روز اور ساتواں دن اوسنے اپنی پرستش کیلئے مقرر کیا۔

پیرمان چند - کس ردیف سے خلقت پیدا کی گئی۔

گواہ - اول روز تو دن اور رات کو بنایا دوسرے روز آسمان پیدا کیا اور اسکا نام

بہشت رکھا اور آسمان زمین کے پانی کے علیحدہ علیحدہ دو حصے کے تیسرے روز

آسمان کے نیچے کے پانی کو خشک کر کے زمین بنائی اور پانی کو ایک جگہ اکٹھا کر کے

سمندر بنا دیا اور زمین کی تمام گھاس پات وغیرہ نباتات کو بنایا۔ پھر بزرگ چارم تیسرا

کے سیارے اور چاند و سورج وغیرہ بنائے کہ جسے گھڑی گھنٹہ اور دن ہفتہ فصل

برس وغیرہ کی تمیز ہوتی ہے۔ اور پانچویں روز مچھلی وغیرہ جانور ان آبی سے پانی کو اور

طایران و پرندگان وغیرہ سے آسمان کو بھر دیا۔ اور دواششم تمام قسام کے مذنجان

حیوانات وغیرہ اور حضرت انسان کو بنایا۔

پیرمان چند - انسان کو کیا بنایا۔

گواہ - آدم کو اپنی شکل و شبہات پر اور اپنی مانند بنایا اور صرف مخلوقات

اور تمام حیوانات کا مالک قرار دیا چنانچہ صاف لکھا ہے کہ خدا نے آدم سے کہا کہ میں نے

کر سچ پتیرم۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ سچ بیان کر دنگا۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

کر سچ پتیرم۔ ستر کر پتیرم۔

منصرم۔ باپ کا نام۔

گواہ۔ حضرت سچ۔

منصرم غمز

گواہ۔ تخمیناً انیس سو سال۔

زباندر ازخان۔ کیون جی دنیا کا ظہور کس طرح ہوا۔

گواہ۔ خدا تمام دو جہان کا مالک ہوا تو نے اپنی قدرت کا طرے اس کو پیدا کی ہے۔

زباندر ازخان۔ کسی چیز کا کوئی مالک کیونکر ہوتا ہے۔

گواہ۔ جب تمام شیاں پیدا ہو چکیں تو خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے

انسان کو اور کمال مالک قرار دیا چنانچہ جو شخص جس گھر میں تولد ہوتا ہے اور جب جب

جس جس چیز پر قبضہ پاتا ہے وہی اوس اوس چیز کا مالک ہوتا جاتا ہے۔

زباندر ازخان۔ جہز حیات و سکناات خدا کی مرضی سے ہوتی ہیں یا کیا۔

گواہ۔ تمامی جزئیات و کلیات حرکات و سکناات کا مالک و خالق ایک ہی ہے۔

زباندر ازخان۔ ہر ایک کے اعمال کے موافق سزا جزا دینے والا بھی ہی ہے۔

گواہ۔ ہاں۔

زباندر ازخان۔ بائبل کلام خدا ہے یا نہیں۔

اسلام علی - اول درجہ کے ایماندار مقبول خدا ہیں۔

تو اترتھ چند (پیران چند سے) بابو جی یہ اونکاسٹ گرد بھی ہے۔

پیران چند - اچھا۔ کیون جی ایڈ تبادو کہ آپ اونکے شاگرد ہیں؟

اسلام علی (ہلکی زبان سے) ہاں ہوں تو۔

پیران چند - اچھا جلیے۔

زباندر از خان - شکر ہے (عدالت سے) حضور ایک سوال کی بھکھو بھی ضرورت پیدا ہوئی اگر امانت ہو۔

عدالت - اچھا۔

زباندر از خان - کیون جی آپ نے جو یہ بیان کیا کہ ایماندار کے لئے سبھوٹ بولنا جائز ہے اور اگیان خان ایمان دار ہے، تو کیا آپ نے اسکی خاطر کچھ چھوٹی شہادت دی ہے۔

اسلام علی - نہیں جناب حرف پر سچ ہے علفہ ہے۔

زباندر از خان - اچھا بس جادو دستخط کر کے۔

اسلام علی قلم لیکر دستخط کرتا ہے۔ مولوی اسلام علی خان لعل خود پیران چند - اچھا بلائیے صاحب اور گواہ۔

زباندر از خان - (دو غواست دیکھ کر) سٹر کر سچتیرم صاحب۔

لواد (باہر جا کر آیا اور بلند) سٹر کر سچتیرم صاحب چلیے۔

کر سچتیرم (اندرا کر) گوڈما رنگ سندر۔

لواد - کہئے خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ کہو گلا۔

اسلام علی - میرا بیان کلام اللہ اور احادیث کے موافق ہے۔  
 عدالت - بس ٹھہریے ہم بتا دیں صاحب اس گوا کا جو کچھ بیان ہوا اس کا کوئی لفظ  
 کتب مذکورہ سے یا ہر نہیں پس زیادہ اس سے پوچھنا فضول ہے صرف ان کتابوں  
 کی بابت جو کچھ آکھو پوچھنا ہے اور پوچھ لیجئے۔  
 پیرمان چند - حضور میں نے اسی لئے یہ سوال کیا ہے۔ (قرآن اٹھا کر گواہ سے)  
 اچھا صاحب آپ کو کیوں معلوم ہے کہ یہ کلام اللہ ہے۔  
 اسلام علی - اسکی فصاحت و بلاغت خود گواہ ہے کیونکہ اسکی برابر فصیح لکھنا یا  
 کوئی سورہ یا آیت بنانا ممکن نہیں۔

پیرمان چند - اچھا اب یہ بتا دو کہ جھوٹ بولنا بھی کہیں جائز ہے۔  
 اسلام علی - ہرگز نہیں۔ مگر ان حدیث میں لکھا ہے کہ جھوٹ بولنا بھی بعض وقت  
 روا ہے چنانچہ اگر ہم کسی باریک کو دیکھنے جا دیں اور دیکھیں کہ وہ مر گیا تو یہی کہنا چاہئے کہ  
 وہ نہ مر گیا اور ہر صورت سے اسکی تسلی کے لئے جھوٹ بولنا چاہئے۔ پھر عین الحیات کی  
 صفحہ ۲۴۲ میں لکھا ہے کہ سچ بولنا درست نہیں اگر اس سے کسی ایمان والے کا نقصان  
 یا اسکی جان کا خطرہ ہو۔ اور جھوٹ بولنا فرض اور واجب ہو بلکہ اس کے سبب ایمان والا  
 قتل یا قید یا نقصان سے بچ جائے۔ اگر کسی دیندار نے اپنا اسباب ہمیں سونپا ہو  
 اور کوئی ظالم اسکو ہمسے لگے تو ہم پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے پاس اس کے ہونے سے  
 انکار کر جاویں بلکہ اگر باہرین تو اس پر قسم بھی کھا دیں کہ اس شخص کی کوئی چیز ہمارے  
 پاس نہیں۔

پیرمان چند - خیر اب یہ بھی کہئے کہ اگر ایمان خان مدعا علیہ ایماندار سے یا بے ایمان۔



اسلام علی۔ اگر اسکا دل چاہے عورت کو لے لیا دے زہر جو بوقت نکل مقرر ہوتا ہے  
طلاق یہی ہوے اور نکل جانی بلکہ جائز تک کرنا جائز ہے۔

عدالت۔ بابو صاحب بھلا آپ تو جرح کرتے ہوئے تھکتے ہی نہیں مگر ذرا ہمارا تو خیال  
کیا کر۔

ہما موہ سنگھ (مدعا علیہم کا باپ) آپ کیوں اتنی اجازت دیتے ہیں۔

عدالت۔ سنئے صاحب بن اسوقت بنصب سب جی ہوں اور آپ سے اور ٹھکڑ  
اگر یہ ملاقات ہی لیکن وہ بنصب گیر ہے اسکا اسوقت ہرگز ناس نہوگا۔ آئیے ذیل ہوئیے  
کارروائی تحقیقات مقدمہ میں ہرج واقع ہوتا ہے لہذا بہتر ہے کہ آپ علیحدہ ہی رونق افروز  
ہیں۔

ہما موہ سنگھ (کھسپانا ہو کر دلین) اوہ بڑو پڑا میروت ہے۔

زباندار خان۔ آپ ٹھیرے صاحب آئیے کیا ضرورت ہے دخل کی (عدالت سے)  
حضور یہ جسد سوال ہیں سب غیر متعلق بھی تو ہیں بھلا ان سے کیا مطلب۔

عدالت۔ البتہ اسوقت تو سوالات اکثر غیر متعلق معلوم ہوتے ہیں لیکن صاحب اسکی  
تو اسواسطے اجازت دی گئی ہے کہ یہ مقدمہ ہے پیدا نہ معلوم کون فقرہ کسوقت کام آجائے  
(پرمانینڈ سے) لیکن بابو صاحب آئیے کو بھی ذرا اختصار نظر رکھنا چاہئے۔

پرمان چند۔ حضور میں خوشے اوسع بہت کچھ دگدگرتا ہوں درنہ تو ایک گواہ سے  
کم از کم دو روز جرح کروں تب بھی ختم نہو اور اگر حضور ایسے ہی اگلتا ہے میں تو لیجئے صرف  
ایک دو سوال اور پوچھتا ہوں (گواہ سے) ہاں صاحب بھلا آپ کا بیان کس اعتبار پر  
صحیح مانا جاوے۔

یوں ہی حکم کیا ہے اور یہ آیت اتری یا اِنَّا النَّبِيُّ لَمْ يَحْمَرْ مَا اَمَلَ اللّٰهُ لَكَ جُفْتَنِي  
مَرْضَاتِ اَزْوَاجِكَ ط وَاللّٰهُ مَغْفُورٌ رَّحِيمٌ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكَ حُجَّةً اِيَّاكُمْ وَاللّٰهُ سَوَّكُنْمْ -  
جسکا ترجمہ یہ ہے -

اُسے نبی تو کیوں حرام کرے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر جا رہا ہے رضامندی اپنی  
مورتوں کی اور اللہ بخشنے والا ہے ہر بان - ٹھہرا دیا ہے اللہ نے تمکو کھول دیا  
اپنی تسون کا اور اللہ صاحب ہمارا اللہ ہی جو سب کا حاکم و والا -  
پس دیکھئے کس قدر سخت حکم ہے -

پیر مان چند - بھلا دیں پھیلانے کے لئے کیا ہایت ہے -

اسلام علی - اسکی بابت بھی چند آیتیں عرض کرتا ہوں - ایک جگہ تو یہ لکھا ہے کہ  
لَا اَرَاہُ فِی الدِّیْنِ یعنی نہ نہیں دین کی بابت میں وَاِنْ لَوْ اَنَّا عَلَیْکَ اَبْلَیْطُ یعنی اور  
اگر ہٹ ہے تو تیرا ذمہ ہے پہونچا دینا - اور سورہ توبہ ۴۷ آیت میں آیا ہے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ  
جَاهِدِ الْکَافِرِیْنَ وَالْاَیْمُنِیْنَ وَعَلَا ط عَظِیْمٌ ط وَاَہْمٌ جَمِیْعٌ ط وَاَہْمٌ لِّعَصْرٍ ط یعنی اے نبی لڑا ان کی  
کافروں سے اور منافقوں سے اور زندہ غنی کر اور انکا کھانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ  
پہونچے اور سورہ انفال آیت ۶۶ میں آیا ہے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ رَحِّصِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ط  
یعنی اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا اور سورہ عہد آیت ۴ میں فرمایا ہے  
فَاِذَا لَقِیْتُمُ الرَّزِیْنَ لَعْنُوْهُمْ قُرْبَ الرِّقَابِ ط یعنی سو جب تم بھڑو منکروں سے تو گردن میں سے  
پیر مان چند - کیا گوشت خوری بھی روا ہے -

اسلام علی ہاں ہاں ان کیلئے سب بیلچہ صرف مردار اور سور کا کھانا حرام ہے -  
پیر مان چند - جب غصہ اپنی عورت سے ناراض ہو دے تو کیا کرے -

پیرمان چند حضور را اسکی تشیخ بہتر ہوگی۔

زباندار از خلان۔ کیا ہرچ ہر آپ شوق سے پوچھ لیں۔

پیرمان چند۔ ہاں صاحب ذرا کسی حال سے فرمائیے۔

اسلام علی۔ سوہو آج آیت بن لکھا ہر ذلک اتمہ جلتا منکاتہنما سگوتہ یعنی ہر فرقہ کو  
ہے ٹھیرادی ہر ایک راہ بندگی کی کردہ اسطرح کرتے ہیں۔

پیرمان چند۔ کیون جی خدا نے کیوں اس خلیان کو پسند کیا۔

اسلام علی۔ اسکی ذات چون و چرا ہے اور اسکی قدرت کا بحمدہ کو معلوم ہر اقوام  
ہزاروں گئے اس بہترین + بنایا بحمدہ اسکا پرکسوںے۔

پیرمان چند۔ بھلا صاحب آپ جانتے ہیں کہ خود و دشت جو کہلاتے ہیں اوکلو کھجی کی  
پیدا کرتا ہے یا نہیں۔

اسلام علی۔ یہ تو ظاہر ہے اوکلو کون پیدا کرتا خود و تو اوکلو کھانا ہی ہے۔

پیرمان چند۔ بھلا صاحب یہ تو فرمائیے کہ کبھی محمد صاحب نے جھوٹ بھی بولا یا قسم  
کھا کر بھڑوڑا لی تھی۔

اسلام علی۔ کبھی نہیں۔ مثا یا پ زخشری اور عینادی اور جمال الدین کے بیان  
کے مطابق خیال فرمائیے مگر وہ بھی دراصل خدا کے حکم کی تعمیل تھی۔

پیرمان چند۔ کیونکہ ذرا شہر بجا فرمائیے۔

اسلام علی۔ ایک روز ایسا ہوا کہ حضرت نے ماریہ قبطینا می اپنی ایک کینیز کو سہارا  
فرمائی تھی تب اوکلو بیویوں میں سے ایک نے اس بات کیلئے اوکلو اولہا نہادیا اسپر  
حضرت نے قسم کھائی کہ میں پھر اس سے صحبت نہ کروں گا۔ لیکن نہ رہ سکے اور کہا کہ خدا نے

اور پھر لکھا ہے جسے تکویر کھانا بن زمین میں اور سورہ اعراف کی آیت ۷۲ وغیرہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

پیرمان چند مان ان کیسا بنایا گیا تھا۔

اسلام علی - خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ عَلِيٌّ الْاِنْسَانَ ضَعِيفًا يَعْنِي الْاِنْسَانَ بَنِيَّ كَمُورٍ - اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُفٍ خَلَقَ خَلْقًا عَلِيًّا الْاِنْسَانَ بَنِيَّ جَبِي كَا تَيَّا - خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَجَلٍ يَعْنِي الْاِنْسَانَ بَنِيَّ مَلَكًا - اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُفٍ مَنْ اَلْمَخْطَاةِ اَوَّلُ الْبَيِّنَاتِ يَعْنِي الْاِنْسَانَ كَرَبٍ هُوَ مَحْمُولٌ اَوْ خَلْقًا

پیرمان چند سب سے پہلے خلق کیا پیدا کیا تھا۔

اسلام علی - زید بن سامت کہتا ہے کہ پہلی چیز جسکو خدا نے پیدا کیا قلم تھا تب خدا نے قلم سے کہا کہ اوسنے پوچھا کہ میں کیا لکھوں خدا نے کہا ہر ایک مخلوق کا اصل جو ہو بنو الہی تبارک و تعالیٰ لکھ دیا۔

پیرمان چند یہ کہ پس غلبہ سے کہتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے سب اے حکم سے ہوتا ہے۔

اسلام علی - مشہور بات ہے۔ چنانچہ جیسے بزرگ مولانا شیخ سعدی صاحب کا بھی قول ہے کہ۔ بے رخصتے تو کیے برگ نہ ہنبد درخت۔ اور قرآن مجید و حدیث میں بھی بارہا یہی آیا اور انفرالی بھی محمدیوں کے ایمان کے جہان میں فراتے ہیں کہ جو کچھ دنیا میں واقع ہوتا ہے اسکو وہ چاہتا ہی اور وہی سب ماجراؤں کا بند و بست کرتا ایسا کہ اسکی سلطنت میں جو کچھ واقع ہوتا ہے کیا چھوٹی بات کیا بڑی کیا بھلا کیا بُرا کیا معرفت و کیا جہالت کیا نافرمانی و کیا نافرمانی سب اسکی عین صلاح اور حکم معین و شہیت سے ہے۔

پیرمان چند۔ کیا بت پرستی وغیرہ بھی سب اسکی طرف سے ہیں۔

عدالت۔ مباحثہ تو یہ کہ کچھ کہہ سکا کہ سب بڑائی بھلائی کا بانی و بنی ہی ہے پھر کب

ضرورت ہے۔

ادن سے اپنی عرض۔

زید سنتے ہی راضی تھا لیکن تمام لوگ اس بات سے تعجب ہو چھ پاچھ کرنے لگے پس اونکا  
صفحہ بند ہونیکے لئے یہ آیت اتری۔ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فَمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةٌ مِنْ نَبِيِّهِ  
اس بات میں جو اللہ نے ٹھیک لاری اوکے واسطے کچھ مضائقہ نہیں، پس کہئے کہ یہ نہ نا  
ہوا کہ تعمیل حکم ربانی۔

پیرمان چند بھلا صاحب یہ لوح محفوظ کیا ہے۔

اسلام علی۔ لوح محفوظ وہ ہے کہ جس سے حضرت آدم نے موسیٰ کو مباشرت میں خدا کے  
صفحہ میں لا جواب کیا۔ اسکی کیفیت یوں ہے کہ ایک وقت موسیٰ نے آدم پر طعن کیا  
کہ تو ہی آدم ہے کہ نہ اتنے بھگوان اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح سے بھگوان پیدا کیا۔  
فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ بلا عدنان میں رکھا۔ مگر تو نے حکم عدولی کی اور نوع انبیا ان  
کو زمین پر پھینکا۔ آدم نے جواب دیا تو وہی موسیٰ ہے کہ جس کو خدا نے نبی ہونیکے لئے چنا  
اور اسنے تجھے بارہ تختے دیے جنہیں پر پیر کا مفصل احوال ہے یہ تختے پیدائش سے کتنے  
برس پہلے لکھے گئے۔ موسیٰ نے کہا چالیس برس۔ تب آدم نے کہا پھر تو مجھکو اس بات  
کہ بارہ میں کیوں طعن زنی کرتا ہے کہ جسے خدا نے میری پیدائش سے چالیس برس پیشتر  
کتاب میں لکھ دیا۔

پیرمان چند۔ خدا نے آدم کو کیوں پیدا کیا۔

اسلام علی۔ خداوند کریم کو زمین پر اپنا ایک نایب بنانا منظور تھا۔ چنانچہ سورہ بقرہ کی  
آیت نمبر ۱۲۹ میں لکھا ہے وَادْعَاهُمْ إِلَى الذِّكْرِ إِنَّ فِي الْأَنْفُسِ لَغُلُوفًا حَرِيمًا  
”اور جب کہ تیرے رب نے فرشتوں کو بھگوان نامہ زمین میں ایک نایب“

پران چند۔ مان مان خیر لیکن خدا اس یلین کو مشح کبھی ہے۔

اسلام علی ایک دفعہ محمد صاحب کس کام کے واسطے اپنے تنبی بیٹے زید کے گھر گئے وہاں زید کی جو بیوی تھ وہ کھانا کھا رہی تھی اور اس کا حسن پسند آیا تو حضرت کا دل اوپر آگیا اور وہ حال کے خوابان ہوئے۔ مگر جب زینب اور اس کے بھائی عبد اللہ نے محمدؐ سے ناراض ہو کر اوکو منع کیا تو خدا کی طرف سے یہ آیت اتری وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ ذُلًا تَوْبَهُ إِذَا قَضَى اللَّهُ رُسُولَهُ أَمْرًا إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا مِنْهُمْ خَيْرَةً مَنْ أَوْفَرَهُمْ دُنَّ يُسْخِرُ اللَّهُ رُسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ط (سورہ احزاب ۴۰ آیت) جب کا ترجمہ یہ ہے کہ

کسی پیامبر اور رسول کا کام نہیں جب اللہ اور اس کا رسول کام پھیلے کہ اوکو اپنی کام کا اعتبار ہو جو کوئی نے حکم دیا اللہ کے اور اس کے رسول کے سوا وہ بھول جائے جو کہ

اور اس لئے کہ زید صاحب محمد صاحب سے ناراض اور بگڑا نہ ہو کہ ان میں اس بات میں لاپرواہی کہ خدا نے آپؐ کو اس مقدمہ میں حکم کیا ہے وَ إِذْ نَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللَّهَ وَ اتَّقِ نَفْسَكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ وَ اللَّهُ أَعْلَىٰ أَعْيُنِهِمْ ط فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطْوَ زَوْجَتَا كُنَا لَكَ لَآئِنَ كُنْتُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ رَاجِعِينَ فَبِئْسَ مَا كَانَتْ تَفْعِلُ (سورہ احزاب ۴۰ آیت) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ

جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا۔ ہے  
وے اپنے پاس اپنی جھوٹا اور اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جو اللہ کو  
چاہتا ہے اور تو نہ تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہئے تھو۔ پھر جب یہ  
تمام کر چکا اوس عورت سے اپنی غرض پہنچے تیرے کلچ میں دی تاکہ نہ سب  
مسلمانوں پر گناہ کلچ کر لینا جو روئے سے اپنی نے پاکوں کی جب وے تمام کر

اسلام علی - انکے خلاف راستی وغیرہ۔

پیرمان چند - خدا زبردست ہے یا شیطان۔

اسلام علی - خدا کا در طلب ہمہ توانا ہے۔

پیرمان چند - کیا معلوم ہے کہ شیطان مقبول خدا ہے یا محمد صاحب۔

اسلام علی - لا حول ولا قوۃ الا باللہ توبہ لعنت برالبیس ناپاک جناب وہ تورا نہ

دور ماندہ درگاہ ہے وہ نہوتا تو اس کے بندوں کو دوزخ کے عذاب نہوتے۔ البتہ حضرت

رسول اللہ کے مقبول ہونے میں کچھ شک نہیں۔

پیرمان چند - یہ کیونکر معلوم ہے۔

اسلام علی - خدا ہر حالت میں اس کا حامی تھا۔ وحی او پر نازل ہوتی تھی۔ معجزہ اور معراج

اور کوعطا ہوئی۔

پیرمان چند - کیا حضرت ناخواندہ تھے۔

اسلام علی - البتہ۔ لیکن حضرت کے چار محر تھے جو حکم خدا نازل ہوتا وہ اس کو لکھتے

رہتے تھے۔

پیرمان چند - شیطان کیوں مقبول نہیں اور محمد صاحب کیوں ہیں۔

اسلام علی - شیطان ملعون و بدکار ہی اور حضرت نیکو کار۔

پیرمان چند - کیا حضرت نے اپنے متنبی بیٹے زیر کی جو دوسے زنا کیا تھا۔

اسلام علی - توبہ استغفر اللہ۔ حضرت نبی کی شان میں کسی کو دھندن کی مجال نہیں

کبھی ایسی گستاخی نہ کیجئے۔ بھلا جبکہ مالک و جہان نے اس کے لئے جائز رکھا اور پیدائش ظلم

سے پہلے لوح محفوظ میں لکھ دیا تو پھر وہ زنا کی سطح رہا۔

پیدا کرتا ہوں پھر ایک چمک کھار اپنی لیکر مٹی سانی اور فرمایا کہ میں تجھ سے ظالموں فریب دیوں  
خطا کا رعدن اور شیطان کے سب ساتھیوں کو پیدا کرتا ہوں۔

پیرمان چند شیطان کون ہے۔

اسلام علی۔ اول انسان جو پیدا ہوا آدم اور اسکی زوجہ حوا تھی اور کو ایک فرشتہ  
نے گمراہ کیا اسلئے معاصر فرشتہ کے عدن سے کائے گئے وہ فرشتہ اب تک شیطان  
کے نام سے مشہور ہے۔

پیرمان چند نبی اور رسول کون ہیں۔

اسلام علی۔ حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ۔

پیرمان چند محمد صاحب کو خدا نے کس واسطے بھیجا۔

اسلام علی۔ دین محمدی پھیلانے اور راہ نیک کھلانے کو۔

پیرمان چند خدا اور محمد صاحب دو ہیں یا ایک۔

اسلام علی۔ دو ہیں۔ لیکن خدا کے نور سے ہی حضرت کا خیر ہے۔

پیرمان چند شیطان کیا کرتا ہے۔

اسلام علی۔ لوگوں کو گمراہ اور گنہگار۔

پیرمان چند خدا اور محمد صاحب کیا جانتے ہیں۔

اسلام علی۔ نہ نمانی اور نہ نیوکاری۔

پیرمان چند نہ مفصل کہہ شیطان کیا کیا کام کھاتا ہے۔

اسلام علی۔ جھوٹ۔ چوری۔ زنا۔ شہ رانجاری۔ تمار بازی۔ کفر وغیرہ گناہ۔

پیرمان چند خدا۔



پیرمان چند۔ اتھ تاگ نھ زبان یانوں کچھ اوسکے ہین؟  
اسلام علی۔ نہیں۔

پیرمان چند۔ مخلوقات کو خدا نے کیونکر پیدا کیا۔

اسلام علی۔ جسوت اوس خالق مطلق کو مخلوقات کے پیدا کرنیکی خواہش ہوئی تو  
زبان فیض ترجمان سے کہا ”کن“ صرف اس لفظ کے کہنے سے جمیع مخلوقات کا ظہور ہو گیا  
پیرمان چند۔ اسکے غور میں کس قدر عرصہ لگا۔

اسلام علی۔ چھ روز۔

پیرمان چند۔ انسان کی پیدائش کیونکر ہوئی۔

اسلام علی۔ حیات القلوب میں حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ جب خدا  
قادری مطلق نے جبریل کو زمین پر بھیجا کہ آدم کے پیدا کرنے کے لئے ایک ٹھھی خاک لے آوے  
تب زمین نے اس سے کہا کہ میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں اور اسکی دُمانی دیتی ہوں  
کہ مجھ میں سے کچھ نہ لینا تب جبریل نے خدا کے مضمون میں عرض کی کہ زمین نے مجھ سے  
تیری پناہ مانگی تب خدا نے اسرائیل کو حکم دیا۔ اوسکے ساتھ بھی زمین نے وہی تہدیر کی  
تب خدا نے میکائیل کو روانہ کیا اوس سے بھی زمین نے یہی غمہ کیا اسوقت خدا نے  
ملک الموت کو یہ کہہ بھیجا کہ خواہ مخواہ ایک ٹھھی خاک ضرور لاؤ۔ زمین نے اس سے بھی  
یہی کہا کہ میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں تب ملک الموت نے کہا کہ میں بھی خدا کی  
پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ میں سے ایک ٹھھی خاک اِجاؤں پس اوسنے زہرہ ہستی زمین پر سے  
ایک ٹھھی خاک لی تب خدا نے ایک چلوٹھا پانی لیکر وہ خاک سانی اور کہا کہ تجھ سے  
میں نبیوں اور رسولوں اور ائمہ سب بندہ دن کو جو بہشت کے لایق اور عاشق ہوں

اسلام علی۔ اعمال کے عین کے لئے تو ایک روز خیر خداوند روز دان نے علیہ السلام کو کیا ہے مگر نبی آدم کو جملہ اشیاء کا مالک اور دیگر اشیاء کو ملک پیدا کی ہیں حتیٰ کہ حیوانات کا گوشت پوست بھی ان کو بطبع ہے پس جس مقام اور جس جگہ میں جس وقت جو چیز جس قدر جس شخص کو کسی خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی وہی اس کا مالک ہے۔

زباندار از خان۔ عطا فرمانے سے آپ کا کیا مطلب ہے۔

اسلام علی۔ یعنی جس چیز پر کسی کو قابض و ذیل کر دیا یا کرادیا۔

زباندار از خان۔ ہہ۔ اچھا بس (یرمان چند لیٹن مخاطب ہو کر) لو صاحب حرج کر لیجئے۔

یرمان چند دیکھو جی یہ بتلاؤ کہ خدا میں کیا کیا اوصاف ہیں۔

اسلام علی۔ قادر مطلق۔ مادل رحیم و کریم۔ عالم الغیب۔ رب و پروردگار۔ غیر متغیر۔ خداوند ذوالجلال۔ بزرگ برتر۔

یرمان چند۔ یک ہے یا ناپاک۔

اسلام علی۔ پاک۔ ذات اقدس۔

یرمان چند۔ مجسم ہے؟

اسلام علی۔ غیر مجسم۔

یرمان چند۔ حاجت مند ہے یا غنی۔

اسلام علی۔ خداوند ارض و سما ہے حاجت مند کیوں ہوتا۔

یرمان چند۔ کہاں ہے۔

اسلام علی۔ سب جگہ یا غریباظر ہے۔

ہوا۔ کہو خدا کو حاضر ناظر بنا کر سچ سچ کہو گا۔

اسلام علی۔ خدا کو حاضر ناظر بنا کر سچ سچ کہو گا۔

منصرم۔ آپ کا نام۔

اسلام علی۔ مولوی اسلام علی خان۔

منصرم۔ باپ کا نام۔

اسلام علی۔ حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ۔

منصرم۔ عمر

اسلام علی۔ تھینتیرہ سو سال۔

زباندر از خان۔ یہ بتاؤ صاحب کونخلیات کا وجود کیونکر ہوا۔

اسلام علی۔ پہلے سولے ذات پاک خداوند کریم خالق مطلق کے اور کچھ نتھیا حتی کہ

زمین و آسمان بھی نتھے تمامی موجودات خبر و گل ذرہ و کوہ۔ نیک و بد۔ بھلائی و برائی وغیرہ کا

وجود اُسی سے ہوا اللہ ہوتا ہے۔

زباندر از خان۔ اچھا قرضہ دلوانا وغیرہ کے اختیار میں ہے۔

اسلام علی۔ ایک قرضہ کیا جملہ حرکات و سکنات خورد و کلان سب اوسی کے رضا

میں ہیں اور ہونگے اوسیکو قدرت ہے کہ جسکو چاہے بل بھیڑیں دولت سے مالا مال باسفت

اتیکم بادشاہ بناے اور جسکو چاہے دم بھیڑیں محتاج اور نیست و نابود کر دے۔ بلا آگلی

رضامند کی سیکو دم بدن اور افاق کوڑکی مجال نہیں۔

زباندر از خان۔ اچھا کسی میر کا مالک کوئی کس طرح سے ہوتا ہے آیا اپنے اپنے اعمال

کے معاوضہ کے موافق یا کسی اور طرح۔

پرمان چند۔ حضور سوال سے زیادہ جواب دینے میں گواہ کے رہنمائی ہونیکا ثبوت  
اور یہ قاعدہ ہے۔ البتہ اگر انکو کچھ کہلانا ہے تو پھر اپنے سوال کے جواب میں کہلائیں  
عدالت۔ بیشک۔ اچھا بابو جی تم پھر سوال کر لینا کیا سرج ہے۔

پرمانا بھاس۔ اچھا حضور

عدالت۔ بس جی تم بھی قسم کرنا اور کباجج کر دے۔

پرمان چند۔ اچھا حضور ایک سوال اور پوچھتا ہوں۔

پرمان چند۔ کیون جی آپ اور لالہ برپت چند اور ایر چند وغیرہ ایک خاندان ہو۔  
یا گیک چند۔ ہاں۔

پرمان چند۔ اچھا بس۔

پرمانا بھاس۔ دیکھو جی یہ بتلاؤ گیک میں بوہسا ہوتی ہے وہ گناہ ہے یا نہیں

یا گیک چند۔ وہ ہسا بو جنتہ او چارن کے گناہ نہیں رہتی۔

پرمانا بھاس۔ منتر کیون پڑھے جلتے ہیں۔

یا گیک چند ہر ایک کام کے شرمین الیشو جینہ منتر پڑھنا چاہئے۔

پرمانا بھاس۔ اچھا بس دستخط کر دو۔

یا گیک چند (تلم لیک) याज्ञकचन्द्रबकलमसखुर

زیانندرا زخان۔ اچھا بلاؤ جی ہمارے گواہ اسلام علی کو۔

لواد (بابر جاگر) کوئی اسلام علی حاضر ہے۔

اسلام علی۔ آتے ہیں میان (ادہ آہستہ آہستہ اندر جا کر بعد سلام کے) یا حضرت علی مشکور

منصرم۔ ادھر آؤ جی۔

پیرانا بھاس - آپکو معلوم ہے کہ بریت چند نے زر قرضہ کو کیا کیا۔

یا گیاک چند - گیاکرنے میں خرچ کیا۔

پیرانا بھاس - کیا گیاک میں خرچا ہوا قرضہ کارو - یہ بھی واجب الادا رہتا ہے۔

یا گیاک چند - نہیں۔ بلکہ اوس سے ہزار چنداؤں کو اڑنا چاہئے ختمی کر پریشیدہ اوں کو سورگ کی سلطنت دیتا ہے۔

پیرانا بھاس - اچھا بس۔

پیران چند - اچھا جی یہ بتلاؤ کہ گیاک کیوں کیجاتی ہے۔

یا گیاک چند - اپنے کو سورگ اور دنیا کو فائدہ پہونچانے کے لئے

پیران چند - دنیا کو فائدہ کس طرح پہونچتا ہے اور کیا فائدہ پہونچتا ہے۔

یا گیاک چند - جبکہ گھی دودھ اور ان میں غیرہ آگ میں جلائے جاتے ہیں اور انکی وجہ

سے آب وہوا وغیرہ کی اصل ہوجاتی ہے جسکے ذریعہ سے لاکھ لاکھ باری وغیرہ کی ترویج ہوجاتی ہے کیونکہ

کارن سے کار ضرور ہوتا ہے۔

پیران چند - اچھا یہ کہو کہ پریشیدہ نہایت خوش دیا اہنسے۔

یا گیاک چند - اہنسے اہنسے کو بھی نام نہی کے لائن میں چنانچہ شہو عام ہو

پیران چند - اچھا گیاک کرنے میں ہنسا ہوتی ہے یا نہیں

یا گیاک چند - ہوتی تو ہے مگر۔

پیران چند - پس ٹھیکہ واریادہ مت کہو۔

پیرانا بھاس - حضور یہ کیا بات ہے کہ گواہ جو واقعہ بیان کرے اوسکو روک

دیا جاتا ہے۔

ویدانت سنگہ ہوتی ہے۔

پرمان چند اچھاس جاؤ۔

منصم۔ نو دستخط کرو۔

ویدانت سنگہ (تلم لیکر) वेदान्तसिंह वक्त्रसुद  
ویدانت سنگہ باہر جاتا ہے۔

پرمانا بھاس۔ ایجا باؤ جی یا لیک چند کو۔

لو او باہر جا کر یا لیک چند گواہ یلو۔

یا لیک چند (اند آکر) آداب حضور۔

منصم آپ کا نام۔

یا لیک چند۔ یا لیک چند

منصم۔ باپ کا نام۔

یا لیک چند۔ ایشور۔

منصم۔ عمر۔

یا لیک چند۔ بھاس۔

لو او۔ کہو پریشور کو حاضر ناظر جانکر سچ کہو گا۔

یا لیک چند۔ پریشور کو حاضر ناظر جانکر سچ کہو گا۔

پرمانا بھاس کیون صاحب جگت کسطح پیدا ہوا۔

یا لیک چند۔ ایک خاص زمانہ کے بعد پریشور کو بنانا اور بگاڑنا ہے میرے

دو کا نذر صبح کو دوکان کھولنا اور شام کو بند کرنا ہے۔

پیرمان چند۔ اچھا ہما شمایا کسی اور میں بھی خدا کی مصطفین میں یا نہیں۔  
ویدانت سنگ۔ نہیں۔

پیرمان چند۔ یہ تو کہو آپ کو بھی اودیا حایل ہے یا نہیں۔

ویدانت سنگ۔ ضرور ہے اگر اودیا ہوتی تو نجات ہی نہ ہوتی۔

پیرمان چند۔ بھلا صاحب جو چیز ہوتی ہے اسکا تو نام کچھ ضرور ہوتا ہے مگر جو چیز  
نہیں ہوتی اسکا نام بھی کچھ ہوتا ہے؟

ویدانت سنگ۔ جب وہ ہے ہی نہیں تو اسکا نام کہاں سے ہوگا۔

پیرمان چند۔ اچھا اودیا کوئی چیز ہے یا نا چیز۔

ویدانت سنگ۔ نا چیز ہے۔

پیرمان چند۔ آریہ چند گواہ آپ کا کیا لگتا ہے۔

ویدانت سنگ۔ جیوٹا بھائی ہے۔ خاندان میں ہے۔

پیرمان چند۔ اور پریت چند۔

ویدانت سنگ۔ رشتہ میں بابا ہوتے ہیں۔

پیرمان چند۔ اچھا وہ اور آپ دوہیں یا ایک۔

ویدانت سنگ۔ دوہیں (پھر سوچو) نہیں صاحب ایک ہی ہیں۔

عدالت اور سب حاضرین ہنستے ہیں۔

پیرمان چند۔ اچھا ہنسنا نیک عمل ہے یا دیا۔

ویدانت سنگ۔ دیا۔

پیرمان چند۔ گمیکہ کرنے میں ہنسا ہوتی ہے یا نہیں۔

پیرمان چند (منکر ہے) کیون جی یہ جو دنیا میں پاخانہ پیشاب کف و بدبو  
اور کوڑھ وغیرہ بہت سی بُری بھلی پوتر پوتر چیزیں ہیں وہ سب برہم ہی ہیں۔  
ویدانت سنگھ نادم اور کھسیانا ہو کر خاموش ہوتا ہے۔

عبدالمت۔ صاحب ایسے سوالات سے معاف نہ کھئے۔

پیرمان چند۔ حضور بہت اچھا (گواہ سے مخاطب ہو کر) بھلا صاحب یہ تو کہیے  
مختلف اشیاء کی جدائی کی نظر آنی کیا وجہ ہے۔  
ویدانت سنگھ۔ او دیا یعنی جہات۔

پیرمان چند۔ اچھا۔ اب یہ کہیے کہ او دیا کوئی برہم کا ہی خسرو ہے یا اوس کی علیحدہ  
ویدانت سنگھ۔ علیحدہ ہے۔  
پیرمان چند۔ او دیا جیتن ہے یا جگر۔  
ویدانت سنگھ۔ جڑ ہے۔

پیرمان چند۔ اور برہم۔  
ویدانت سنگھ۔ جیتن ہمدان ہے۔

پیرمان چند۔ آئندہ سروپ بھی ہے یا نہیں۔  
ویدانت سنگھ۔ بتیراگ سہجاند سروپ ہے۔

پیرمان چند۔ تلوں مزاج ہے یا غیر تغیر۔  
ویدانت سنگھ۔ غیر تغیر اجل۔ اباشی ایک سروپ ہے۔

پیرمان چند۔ اور کیا کیا صفتیں ہیں اوس میں۔

ویدانت سنگھ۔ سرگیدہ سرب بیاپک۔ نراکار۔ نرجن۔ دیالو نیائی وغیرہ بہت ہیں۔





ویدانت سنگہ - بشمار۔

منصرم - پہننے والے۔

ویدانت سنگہ - ضلع تھیات نگرا حاطہ دار کافات۔

منصرم - اچھا حلف دیا جاتے۔

بواد - کہو جی پریشور کو حاضر ناظر سمجھ کر سچ کہو گا۔

ویدانت سنگہ - پریشور کو حاضر ناظر جان کر سچ کہو گا۔

پرمانا بھاس چندر - کیون جی تمام جگت میں ایک ہی چیز ہے یا مختلف چند۔

ویدانت سنگہ - ایک برہم کے سواے اور کچھ بھی نہیں۔

پرمانا بھاس چندر - اور یہ جو مختلف اقسام کی جدا ایگی نظر آتی ہے۔

ویدانت سنگہ - وہ سب جھوٹی اور درہمی ہے۔

پرمانا بھاس چندر - جگت کی پیدائش کس طرح ہے۔

ویدانت سنگہ - وہی پرہم برہم تمام جگت کی جان ہے جب اس نے چاہا کہ

وجدت سے کثرت ہو پس اشکال مختلف کو قبول کیا۔

پرمانا بھاس - پرہم چند نے نہ فرض نہ کو کیا کیا۔

ویدانت سنگہ - گیہ میں خرچ کیا۔

پرمانا بھاس چندر - کیا گیہ میں خرچ ہوا اور یہ قابل دہی ہوتا ہے۔

ویدانت سنگہ - ہرگز نہیں اگر ایسا ہوتا تو حیوانات بھی اپنی جان کے

عوض کے مستحق ہوتے۔

پرمانا بھاس چندر - اچھا دیکھو اب جب قدر یہ آپ سے دریافت کریں اور سیکھ

آریہ چند۔ جو اپنے من سے کئے جاتے ہیں اپنی تپ کرنے سے اذکو معاف بھی کر دیتا ہے  
پریان چند۔ اچھا بس۔

تتو اترتھ چند۔ بابو جی انکا تعلق تو ظاہر کر دو۔

پریان چند۔ ہاں ٹھیرے صاحب ذرا۔ یہ بھی بتلائے کہ پریت چند آپ کے  
رشتہ میں کیا لگتے ہیں۔

آریہ چند۔ رشتہ میں میرے بابا ہوتے ہیں۔

پریان چند۔ اچھا بس۔

منصم۔ لوجی دستخط کر دو

آریہ چند۔ (تلم لک) آریہ چند بعت خود

عدالت۔ اچھا بلائیے صاحب دوسرے گواہ کو۔

پریانابھاس (درخواست اوٹھا کر) دیدانت سنگہ۔

یوادی (باہر جا کر باواز بند) دیدانت سنگہ گواہ حاضر ہے۔

دیدانت سنگہ (کھڑا ہو کر) آتا ہوں صاحب۔

اور اندھا کر ٹھیک کر آداب بجالاتا ہے۔

منصم۔ آپ کا نام۔

دیدانت سنگہ۔ دیدانت سنگہ۔

منصم۔ کسکے بیٹے ہو۔

دیدانت سنگہ۔ ایشور پریم برہم کے۔

منصم۔ عمر۔

آریہ چند۔ پریشور ہرگز نہیں کرانا بلکہ وہ خود ہی کرتا ہے۔ کیونکہ ٹیک بد فعل کرنے میں جیو خود مختار ہے۔

پیرمان چند۔ کسی شخص کو جو شکہ یا دکھ پہنچتا ہے وہ کون پہنچاتا ہے۔

آریہ چند۔ کسی کو دکھ یا شکہ پہنچانا اسی کے لئے کسی فعل سابقہ کی سزا یا جزا ہے جو پریشور پہنچاتا ہے۔ کیونکہ جیو اپنے اپنے اعمال کا پھل بھوگنے میں مجبور ہیں جو مختار نہیں۔

پیرمان چند۔ اچھا یہ تو بتائیے کہ جب کسی کے کان میں چوری ہو جاتی ہے تو چوری سے جو شکہ یا دکھ مالک مکان کو پہنچتا ہے وہ اس مالک مکان کا کوئی اصل ہر پاسی فعل سابقہ کا ثمرہ۔

آریہ چند۔ فعل بھلا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ وہ شکہ یا دکھ اسکے لئے کسی بڑے فعل سابقہ کی سزا ہے۔

پیرمان چند۔ تو کیا آپ کی رائے میں میرا اسکے فعل سابقہ کو جانتا تھا جس کی سزا دینے کو اسکے بیان چوری کرتے گیا۔

آریہ چند۔ نہیں جو کو بھلا کیا معلوم سزا یا جزا دینا تو کام اسی منتظم حقیقی پریشور کا ہے نہ کہ چور کا۔

پیرمان چند۔ تو پریشور ہی نے چور کے ہاتھ سے اسے سزا دلائی؟

آریہ چند۔ (کسی فسرک کر گویا ہر تہی سے) بیشک او کوں دلا سکتا ہے۔

پیرمان چند۔ خیر۔ اچھا جی ہر ایک اعمال کا عوض پریشور کو بلا کم و کاست دیتا ہے یا کسی کو صاف بھی کر دیتا ہے۔

آریہ چند۔ بالکل غیر متغیر۔  
 پرمان چند۔ بیتراگ ہے یا سراگ۔  
 پرمانا بھاس (گواہ سے) ٹھیکہ جی (عدالت سے) حضور یہ سب سوال جو کہتے  
 ہیں جلال ان سے سوائے تفسیح اوقات کے اور کیا مطلب ہے۔  
 عدالت۔ بیشک باہم صاحب یہ صفتوں کے سوال تو بالکل غیر متعلق معلوم  
 ہوتے ہیں۔

پرمان چند۔ حضور باخدا کے وقت معلوم ہوگا کہ کس طرح متعلق اور کس قدر ضروری ہیں  
 عدالت (آریہ چند سے) اچھا جی کہئے۔  
 آریہ چند۔ بیتراگ مہیچاند سروپ ہے۔  
 پرمان چند۔ جگت کو کرچا یا کرتا ہے اور کرچا۔  
 آریہ چند۔ تینوں حالتیں اوسین ہیں۔  
 پرمان چند۔ مجسم ہے؟  
 آریہ چند۔ غیر مجسم۔  
 پرمان چند۔ کہاں ہے۔  
 آریہ چند۔ سب جگہ بیک ہے۔  
 پرمان چند۔ جگت کا رشتہ کارن ہے یا ایادان۔  
 آریہ چند۔ رشتہ کارن ہے جیسا گھٹ کا کھال۔ رشتہ کارن جیلا۔  
 پرمان چند۔ کوئی شخص جو کسی قسم کا نیک یا فاضل کرتا ہے وہ پریشور کرتا ہے یا  
 وہ خود ہی کرتا ہے۔

آریہ چند۔ ہاں اس قدر معلوم ہے کہ اونکے بیان ہمیشہ سچے ہو کر آتا ہے اوسین وہ سب  
کچھ کہو بیٹھیں غالباً مدعی سے بھی روپہ ایسی خرچ کے لئے قرض لیا ہوگا۔  
پیر مانا بھاس۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ یہ گیمین خرچہ اس ہاروپہ قابل طلب رہتا ہے  
یا نہیں۔

آریہ چند۔ ہرگز نہیں۔ وہ ایسا نیک عمل ہے کہ اس کے لئے تو کچھ اور بطور چندہ دینا چاہئے  
پیر مانا س۔ بس (پر پانچند سے) دو صاحب جہن کر لیجئے۔  
عدالت۔ اسین کیا جج کر دو گے۔

پیر مان چند۔ حضور بہت کچھ۔

عدالت۔ اچھا پوچھئے۔

پیر مان چند۔ اچھا جی یہ بتائیے کہ اس طرح جگت کی صنعت کس کس علماء ہیکما  
نے بنائی ہے۔

آریہ چند۔ ویدین خود ایشور نے فرمایا ہے اور سوامی دیانند سترتی جی وغیرہ ہزار  
علماء کا یہی خیال ہے اور یہی عقل میں بھی آتا ہے۔

پیر مان چند۔ اچھا اب یہ کہیے کہ اس ایشور جگت کے کرتا میں کیا کیا صنعتیں ہیں  
آریہ چند۔ صفتیں تو اوہیں ہتھارین بھلاؤں کے چند عام صفات کا ذکر کرتا ہوں۔  
تہہ دان۔ قادر مطلق۔ رحیم۔ کریم۔ جگت کا صانع۔ قدیم۔ لازوال۔ مقدس وغیرہ  
پیر مان چند۔ عادل بھی ہے۔

آریہ چند۔ ہاں۔

پیر مان چند۔ تغیر ہے یا غیر تغیر۔

پر مانا بھاس - اچھا جی آپ کو معلوم ہے کہ دنیا کی پیدائش ٹھکانے کے سطر جی رہی ہے۔  
آریہ چند - حضور پریشور جیو اور پراگ کو یعنی اداہس بیتین چیز تو انا دینی قدیم  
ہیں باقی جملہ شیاء اور اشکال مختلف کا صانع پریشور ہے۔

پر مانا بھاس - بس ٹھیکو - اچھا اب یہ بھی بتلائیے کہ جملہ اشخاص کے نیک  
بد اعمال اعمال کا نتیجہ سزا جزا اور دکھ سکھ وغیرہ کون پہنچاتا ہے۔

آریہ چند - وہی جگت کا صانع پریشور یہ پہنچاتا ہے ورنہ اور کس کو معلوم ہو سکتا  
ہے کہ کسی کے گنہگار نیک یا بد اعمال ہیں اور کس قدر انکی سزا یا جزا واجب ہے۔  
اور علاوہ اسکے اپنا دکھ اور نقصان خود کس سے گوارا کیا جاسکتا ہے۔

پر مانا بھاس - اچھا روپیہ جو وصول ہوتا ہے وہ بھی اپنے مقدر کی ادا دے  
وصول ہوتا ہے یا نہیں۔

آریہ چند - حضور یہ تو سب جانتے ہیں کہ روپیہ تو روپیہ ایک تنکا بھی بلا تقدیر کہیں سے  
ماصل نہیں ہو سکتا اور وصول اسکے جس کا قرضہ وصول ہو جاتا ہے سب خورد و کلان  
یہ سمجھتے اور اسکو کہتے ہیں کہ تمہارا مقدر بہت زبردست ہے پہلا لیا دیا آگے آگیا اور  
جسکا مارا جاتا ہے وہ خود بھی یہی سمجھ کر صبر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بھیا ہمارا نصیب ٹیچ  
پریشور کو ایسا ہی کرنا منظور تھا اب کیا کیجئے۔

پر مانا بھاس - پریشور کا چاہا کب تک وجود پاتا ہے۔

آریہ چند - وہ قادر مطلق ہے اسکا چاہا خود بخود پاتا ہے۔

پر مانا بھاس - بس مان - بھلا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ لالہ پریت چند نے زر  
قرضہ دے کر کیا کیا۔

مدعا علیہم ہو وہ ثابت کریں۔

عدالت (پرمانا بھاس سے) بیشک بابو صاحب اول ثبوت آپکی جانب سے ہوگا  
پرمانا بھاس۔ بہت اچھا حضور۔ اس میں ہمارا کیا سچ ہے۔ جسکے دل میں شک  
ہے وہی شک ہے۔ اچھا جی (درخواست اٹھا کر) بلائیے اول گواہ لالہ آریہ چند کو۔  
لواد (باہر جا کر) ارے کوئی آریہ چند گواہ حاضر ہے۔

آریہ چند۔ حاضر ہے صاحب۔

آریہ چند جلدی سے اندر آکر سلام کرتا ہے۔

منصہرم۔ اچھا جی علف دو۔

لواد۔ کہو ہمیشہ کو حاضر ناظر جانکر سچ بیان کر دوں گا۔

آریہ چند۔ ہمیشہ کو حاضر ناظر جانکر سچ بیان کر دوں گا۔

منصہرم۔ آپ کا نام۔

آریہ چند۔ آریہ چند

منصہرم۔ باپ کا نام۔

آریہ چند۔ (سوچ کر) میں توقدیم سے ہوں باپ کون ہوتا۔

تو اتھ چند۔ حضور ہی جھوٹ۔ برس بیک ہوئے ہونگے کہ سوامی باندھنی

جی کے گھر آپکی ولادت ہوئی ہے۔

آریہ چند۔ نہیں اونہوں نے تو مجھ کو بتنی کیا ہے۔ پس بہت کرو تویہ بتنی

سوامی دیا نند صاحب لکھ لیجئے۔

منصہرم۔ عمر۔ آریہ چند۔ قریباً دو ارب سال۔ (منصہرم لکھتا ہے)



## سین ششم

دیگر اشخاص متعلق سین ہوا

۱۔ بابو پرکیشک چند (परिकीशक) بی بی بی بی | بابو نے چند (निराध) منصرم ہوا

اعاظم عدالت دیوانی میں بتایا کہ وہ ستمبر ۱۸۷۷ء

فریقین معگوامان وکلاء حاضر ہیں اور حکام اور اہلکاران عدالت اجلاس میں

بیٹھے ہوئے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔

نمر نے چند منصرم (چیراسی سے) چیراسی لالہ تو اتھ چند مدعی و پیریت چند وغیرہ مدعا علیہم کو آواز دو۔

بابو پرکیشک چند۔ آبا آج وہ مقدمہ ہے۔

منصرم حضور۔

عدالت۔ اچھا۔

چیراسی (باہر جا کر آواز بلند) تو اتھ چند مدعی اور پیریت چند وغیرہ مدعا علیہم طلب۔

فریقین مدعا اپنے اپنے وکلاء حاضر اجلاس ہوتے ہیں۔

عدالت (وکلاء مدعا علیہم سے) اچھا بلائیے اول گواہ کون ہے۔

پیر مانا بھاس۔ حضور اول ثبوت مدعی کا ہو گا اور سکوا اپنا دعویٰ ثابت کرانا

چاہئے۔

پیر مان چند نہیں حضور ہمارا دعویٰ حریف بھروسہ تسلیم ہے ہکو ثبوت کی کیا ضرورت

جن جن باتوں سے تردید کی گئی ہے ان سے ہکو قطعی انکار ہے اسلئے جملہ بار ثبوت ذمہ

محرر لکھتا ہے۔

وئے چند (اگرہ چند سے) بابو جی میری جانب سے تو بس لالہ ساکھ چند کافی ہیں۔

اگرہ چند۔ بھائی ایک دو اور بھی تو چاہئیں۔

وئے چند صاحب نے تو میں سے ملتا جلتا رہتا ہوں اور سب کا تاجدار ہوں مگر

گواہی کے لئے تو کیا کہوں مجھے کسی اور پر بھروسہ ہی نہیں۔

اگرہ چند۔ دیکھو صاحب گواہ مضبوط لکھنا ایسا نہ ہو کہ وقت پر کام نہ دے۔

وئے چند۔ صاحب میں اسی لئے کسی اور کو طلب نہیں کرتا اور ہے لالہ ساکھ چند

انکو تو آپ بھی جانتے ہیں کہ مجھ سے کسی طرح عذر نہیں ہو سکتا۔

اگرہ چند۔ اچھا اوں کو موسا لکھنا ستر طلب آئے دیتے ہیں

وئے چند۔ ہاں بس ٹھیک ہے

اگرہ چند۔ اچھا لکھا دوشی کو۔

وئے چند (محرر سے) منشی جی گواہ لکھ لیجئے۔

نمبر ۱۳ سگو محرر۔ اچھا بتلائے۔

وئے چند۔ لالہ ساکھ چند موسا لکھنا ستر۔

محرر لکھتا ہے۔

جملہ محرران درخواست مذکورہ داخل کرتے اور سب اصحاب تشہیف لیا کرتے

ہیں۔ عدالت سے حسب ابط سمن جاری ہو کر اور جملہ گواہان پر معرفت نوا دچیرا سی کی

تعمیل ہونے کے بعد پورے تعمیل گئی۔

دُر نے چند۔ اچھا بس یہی کافی ہیں۔ اور تمہارا تو تحریری ثبوت بھی نہایت مضبوط ہے  
(دُر بودہ سنگو محر سے) لومشی جی یہ ثبوت انکا داخل کرو اور گواہ طلب کرادو۔

دُر بودہ سنگو محر (لیکر) بہت خوب۔

محرر درخواست لکھتا ہے۔

سنشے سنگو (کمال چند سے) بابو جی میرا ثبوت بھی لے لیجئے۔

کھکا لچند۔ مان مان لاؤ۔

سنشے سنگو (بت سے نکالکر) یہ تو لیجئے تحریری ثبوت بہا بیر لو پران اور

گوتم پریشاد وغیرہ۔ اور گواہ تو صرف ایک لالہ سوتیا بہر سنگو ہو سکتے ہیں۔

کھکا لچند (بعد غور کے کشاے چند سے) دیکھو نشی جی گواہ تو طلب کرادو اور یہ

تحریری ثبوت اوسیکے ہاتھ سے داخل کرا دینگے۔

کشاے چند محر (لیکر) اچھا حضور۔

محرر درخواست لکھتا ہے۔

زباندا از خان (اگیان خان سے) کیون صاحب آپ کیا ثبوت دینگے۔

اگیان خان۔ جناب تحریری ثبوت تو یہ لیجئے بائبل اور قرآن شریف اور

چند حدیثیں۔ اور گواہ حضرت اسلام علی اور ستر کچھنیزم کو طلب کراے دیتا ہوں۔

زباندا از خان۔ ایک آدم گواہ اور بھی ہو تو بہتر ہے۔

اگیان خان۔ اور کھو بتلاؤں۔

زباندا از خان۔ اچھا خیر جانے دو (کیا ابیک محر سے) نشی جی کھکھ لو اور طلب

کرادو اور یہ کتابیں بھی داخل کردو۔

پیریت چند بستہ سے دید اور ستیا تھ پرکاش نکال کر لیجے۔  
 پیر مانا بھاس (پیریت چند سے) دیکھو گواہ آپے مغز اور بے تعلق ہوں۔  
 پیریت چند۔ جناب بس ہی نا ممکن ہو۔ اب کہیے تمام جہان سے تو ہمارا تعلق ٹھیرا۔  
 ایسے گواہ کہاں سے لاویں۔

پیر مانا بھاس۔ بیشک خیر کچھ ہوں لیکن ایسے تو ہوں کہ حیر بالکل بھروسہ ہو۔  
 پیریت چند۔ جناب یہ تو پریشور کے فضل اور حضور کے کرم کا پرتو ملی ہو کہ اگر  
 راستہ چلتے کو بھی طلب کرادو گے تو ممکن نہیں کہ تعیل حکم سے عذر کرے۔  
 پیر مانا بھاس۔ یہ تو صحیح کہ بھر بھی گواہ ہوشیار اور تجربہ کار ہونے چاہئیں  
 جو جرح میں نہ گڑھن کیونکہ باہر پان چند گواہوں کے بہت لگتے لیتے ہیں۔  
 پیریت چند۔ اچھی تم دیکھنا کہ سب جرح ورج کرنی بھول جائیگا۔

پیر مانا بھاس۔ ہاں بس یہی چاہئے۔  
 دُرنے چند (ایکانت سنگ سے) آپ بھی گواہ اپنے طلب کرادیجئے صاحب۔  
 ایکانت سنگ (بستہ سے چند کتب نکال کر) لیجئے صاحب یہ تو تحریری ثبوت  
 دُرنے سنگ (ایک) کیا ہے۔

ایکانت سنگ۔ چار باک سدھانت اور فلک ترے وغیرہ کئی شاستر ہیں۔  
 دُرنے چند۔ اچھا۔ اور گواہ۔

ایکانت سنگ۔ ایک تو ناستک چند و دودھ مال بودھ چند۔ بس۔  
 دُرنے چند۔ اور بھی کوئی ہے۔

ایکانت سنگ۔ بس صاحب اور کسی پرچھکوا عتقاد نہیں

اچھے بھلے کی عقل غلط ہوتی ہے۔

دُرنے چنہ۔ واقعی جناب صدر اعلیٰ صاحب بھی تو آج پکڑ کھائے۔ اور اس وقت تو بال  
دعوت کو پوچھ سمجھ ہے ہیں۔

زباندار خان۔ کیون نہو جناب بعض بعض نمبر تو نہایت ہی ہرزہ ورا دوئی ہے۔

کلکال چنہ۔ خیر صاحب یہ باتیں تو ہوتی ہی رہیں گی اب کچھ ثبوت کا فکر کیجئے۔

پیریت چنہ۔ مان صاحب یہ فرمائیے کس کس ثبوت کی ضرورت ہے۔

پرمانا بھاس۔ سب باثبوت اپنے ہی ذمہ ہوگا۔ ہر ایک نمبر کو ثابت کرانا پڑیگا۔

پیریت چنہ۔ ادھو۔ کیون جی یہ کیا بات ہے۔

پرمانا بھاس۔ بات کیا ہے عدالت کا ضابطہ ہے یا گھریو اسپیج۔

پیریت چنہ (سو پکر) اچھا نشی جی میرے گواہ تو آپ لکھ لیجئے۔

استیارتھ سنگھ محرز۔ بولئے۔

پیریت چنہ۔ ایک تو لا آریہ چنہ۔ دویم لا ویدانت سنگھ۔ سوم پٹت یا گیگ چنہ

بس اور کیا کریں گے۔

استیارتھ سنگھ۔ بہت اچھا لیجئے ابھی طلب کرتا ہوں۔

استیارتھ سنگھ درخواست لکھتا ہے۔

پیریت چنہ۔ اور باوجودی تحریری ثبوت ہمارا وید اور استیارتھ پرکاش ہوا اسکو

بھی داخل کرادیجئے۔

پرمانا بھاس۔ مان ضرور نشی جی جلد ابھی لیکو داخل کر دو۔

استیارتھ سنگھ۔ اچھا حضور۔ (پیریت چنہ سو) لاؤ جی کیا ثبوت ہے۔

تتوارتھ چند بہت خوب۔

تتوارتھ چند اور بیک چند جاتے ہیں۔

ہاس سنگ (ایک ہرکارہ مدعا علیہم ہے) جناب۔ مبارک

بریت چند۔ مان سناؤ تو کیا کر مقررہ ہے۔

ہاس سنگ۔ حضور کے اقبال کی بکت سے اول واپس ہی مخالفوں کو بری بنی

ہے۔ پر ان چند ناک چڑھا کر فراتے ہیں "بھائی مجھ سے ہمدرد ہیں ہرگز وکالت نہوگی۔

کوئی اور کیل تلاش کرو" خود ایتھ چند کہتے تھے "میرے بھی جو اس مانتے ہیں" اب

بری حالت میں زمین پر پڑے نظر آتے ہیں دایا نو پڑتی ہیں۔ کھسک کر میدان پر نکلا یا با آنا

نمائش آگیا ہے اور بیک چند عجیب حالت میں ہیں۔ از حد تردد و دنگیر ہے غرض ایک

تہلکہ پڑ رہا ہے

بریت چند اول ہی دلیں خوش ہو کر، مان۔ تو خیر۔

شبول سنگ (دوسرا ہرکارہ) جناب یہ بھی اصرار ہے کہ یہ سب کچھ غلام کی ہی کوشش

اور جرات کا نتیجہ ہے۔ قدیم کا نمکنا اڑھان۔ وقت پر کبھی چوکنے والا نہیں۔ ایک مرتبہ ہمارے کو

بھی تو اولٹ کر زمین پر ڈال سکتا ہوں۔ بڑے بڑے سنگدل اور اچھے اچھے گیانی گیانی

میرے قدم رکھتے ہی رزاکھاتے اور بقیہ راہو جاتے ہیں۔ کھلتے ہیں نہ سوتے ہیں پیچھن

مارتے اور از راز روتے ہیں۔ اور بھی تو اول ہی حملہ ہی میری جانفشانی اور حرارت

توزانہ واقع ہے۔

اگیان خان۔ مان مان ہم جلتے ہیں نچیا بی پکلی قدر دانی فرمائی جاوے گی۔

بابو پرانا بھاس۔ صاحب اصل تو یہی جوابی ہی اسی طرح کی ہوئی ہے کہ

بیک چند۔ جی ان ہر تو ٹھیک ہے۔ ضرور چاہئے۔ بھلا اگر ضرورت ہوئی تو بھائی  
اسوقت کہ ان لینے جاو گے۔ دیکھتے رہ جاو گے۔

تو ار تھ چند۔ پھر آپ ہی فرادین کر کے کو طلب کرانا چاہئے۔

بیک چند (کچھ دیر سوچ کر) میری رائے میں تو لالہ کھنچوت چند اور لالہ جنت  
دونوں بھائی آتے ہیں وہی بہر صفت موصوف ہیں اور اگر چہ ہیں تو وہ دونوں ایک ہی  
گر صاحب تاہم تعداد میں تو دو ہونے چاہئیں۔

پر مان چند۔ ان ہی جی وہی بس اگر کسی ضرورت نہیں ہے دونوں مناسب ہیں۔  
تو ار تھ چند۔ مگر ان سے اپنا تعلق ظاہر کیا جاوے گا تو پھر کس کام کی گواہی ہوگی۔  
پر مان چند۔ اسکی تو کچھ پرواہ نہیں۔ جناب وہ عدالت کے نزدیک معتبر اور باوقار ہیں  
اور کوئی ان سے چھوٹ تو کہلوانا ہی نہیں ہے۔ علاوہ اسکے باپ کی شہادت بیٹے کے  
مقدمین قانوناً جائز ہے۔

تو ار تھ چند۔ خیر اب کو اختیار ہے۔

پر مان چند (گیان سنگھ عن ستیا سنگھ محرم سے) ہنسی جی ان دونوں صاحب کو  
ایک جانب سے (تو ار تھ چند کی طرف اشارہ کر کے) شہادت میں طلب کرادیجئے۔

ستیا سنگھ محرم بہت اچھا۔ ابھی درخواست لکھ دیتا ہوں۔

لکھ کر داخل عدالت کرایا۔

بیک چند۔ اچھا بس چلئے۔

تو ار تھ چند۔ ان اچھا صاحب اجازت ہے۔

پر مان چند۔ ان بس شریف لیجائیے۔ الٹا تاریخ پر مدعو گواہان جلدی چلے آنا۔

یعنی پانی جو کڑی کو نہیں ڈوبتا اسکی ہی وجہ یہ کہ وہ اُسی پانی کی پرورش کی ہوئی ہے۔ پس اسکو شہم آتی ہے۔ آپکو بھی ہر طرح سے انکی دلداری ہی کرنا چاہئے۔ اور ہرے تو خواہ کچھ ہی کہہ لیا کرو۔ دیکھئے باجو پر پانا بھاس وغیرہ مخالف کس زور شور سے نئے نئے منقوے کھانٹے رہے ہیں۔ آپکو بھی کمر ہمت چست رکھنا چاہئے۔ ایسے کرنے دل سے کلام نہ کیا کرو وہ بین کیا چیز۔

پیر مانچند۔ اہی آپکے خیالات کہاں ہیں۔ میں تو آپکا وزیر اٹھاتا بعد از ہون۔ بھلا مجھکو کس طرح درگزر ہے۔ ہر طرح اور ہر حال میں موجود اور شہیک ہوں۔ اچھا انھیں سے دریافت کرو کہ آج نتیجہ قائم کرانے کی وقت کس قدر کوشش اور جانفشانی ہوئی۔ کوئی دقیقہ باقی چھوڑا گیا؟ مگر صاحب میں سچ کہتا ہوں واقعی اسوقت تو میری طبیعت از مدنا میدا اور سو گوار تھی۔ مان اسوقت تو ضرور کہ جناب کے قدم کی برکت کا اثر اب غالب ہوا ہے کہ میرا دل بھی از بس چست ہو گیا۔ بلکہ اب تو یہ کہتا ہوں کہ دیکھا جاوے گا بھلا خیر اب اس جھگڑے کو جانے دو کچھ ثبوت و ثبوت کا فکر اور شورہ کرو گواہوں کی زیادہ تعداد کی تو کچھ ضرورت نہیں لیکن جو ہوں مغز اور قعر ہوں۔

تتو ار تھ چند۔ ہمارے ذمہ کیا ثبوت ہے تحریر کیل دستاویز اور یافتنی سببناں وغیرہ سے تو کیوں انکار ہی نہیں۔

پیر مانچند۔ جناب یہ تو سچ ہو کہ بار ثبوت ذمہ دار علیہم ہی ہے اور یہ بھی یقین ہے کہ اپنی طرف سے شاید کسی ثبوت کی ضرورت بھی نہ ہو مگر تاہم تردید ہی گواہ ایک دو اگر موجود ہوں تو فوراً بوقت ضرورت کام آجاوینگے۔ اسلئے احتیاطاً کہتا ہوں کہ ضرور اکیڈم کو اطلاع طلب کروا دیں زیادہ نہیں۔



ترک کر دیکر جاتی بھر آئی گئے مین ہاتھ ڈال کر رونے لگا۔

بیک چند دیار سے آنسو پونچھ کر، کیون ترک کیا ہوا۔ ایسے کیون گھبراتے ہو۔  
تو اتھ (چکیان لیتا ہوا اور سانس ڈال کر) ترک سی نے سچ کہا ہے ”حال بد کا  
شہ کیے نیامین + نہ برادر نہ آشنا دیکھا“ ہمیشہ کے عنایت فرمے۔ قدیم کے پند  
بابو پران چند صاحب جنھوں نے بلاغض آج تک پڑھایا پڑھایا لڑایا۔ اب ایسے وقت  
میں یہ بھی جواب دیتے ہیں۔ علیحدہ ہونا چاہتے ہیں۔ اب کہیے کہاں جاؤں۔ کس کو اپنا  
بنائوں۔

پرمانچند (کھینا ہوا) لو صاحب یہ لو۔ شاباش ہی مر جا آئیے خیالات کو۔ مین نے  
تو جناب یہ لفظ صرف اس غرض سے کہنا تھا کہ یہ مقدمہ اب ہو گیا ہے مقدمہ۔ اسکی  
پیروی میں کیسے زیادہ خیال ہو اور ساداتی نہ سمجھا جاوے۔ نہ کہ میری بیغرض تھی کہ جو  
آپ کے ذہن میں آئی۔ بھلا مجھ سے کہیں ہٹا جاتا ہے۔ اسکی حاجت میں میں بھی تو شریک  
ہوں۔

بیک چند۔ اے صاحب۔ واہ یوں تو ہے ہی۔ بھلا کہیں ناخن اور انس بھی ہلچہ  
ہوتے ہیں۔ یہ کوئی بات ہے۔ یہ ہمارے لالہ (تو اتھ چند کی طرف اشارہ کر کے ہمیشہ  
کے ایسے ہی دل کے کچے ہیں خدرا ہی میں گھبرا جاتے ہیں۔ مگر زور آکھو بھی اسکی تسلی و تشفی  
کی باتیں ہی کہنا چاہئے۔ خصوصاً جبکہ آپکی جانب سے ہمدردانہ امید ہو تو اسکی زندگی ہو  
محال ہو۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ کسی فارسی کے شاعر نے کہا ہے۔

چوب را آب فرومے نبرد حکمت چیت

شہ مرد ز فروزون پیردہ خوش

تو اتھ چند۔ ہاں صاحب واقعی دُست ہے۔ میرے بھی بدن میں اسی وقت سے دم نہیں رہا کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔ دیکھئے کیا ہو۔

پیر پانچند۔ ہو کیا جناب ابکی مرتبہ تو قطعی کامیابی کی امید نہیں تمہارے ساتھ کون اپنی بھی آبرو دکھوے صاحب کوئی اور دلیل کر لیجئے۔ اب مجھے اس مقدمہ میں پیروی نہوگی۔

تو اتھ چند کچھ تو پہلے ہی سے حواس باختہ اور غلطان چکان تھا اس لفظ کا سننا تھا ایک خوش کھا کرد حشر سے زمین گیر گڑا دم چڑھ گیا۔ بازو میں ضرب آئی۔ اسکے گرنے کے دھماکے نے دیا کے دل پر چوٹ لگائی۔ چٹ سے اوٹھ کر دوڑی آئی، ہٹھ پر اڑنے لگی ہوئی۔ پانوں دابے اور ہوا کر نیکی ٹھیرائی۔

دیا (پیر پانچند سے) اے پتا دشمن کے حمل کی آگ سے جنگا دل خوف زدہ اور ہتھیرا ہر گنگو شیر بن گفاری کے پانی سے تسکین دینا اور دھیرج بندھانا ہی پر دم دھرم ہے سخت اور خوفناک انا طا جو خود اپنے آپ کو بڑے گلے ہیں ہاے ہاے وہ دوسروں کو کیسے بولے جاتے ہیں۔ دیکھئے کیسی حیرت ہے کہ گرے لانا تو اتھ چند اور چوٹ میرے پردے میں گر گئی ہے۔ اب اٹھاؤ گھ کیونکر دور کردن (ایک باندی سے مخاطب ہو کر) بہو سوت دتی تو کیسی باندی ہے۔ ذرا انکے تر لالہ بیک چند کو تو آواز دے۔

سوت دتی (دوڑ کر) لالہ بیک چند! کچھ خبر بھی ہو۔ آپ کے تر کے دشمنوں کا بُرا حال ہے۔

بیک چند۔ ہائیں! کیا ہوا

یہ کہتے ہوئے لالہ بیک چند فوراً دوڑ کر پاس آئے۔ زانو پر سر رکھ کر جب پانچند چھڑکا۔ اور سوا دھیائے کی ہوا اچھولی تب تو اتھ چند نے آنکھ کھولی۔ ہوش آئی۔

۱۸۔ ساکھ چند (ساگر) نے چنگا کر ۲۶۔ استیارتھ سنگ (استیارتھ)

۱۹۔ اسلام علی

۲۰۔ مسٹر کرپچینٹر  
Christianam

۲۱۔ پرمانا بھاس چند  
۲۲۔ کمال چند (کالی کال)  
۲۳۔ اگرہ چند (آگرہ)  
۲۴۔ زبانا خان (زبان خان کاویل)

۲۵۔ نرگ سنگ (نیلنچ)  
۲۶۔ بکوا دیگ (بکوا دیگان کاویل)  
۲۷۔ ہاس سنگ (ہاس)  
۲۸۔ شوک سنگ (شوکی)  
۲۹۔ بواو (بواو)  
۳۰۔ پبہ اسی

۳۱۔ پرمانا بھاس چند  
۳۲۔ کمال چند (کالی کال)  
۳۳۔ اگرہ چند (آگرہ)  
۳۴۔ زبانا خان (زبان خان کاویل)

بعد تحقیقات سنائے جانے فریقین اجلاس سے باہر  
آئے اور اپنے اپنے ثبوت کی سرکرتے ہیں  
پرمانچند اجلاس سے باہر آکر کہاں گئے بھائی لاہ توارتھ چند !  
توارتھ چند جناب ۔

پرمانچند صاحب آپ نے جواب اور توجہ میرے تو صاحب سنتے ہی ہوش  
اڑے جاتے تھے۔ ہر دو اپنے تئیں قائل تھے کہ کام کیا بھائی میں نے تو اس سے کسی  
جواب ہی آج تک کوئی دیکھی تو کیا سنی ہی نہیں تھی۔ یہاں مضمون نے ایک مرتبہ تصویب پانچ  
باندہ اور سودہ گانہ کا تھ نیماہی کا لالہ ہے ۔

# تہیات ناشک نامک

دوم

سین چہم  
اشخاص نامک شغلہ سین ہا

- |                                |                               |
|--------------------------------|-------------------------------|
| ۱- ایکانت سنگر (एकांत)         | ۲- ستوارتھ چند (तत्त्वार्थ)   |
| ۳- وینے چند (विनय)             | ۴- بیک چند (विवेक)            |
| ۵- اکیان خان (अज्ञान)          | ۶- کتھت چند (कथंचित)          |
| ۷- آریہ چند (आर्य)             | ۸- جینमत چند (जिनमत)          |
| ۹- ویدانت سنگر (वेदान्त)       | ۱۰- پراپ چند (प्रमाण)         |
| ۱۱- یالیک چند (याज्ञिक)        | ۱۲- گمان سنگر عن ستیارتھ سنگر |
| ۱۳- ستویا مبر سنگر (स्वयाम्बर) | ۱۴- (विज्ञान। सत्यार्थ)       |
| ۱۵- ناشک چند (नास्तिक)         | ۱۶- (विप्रीत چند)             |
| ۱۷- (बौद्ध)                    | ۱۸- (संशय)                    |

کچھ پروردہ پسندی بر دیگران پسند

آئی

# متحیات ناشکناٹک

سہین ایک مقدمہ الہی کے پیرائین ہر ایک مت کی آزادانہ بحث کر کے  
سچ اور جھوٹ کے گھر کے کھلنے کا امتحان کیا گیا ہے

حصہ دوم

مصنفہ میڈل رکھب داس صاحبہ توطن قصبہ چلکانہ ضلع سہا پور

جبکو

خسبہ نیش جناب بابوشو جہان صاحبہ کیل عدالت نصفی دیوبند  
خادم الملک بہاری لال وی لے جے بد شہری مصنفہ سہا پور  
ناول : خادبر و اصول ہوئی و ہفت جابر وغیرہ و مترجم بہاری بد شہری  
جین دیوگ شتک و بھرتی ہیتی شتک و جاتاہی ہیتی و پرین وغیرہ نے

بد نظرائی

مطبع بن کاش بد شہری ہاتھ نامشی ہر پڑ چھپوایا

جنوری سنہ ۱۹۰۹ء

جلو حقوق مصنفان



# (۱) ہنومان چتر ناول

ہنومان چتر ناول کے بہت سے قدیم نسخہ درازوں کے  
موجود ہیں۔ ان میں سے کچھ نسخے انسانی زبان کی  
تعلیق ہیں۔ مثلاً ہر حال اور ہر عمر کے اصحاب کو  
اس کی تعلیم دینے کے لیے ایک ماہ پر پڑانے کے لیے سچا  
نسخہ۔ اس ناول کو کسی کا قدیم محاورات کا مخزن  
انسانی کا سطر ایک نوید کی وضاحتی ناول جس  
میں ہنومان کی زندگی کا قدیم سنہ صحیفہ بیان زبان  
سنسکرت صنف شری سوامی رومی شمس آباد  
کے تالیف درست کے نامی دلاؤ ہنومان کی ہندی  
مان بھائی کی حسرت بھری داستان اوستی  
درواگیر بھکتوں کی جسم موتی غم جو بن گندہ  
والی راقون کا نوٹ۔ اور اس کے ساتھ شہر  
پوتن گیار کی بے اعتدال میں کی ہو ہو تو  
اور اس کی شجاعت کے دہچا (ہنومان) کی اسی  
پیدا ایس ہنار یی (جنم کنڈی) اور سچی شجاعت  
و جوار کا ہاے نمایان کے فلک کے عجیب و غریب  
الفاظ میں کھینچ کھینچ کر دکھائے گئے ہیں۔ اس  
ناول کے پڑھنے والوں پر رمان و افسانہ کی  
نسی کرت و پڑانوں کے شاعرانہ سہانہ کاغذ  
اور ان میں ستمو انکاروں کی اصلیت بخوبی  
کھل جائیگی۔ ان میں مودعہ مودعہ علم تاب و علم دنیا  
و علم نجوم و علم طبعی وغیرہ سے بھی کام لیا گیا ہے  
اور ہنومان کی بہت سے دلت نوٹ و دیگر اونی کی  
توضیح بھی حسب ضرورت بخوبی کر دی گئی ہے۔  
قصت علاوہ محصولہ اک حصہ اول صحت  
دوم ۱۲ حصہ سوم زیر طبع

ناول مشہرہ بالا کے واقعات تواریخی مشہور  
باز میں (خانان ہندی) وغیرہ کا لطف اگر  
مختصر الفاظ میں اودھانا ہوتا تو اسے لا محضہ طبع  
قیمت اردو اور انگریز ٹائپ ۱۲  
(۳) ہفت جواہر۔ یہ کتاب صد باب  
مضامین مختلفہ علوم نامہ و تجربات ذاتی کا  
عطر ہے۔ اس میں علم طب کے کارنامہ چھپے و پیش  
تقریری ہیں۔ اس پر پیکر نام (عمل حاضرات بطریقہ  
اہل فرنگ و اہل ادرک) کا کتاب نو سو فی ترجمہ  
سافلف۔ ترجمہ پرست شری (دعوتی جواب)  
صنف سوامی شنکارا ہارہ۔ حکم کے منتظر افکار  
و فلسفہ۔ دلچسپ علمی شہادت و افامی حل طلب  
سوالات دسے اور دیگر نہایت ضروری و کارآمد  
جائے قابل باتیں جمع ہیں۔ قیمت اس ناول  
تخمیناً ہر کی لغز و رفاه عام بہت قلیل رقمی  
گئی ہے یعنی علاوہ محصولہ اک حصہ اول  
حصہ دوم ۱۲ حصہ سوم زیر طبع  
(۴) چین ویراگ شتاک اردو۔ ان  
وینا کی بے ثباتی کے عجیب و غریب ہنومان الفاظ میں دکھا کر  
اخلاق کی تعلیم دیتی ہے۔ قیمت اس ناول  
(۵) بھرتہری مع جین ویراگ شتاک اردو  
بصفات تذکرہ بالا۔ قیمت ۱۲  
(۶) بھرتہری جیتی شتاک اردو۔ یہ کتاب  
علا اخلاق میں تعلیم دیتی ہے۔ قیمت ۱۲  
(۷) چاکلک فیجی ویراگ شتاک اردو۔ بصفات  
تذکرہ بالا قیمت ۱۲  
جو اصحاب اپنی عزیز اولاد کو غلبہ اور نیک خلعت  
بنانا چاہتے ہیں اور ان میں اپنے بچوں کو کم سن ہی  
سے ان دونوں مشہرہ بابا کتب کی تعلیم کرنی چاہتے



نہ نے مقررہ تحقیقات سنا ہے۔

نمبر ۱۔ کوئی ایسا باصفا خلقیات کا صانع ہو یا نہیں اور اس نظام نفع نقصان اجتماع تغیر و ثبات  
پیدائش منشاء خرافہ و لٹا و فروغ ہی انجاس دیتا ہے یا کیا۔

نمبر ۲۔ نزد طلبہ دعا علیہ پرت چند سنگین شرح کیا یا نہیں اور آیا گین میں خرابا ہوا تو خدا کا پوتہ  
قابل مصلحت ہے یا نہیں۔

نمبر ۳۔ جگت میں انواع مختلف اشیاء جو نظر آتی ہیں ان سب کی صہیت ایک بر جسم ہی ہو یا کیا  
اور آیا مدعی و دعا علیہ دونوں بھی ایک ہیں یا دو۔

نمبر ۴۔ نسائی جزو کل کا خالق کوئی خدا و باصفا ہے یا نہیں اور جہاں کائنات ایسی حکم ہوتی ہے  
نمبر ۵۔ جو چیز کیسے تغیر و ثبات میں آگئی یا خصوصیت تقدیر و غیرہ کے جہی اسکا انکاب بھاتا ہو یا

نمبر ۶۔ ہر ایک قوم اور مذہب کے معتقد آدمی کے ہر حالت میں کرم ناش ہو سکتے ہیں یا نہیں اور  
دعا علیہ کا وہ کرم بھی ناش ہو گیا یا نہیں جسکی وجہ سے اسکو قرضہ ادا کرنا پڑتا۔

نمبر ۷۔ کیا اس جسم میں بھی ایک جسم سے دوسرے جسم میں جیو بدل سکتا ہے اور دعا علیہ بھی  
کسی دوسرے جسم میں منتقل ہو گیا ہے۔

نمبر ۸۔ آیا تمام اشیاء دنیا میں ایک سر و پٹن یا نہیں اولین میں آمد و رفت وغیرہ جملہ  
حرکات صرف خواب و خیال ہیں یا کیا۔

نمبر ۹۔ جہاں اشیاء لفظ بطاب ناش ہوتی ہوئی اپنی جگہ دوسرے جسمیں کو پیدا کر مانی ہیں یا کیا۔  
نمبر ۱۰۔ کیا دعوی مدعی میں ضابطہ کا رد وائی عدالت بھی کا اعدام ہے۔

نمبر ۱۱۔ آیا پر قحوی آپ ترجیح باتو سے علیحدہ کوئی جیو دیتی ہے یا نہیں چاروں کے وقتاً  
وقتاً مقدار مناسب پر جمع ہونے سے ہی طاقت دانائی وغیرہ علامات روح پیدا ہوتی  
ہیں۔

بعد سندے تحقیقات کے مرد و عورت متعلقہ واسطے فیصلہ کے مقرر ہوئی اور  
فریقین کو اپنا اپنا ثبوت پیش کرنے کی ہدایت کی گئی۔

نمبر ۱۲۔



کوئی اور بھی شکل ہے (دکلا اے علیہم سب ہستے ہیں)  
 پر مانچند۔ حضور دونوں طرح خیال ہر دو دعا علیہم کا غلط ہے بر وقت مباحثہ معلوم جاوے  
 عدالت (تعجب ہو کر) اچھا پھر بھی نمبر آٹھ میں ہی اسکی بحث بھی دہل ہو سکتی ہے  
 علیہ تنقیح تاہم کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔  
 پر مانچند نہیں حضور اسکی بھی علیہ تنقیح قایم ہونی چاہیے کیونکہ ہم تھانہ کی بحث میں آئے  
 عدالت۔ اچھا ہمارا کیا راج ہی اسکو بھی علیہ لکھ دینگے (اگرچہ یہ مخاطب کر لیں یوں بوجی  
 اگرچہ چند بہت اچھا حضور علیہ دین اور سہولیت ہوگی۔  
 عدالت۔ اچھا تو اس طرح لکھ دیوں کہ حلالیہ الحظ لفظ خود ناشنوتی ہوئی اپنی  
 جگہ دوسرے جگہ جس کو پیدا کر جاتی ہیں یا قدیم اور مستقل ہیں۔  
 پر مانچند۔ حضور اس میں تو پھر وہی بات آگئی۔

عدالت۔ اس کو تو اس طرح لکھا جاتا ہے۔  
 پر مانچند۔ بس حضور قدیم اور مستقل کے لفظ کو اوڑھ لیجئے۔  
 عدالت۔ خیر۔ اچھا اب مہموس تو قانونی ہی کر کیا دعویٰ میں ضابطہ کارروائی  
 عدالت بھی کا لہجہ ہے۔ اور نمبر ۱۱ طرح لکھا جاسکتا ہے کہ آیا پتھوی آپ بیج باؤسے  
 علیہ بھی کوئی حیثیت دے یہ پر مانچند عیادوں کے وقتاً فوقتاً اعداد مناسب پر جمع ہو جا  
 سے اپنی طاقت و انائی وغیرہ علامات روح پیدا ہو جاتی ہیں۔  
 ورنے سنگہ۔ حضور اسکا ایک جزو تو رہ گیا کہ آیا بلا خصوصیت مقدار صرف قبضہ  
 کے اعتبار سے ہی کوئی کسی چیز کا مالک ہوتا ہے یا کسی اور چیز۔  
 عدالت نہیں اسکی کیا ضرورت ہے جب آکا اول جزو ثابت ہو جاوے گا تو پھر یہ تو لامحالہ  
 ماننا پڑے گا اور علاوہ اسکے یہ تنقیح نمبر دین آ بھی گئی ہے۔

ورنہ سنگہ (دل میں) ٹھیک تو ہے (نظاہر) خیر جیسی حضور کی رائے ہو۔  
 عدالت۔ اوہو عقیدوں کا بھی ڈھیر لگ گیا۔ اچھا تو منشی جی اب یہ جملہ صفحہ لکھیں  
 کو پھر سنا دو اور مقدمہ میں تاریخ قطعی مقرر کر دو۔

کہ مدعی و مدعا علیہم بھی دونوں ایک ہی ہیں یا دو۔

**عدالت** (مشکر اگر) بیشک یہ تو بہت ضروری ہے۔ اب لیجے نمبر چہارم میرے خیال میں اول مولوی زباند از خان کا جواب لیجئے۔ اور یوں تنقیح قائم کیجاوے تمامی جنہوں کا خالق کوئی خداوند با صفات ہے یا نہیں اور جملہ حرکات و سکنات اس ہی کے حکم سے ہوتی ہیں یا نہیں۔ اور نمبر پانچ یہ کہ جو چیز کس طرح سے کسی کے قبضہ میں آگئی وہی اس کا مالک ہے یا اگر کسی مقدر وغیرہ کی خصوصیت سے کوئی کسی چیز کا مالک ہوتا ہے اور نمبر ۶ یہ کہ ہر ایک قوم اور مذہب کے متفقہ آدمی کے ہر حالت میں کرم ناش ہو جا سکتے ہیں یا نہیں۔

**پیرمان** حشر۔ حضور اس میں اتنا اور پڑھا دیجئے کہ مدعا علیہ کا وہ کرم بھی ناس ہو گیا یا نہیں کہ جسکی وجہ سے اسکو قرضہ ادا کرنا پڑتا

**عدالت**۔ بیشک ٹھیک ہے اب نمبر ۷ سنئے گ کیا اس ہی نمبر میں بھی جو ایک جسم سے دوسرے جسم میں بدل جاتا ہے اور مدعا علیہ بھی کسی دوسرے جسم میں منتقل ہو گیا یا نہیں۔ اور نمبر ۸ میں یہ بحث معلوم ہوتی ہے کہ آیا امام ہشیا رشتیہ اجل ایک سروپ ہیں یا نہیں اولین دین آمد و رفت وغیرہ جملہ حرکات صرف خواب و خیال میں یا کیا اور نمبر ۹ میں ایکانت سنگد کا جواب دعویٰ ہوا و سکا بیان تو خلاف تنقیح نمبر ۷ کے آپکو تسلیم ہی ہوگا۔

**پیرمان** چند نہیں حضور ہرگز نہیں ہم سے دونوں خلاف ہیں۔

**عدالت**۔ کیون آخرا یک توقبول کرو گے۔ اسے بھائی یہ تو موٹی بات ہے اگر نتیجہ ثابت ہوگئی تب تو انتہی نہیں اور اگر نہ ثابت ہوئی تو لامحالہ انتہی ہوگا

پرمان چند بیشک

عدالت۔ اور کیا خالق مانتے ہو۔

پرمان چند ہرگز نہیں اُس سے بھی انکار ہے۔

عدالت۔ اچھا تو یوں لکھ دیوں کہ کوئی جگت کا صانع یا خالق ہے یا نہیں۔  
زباندار از خان۔ نہیں حضور ہمارا خالق کا نمبر علیحدہ ہونا چاہئے ورنہ گریز ہو جائیگا۔  
پرمان چند۔ بیشک علیحدہ ہی ٹھیک رہیگا۔

عدالت۔ بہت اچھا تو لیجئے یوں لکھے دیتا ہوں۔ کوئی ایشور یا صفات دینا  
کا صانع ہے یا نہیں اور جملہ انتظام نفع و نقصان۔ اجمل لغزق۔ قوتی ہدایت  
شراب۔ را۔ قرعہ دلوانا و غیرہ وہی انجام دیتا ہے یا کیا اور نمبر ۱۰ تینج طلب معلوم  
ہونا ہے کہ نرط۔ گئے میں مرج ہوا یا نہیں۔ اور التورے حیوانات اور دھن  
دوان و غیرہ بھی کیے گئے ہیں یا نہیں۔

پرمان چند۔ میری رائے میں بیدار نیکی بحث تو نتیجہ اول ہی میں طے ہو چکی  
اور یہ امر کہ نرطوہ گیگی میں چرچ ہوا یا نہیں اسوقت نتیجہ طلب ہوگا حکم ہے  
یہ امر طے ہو جاوے کہ آیا کیگی میں خرچا ہوا قرعہ کارو پیہ قابل وصول ہوتا ہے  
یا نہیں۔

عدالت۔ اور بیشک یہ وہاں بات ہے واقعی میں مذاطل کھایا۔ اچھا نمبر  
سویم تو بہت صاف معلوم ہوا ہے کہ جگت میں مختلف استیاد جو نظر آتی ہیں  
ان سب کی اصلیت ایک برحم ہے یا کیا۔

پرمان چند۔ لیکن سہیگ اسقراوڑھا دیا جاوے تو زیادہ موزون ہو جائے

اُنٹی ہر فرنی چھڑ نکالتے ہیں تو اب لاچار ہو کر بغرض چارہ جوئی حضور کی عدالت میں آیا ہوں آخر صداقت کا گھنٹہ تو آہی جاتا ہے۔ اب حضور کو اختیار ہے۔

عدالت۔ بیتک یہ بھی صحیح اِنسے دریافت کیا کہ لین نادہندی تو انکی جوابی سے ظاہر ہے۔ اور ہمارے کیا اختیار ہی صاحب ہم تو جو امر ثابت ہوگا اُس سے ہرگز درگزر نہ کریں گے۔ اچھا صاحب اس میں تنفیج قائم کر لیجئے (مثل ہاتھ میں لبر) نمبر اول تو میری رائے میں یہ ہونا چاہئے کہ زرتد عویہ کے دلوئے میں ناظم کامل کی خواہش ہے یا نہیں۔

پیراٹ چند نہیں حضور اسکا ثبوت تو کسی طرح بھی نہیں ہو سکیگا۔  
پیراٹا بھاس۔ کیون حضور کیوں نہیں ثابت ہو سکتا۔ یہ تکیس سے نہیں تو انومان وغیرہ سے تو سہ ہو جاوے گا۔

پیراٹ چند۔ بناب انومان میں بھی دھرمی ہیتہ ریتہ ہو جاتا ہے اگر دھرمی ریتہ نہ ہو تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سادھ کی سیدھی کس جگہ کجاتی ہے۔ یعنی جب تک کوئی ناظم کامل ہی ثابت نہیں تو خواہش کیسی ثابت کجاوے گی۔

عدالت۔ تو اچھا یوں لکھ یوں کہ ہر ایک شخص کے یک و بد اعمال کے برحق فرضہ دلوئے کا انتظام جگت کے صانع کے اختیار میں ہے یا نہیں۔

پیراٹ چند۔ واہ حضور آپ نے خیال نہیں فرمایا کہ تو صانع کے وجود سے ہی انکار ہے پس ہی تنفیج طلب ہے اگر کوئی صانع ثابت ہو جاوے تو یہ تو خود ہی قبول کرنا پڑے گا کہ فرضہ دلوئے وغیرہ کا جملہ انتظام اُس ہی کے اختیار میں ہے۔

عدالت (تعجب سے) اچھا تو آپ صانع کو بھی نہیں مانتے؟

درب نہیں ہے۔ انھیں چاروں حیرون کے مقدار خاص پر جمع ہو جانے سے ایک طاقت پیدا ہوجاتی ہے جسکو حیو لو لیتے ہیں۔ پس جس گھر نے نین حسوت میں حسب قاعدہ مذکور پیدا ہو گیا اُس گھر کی تمام حیرین بلحاظ قبضہ کے اُسکی ملکیت سمجھی جاتی ہیں ورنہ کوئی حیرہ کیسی ہو ورنہ نین اور مقتدر یا ایشور کوئی حیرہ ہے۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ جو حیر حسوت کیلئے قبضہ میں آگئی وہی اُسکا مالک ہے۔ لہذا ہمارا ہاتھ آیا ہوا از رطلو بہ ہمارا ہی ہے۔ دعویٰ بجا ہے

**عدالت** (اگر ذاتی لیکر) اور غضب۔ مقدمہ کیا یہ تو مہا بھارت کا بھی باوا ہو گیا۔ یہی تو طبیعت ابھی سے اُٹا گئی۔ عجب کیفیت ہے کہ تحریر و تکمیل دستاویز اور وصولی ز رشتہ عویہ سے تو اقبال گراو کی ادائیگی سے انکار کا ایسا ڈھنگ نکالا ہے کہ آج تک سننے میں نہیں آیا (ادھر آکھ اٹھا کر) لالہ تو اتھ چد آ کی عادت تو مقدمہ بازی کی تھی۔ تم کیوں ایسے جنجال میں پڑا کرتے ہو۔

تو ارٹھ چند حضور واقعی تالعدار کا خاصہ تو بہ نین گر لوگ نادہندی اور بے ایمانی سے ویسے بھی مجھے خاموش نہیں رہنے دیتے اور دو ایک آدمیوں نے نوایہ آپ کہ میرے اور مالو بریان پسند صاحب کے نام سے شہور کر رکھا ہے اب نہ مانے کہ حضور اگر ایسا نہ کیا جاوے تو ہر راہ آدمیوں کو دھوکا ہوا اور کمال مفرت ہوئے اور خصوصاً اس تمسک کے بارے میں تو آج تک نہ وہ طلب و تفاص کر تارہا لیکن مدعا علیہم سامنے حاضرین دریافت کیجئے کہ جبکہ انھوں نے ایک خر مہرہ ادا نہ کیا بلکہ وہ نقص کر اٹھا چور کو تو مال کو ڈانٹے۔ اس احتمال سے کہ ہمارا کیا ہو سکتا ہے اور کیا کر سکتا ہے

### (۳) جواب سنے سگد مدعالیہ

نمبر ۱۔ ہر ایک قوم اور پیشہ کے آدمی کی ہر حالت میں صرف دل صاف ہونگی وجہ سے کرم نش ہو کر نجات ہو جائی ہے پھر تم لوگو تم گل کے پیدا ہوے اور مجھے دھرم کے معتقد ہیں۔ ضرور ہے کہ ہمارے دل کی صفائی سے وہ کرم کہ جسکی وجہ سے ترمہ ادا کرنا پڑتا تھا ہو گیا ہو۔

نمبر ۲۔ اس جنم میں بھی ایک جسم سے دوسرے جسم میں حیو مدل جاتا ہے پس کیا معلوم ہے کہ قرضہ لینے والا اور دیے والا حیو بھی کسی دوسرے جسم میں بدل گیا ہو پس اسی حالت میں ملا کامل محقق کے دعویٰ کرایا ڈگری، یا حق تلھی ہو۔

### (۴) جواب ارنے جیند مدعالیہ

دنیا کی تمام اشیاء بہت اہل ایک سروپ میں باعتبار اس کے کہ سو بھی آیا، دنیا کی چیز ہے وہ بھی بہت ایک سروپ قرار پایا۔ پس کوئی کسی کو دیتا۔ ایسا ہے یہ جمیع حرکات جو نظر آتی ہیں صرف دھرم کی باتیں ہیں دراصل انکا کچھ وجود نہیں ہے۔ اعمال و بات خواب۔ پس دعویٰ فضول ہے۔

### (۵) جواب ایکانت سگد مدعالیہ

نمبر ۱۔ جگت کی تمام چیزیں لحاظ لفظ خود اس ہوتی ہیں اپنی جگہ دوسرے محض پیدا کرتی جاتی ہیں۔ چونکہ جو بھی لحاظ جگت کی چیز کے ایسا ہی ہو پس لینے والا مدعی اور لینے والا مدعالیہ دونوں بحسب قاعدہ مذکور المصدر اس لحاظ ناش ہو گئے یہ شخص غیر کا شخص غیر پر دعویٰ کرنا محض بیوقوفی ہو۔

نمبر ۲۔ پرتھوی، آپ، تیج، دایو یعنی خاک و آب و آتش اور باد سے علیحدہ اور کوئی حیو

جو نظر آتی ہے سب وہم و خیال کی باتیں ہیں جو ہواؤ دیا یعنی جہالت کے۔ پس جبکہ  
دینے والا دعویٰ اور لینے والا مدعا علیہ دونوں ایک ہی ہیں نو دعویٰ کرنا اور ڈگری  
دینا سب فضول ہے۔

عدالت (متعجب ہو کر) عجیب و غریب جواب دعویٰ مرتب ہوا ہے اچھا دوسرا پڑھو  
(۲) جواب اگیان خان مدعا علیہ

نمبر۔ ذرہ سے لیکر آفتاب اور زمین سے لیکر آسمان اور جزیرے سے لیکر کل مخلوقات کا خالق وہی  
ایک عالم الغیب و باطنی عادل رحیم کامل خداوند کریم ہے۔ بلا او کی مرضی کے کوئی  
نئے کسی طرح سے دیکھ کر نہ کہہ سکتا تو انہیں نہیں۔ پس اس عادل بے مثال کو مدعا علیہ سے  
ہونا کسی کو کچھ دلوانا منطوق نہیں و اگر کب ممکن تھا کہ ابتک ادا نہ کیا جاتا۔ دعویٰ کرنا  
بے اسرار ہے ایمانی اور عدالتی قدر پر حملہ ہے۔

سزا اسی عالم میں ہو گا جسے انسان کو انہ من الملوکات میدا کیا ہے۔ تھے کہ دیگر شہادت  
اسکی بنا نہیں اور وہ اوٹھا مالک ہی پس جو یہ خواہ مسیطر جسے کبھی قصہ و دہل میں  
آگئی اسوقت وہی بلاسی مصوصت کے اسکا مالک ہی کیونکہ ایک مدعا عمل کی  
بذرا اسرار کے لئے فوائد خاص مقرر کیا گیا ہے۔ اور نواب سے پہلے کہیں روح نے  
کوئی فعل کیا تھا جبکہ تہذیب ہووے۔ پس دعویٰ ہر صورت سے ڈس ہونا چاہئے۔

عدالت۔ انکا اور بابویرانا بھاس چند کا تو مضمون قریب قریب ملتا ہوا ہے  
پر پرانا بھاس چند نہیں حضور مرق ہو یہ خالق بتلاتے ہیں اور ہم صالح اسی  
طرح سے اور بھی فرق ہو۔

عدالت۔ خیر نشی جی اور بیان تحریری پڑھو۔

عدالت - اچھا کیا دعویٰ ہے -

پیرمان چند - تمکرتی شدہ کی بنا پر دعویٰ ہے مدعا علیہ نے باوصف  
تقاضا رشتہ اتر کچھ ادا نہیں کیا -

عدالت (دکلا مدعا علیہم سے) آچکا کیا جواب ہی کیا کچھ قسط وغیرہ چاہتے ہیں -  
دکلا مدعا علیہم اپنا اپنا جواب دعویٰ داخل کرتے ہیں اور نضر جو ابد دعویٰ  
ہر ایک کا عدالت کو پڑھ کر سناتا ہے -

(۱) جواب بہت چند مدعا علیہ

نمبر - دنیا کے کل انتظامات فونی بیدائش لغیر نقصان - - رزرا - دیکھو دیکھو اور اوستہ  
وغیرہ کا منتظم کامل ہی سرگرم یہ روحان دیا نوہر شکتیمان یہ بیتو ہے اور وہی ہر ایک  
کے شہ جاشہ کریم بھل کے واقعہ دلوٹے اور دلوٹے کے نام ہیں اسی ہستی  
بدون کسی کو معلوم بھی نہیں ہو سکتا کہ سب کے مقدر کے ملاح سب کو کیا سہارا  
کس قدر دینا ہے یا لینا - پس اس نادار مطلق کی خواہش نے ہنوز مدعا علیہ کو مدعی کے  
قرضہ کے ادا کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا در نہ ظالما فقرا رو انکارا دیا - لہذا دعویٰ ٹمس  
ہونا چاہئے -

نمبر - اسی الشو جگت کرنا نے حیوانات کا گوشت دلوٹ بھی گیا ہے کے لئے سر چاہے تو  
انسان کا رویہ تو گیا کیوں اسطے لازماً سے ہے - چونکہ یہ مطالبہ بھی ہمارے گئیہ میں  
خرچ ہوا پس ایسے نیک کام میں خرچ ہوا رویہ ہرگز قابل واپسی نہیں نہ مدعی اس کے  
طلب کرنے کا مستحق ہے - جیسا کہ حیوانات اپنی جان کے - دعویٰ معی فصول ہو -

نمبر - تمام دنیا میں ایک رحم کے سوائے اور کچھ بھی نہیں - یہ مختلف انواع واقسام کی جاندار



اپنے جوابدہ عوی یا بوی پرانا بھاس کو دکھلاتے ہیں۔

پیریت چند (بابو اگرہ چند سی) جناب ذرا ہمارا جوابدہ عوی بھی ملاحظہ فرمائیے۔

اگرہ چند۔ اچی جناب یا بوی صاحب کا جوابدہ عوی تحریر کیا ہوا ہم کیا دیکھینگے۔

پرانا بھاس چند (پیریت چند سے) بھاس صاحب آپ کے جوابدہ عوی میں ایک نمبر تہنے بڑھایا ہے۔

پیریت چند کیا۔

پرانا بھاس۔ یہ کہ نہ تفریق یہ میں خرچ ہوا ہے۔ پس معی اسکی دہی کا سستی نہیں رہا جیسا کہ حیوانات اپنی جان کے۔

پیریت چند (خوش ہو کر) واہ بالو جی وکیل بھی آپ اس عدالت میں آیا کی ہیں۔

پیشک چند (بعد کاروائی تفریق) لاؤ جی مقدمات نمبری

نرتے منصرم (مثل ہاتھ میں لیا) جی اسی۔ آواز دو تو وارنڈ چند معی دینے لگے  
دوپریت چند واو نے چند وایکانت سنگو وایان خان مدعا علیہ کو۔

عدالت۔ کیا ہے ہمیں آج بتقیع ہے؟

منصرم۔ حضور۔

بوا دچر اسی بابہ اگر مدعا علیہم کو آواز دیتا ہے اور مدعی مدعا علیہ مدعا بنے وکلا کے عدالت میں حاضر ہوتے ہیں۔

عدالت (پرمان چند سے) مدعی کی جانب سے شاید آپ وکیل ہیں۔

پرمان چند (سلام کر کے) حضور۔

مجھ کو اول لالہ پربت چند نے کہہ دیا ہے اس لئے مجبوری ہو۔ کیون آپ کے بالوؤں نے چند کیا کہتے ہیں۔

ایکانت سنگہ۔ اُنکو تو انکا نہیں۔ لیکن آپ ہو جاتے تو بہتر تھا۔  
پر مانا بھاس چند۔ تو کیا جھکوا آپ علیحدہ سمجھتے ہیں۔ میں آپ کی بھی ہر طرح سے کوشش کر رہا ہوں۔

ایکانت سنگہ جاتا ہے

اُونے چند بالو اگرہ چند کے پاس ہاتا ہے۔

آگرہ چند۔ آئیے۔ آج سب کے سب کیسے تشریف لائے۔  
اُونے چند۔ اُکو معلوم نہیں کہ تو اتھ چند نے ناش کی ہو۔ آج اُسکی پشی ہے  
جواب عولی تحریر کر دیجئے۔

آگرہ چند۔ واہ بہت جلد خبر لی۔ اچھا کیا جواب دو گے۔  
اُونے چند۔ یہ کہ تمام اشیائے انت ایک سروپ ہیں۔ نہ کوئی کسی کو دیتا ہے  
نہ لیتا ہے۔ یہ سب خیالی باتیں ہیں۔

آگرہ چند۔ خوب اچھا تئی طرز کا جواب سوچا۔  
اُونے چند۔ جناب پانچون مدعا علیہم کا ایسے ہی نئے نئے طرز کا جواب عولی گلو۔  
آگرہ چند۔ اچھا منشی نرچ سنگہ انکا وکالت نامہ اور جواب عولی لکھ لو۔

اکیان خان بھی مولوی زباندا زخان کے پاس جاتے ہیں اور اُنکے محرر  
بکوا دیگ سے جواب عولی کی نقل لیکر کلکال چند کو دکھلاتے ہیں۔

آگرہ چند وکیل اُونے چند۔ وڈر نے سنگہ وکیل ایکانت سنگہ بھی اپنے

اگیا ن خان - جناب ہلکو تو آپ کے اوپر بغیری ہو۔  
 کلکال چند - صاحب کیا کہوں ابھی تھوری دیر ہوئی کہ سنٹے سنگر وکالت  
 لکھ گئے ہیں۔ اسوجہ سے لاپاری ہو گئی۔ اگر دو گھڑی پہلے آپ تشریف لاتے تو  
 مجھے کچھ عذر نہیں تھا۔

اگیا ن خان - واہ جناب میں تو آپ کو اپنا سر پرست سمجھتا ہوں آپ نے ہی تو مجھے  
 یروش کیا۔ اب کہیئے کہاں جاؤں۔ برائے خدا سنٹے سنگر کو کہدینا کہ کسی اور  
 کو کر لینے۔

کلکال چند - بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے۔ ہمارے پیشے کو بتا لگتا ہے مگر تم صاحب  
 کیوں ہو۔ بولوی زباندار خان کو وکیل کر دو۔ وہ میرا دوست ہے اور مجھ سے زیادہ  
 ہوشیار ہے اور میں بھی ہر طرح سے مدد کرتا رہوں گا۔ مجھ کو تو تھا راخو خیال ہے۔ اور جاؤ  
 حوا بدعویٰ اون سے لکھو لاؤ۔ مجھے بھی دکھا دینا۔ اگر ضرورت ہوگی گھٹا بڑھا دیا جاوے گا۔

### سین چیم

اور اشخاص شلفہ سین

- ۱۔ اگر چند - اونے چند مدعا وکیل | ۳۔ بکو ادبیگ - زباندار خان وکیل کا محرر
- ۲۔ زریج سنگر - اگر چند وکیل کا محرر | ۴۔ پریشک چند - جج اعنت

### احاطہ عدالت دیوانی میں

ایکانت سنگر (بابو پرانا بھاس سے) بابو جی آپ کو تو میری طرف سے یر دی کرنی  
 ہوگی۔

پرانا بھاس چند - بھائی یر دی تو میں سب کی طرف سے کرنے کو موجود ہوں مگر

سنشے سنگہ۔ ہاں جی بٹری شدہ ہی۔

کلکال چند۔ تو کیا ادائیگی کا عند کرو گے۔

سنشے سنگہ۔ یہی تو زیادہ فکر ہے۔ میرے جی میں تو جواب دہی کرنے کی بھی نہیں

تھی۔ مگر سب دعا علیہم کا یہی مشورہ ٹھہرا۔ خیر مہنے تو سوچ کر جواب دہی کی ہر شکل

نکالی ہے کہ بیکہر حالت میں حیو کو کوکس ہو سکتی ہے تو ضرور ہے کہ ہمارا وہ کرم جسکے

اُدے سے ہکو قرضہ دینا پڑتا ناش کو پراپت ہو گیا ہو کیونکہ ہم اُتم کل اور سچے دھرم

کے اُیدیتاک ہیں۔ پس ہم پر دعویٰ کرنا بجا ہے۔ اور نمبر دویم یہ کہ اس منہ میں ایک

جسم سے دوسرے جسم میں جو کسی دیو وغیرہ کی حرکت سے بدل جاتا ہے پس کیا معلوم

ہے کہ قرضہ لینے والی روح بھی بدل گئی ہو۔

کلکال چند۔ اسکا ثبوت کیا۔

سنشے سنگہ۔ شبد پران یعنی سب گیکہ کا بچن۔

کلکال چند (عرضید دعویٰ دیکھ کر) ہاں تمکابھی تو عرصہ کا ہو گیا اتنا کہ کیا

وہ کرم ناش نہ ہوے ہونگے اور اگر نہ ہوتا تو ضرور دل میں دینے کی بُدھ ہوتی۔ اچھا

منشی کشاے چند اگلا وکالت نامہ لکھ لو۔

کشاے چند محرر وکالت نامہ لکھتا ہے اور سنشے سنگہ دستخط کر کے گھر کو

جاتا ہے۔

سنشے سنگہ کے جانیے بعد اکیان خان بابو کلکال چند کے مکان پر آتے ہیں

کلکال چند۔ کیوں صاحب آپکے اوپر ناش دایر ہے اور آپ ایسے بیفکر کہ خبر بھی

نہیں لی۔

(ظاہر) لال آریہ چند کے یہاں گیا تھا۔

پیریت چند۔ کیوں؟

مایا چار سنگ۔ دو بہنوں کو میں نے اپنی حکمت آریہ کئے اور سراج میں نام لکھوا دیا۔

پیریت چند۔ بیٹا ہمارے نزدیک تو بہن اور آریہ دونوں برابر ہیں (بھیچا سنگ

کو ساتھ دیکھو) اور یہ آپکے دوست بھی شامل تھے؟

بھیچا سنگ (جسے مایا چار سنگ اور اسکے گھر سے ابھی بلا کر لایا تھا) جی ہاں

میں بھی گیا تھا۔

پیریت چند۔ تم انکے آپدیش میں کس طرح ٹھہرے۔ دونوں تمہارے تو مخالف

بھیچا سنگ۔ صاحب مخالف ہونگے تو کچھ والد سے ہونگے۔ اور مجھ تو چاہیے

بظاہر کچھ ہو لیکن درپردہ بڑی مہربانی میری پرورش کے لئے آپکے ملازم بدلتا

کو علیحدہ تنخواہ دیتے ہیں۔

پیریت چند۔ اچھا بیٹا اب رات زیادہ گئی ہے اور مکان کو چلین۔

سب اپنے اپنے مکان کو جاتے ہیں۔

سنئے سنگ صبح اٹھ کر باجو کلکال چند وکیل کے مکان پر جاتا ہے۔

کلکال چند۔ آئیے تشریف لائیے آپ تو کچھ فکر مند معلوم ہوتے ہیں۔

سنئے سنگ۔ جناب بہت بڑا فکر ہے۔ تو اتھ چند نے ناش کی ہے۔ کسا آپکو

معلوم نہیں؟ تم کسی خبر بھی لیتے ہو!

کلکال چند۔ صاحب پہلے ہی کیوں خفا ہوتے ہو مجھے معلوم ہے اس میں

پانچ مدعا علیہ ہیں۔ یکم راج مقرر ہے۔ بھلا ناک۔ حبتی شدہ ہے یا کہ نہیں۔

بھرم تھی۔ خیر دکھایا جاوے گا۔

سب آرام کرتے ہیں۔

اُونے چند بھی اپنے مکان پر پہنچتا ہے۔

انا چار سنگہ (اسکا لڑکا) لالہ جی آج تو بہت انتظار دکھلایا کہاں ہے۔

اُونے چند۔۔۔ تو اتھ چند کی نالش کا مشورہ تھا۔ بڑی زبردستی جواب ہی پر آواؤ کئے۔

انا چار سنگہ۔ اور کیا اقبال ارادہ تھا؟

اُونے چند۔ مان کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ۔ لیکن اب یہ خرابی رہی کہ علیہ علیہ جواب ہی کرنی پڑی گی۔

انا چار سنگہ۔ کیوں!

اُونے چند۔ وہی ہماری اذکی روز کی مخالفت اب تو اتھ چند کے معاملہ میں مصلحتاً جمع ہو گئے ہیں۔

انا چار سنگہ۔ خیر تم تو بابو پرانا بھاس کو وکیل کر دینا۔

اُونے چند۔ اذکو تو پریت چند نے کر لیا ہے۔ اب کون مخمین پڑے تایخ پر دکھایا جاوے گا۔

سب سو تہ ہیں۔ پریت چند بھی پرانا بھاس کے مکان سے اپنے گھر کو

واپس آتا ہے راستہ میں مایا چار سنگہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر پوچھتا ہے۔

پریت چند۔ بیٹا اسوقت کہاں سے آتے ہو۔

مایا چار سنگہ (دلہن) ان سے صاف بات کسطح بتلائی جا سکتی ہے

بسکی راے جوابدہی کی قرار پائی ہے۔ اب معاملہ عدالت کے ہاتھوں آن پڑا۔ علما  
روپیہ کے بات رہنے کا بڑا فکر ہے۔ آئیں میں تو ہم اڑتے جھگڑنے رہتے تھے اب  
غیر اور بلوان سے مقابلہ ہے

بھیا ر سنگ۔ میٹر فکر کی کیا بات ہے جو کچھ ہو گا دیکھا جاوے گا۔

ایکانت سنگ۔ بھائی آخر اسکا کچھ انتظام بھی تو کرنا چاہئے۔ ہمارے بڑے  
دوست لالہ ریمانہ جاس کو تو پہلے سے پریت خندے وکیل کرایا ہے وہی زیادہ  
ہوشیار تھے۔ اب لالہ ادرے حیدر نظر ہے سہ فکر ہے کہ انکو کوئی نہ جائیے۔

بھیا ر سنگ۔ نہیں جی ایسا کیا ہے اوہیں بھی اب تفاعل کبوں کرنا ہے صبح ہی  
انکو مطلع کر دینا چاہئے۔ پس محفراعت۔ خود وہ فکر کریں گے۔ مافی بھر دیکھا جاوے گا۔

ایکانت سنگ۔ ہاں بس یہی چاہئے۔ میں بوی کہتا ہوں کہ میری تو بھلی بُری  
گد گئی۔ جو کچھ کوشش ہو مرنے تمہارے لئے ہو جاؤ اچھا اب آرام کرو۔

سب سوتے ہیں

ستے سنگ اپنے کان پر پہنچ کر اپنے لٹکے اچھا رسگو کو آواز دیتا ہے اور کواڑ

کھٹو اگر اندر جاتا ہے۔

اچھا ر سنگ (اپنے باب سے) کیا سوراہ رہا۔

ستے سنگ۔ کم بختوں نے جوابدہی کی ٹھیرائی ہے۔

اچھا ر سنگ۔ خیر جی بچوں راہ سو بچوں راہ

بھیرم متی (زوجہ) دیکھئے کیا ہووے۔ کامیابی کی امید تو کم ہی ہو۔

ستے سنگ۔ کیا کرین۔ اول زبان دیکھتے تھے کہ کثرت راے کے پاس نہ ہونگے۔

ایکانت سنگہ - درالاوجی جگاگر۔

درادن سنگو بیچار سنگو کو جگا کر لاتی ہے۔

ایکانت سنگہ (بیچار سنگہ سے) کیون بیٹا تم شام سے سو جاتے ہو کیا ہمیشہ ایسے ہی بے فکر سویا کرو گے۔ بھلا مدن سنگہ تو ابھی کم عمر ہے۔

مدن سنگہ جناب ہکو پچ نہ سمجھے آپ ارشاد فرادین کیا ہے جسو کے طفیل سے ہمارا وہ لحاظ و عیب کہ دُنیا بھر کے غریب امیر مقیر و بادشاہ - رسول و پیغمبر سخی شوم اور مسر اور وغیرہ ہمارا دم بھرتے ہیں۔ خصوصاً میرے پانچ بان تو مشہور عام ہیں۔ وہ کون ہے کہ اُن سے خوف نہیں کھاتا اور اپنے سینہ کو او کانٹا نہ نہیں بناتا۔

بعض لوگ بعض نکتہ حین اور عیب میں اگر یہ درپردہ میری عداوت اور زہمت بھی کرتے ہیں لیکن وہ بھی دُرجے مدن کہل نکارتے ہیں۔ علاوہ اِین جب سناٹے ہو جاتا ہوں اُن سے بھی نہ کرنی کراتا ہوں میرے خلاف اُن کو نے کی مجال رہا اور اندر کو بھی نہیں ہوتی۔ غرض تین لوگ میں میری دُہائی ہے رحلے تیشوی میں بھرنٹ کئے ہیں۔ کہاں تک کہوں یوں سمجھے کہ اگر میں نہ ہوں تو جگت نہ ہو۔

ایکانت سنگہ (بیچار کہ) اشا باش بیٹا تمھاری عمر دراز ہو کر مجھ کو توںس کر اس تھا کہ بڑے بھائی کا ہے۔

بیچار سنگہ - کیون ہم کیا کچھ کم ہیں آپ کے قدم کی برکت سے قریباً تمام جہان پر میری حکومت ہے۔ جب میں سر چڑھتا ہوں تو والدین کا خوف رہتا ہے نہ حاکم کا۔

صرف میری ہی بولی بولی جاتی ہے۔ فرمائیے کیا نشویش ہے؟

ایکانت سنگہ - تمھیں خبر نہیں تو ار تھ چند نے نالش کی ہے۔ آج اُسکا مشورہ تھا



نہیں ہے۔

اگیان خان (خوش ہو کر) واہ و امر جا۔ جانان اسوقت تو اسطو کو بھی مات کر دیا بفضل خدا جسکی ایسی لقمان زبان اہلیہ ہوا جسکی ہمیشہ ہی فتح ہو۔

انیتی بیگم۔ کیون حقیقت میں ہے بھی تو اسطرح۔ پھیلے کر یعنی افعال تو کوئی ہوتے ہی ہٹلے ہیں جسکی وجہ سے انسان کو دنیا میں آکر ازل اسباب ملتا ہے جتنا جسکی کوئل گیا وہی اسکا مالک ہو جاتا ہے۔

اگیان خان۔ اسوقت یہ تجویز تمھاری غلطی از بصارت نہیں۔ خیر آپ کے سوا آرام کیجئے۔ صبح ٹھیک ہو جاویگا۔  
سب سوتے ہیں۔

اور حرا یکانت سنگ گھر پر ہو جیتا ہے اور دروازہ بند کیہ کر آواز دیتا ہے  
ایکانت سنگ۔ بیٹا دن سنگ۔

کامنا (زوجہ یکانت سنگ) مدر۔ ذرا دروازہ کھول دینا۔

مدر ابابندی دوڑ کر دروازہ کھولتی ہے اور یکانت سنگ اندر پلنگ پر بیٹھتے ہیں۔  
کامنا۔ کہیے آج کہاں کی سیر اوڑا کر آئے کہ آدھی رات گز گئی تب بھی جھٹکا نہ ہوا  
ایکانت سنگ۔ میں تو تمھاری قسم کہیں نہیں گیا۔ تو اتھ جیند کی نالش کے  
شورہ میں دیر ہو گئی۔ لڑکے کہاں ہیں؟

کامنا۔ سوتے ہیں۔ آرت پتتا پنکھا کرتی ہے۔ مڈن سنگ تو روتا رہی پڑا ہر  
اس کیفیت مدر نے ایسا سر چڑھایا ہے کہ کسی منسا ہی نہیں گرا پا بھی ہی نے ہے۔  
چھوٹی بہن جھگڑتا بھی اوسکے ساتھ خوب کھیلتی ہو۔

انیتی بیگم اہا۔ بہت اچھا طرز ہے۔ ایسے ڈھنگ رب العالمین کے فضل و کرم سے سوچتے ہیں اور کیوں نہیں وہی اپنے بندوں کا مشکلاٹ ہی میری رہا میں تو اس کے لئے لاکھ لاکھال چند کو وکیل کرنا چاہئے وہ بہت ہوشیار بننے جاتے ہیں اور آپ سے ملاقات بھی رکھتے ہیں۔

اگیان خان۔ ہاں وہ بھی ہوشیار ہیں۔ دو چار روکھار سے مشورہ کر کے بعد میں دیکھا جاویگا۔

سب آرام کرتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد انیتی بیگم اگیان خان کو جگاتی ہے۔ انیتی بیگم۔ سو گئے یا جاگتے ہو۔

اگیان خان۔ کیوں کیا بات ہے۔

انیتی بیگم۔ میں اسی فکر میں سلطان و بیچان پڑی تھی۔ آج نیند بھی نہیں آئی یہ دعا کرتی تھی کہ خدا ادھ دن کرے کہ مدعی پر بالومض اس کے قرضہ کے ہمارے چر کی ڈگری ہو۔ پڑے پڑے ایک جواب مجھ بھی سو جا ہے جو لینا آئے۔ بس میں سمجھے کہ اس وقت خود رب العالمین کی بصارت ہوئی ہے۔

اگیان خان (چونک کر) ہاں جلد سنائیے کیا سوچا ہے۔

انیتی بیگم۔ تمام ایشیا و دنیا کی صرف انسان کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور اس ہی کو انکا مالک قرار دیا ہے۔ حقے کہ حیوانات کا گوشت و پوست بھی انسان کی ملکیت ہے۔ پس جس وقت جو چیز۔ خواہ کسی طرح سے کسی کے قبضہ و اختیار میں آگئی اس وقت بلا خصوصیت کسی نیک و بد اعمال وغیرہ کے وہی اسکا مالک ہے جیتا کہ اسکا انتقال نہ کری۔ پس جو روپیہ ہمارے قبضہ میں آگیا اسکا مالک ہم ہیں مدعی متوجہ ہو

ہوتا ہے اور غضب خان بیٹا ادا نیتی سلیم زوجہ استقبال کرتی ہے۔  
 ادا نیتی سلیم۔ کیون صاحب آج تو چہرہ پر کچھ آثار طالت کے نظر آتے ہیں۔ تشریف  
 بھی دیر نہ لائے۔ خیر تو ہے۔

اکیان خان۔ خیر کیا۔ متواتر چند نے جو ناش کی ہے اس ہی کے مشورہ  
 میں دیر ہو گئی۔

ادا نیتی سلیم۔ آپ نے تو کبھی کچھ فکر کیا نہ تھا۔

اکیان خان۔ کیا کیا جائے آخر معاملہ عدالت کا ہو گیا ہے۔

غضب خان (تو انکار کر کے مجھے تو بتلائیے کس نے آپ پر ناش کی ہے ابھی مجھے  
 سرکار حاضر کرتا ہوں۔

بیٹا (اکیان خان کی لڑکی) مجھے تو بتلائیے ابھی اسکا کلیجہ پاٹ جاؤں۔

اکیان خان۔ بیٹا بلدی کیون کرتے ہو ابھی اسکا وقت نہیں ہے۔ وہ ہمارا  
 کر ہی کیا سکتا ہے۔

ادا نیتی سلیم۔ خیر کچھ ہی ہو روپیہ تو اسکو ہرگز ادا نہ کرنا چاہئے۔ کاہلی کو جھوڑ کر  
 ہاتھ پیر ضرور ہلانے چاہئیں۔ بہت مردان مرد خدا۔

اکیان خان۔ نہیں روپیہ کیا۔ مشورہ میں بھی جواب دہی ہی کرنی قرار پائی ہے  
 ادا نیتی سلیم۔ کس بنیاد پر جواب دہی ہو گا۔

اکیان خان۔ بہت چند نے ایک بہت اچھا نیا طرز نکالا ہے۔ یہ کہ خان سلطان  
 جو تمام حرکات کا فاعل اور منتظم ہو اسکی خواہش ہنوز قرضہ ادا کرنے کی نہیں ہوئی والا  
 کیون ادا کیا جاتا۔

پھل ہے پس اسکا انتظام بھی اس ہی کے دست قدرت میں ہوا۔ اس سرگزشت کے بجز کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا کہ کوئی شے یا مال کس کا حق یعنی تقدیر کا پھل ہے۔ تو ایسی حالت میں عدالت کی تجویز پر احتمال حق تعالیٰ کا ہے۔

پیر مانا بھاس چند۔ واہ واہ بھائی واہ۔ اسے مانتے ہیں میرے شیر۔ بس واہ فتح ہے۔ اب تم بے فکر ہو جاؤ میں خود جوابدہی کروں گا۔

پیریت چند۔ ایک نمبر اور بھی خیال میں آتا ہے۔ یعنی یہ کہ تمام دنیا میں ایک برہم کے سولے اور کچھ بھی نہیں۔ یہ انواع قسم کی چیزیں جو نظر آتی ہیں سب وہم اور خیالات کی وجہ سے ہے۔ پس جبکہ مدعی اور مدعا علیہ دراصل دونوں ایک ہی ہیں تو دعویٰ کرنا اور ڈگری دینا وغیرہ جملہ کارروائی بیجا اور فضول ہے۔

پیر مانا بھاس چند۔ دونوں جواب بہت معقول ہیں۔ دیکھو بحث کے وقت کیسے دُقرے اڑانا ہوں۔

پیریت چند۔ تو جناب وکالت نامہ لکھوا دیجئے۔

پیر مانا بھاس چند۔ جلدی کیا ہے۔ تاریخ پر لکھا جاویگا۔

پیریت چند۔ نہیں صاحب مجھ اور بھی اندیشہ ہے کہ آپ کے پاس ہیمنچون من سے جو آویگا آپ کو اس سے انکار نہ ہوگا۔ مبادا میں بھروسہ ہی میں نہ رہ جاؤں اور سب پہلے آپ ہی کو وکیل کرنا چاہینگے۔

پیر مانا بھاس چند۔ اچھا نشی اسٹیا تھ سنگ انکا وکالت نامہ لکھ لو۔

وکالت نامہ لکھوا کر پیریت چند گھر کو جاتا ہے۔

پیریت چند وغیرہ کے چلے جانے کے بعد اکیان خان مجلس کے میں داخل

پریت چند۔ بابو صاحب اس وقت آپ کو ایک تکلیف دینے آیا ہوں۔

پرانا بھاس چند۔ فرمائیے کیا ہے۔ آپ تو کچھ فکر مند معلوم ہوتے ہیں۔

پریت چند۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ پتو اتھ چند نے حملہ کیا ہے۔

پرانا بھاس چند۔ جی ہاں میں معلوم ہو گیا میں بھی تو اپنے دل میں کہتا تھا کہ یہ

غیر وقت کا آنا کیسا۔ باوصفیکہ عرصہ ہو گیا شکل بھی نہیں دکھلاتے ہیں۔ سچ ہے آپ

لوگ مطلب کے دوست ہیں۔ مجھ کو معلوم ہے اس ناش کا احوال آئین تو شاید آپ

پانچون بھائی مدعا علیہم میں اور بابو پرپا چند مدعی کے وکیل ہیں۔ جیٹری شدہ تمک

کی بنا پر دعوے ہے اسکا کچھ فیصلہ و بصلہ کر دو اور کیا۔

پریت چند۔ نہیں جناب جواب دہی کرینگے ہم پانچون نے مشورہ کیا تھا۔ جواب دہی

کی رائے فرمائی ہے۔

پرانا بھاس چند۔ ہوں۔ کوئی رسید بنائی ہوگی کہ میں جبل میں نہ بھنس جاؤ

زمانہ نازک ہوا ابا کرنا۔

پریت چند۔ نہیں صاحب یہ یہ کو نو جبل سنگ نے کہا بھی تھا کہ میں بنا سکتا

ہوں مگر ہننے بھی خطرہ کی وجہ سے پسند نکلا۔ بلکہ ایک نیا ڈھنگ نکالا ہے سنگر

میراں ہو جائیے گا۔

پرانا بھاس چند۔ وہ کیا ہے صاحب فرمائیے۔

پریت چند۔ ہم چاہتے ہیں کہ مدعی سے اس مرتبہ ہم اپنے پہلی برو دھ کا ہی فیصلہ

کر لیں اور سچا جواب ہو۔ بے ایمانی نہ ہو۔ یعنی یہ کہ تمام دنیا کا صلہ پرستی ہو اور

وہی نیک و بد افعال کا عوض دینے والا ہے اور روپیہ حاصل ہونا بھی چونکہ کسی کرم

تمام اویسی نکلتے

ایکانت سنگہ - خیر جیسی راے ہو۔

بیریت چند - اچھا اب رات بھی زیادہ ہو گئی جبکہ برخواست کیا جاوے۔ مگر اس معاملہ کو ساواتی سمجھ کر کوئی صاحب غفلت نہ کریں۔

سب جاتے ہیں رستہ میں جاتے ہوئے بابو ریانا بھاس کے مکان کے دروازے پر بیٹھ کر بیریت چند نے تینوں سے کہا۔

بیریت چند - لو صاحب بندگی ہم تو ابھی اس کام کو انجام دیکر چلتے ہیں۔ لاا ریانا بھاس ہمارے بہت بڑے مہربان اور درو شریک ہیں میں تو انھیں کئے ذمہ بوجھ بھاڑ لے جاتا ہوں۔

ایکانت سنگہ - خوب کیوں صاحب بڑھکا وکیل تو آپ چھانٹ لینگے اور ہم کیا کریں گے۔ خیر جائے۔

بیریت چند - نہیں صاحب وہ بڑے لائق آدمی ہیں اگرچہ وکیل تو ایک ہی طرف سے ہو سکتے ہیں مگر مشورہ وغیرہ میں سب کو مدد دے سکتے ہیں۔

ایکانت سنگہ - ہاں ہاں ویسے تو بڑے ضلیق اور پچارے سب یہ مہربان ہیں اور رطف یہ ہے کہ کچھ تو اتھ چند سے انکی رفرزل سے ہی اعلیٰ درجہ کی مخالف ہے اور پراٹھ چند اور انکا مقابلہ بھی ہمیشہ رہتا ہے۔

ایکانت سنگہ وغیرہ جاتے ہیں اور بیریت چند ریانا بھاس کے مکان میں جاتا ہے۔

پریانا بھاس - آہا لاا بیریت چند صاحب آئے۔ تشریف لائے کیے مزاج تو خوش

ہم سب کا ایک مضمون اور شریک ہونا غیر ممکن ہے اور ایک دوسرے کی برائے کے خلاف ہی نہیں بلکہ اسکو توڑنا ہے پس جواب ہی سب کی علیحدہ علیحدہ ہوگی۔  
اُس نے چند۔ کیوں جی ایسا نہیں ہو سکتا کہ بیان تحریری تو ایک ہی گنجانے اور سب کا مضمون علیحدہ علیحدہ نمبر ڈالکر لکھ دیا جائے۔

پیریت چند۔ جی ہاں ایسا بھی ہو جاتا جو اپنے گھر کی عدالت ہوتی۔ ایک تو کہتا ہے کہ ایشور مندرجہ دوسرا خالق بتلاتا ہے تیسرا دونوں کو غلط ٹھہراتا ہے۔ پھر کہیں ایک جواب ہی ہو سکتی ہے۔ اس جلد سے جو ہماری اکتائی کی اصلی غرض تھی وہ نہ ہو سکی خیر لیکن اب بھی اور دیگر جگہ کارروائی میں ہم سب کو بالاتفاق اور ہمدرد رہنا چاہئے۔ اور ہاں اب بھی ایک بہت بڑا عظیم فائدہ ہوگا اس جلد سے یہ ہوگا وہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کے بعد اگانہ اور مختلف جواب جو گزر جائے ان میں سے ایک کا اثبات اگر نہ ہو سکے تو دوسرا اس کے خلاف خود بخود ہی ثابت ہوگا۔ مثلاً اگر عدد ۱ کی رے میں قدیم ہونا اشیاء کا ثابت ہوا تو ضرور ہے کہ غیر قدیم مانے کی پس پشت ہم سب کو اسیر اتفاق کرنا اور اپسر زور ڈالنا چاہئے۔ کیونکہ مطلب تو دشمن کو زیر کرنے ہے اور اب مدعی تو بالکل ہی لاپارادہ ہو گیا۔ ہر ایک بات میں اس کے اقبال کرنے میں ایک کا جواب صحیح ہوتا ہے اور انکار کرنے میں دوسرے کا۔

اگیا نچان۔ بیشک اب دیکھو مدعی ہمارے حرم کی ڈگری سے بیکر کہاں جاتا ہے۔ ایچانٹ سنگھ۔ ہاں جناب حرم کی ڈگری تو سب کی سلامات رہنی چاہئے جیلے کوئی کامیاب ہو۔

پیریت چند۔ نہیں صاحب کچھ لوٹ تھوڑا ہی ہے جس کا جواب قطعی نہ طور ہوگا جریہ

سنسے سنگہ - صاحبین تو اس سے بھی اتعلق نہیں کرتا اول تو میری رہا  
میں جواب ہی کرنا ہی چاہیے -

پریت چند - مان صاحب آپ کیون جواب ہی کی صلاح دیونگے آپ اصل  
میں سازشی مدعی ہیں - آپ کو مدعا علیہ کہنا تو مقبول ہی ہے -

سنسے سنگہ - نہیں نہیں تو اتنے چند سے میرا تعلق نہیں ہر البتہ جوابات مقبول  
ہے اسکو تو اتنا ہی پڑتا ہے - اور رہی جواب ہی کی بات سو روپیہ ادسکا سچا ہے  
کہ نہیں -

پریت چند - خیر صاحب - یہ تو کثرتِ رائے سے طے ہو گیا کہ جواب ہی ہونی  
چاہئے -

سنسے سنگہ - اچھا صاحب اگر جواب ہی کیجاوے تو معقول تو ہو ایسا نہ ہو کہ خواہ  
خواہ ہنسی ہو - یہ کہے تمام جواب تو ہماری رائے میں ٹھیک ہیں نہیں -

خیر میں اگر جواب دون بھی تو مطرح کر سکتا ہوں کہ ہر ایک قوم اور پیشے کے آدمی  
کے ہر حالت میں کرم ناش ہو کر صرف دل کی صفائی سے نجات ہو سکتی ہے پھر ہم تو  
اتم گل اور مذہب کے شخص ہیں ضرور ہے کہ ہمارے دل کی صفائی سے ہمارے  
اُس کرم کا ناش ہو گیا ہو جس سے ہکو قرضہ دینا پڑتا ہے اور دوسرے یہ بات ہے  
کہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں میو باہم تبدیل بھی کیا جاسکتا ہے پس ممکن ہے کہ تو  
لینے والے جیو کو کسی نے تبدیل کر دیا ہو - ایسے مذہب کی حالت میں بلا کمال تحقیق  
کے دعوے کیسے ہو سکتا ہے -

پریت چند - سائنس الکر اور گردن ہلاکر) بس جی یہ معلوم ہو گیا کہ جواب ہی میں



ٹھیک نہیں ہے۔ نہ اسپر کچھ کامیابی کا بھروسہ ہی مہیا کہ آپ فرماتے ہیں ایسا  
ایشور خالق یا مصلح ہرگز بھی ثابت نہ ہوگا اور نہ کوئی جیو یا شجہ شجہ کرم وغیرہ  
کوئی یحیرین پھر انکے عمل کہاں ہونگے۔ ہاں البتہ اگر ایسے ڈھنگ پر دینا منظور  
ہے تو میں بتلاتا ہوں۔ محبت میں جیو کوئی چیز نہیں مرنے آب و خاک وغیرہ  
مگر عین شکتی ہو جاتی ہے یعنی جس جگہ جس مکان میں یہ چیزیں جس اتفاق سے مقدور  
ہیں جمع ہو جاتی ہیں وہاں ایک جاننے والی طاقت پیدا ہو جاتی ہے جسکو روح  
بولتے ہیں اور اس گھرنے کی تمام استیاء و سکی ملکیت ہو جاتی ہیں۔ ورنہ کوئی  
چیز کسی مودوثی نہیں اور نہ کوئی ساتھ لاتا ہے اور نہ لیجاتا ہے۔ پس نتیجہ یہ ہوا  
کہ جو چیز جس قبضہ میں آگئی وہی اسکا مالک ہے۔ لہذا ہمارے ہاتھ آیا ہوا مدعی کا  
زم مطالبہ ہوا ہی ہے۔ مدعی اسکا سحق واپسی ہرگز نہیں۔ یا بہہ جو اس سے بھی  
زیادہ مضبوط ہے کہ دنیا کی جمیع استیاء و غلط غلطی دانت ہوتی ہیں اور انہی جگہ  
دوسری دوسری کو پیدا کر جاتی ہیں۔ ایسا ہی حیو بھی ہے۔ لہذا جس ہونے وضع  
لیا تھا اور جس سے لیا تھا دونوں اسی لحاظ محبتاً عدہ مذکورہ نیست ہو گئے پس  
ہم پر دعویٰ کرنا سچا ہے۔

اَوئے چند۔ واہ جناب آپ نے ہی کیا پتھر ڈالے۔ وہ جکانام تو ارہ نہ ہے  
ایسے ایسے فوٹرون کو تو بھونک سے اور ادبتا ہے بھلا کہیں ادبتا (عیر قدامت) ثابت  
ہو سکتی ہے۔ ہاں بلکہ اسکے خلاف اس طرح کہ تو ٹھیک ہے کہ دنیا کی نامی استیاء  
نت ابناشی ایک سروپ ہیں۔ نہ کوئی کسی کو دیتا ہے نہ لیتا ہے۔ یہ سب کچھ  
نظر آتا ہے وہم کی بائیں میں صیے معاملات خواب۔

پیریت چند۔ سنئے۔ ہکوریہ لینے اور تک لکھنے سے اور کچھ نہ دینے سے  
تو انکار ہی کرنا چاہئے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جب دنیا کے کل انتظامات داد و ستد  
فوتی پیدا ہوتے۔ سزا و جزا۔ دُکھ و سکھ۔ نفع و نقصان۔ دولت و بدی و افلاس وغیرہ  
کا منتظم اور صانع ایک پرستور ہی اور وہی شہجہ اُتھہ کر مون کے بھل کا کہ جسکے ذریعہ  
سے جیو و من یا نیک یا سخی ہو سکتا ہے جلتے والا اور اُنکے موافق دینے اور دلالتوں  
ہے۔ اُنکے بدون کسیک معلوم بھی نہیں ہو سکتا کہ کسیکے اعمال کے موافق کیا  
اور کدھ دینا یا لینا ہے۔ پس اس منتظم کامل کی خواہش نے ہنوز ہکوریہ دینے کا  
قرضہ ادا کرنے کو مجبور نہیں کیا ورنہ ملا اختیار انکار ادا کرتے یا لاش فضول ہے۔

اگیان خان۔ شاباس۔ لاؤ ہاتھ ملاؤ بھائی واہ خوب سوچھی۔ واقعہ میں  
یون ہی ہونا چاہئے۔ اس سے اپنے اصلی بیکار ہی دعوے نکریں۔ رویہ کیا اُسکو  
تو جان بچانی مشکل ہو جاو گی۔ خدا قادر مطلق ہی اُسکے حکم کے بعد واقعی طور پر ایک نرہ  
نہیں حرکت کر سکتا۔ تمام عالم کو عدم سے ہستی میں لانیوالا اور اُسکا انتظام کرنے والا  
وہی ہے۔

پیریت چند۔ بس جناب خدا کا خالق ہونا ثابت نہ ہو سکیگا۔

اگیان خان۔ واہ جناب تو کرمی حوالہ ہی اگر خدا خالق نہیں تو اُوڑ کیا ہے۔

پیریت چند۔ اچھا خبر دیکھا جاو گیا یہ تو کچھ بات نہیں۔

پیریت چند (ایکانت سنگھ سے) کیون صاحب آپ بھی داد دیجئے۔ اب تو  
ہے فتح کہ نہیں۔

ایکانت سنگھ۔ بھائے صاحب براہمنیئے یا بھلا میرے نزدیک تو یہ جواب ہی کی

مگر یہ فرمائیے کہ جواب کیا دیا جاوے۔ جواب کوئی معقول ہونا چاہئے۔ جیستی  
شدہ تمسک ہو۔ ایسا نہو کہ آبرو بھی جائے اور ڈگری بھی ہو۔ لیکن ہاں یہ بات  
اچھی ہے کہ اندون صدر اعلیٰ صاحب چھین اور والد صاحب کی اونکے بیان  
آمد و رفت بھی بہت کچھ ہے۔

ایکانت سنگہ۔ خیر یہ تو غنیمت ہے۔ لیکن کچھ جواب ہی کا طرز بھی آپ ہی ایجاد کیجئے  
اس فن میں آپ کو اچھی شوق ہے۔  
سب سوچتے ہیں۔

پیریت چند (بعد تھوڑی دیر تک غور و تامل کے گردن ہلا کر) آہ آہ۔ اوہو اوہو!  
لو صاحب یا تو کچھ خیال میں آتا ہی نہیں تھا اور سوچا تو ایسا سوچا کہ آج تک ایسا  
انوکھا اور لارڈ جواب عدالت میں کسی نے نہ دیا ہوگا۔ اور لطف یہ ہے کہ دعویٰ سے  
اقبال بھی اور انکار بھی۔

ایکانت سنگہ۔ دیکھو صاحب ایسا نہو کہ دو مخالف باتیں کہنے میں حلف دروغی کا  
جرم عاید ہو۔

پیریت چند۔ نہیں صاحب۔ کچھ بات ہے۔ ہم کچھ سودائی تھوڑا ہی ہیں۔ وہ ایسا  
طرز ہے کہ کبھی ہم پر دعویٰ ہی نہیں ہو سکتا۔ اور ٹھیک ہے اب میں بھی جواب ہی کی  
رہ سے اتفاق کرتا ہوں۔ کیسا رویہ اور کیسا فیصلہ۔ اب تو معاملہ سخن کا ہو گیا  
ہے اور ہماری اسکی مخالفت تو چلی ہی جاتی ہے۔ پس اس سے اپنے اصلی پروردہ  
کا ہی نہ فیصلہ کر لیں۔ دیکھو تو جواب کو سنکر ہی کیسا ہلکا ہو گیا ہے۔

ایکانت سنگہ۔ تو بھائی صاحب بتائیے گا اسی اُس طرز کو یا تو لہجہ ہی کرتے رہو گئے۔

ہے اسکی کیا سبیل ہے آخر روپیہ تو اٹکا سچا ہے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ روپیہ اٹکا صاحب حصہ رسد ادا کر دینا چاہئے۔

ایکانت سنگہ۔ کیا خوب صاحب اگر یہی رائے تھی تو شوشہ ہی کی کیا ضرورت تھی۔ اسین تو کلام نہیں روپیہ بیشک اٹکا سچا ہے مگر دینے کو کسکے پاس ہے۔ اور پھر جب اس نے نالش کر دی ہے تو ہم بھی کیوں چوکین اب تو عداوت ٹھیر گئی ہماری رائے میں تو ضرور جواب دی ہوئی چاہئے۔

سنسے سنگہ۔ بھائی یہ بدل گواہ نہیں کرتا کہ اسقدر کثرت رقم سے ابک بے جرم کو ایک محنت جواب دیدیا جائے باقی رہا یہ کہ عداوت سوداوت بھی اس سے ہماری کیا بے جسا قرض ہوتا ہے آخر وہ کچھ تو سبیل اپنی کرتا ہی ہے۔

اگیا نخان۔ یا سہاسی کاہلی کی باتیں کرتے ہو آخر کچھ مردانگی بھی چاہئے۔ مرد کہلاتے ہو جس نے اپنے اوپر حکم کیا اسکا کیا ڈر اور کیا رحم۔ کہا کہوں عداوتی انگیزی ہے اور کچھ کر شیخ بنترم (مذہب عیسائی) نے مجھ کو روک رکھا ہے۔ ورنہ بقول اسلام ملے اب تک کبھی کا قتل المودی قبل الا یدہا ہو گیا ہوتا۔ خیر جواب دی تو ہم ضرور کرینگے۔ ہست مردان مدد خدا۔ کیا تنوار تھ چند کے آگے ہم عاجزی کریں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اونسے چند۔ اجی عاجزی التجا کا تو ڈر نہیں مگر اب کچھ بے موقع سوال ہو گیا ہے وہ ہم سے کاوش رکھنے لگا ہے۔ ایک مرتبہ اسکو ضرور زک دینی چاہئے ورنہ اسکا حوصلہ بڑھ جاوے گا۔ اب سچی نالش کی ہے میر جھوٹی کرنے کو آمادہ ہوگا۔ مرنا تو ہے ہی کتنے کی موت کیوں مرن۔ آئندہ اختیار۔

پیریت چند۔ اچھا صاحب بوجہ غبر اسے کے یہ تو طے ہو گیا کہ جواب دی کرئی جائے

**اتفاق** (اندھا کر) حضور اب وہ خود در دولت یہ ماضی میں اور اندر آنے کی اجازت کے خواہاں ہیں۔

**اگیان خان**۔ اچھا خیر ہو کہ وہ آگئے ہیں جے آوین۔

اتفاق باہر آکر ملتا ہے سچا ہے میں اور بعد آداب سلام کے بیٹھتے ہیں۔  
**پیریت چند** کہیے جناب ہم سے کیا خطا سرزد ہوئی کہ جو اس قدر خفگی کا باعث بنے  
 جناب میں اگرچہ ہم سب میں باہم کسی ہی مخالفت ہو لیکن حکمت عملی اور عقلمندی کا  
 نام ہے کہ دشمن کے مقابل میں سب ایک ہو جاویں۔ تو ابھی چند ایک ربر دست  
 دشمن ہے اس پر فتح یابی بہت ہی مشکل ہے۔ ہاں البتہ اتفاق وہ چیز ہے کہ اوکی  
 بدولت بڑی بڑی شکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اور تلوار کا زمانہ اب نہیں رہا۔

**اگیان خان** (جراں سے) جناب گستاخی سمات آپ ہی نے ہندو آریہ  
 مسلمان وغیرہ کا تفرقہ ڈال رکھا ہے ورنہ اپنی تو ہر دم ہی صلاح اور کوتاہی ہو کہ  
 سب ایک ایک ہو جاویں۔

**پیریت چند**۔ آپ کا نو خیال اور طنز چلا گیا۔ خیر ان باتوں کو حل نہ دیجئے  
 اور مطلب یہ آئیے۔

**ایکانت سنگھ** ہاں تو آپ ہی شروع کیجئے اندھون تقریر کا ہنر آپ ہی کی ذات  
 میں بڑھا ہوا ہے۔

**پیریت چند**۔ بہت اچھا۔ ہاں صاحب پیشتر یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ انجام کار  
 اس جلسہ کا کثرت رائے پر رہیگا اور وہی ہم کو منظور کرنا پڑیگا۔ اب آپ سب  
 اصحاب اپنی اپنی رائے آزادانہ ظاہر فرمائیے کہ لالہ تو ابھی چند نے جو نالاش ہم پر کی

پریت چند - صاحب تصویر خان آپکی طرف سے تو اطمینان تھا لیکن  
یہ سمجھ کر کہ اگیان خان کا یہاں آنا دستوار معلوم ہوتا ہے وہ بہت مغرور آدمی  
ہیں وہیں چلنے کا ارادہ کیا ہے -

اوتے چند - ہم تو جناب یریدہ لکھتے ہی حاضر ہیں - وامی اگیان خان کا خیال  
ہم کو بھی تھا یہی ذکر کرتے آرہے تھے -

اس طرح باتیں کرنے جلتے ہوئے اتفاق کو آتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ

اے یا نہیں -

اتفاق - جناب اے تو صبح گریہ ملاحظہ کر کے سکر لے تلوار پر ہاتھ دھرائی  
طرف بھی ذرا غصہ سے دیکھا - لیجئے یہ جواب لکھا ہے -

پریت چند لیکر پڑھتا ہے -

”محمّد مسورہ کی فخرِ صروت ہمیں تلوار سے کام لیا کرتا ہوں مسورہ میں جتا  
ہوتا ہے اور عبت کی بنیاد کفر ہے - پس مرن خداوند کریم کا بھر دوسلئے  
سب نفع ہے علاوہ ازیں مخالفوں کے مکان پر جانگی اپنی عادت نہیں“

پریت چند - کو صاحب دیکھا اب کہیے کیا صلح ہو

اوتے چند - اجی اُنکے خیالات فاسد ہیں اب ارادہ کر کے آئے ہیں چلو تو سہی

ایکانت سنگر - خیر اگر اتفاق کو ہمراہ لے لیجئے یہ بہت ہوشیار اور کاٹن ملازم

پریت چند - بیشک درست ہے آؤ اتفاق تم بھی -

سب اگیان خان کے مکان پر پہنچتے ہیں

پریت چند - اتفاق دیکھو تم ذرا جا کر خبر کر دو گھر ہوشیاری سے -

لیجاؤ اور جلد ہی آؤ ہم منتظر ہیں۔

اتفاق پر یہ لیکر جاتا ہے اور اونے چند کے مکان پر جا کر رہ دیتا ہے۔  
 اونے چند (رقہ پر حکم) میں ابھی سے سنگ کو ہمراہ لیکر اُنکے مابین حاضر ہوتا ہوا تھا۔  
 اتفاق یہاں سے سننے سنگ کے پاس مالتے اور اُنکو بھی یہیہ تیا ہے۔  
 سننے سنگ (بڑھکر) اونے چند نے کیا کہا ہے۔

اتفاق۔ صاحب یہ فرمایا ہے کہ وہ آئو ساتھ لیکر ابھی وہاں جاویں گے۔  
 سننے سنگ۔ اچھا تو اُنکے نے پرین وہاں ضرور جاؤں گا۔

بعد پر یہ لکھنے کے اور اتفاق کو بھیجنے کے پریت چند وایکانت سنگ میں  
 اس طرح گفتگو ہوئی۔

پریت چند۔ پر یہ تو لکھ دیا گر دیکھئے یہاں آوین یا نہیں۔

ایکانت سنگ۔ اور تو طے آویں گے لیکن اگیاں خان کا خیال ہے۔

پریت چند۔ بیشک صاحب وہ تو ٹرسے منڈے آدمی ہیں وہ ہرگز۔ آویں گے

ایکانت سنگ۔ تو پھر کیا کرین جلد اُن کے مکان ہی پر چلیں۔

پریت چند۔ بہت اچھا دین چلیے اونے چند و سننے سنگ کو بھی راستہ  
 سے ساتھ لے لینگے۔

پریت چند وایکانت سنگ باتے ہیں۔

پریت چند وایکانت سنگ (راسخے میں سننے سنگ اور اونے چند کو آتے  
 ہوئے دیکھکر) تسلیم جناب۔

اونے چند تسلیم صاحب کہیئے ہم کو ملو اگر کہان کو چل دیئے۔

پیریت چند۔ ہے تو ٹھیک۔ کیہ کا قول ہو کہ بچوں مل کیے کالج ہمارے جیتے  
آؤ۔ لالچ۔ مگر کیسے کیا تجویز کریں۔ آخر سب کا اکٹھا ہونا ضرور ہے۔

ایکانت سنگ۔ تجویز کیا ہے۔ یا تو میدان کے مکان پر علین یا انگوہان بلو ایرن  
پیریت چند۔ اچھا تو بیان ہی بولتے ہیں۔ پرچہ لکھے دیتا ہوں۔

پیریت چند تینوں کے نام ایک دفعہ لکھ کر ملازم کو بھجارتا ہے۔

بدھوا بواہ ملازم (دوڑتا ہوا حاضر آکر) حضور کیا حکم ہے۔

پیریت چند۔ دیکھو یہ پرچہ ہمارا لالہ نے چند دسے سنگ و اگیان خان کے  
پاس بھیجا۔

بدھوا بواہ (ہلکی زبان سے) اچھا۔

پیریت چند۔ کیوں سست کیوں ہو گیا۔

بدھوا بواہ۔ حضور مجھے تھیل میں تو کچھ بندہ نہیں لیکن میری قسمت کی خوبی یا  
شاید اسوجہ سے کہ حضور اس چیز کی قدر دانی اور پرورش فرماتے ہیں یہ سب  
صاحب مجھ سے ملی حد اور قدر سے کاوش۔ کھتے میں اسلئے چپکچپا تا ہوں۔

پیریت چند (قلم لب پر رکھ کر) اوہ بیشک تم ہمارا پیارا ملازم ہے ہم تکو ایسی  
جگہ بھیجنا نہیں چاہتے۔ اچھا دربان کو بھیجا اور جب تک وہ آدے تم درباری کر دے۔

بدھوا بواہ باہر جاتا ہے اور اتفاق سے کہتا ہے کہ بھائی جلدی جاؤ سرکار

بکاتے ہیں۔

اتفاق (انہ آکر) حضور کیا حکم ہے۔

پیریت چند۔ دیکھو جی یہ دفعہ لالہ سنے سنگ و او نے چند و اگیان خان کے پاس



سیرت چند اپنے مکان پر بیٹھا ہے اور ایک انت سنگ آتا ہے  
ایک انت سنگ۔ جناب کو تسلیم

سیرت چند۔ تسلیم آئے آئے آپ سے تو بہت دنوں بعد ملاقات ہوئی  
کیئے آپ کا مزاج شریف۔

ایک انت سنگ۔ یار مزاج دراج کیا یو جھتے ہو اندنوں کو اس مانتہ میں۔ لیکن  
بھگو آپ کی طرف سے حیرت ہو کہ آپ سب طرح مطمئن اور لایرو معلوم ہوتے ہیں۔  
سیرت چند۔ کیوں کیوں۔ یہ کیئے خبر تو ہے۔

ایک انت سنگ۔ کیا محین اطلاع نہیں آئی۔ تو اتھ چند نے جو ناش کی ہے  
آپ نے کیا فکر کیا ہے۔ میرے نزدیک آپ بڑے لایرو معلوم ہوتے ہیں بھائی  
بھے تو ایسا فکر ہو رہا ہے کہ غیرت حور مجینوں میں بھی ل نہیں لگتا۔ کہاں سے  
دینگے اندنوں تو باوا جی ہو رہے ہیں۔ عد ابن الٹی ہیں۔ بھلا کیئے تو کیا صلاح  
سیرت چند۔ یار کہتے تو ہو سچ گراما بوا رہ چند کے یہاں گیارہ کا سامان تھا اسکو  
کاروبار اور ہر وقت کے متراکب ہنے میں مجھ کو کچھ خیال نہیں رہا ورنہ بھلا کہیں ایسی  
مہم غلیم سے بے فکری ہو سکتی ہے۔ لوا چھا پہلے اس ہی کا ستورہ کرتے ہیں۔ بھلا مرگے  
کیا کرنا چاہئے۔

ایک انت سنگ۔ بھائی ہم تو آپ کو اپنا سرگروہ سمجھ کر اسکی چارہ جوئی کے لئے آئے ہیں  
سیرت چند۔ صاحب یہ تو سب آئی مہربانی ہے لیکن پھر بھی اپنی رلے تو ضرور  
دینا چاہئے۔

ایک انت سنگ۔ پھر تو یوں کچھ کہ سب کی راے لیجئے۔

میں بھیجو جو چاہے سو کہنا۔

اگیاں خان - اچھا جی لاؤ اطلاع لکھدین۔

ہوادسن دیتا ہے۔ اگیاں خان وصولیابی سن لکھا اور بیدار سنگ ملازم و  
مسٹر وغلان صاحب لاٹ یادری کی گواہی لکھا کہ سن واپس دینا ہے۔

## سین سوم

اور انتخاص متعلقہ سین ہذا

- |                                          |                                          |
|------------------------------------------|------------------------------------------|
| ۱۔ جبل سنگ۔ معا علیہم اکابطن بچان الا    | ۱۳۔ نذر ۱۔ کانا زوبہ ایکانت سنگ          |
| ۲۔ بدھو الواہ۔ برت چند معا علیہم ملازم   | کی بادی                                  |
| ۳۔ اتفاق۔ برت چند کا دربان               | ۱۴۔ اتریتا                               |
| ۴۔ مایا چار سنگ۔ برت چند کا لڑکا         | ۱۵۔ آسکتا۔ اتریتا کی                     |
| ۵۔ پرانا بھاس۔ برت چند کا وکیل           | عھوٹی ہن                                 |
| ۶۔ معا علیہم کرب کیوں میں                | ۱۶۔ ورنے چند۔ ایکانت سنگ کا وکیل         |
| ۷۔ استیارتھ سنگ۔ پرانا بھاس وکیل کا محرر | ۱۷۔ بھرم تہی۔ سنے سنگ معا علیہ           |
| ۸۔ ائیتی بگم۔ اگیاں خان معا علیہ کی زب   | کی زوبہ                                  |
| ۹۔ غضب خان۔ اگیاں خان کا لڑکا            | ۱۸۔ انا چار سنگ۔ سنے سنگ کا لڑکا         |
| ۱۰۔ ہنسا۔ اگیاں خان کی لڑکی              | ۱۹۔ کلکال چند۔ سنے سنگ کا وکیل           |
| ۱۱۔ ندن سنگ۔                             | ۲۰۔ کشے چند۔ کلکال چند وکیل کا           |
| ۱۲۔ پھیپا سنگ۔ من سنگ کا بڑا بھائی       | ۲۱۔ انا چار سنگ اور چند معا علیہ کا لڑکا |

کلام کو تبدیل کر کے اسلی قدرت کی گھٹاوسے یا ٹرھاوسے۔ اگر کوئی کہے  
کہ خدا کے کلام میں اسطرح یا اسطرح کی بات چاہئے وہ بے موقعہ ٹرٹا رہا ہے  
بکہ خدا کی غاصب سے کون واقف ہے مگر وہ آپ ...

بواد (گھٹا کر دین) تو باہ تو باہ چھی چھی الف لیلہ کی غیوڑوں کو۔ سچ مان  
لین کیسی کو انکی ہی حقیقت کا معلوم ہر مین کب تک ان غیون کی سو گنا  
(آواز سے) حضرت اگیاں خان صاحب !

اگیاں خان۔ یہ کون ہے ؟

بواد۔ جاب من بہب دبر سے میٹھا ہوں اور اب جانا لگتا ہوں ایک آید کے  
نام کا سمن ہے وہ لے لیجے۔

اسلام علی سے کہ بہن دبا نکھا کٹھیر جاؤ اسی دھڑ پور رہا ہے بڑے  
بیودہ ہو۔

بواد آپ نے اس دفعہ کا مصون نہیں دیکھا جس میں نہ لے کی ہر الکھی ہے  
اسلام علی (آنکھیں سرخ کر کے) اس چپ مٹھے رہو بکوت۔

پادری صاحب۔ ذرا ٹھیرے صاحب گرم دست ہو جائے۔ (بواد سے) ہاں  
صاحب کیا سمن ہے ؟

بواد لا اتوار تھ چند نے ناش کی ہے

اسلام علی۔ دیکھو جی ہمارے سنے بھی لالہ لالہ لکنا ہے (تلوار پر ہاتھ رکھ کر)  
کیا ہماری ذرا انقا کہین علی گئی۔

پادری صاحب۔ بھائی صاحب ذرا ٹھیرو یہ گھر کی حکومت بہن لینے گھر

ہے وہاں پر تشریف لیگئے ہیں اور میں بھی وہاں ہی جاتا ہوں۔ کہئے کیا کام ہے؟  
 بواد۔ چلے میں بھی آئیے ہمراہ جلا ہوں۔ لایہ تو ارہہ جہ نے اونہیر نالاش  
 کی ہے اوکی اطلاع لایا ہوں۔

اسلام علی (عصہ میں بھر کر) اوہیر نالاش۔ کیا سچ ہی نالاش کی ہر  
 بواد۔ جی ہاں یکم باج مقرر ہے۔  
 اتنے میں دو نوں گر جا گھر میں بیٹھ گئے۔

اسلام علی (بواد سے) ذرا ٹھیر دو وعظ ختم کرنے پر کچھ کہنا۔  
 بواد لاچار ہو کر بیٹھتا ہے اور وعظ ہوتی ہے۔

اس عزیز انسان پر مرض ہے کہ اپنے ایام مدگی میں گساد کی معافی مانے اور  
 عاقبت بھیر ہونے کی تدبیر کریں۔ اسکے لئے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ کوئی آدمی  
 شریعت کے کاموں سے راستہ نہ گنا سائیگا۔ یعنی کوئی شخص ایسی نیکو کاری  
 سے معتالی کی عدالت میں راستہ بار نہیں ٹھیر سکا کیونکہ خدا صادق القول  
 کی شریعت کے موجب کوئی شخص گناہ سے نہیں بچ سکا ہر اذیس کہی ہی ہم  
 لوگوں کی حقیقی حالت ہر س ہلو کوئی ایسا صائن اور واسطہ بالفرد چاہئے  
 کہ جسے ہم دے تصور اور گسا ہوں کی سرا اپنے اوپر لی اور سنا اور ٹھا  
 چکا ہو۔ ویسا ہی صائن اور واسطہ خداوند عسی سچ ہو لہذا جو کوئی یقین  
 کر کے اُس پر اپنے تئیں بالکل چھوڑ دیوے ادا اپنی راستبازی کے لئے صرف  
 اسکی کامل رہتی ریکہ کرے وہی نجات مزدور پاوے گا۔ پہلے ہی چاہئے کہ جیسے  
 خدا کا کلام ہے ویسا ہی اسکو مان لین۔ مخلوق کا کیا مقدر ہے کہ اس

لواد۔ بہت اچھا۔

ناستک چند (شاگردوں سے) دوستو انوس کی بات ہو کہ جو کرم اودین  
 اور پاپ یا نرک سورگ وغیرہ کے جھکٹے میں پڑ کر اسان ناحق اندریوں کے بٹے  
 کی انواع لذات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ دراصل اگر دیکھئے تو کوئی جیو ہے نہ کرم  
 نہ پت نہ پاپ نہ دوزخ نہ بہشت پھر کیوں ایک محض سودے خام (پر لوک) کے بھروسہ پر  
 کھانا پینا لالچ رنگ اور مجینوں کے وصال کو ترک کریں اور طرفہ یہ کہ مذہبات  
 میں شمار ہوں دیکھو تا ستر میں لکھا ہو کہ اے سندریشی کی دھارک بھجوا عمدہ کام  
 بھوگ کی لذت پیدا کرنے والی شراب پی۔ اور کامودین شکتی کا ایجا دن ہمارا منر کھل  
 کیونکہ یہ رخصی۔ آیت۔ تیج۔ بایو ملکر پتین شکنی پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے۔ جو۔ گڑ وغیرہ  
 سے شراب۔ اور صکت جتنا دکھائی دیتا ہے اتنا ہی ہے نرک یا سورگ کہ میں  
 ہمیں ہی پس ہر طر علی لذات اور خواہشات لطیفہ سے محروم رہنا عجیب اور درجہ  
 اعلیٰ کی جہالت ہے۔

لواد۔ لو صاحب پہلے اطلاع لکھ دیئے۔

ایکانت سنگ۔ مان بہت اچھا۔

ایکانت سنگ سن لیکر اظہار عبادی لکھو وناستک جید اور سوا اچھا چار سنگ  
 کی گواہی کر اگر بوا گو دوا پس دیتا ہے۔ لواد جاتا ہے۔ راسہ میں اسلام علی کو  
 جاتے ہوئے دیکھ کر دیکھتا ہے۔

لواد۔ کیون صاحب آپ کو معلوم ہے حضرت اکیان مان کہان میں گئے ؟

اسلام علی۔ آج کہنی باع کے گرجا میں لاٹ پادری صاحب آئے ہیں اُن کا عووظ

ہے۔ ظاہر مرغ کی ٹوکی مانند اس ہی طرح تمام چیزیں لطفہ غفلت بل  
 جانے والی ہیں۔ جیو یعنی روح بھی ایسے ہی جو اس واسطے کہ نیا الما جیوا اور ہوتا ہے  
 اور اسکے نتیجہ سمجھ گئے والا جیوا اور ہوتا ہے اور جیسے آدھ چین دودھ مٹھائی  
 وغیرہ کھانے لائق ہیں ویسے ہی گوشت ہر اور جیسے دودھ یا بی وغیرہ جیسے  
 کے لئے ہیں دوسری شہ اب بھی ہے کے لائق ہے انہیں کچھ برائی ہیں ہر

بواو۔ صاحب بخود بروگنی ہے لئے گھری بھی ہیں ہر کر آیا ہوں۔ آپ بکھونا ستاک چہ  
 کا بہتہ بتلا دیئے وہاں ہی ملا جاؤں گا

بوو و چند۔ حقیقت میں اب دیر سے آئے ہیں اجا بیٹا سو اچھا یا سگہ جاؤ بچو  
 اپنے ناما صاحب کے مکان پر چھوڑ آؤ۔

بواو۔ و اچھا چار سگہ نامک بندوقے مکان پر جانے ہیں اور یہ ہو ٹکڑ و لون  
 نے سلام کیا اور بیٹھ گئے

ناستاک چند۔ کیسے آئے۔

بواو۔ لالا ایکانت سگہ کے نام کا ایک سن ہو۔ یہ کہکس سن ایکانت سگہ کو دیتا ہو۔  
 ناستاک چند۔ (ایکانت سگہ سے) کیا کسی نے ناست کی ہے؟

ایکانت سگہ جی مان وہ میں نہیں۔ لالہ تو اتھ چند انگوناش کا شوق ہوا ہو۔

ناستاک چند۔ بھائی۔ لوگ بڑے بیوقوف ہیں۔ نہیں سمجھتے کہ رویہ اگر کسی کے پاس

موجود ہو تو ناست کیوں کر ادا سے اور سچ یو چھو ناست ستر بر دھ حاکم ہو گئے۔ یہ سب جھگڑے

دہی کرتے ہیں۔ خیر دیکھا جاویگا۔ ٹوکیا ہے (بواو سے) بھائی ذرا ٹھیر جاؤ اپدیش ختم

ہونے پر اطلاع لکھ دیگے۔

اِس نے چند اطلاعیائی تحریر کر کے اور سانگھیں بند و مادان سنگھ اپنے ملازم اردلی کی گواہی کر کر بواؤ کو واپس دیتا ہے۔

بواؤ (حسن واپس لیکر) اگیان نان کا یہ کیا ہے ؟

اُونے چند۔ اگیان خان کو ابھی کہنی بانگے گرجا میں جھوڑا آباہوں۔

بواؤ جاتا ہے اور بودھ سنگھ کی کوٹھی پر پہونچ کر دور سے سلام کر نیکی بوس

یو جھتا ہے کہ یہاں لالہ اچانت سنگھ بھی ہیں۔

بودھ سنگھ (گردن اوٹھا کر) بھیا ابھی تو تھے اور اب پھر آیا جاتے ہیں شاید

بھائی ناسنگ چند کے یہاں بلے گئے ہوں۔ اُکا دل بوہر دت یہاں ہی رہتا ہے

مگر بھائی صاحب کا بھی اشتیاق بہت کچھ ہے اکثر وہاں بھی بلے جاتے ہیں ذرا

بیٹھ جائے

بواؤ دھڑکیا بودھ سنگھ شامہ کا مطالعہ کرنا ہے۔

”جگت میں یرتیک درت جین جین بن د سہ درت کو اُچھا ہوا سوہنیں

کو یرایت ہوتے۔ پرکتس دیب سکھائی مائیں اوہم سنستو جین بھائی

میں جیو بھی اس اسی ہے اس واسطے کرتا اور ہے جھوگتا دوسرا ہے اور

مانس بھی جیسے اور سو دو۔ مٹھائی آدک کھانکے لئے ہیں ویسی ہی ہے

اور ایسا ہی شراب بھی دو دھ یا یا لی لی مانس یہی کے لئے ہے۔ امین کچھ تو

ہیں ہے“

ترجمہ

دنیا میں ہر ایک چیر لفظ غلط دوسری چیز کو پیدا کرتی ہوئی خود فنا ہوتی جاتی

کھنڈ نے مین کتنا پاپ ہوتا ہے۔

عورت - مہاراج میرے ہاتھ بہت غلیظ ہو رہے ہیں پنا دھوئے کیسے ہاتھ لگا دوں  
سفید پوش - ارے ٹورکھ سیرٹشہ صی اچھی ہے باا ہنا معلوم ہوتا ہے کہ تو  
اشنان بھی بہت کیا کرتی ہوگی۔ اشنان کرنے میں مہاراج پاپ ہوتا ہے۔ ہم  
تجکو ایدیس کرتے ہیں کہ اشنان کرنا بالکل تیاگ دے کہو کر اس میں بہت جیوؤں  
کا گھات ہوتا ہے اور ہکو بیاس لگی ہے جو کچھ بزینوں کا دھوون رکھا ہو تو لاؤ  
عورت - مہاراج مجھے تو ایسا پانی آپکو ملاتے جسے گھن آتی ہے کہو تو اچھا  
پانی لاؤں پر ہاتھ دھوئے بغیر کیسے لاؤں

سفید پوش - اچھا تو ہم تیرے یہاں آ رہے ہیں لینے۔ تو بڑی ماری ہے  
اور عیسیٰ

بوادیہ تمام باتیں سن کر اپنے دل میں کہتا ہے کہ یہ شخص بوڑھا غلبہ ہے اسنی  
سر جینگین کو بھی مات کر دیا۔ پھر ظاہر میں کہتا ہے۔  
بواد - اچی مہاراج سنسے سنگ کا پتہ بھی کچھ معلوم ہے۔

سفید پوش - بھائی وہ تو ہمارے ادیا سے مین لینکے سیدھے مین چلے جاؤ۔  
بواد ادیا سے مین جاتا ہے اور سنسے سنگ کو سمن دیتا ہے۔ سنسے سنگ اٹھتا ہے  
لکھکر منتر پڑھاؤ جنر سنگ کے دھنڈا کر کر بواد کو دیتا ہے اور بواد جاتا ہے۔

بواد (لوٹکر) کیون جی بھر ہے اوسے تیند کہاں لینکے ؟  
سنسے سنگ - بھائی اول تو سا کھیہ پند کے یہاں ورنہ کا یا پلٹ سنگ کے مکان پر۔  
بواد سا کھیہ پند کے مکان پر جاتا ہے اور وہاں پر اوسے تیند کو سمن دیتا ہے۔



پریت چند من پھیل لکھو اور درود سگد باغبان و تعصب سنگد کی واسوت  
وہاں موجود تھے گواہی کر اگر میرا سی کو دیتا ہے اور میرا سی جاتا ہے۔ اور راستہ میں  
ایک شخص سفید پوش آراستہ صورت کھڑا دن پر بیٹھ ہاتھ میں کرندل لئے ہے  
کو ایک اشراق کے گھر میں جاتا ہوا دیکھ کر معلوم کا پتہ دریافت کرنے کے لئے  
لے کے یاس جاتا ہے۔

سفید پوش (اندراجا مستورات سے) دھرم بردھ  
مستورات (کھڑے ہو کر اور ہاتھ جوڑ کر) مہاراج تیری جی کچھ بھون تو اسوت ہے  
نہیں۔ پر ماکھن تو رکھا ہے دودن کا ہو گیا ہے۔  
سفید پوش (غوشی سے) اچھا ہی لاؤ۔

عورت (میرانی سے) مہاراج کیا ماکھن بتی بھی کھاتے ہیں۔ دیکھو بھگوتی سوت  
میں یہ لکھا ہے کہ ماکھن میں بیچ اندھی جیویدہ ہوتے اور مرتے رہتے ہیں۔  
سفید پوش (خاموکر) ہاے ہاے اس ہی واسطے تو کہا ہے کہ عورتوں کے  
روبروت ستر ٹھنایا اپڈیش دینا بھی نہیں چاہئے اور عورتوں کو ٹیڑھا تو کدایہ  
نہیں چاہیے یہ تمہارا ساڑھنے کا ہی کارن ہے جو بھگوشردھان نہیں ہے اور تیری پر  
بھی دوش لگاتی ہے۔ ارے ماکھن ماکھن کھانے میں یا بتی کو کیسے ہو سکتا ہے  
اسکو تو گرہستی لے دیا ہے۔

عورت - اچھا مہاراج جو آپ کہیں سوسی سچ ماکھن لاتی ہوں۔  
یہ کہہ کر وہ ماکھن لائے واسطے ہاتھ دھوئے کو طیار ہوئی کہ عورت تو شخص بول اٹھا  
سفید پوش - ارے یہ کیا کرنی ہے ہاتھ مت دھونا تو نہیں جانتی کہ پانی کے

یا گیک چند۔ شاید ایسا ہو۔ اچھا دیکھو میا رہنک پر شادا کو اپنے چچا کے  
باغیچہ میں پہنچا دو۔ وہاں دونوں ہونگے۔

ہنک پر شادا بوا دچرا اسی کو لیکر جاتا ہے اور باغیچہ میں ہریت چند اور آریہ چند  
دونوں بیٹھے ہیں

بوا داسن لار ہریت چند کے ہاتھ میں دیکر، لیجئے ایک آب کے نام کا سن ہے  
ہریت چند سن کو چڑھ کر تنجھ بوتل ہے اور آریہ چند اونکے چہرے پر افسوس کے  
آثار دیکھ کر پوچھتا ہے۔

آریہ چند کیا ہے؟ کیسا سن ہے؟  
ہریت چند کچھ نہیں بتواتھ چند نے تسک کی ناس کر ہی ہے۔  
آریہ چند۔ کیا بتواتھ چند کو اس قدر حوصلہ ہو گیا کہ آپ پر نالش کی ہے۔ اوّل تو  
آپ نے اپنے حصہ کا روپیہ ہی کیوں نہ ادا کر دیا جو یہ جھگڑا ہی نہ ہوتا۔

ہریت چند۔ بھائی دیدین تو سب کچھ گرانہ لون تو کورے باوا جی ہو رہے  
ہیں۔ بے کسے پاس۔

آریہ چند۔ حیر گر اس قدر حیرانی اور افسوس کی کیا بات ہے۔ اب اگر جھگڑا ہے تو جھگڑا  
ہی ہے ہمارے سب شاگردوں میں بہت اتفاق ہے اور سب آپکے نمک پروردہ  
ہیں اور صدراعظمی صاحب سے بھی ہنسنے دم ڈال ہی رکھی ہے گو وہ شاید حکومت کے  
گھمنہ میں کچھ خیال سا نہیں کرتے۔ لیکن کچھ آنکھوں کا لحاظ ضرور کریں ہی گے۔ مگر  
ذرا ہن انصاف پسند جو کچھ دل میں آتا ہے سو ہی کرتے ہیں۔ خیر دیکھا جا رہا ہے اس پر  
اطلاع تو لکھ ہیجئے۔

ہوا۔ اور یہ سیرت چند وغیرہ کہاں ملینگے۔  
 وٹھے سنگ۔ سیرت چند کو تو میں ابھی یا ایک چند کے مکان پر چھوڑ آیا ہوں جہاں  
 ملے جائے۔

لواد جاتا ہے اور یا ایک حید کے یاس پہنچ کر کہتا ہے۔

لواد یہاں لالہ سیرت چند آئے تھے کہاں ہیں ؟  
 یا ایک چند۔ بھٹا ابھی تو اوٹھا گئے ہیں۔ کچھ آجکل ہمارے چاراد بھائی لالہ  
 آریہ حیدیر زادہ کرم ہے۔ عائد وہاں ہی گئے ہوں گے۔

لواد کون آپ کے اور تو بہت زیادہ ہریان تھے  
 یا ایک چند۔ بیشک مگر بھائی نرم جانتے نہیں کہ آجکل زمانہ ہی کچھ ایسا ہے۔  
 اولیٰ اولیٰ نو بھٹا صاحب نے اور اوٹھون نے بھی ہماری خوب رودنس کی لیکن  
 اب دونوں ہماری بھگتی یہ آمادہ ہیں دنیا بھائی انکے تو بھوکو باد کہا کہنے میں کہہ دیتا  
 میں حیوانات کا بلانا جائز نہیں حالانکہ وہ یہ کہ چند احکام اس بارہ میں مستثنیٰ  
 و معروف ہیں اور انکے گرو سوامی دباند جی نے بھی اپنی مصنفہ کتاب سیا بھجی کا  
 طبع اول میں اسکو جائز رکھا تھا۔

ہوا۔ خیر اچھا جی یہ بتلاؤ کہ وہ کہاں ملینگے میں تو اس سے واضح بھی نہیں۔  
 یا ایک چند۔ کیوں ! بھائی صاحب تو آپ کا بہت کچھ دم بھرتے ہیں۔ ہر  
 وقت آپ کو یاد کیا کرتے ہیں۔

ہوا۔ یہ بیشک میں بھی سنتا ہوں لیکن دراصل وہ مجھ کو نہیں پہچانتے اور میں  
 انکو نہیں جانتا میرے نام کا کوئی اونٹن نہیں ہوگا۔

۱۳- کایا پٹ سنگہ - ونے چند ماعلیکا

ایک ہم عیس

۱۵- ساکھ چند - ونے چند کا دورا

ہم عیس

۱۶- نادان سنگہ - ونے چند کا لازم علی

۱۷- اسلام علی - اگیان خان ماعلیکا

بڑا بھائی

۱۸- بیدر سنگہ - اگیان خان

کا لازم

۱۹- مہر و رملان - لاٹ یوری

۲۰- سن کے گواہ

۲۱- سن کے گواہ

۲۲- سن کے گواہ

۲۳- سن کے گواہ

۲۴- سن کے گواہ

۲۵- سن کے گواہ

۲۶- سن کے گواہ

۲۷- سن کے گواہ

۲۸- سن کے گواہ

۲۹- سن کے گواہ

۳۰- سن کے گواہ

۶- یا ایک چند

۷- آریہ چند - یا ایک چند کا

۸- ہنسک پر شاو - یا ایک جد کا بیٹا

۹- دُرو بود سنگہ - بیری چند کی

۱۰- تعصب سنگہ - قلیل سن کے گواہ

۱۱- سفید پوش - ایک تہی سنے سنگہ

۱۲- سنٹر پریشاد - سنے سنگہ کی تہل

۱۳- جُشر سنگہ - سن کے گواہ

۱۴- سن کے گواہ

۱۵- سن کے گواہ

۱۶- سن کے گواہ

۱۷- سن کے گواہ

۱۸- سن کے گواہ

۱۹- سن کے گواہ

۲۰- سن کے گواہ

۲۱- سن کے گواہ

۲۲- سن کے گواہ

۲۳- سن کے گواہ

۲۴- سن کے گواہ

۲۵- سن کے گواہ

بو اڈیرا سی کا سن کی قلیل کرنا

اول ہی حیرا سی لالا ایکا نٹ سنگہ کے مکان پر آوارہ دیتا ہے

بو اڈ (آوارہ بند) لالا ایکا نٹ سنگہ صاحب -

کا منا (ایکا نٹ سنگہ کی روح) بیٹا شے سنگہ دیکھو کوئی تمہارے لالا کو آواز

دیتا ہے -

وشے سنگہ (اندر سے) کون ہے بھائی !

بو اڈ - سرکاری حیرا سی سن ہے ایک ایکا نٹ سنگہ کے نام کا -

وشے سنگہ (باہر آکر اور سن دیکھو) او - بے ایمان نے ناش کی ہے !

اچھا جی - لالہ - لالا بودھ سنگہ کی کوٹھی پر بیٹے یا ناستک چند کے مکان پر -

سود میں ادا نہیں کیا بلکہ ہر طرہ کی بخش و اذیت مدعی پر آمادہ ہے چنانچہ  
۳۰۔ نومبر ۱۹۵۷ء روز طلب خیر و انکار مدعا علیہم سے بنا و قیمت امد و عدد

عدالت کے پیدا ہوئی۔ لہذا مدعی مستدعی و ادوسی ذیل کا ہے۔

ڈگری مبلغ <sup>۱۲۳۳۲</sup> ۵۹۹ اصل و مبلغ <sup>۶۰۰۰</sup> ۱۲۳۳۲ سود کل مبلغ <sup>۱۲۳۳۲</sup> ۱۲۳۳۲ کی

مجت مدعی بنام مدعا علیہم موسود دوران و آئندہ و خرچہ عدالت اس بیان سے  
صادر فرمائی جاوے کہ مدعا علیہم مذکور کل زیر مطالبہ اندر رعایت عدالت کے ادا  
کریں در صورت خلاف ورزی کے جاہد و مکفول یا ایک کافی جزو اسکا تیلام  
کرایا جاوے۔

تا حد علم و یقین میرے مصون و عید غوثی کا مدوسی توارتھ چند مدعی  
صیح و درست ہو توارتھ چند مدعی الرقوم یکم دسمبر ۱۹۵۷ء

بانو پران چند بعد کرنے اپنے دستخط کے عرصہ عوسے کو عدالت میں داخل کرتے  
ہیں۔ رز نے مضمون عدالت میں بنام مدعا علیہم جاری کرتا ہے۔ تو ادھر اسی واسطے  
تفصیل کے لیکر جاتا ہے۔

## بہین دوم

آؤر اشخاص متعلقین ہذا

- |                                         |                                        |
|-----------------------------------------|----------------------------------------|
| ۱۔ گامنا۔ ایکانت سنگد مدعا علیہ کی زوجہ | ۴۔ ناسیکت چند۔ بودہ سنگد کا بیٹا       |
| ۲۔ ویشے سنگد۔ ایکانت سنگد کا بیٹا       | ۵۔ بھالی و ایکانت سنگد کا دوسرا بیٹا   |
| ۳۔ بودہ سنگد۔ ایکانت سنگد کا            | ۵۔ سو اچھا چار سنگد۔ بودہ سنگد کا بیٹا |
| ایک ہم مجلس                             |                                        |

ایکانت سنگد کی بیوی کے گامنا



بجلی جانتے ہیں وہ روپیہ سے قطعی جواب دیتے ہیں اب کیا کریں۔ کثیر رقم کا معاملہ ہے چپ ہو کر بیٹھا نہیں جاتا۔ بلکہ صاحب الکا دھمکتے ہیں۔  
 پیرماٹ چند۔ دستاویز ہے آپ کے پاس؟  
 ستو اتر تھ چند۔ مان لایا تو ہوں۔  
 پیرماٹ چند۔ تو فکر کیا ہے لائے ابھی نائش دایر کر دوں۔ خود روپیہ دینگے نہیں جاید اوٹیلام ہو جاوے گی۔

ستو اتر تھ چند مسک بہ سے نکال کر دیتا ہے اور پیرماٹ چند ٹھہرتا ہے  
 ہکسنے سگوریت چند وایکات سگڑا ولے چند  
 اکیاں خان سیران ہما سوہنگ تو مود پد سی تھیں  
 جو کہ ہے بلے یا مجھ را یا مجھو یا جس روپیہ کو آ، جسے بلے دوہرا  
 عیتر روپیہ معلومین یا س سے لا تو اتر تھ چند سیر لال ایکات چند  
 قوم ستارک ساکن ضلع نجات کر کے نقد بلو قرض لئے میں لہنا اتر  
 کرتے ہیں کہ سفان مذکور عند الطلب سود حساب فیصدی اکثر  
 اموار سی کے دایں مذکور کو ادا کر گئے اور نادا سے ملے امداد کو کے  
 درو بست نماید و عزت و توقیر انی و اتم موضع شیر لود کی مطالبہ  
 تنگ ہد امین کھول و مسعوف کر ہے کسی دوسرے جگہ  
 انتقال اسکا نہیں کر گئے۔ لہذا یہ جید کلمہ بطریق تنگ لکھ کر

الذکر  
 پیر چند  
 ایکات چند  
 اولے چند  
 اکیان خان  
 مری

یکم اگست ۱۹۱۷ء

# سین اول

اشخاص نامک متعلقہ سین ہذا

- |                                   |                                         |
|-----------------------------------|-----------------------------------------|
| ۱۔ ستوار تھ چند۔ مدعی             | ۱۰۔ ستنے سنگ                            |
| ۲۔ انیکانت چند۔ مدعی کا باپ       | ۱۱۔ سیریت چند                           |
| ۳۔ بنشمارک۔ مدعی کی قوم           | ۱۲۔ انیکانت سنگ                         |
| ۴۔ ستپار تھ گز عرف بجات نگر۔ مدعی | ۱۳۔ اوٹنے چند                           |
| کی عات سکون                       | ۱۴۔ اگیان خان                           |
| ۵۔ پیراٹ چند۔ وکیل مدعی           | ۱۵۔ مہاموہ سنگ۔ مدعا علیہم کا باپ       |
| ۶۔ برگیان سنگ۔ وکیل مدعی کا عذر   | ۱۶۔ خود پسندی۔ مدعا علیہم کی قوم        |
| ۷۔ فرضی مل مہاجن                  | ۱۷۔ مٹھیات گز۔ مدعا علیہم کی جائے سکونت |
| ۸۔ طبغراو خان پھیان               | ۱۸۔ بواؤ۔ عدالت کا چراسی۔ قسبل          |
| ۹۔ بڑنے۔ منعم عدالت               | سمن کر نبوالا                           |

احاطہ عدالت میں بابو پراٹ چند وکیل کے پاس

تتوار تھ چند مدعی معہ بیک چند بیٹھا ہے

تتوار تھ چند۔ بابو جی اور باتین تو ہون سو ہون گرانڈ لون ایک نیا گز پریش ہے اسکی نو کچھ تدبیر کیجئے۔

پیراٹ چند۔ کیا ہے ؟

تتوار تھ چند۔ جناب میں وہ جو ستنے سنگ و سیریت چند وغیرہ کا زمرہ ہے جنکو آپ



# المیشیات ناشک نامک

حصہ اول  
مسنفیت کتب اسلوب تہذیب

## خلاصہ کتاب

لالہ شہزادہ چند نے اپنے قرضہ کی ناش بنام سنئے سنگو و پیر چند  
و اچانک سنگو و آونے چند و اکیان خان مدعا علیہم بعد الت منشی  
پریشک چند جج محنت معرفت بابو پیر مان چند بی اے۔ ایل و ایل بی  
وکیل و ابر کی اور پیر مانج مدعا علیہم نے ملک سے طرز سے معرفت بابو پرانا بھاسن  
و غیرہ و گلاس کے علیہ علیہ جوابدہی کی عدالت نے بعد تحقیقات اور با حاشہ و غور  
کامل کے دعوی مدعی کو ڈگری کیا جسکی کل کارروائی کی نقل حروف بحرف ہدیہ ناظرین  
سے ذیل میں ملاحظہ فرمادین۔

## تہذیب

یہ صاحب دکان بیکار ہے ایک مہراں بیوی یا پھر سور مہمان صاحب کھل جھٹک کر  
 لاؤ شوق رائے صاحب میں قصبہ کو پہنچے سہارنپور کی عزت ملک بھدر سنگھ صاحب  
 دیکھتے تھیں کی خبر ملی کہ وہ سیکی خوشی اور خوشی کے قصبے سے اصر کر سادھی مرگ ہو گیا  
 کا احتمال ہو۔ بدخوب میرے ایک صاحب لاہور میں گئے جگہ اسیر آباد کیا ہے کہیں  
 اسکو اپنے دوستوں اور جولو نصف خراجوں پر تقسیم کر دیں اور اساطیرن و شاقین کو  
 خایہ ہو چکا ہوں اور اپنے کو اس قدر شادمانی کی ناقوانی کے صدمہ سے بجا کون۔ اگر چہ  
 دوسرا مہراں عقل چند فرما تا ہے کہ اسے بیوقوف یہ کیا خیال محال ہی یہ نعمت تو یہی  
 لا زوال بالکمال ہو کہ اگر ایک عمر بھی اسکے تقسیم کرنے کی کوشش کیجاوے تا چلے  
 میں سے جب بھر بھی کھانا آگ میں باغ لگانا ہے۔ گر ساتھ ہی اسکے انکی یہ بھی ہو  
 اور تاکید ہے کہ بھر ایسے ذخیرہ بے پایاں اور بضاعت فیض رساں کی سبب بیفایت  
 سے لگانا اور نیز لگانا کو بھی محروم رکھنا شرط مرداگی اور فرض انسانگی داغ نامی ہو کہ سون  
 دور ہے اور شاست لاثانی دلیات و بے ایمانی میں داخل ضرور پس بہر حال میں  
 ایسے خزانہ بے بہا اور معدن لا انتہا کو بند لید اس ناقص تحریر کے سر دست لٹا دینا ہی  
 بہر اور انب سبھتا ہوں خواہ میرے صاحب اول کی رائے معقول ہو اور حجت  
 اور خواہ مہراں ثانی کا فرما نا بجا ہو اور دھرت۔ لہذا اب ناظرین قدر دان اور شاقین  
 سخن دان کی خدمت پارکت میں بعد غزوہ و نیا دگر زارش انداز تجاہے اور انکی ہر گناہ  
 رعائمانہ نظر سے امید کامل ہو کہ اس بچہ بچہ میں کی ناقص تقریری اور عبارت کی  
 تا ترسانی وغیرہ کی شکایت کو واکداشت فرما کر اصل مطلب بے غرضانہ کو بشرط بند  
 قبول فرماویگے جبکہ کے خلاف۔ اور اگر کسی موقع پر سہو سے ناواستہ کوئی لفظ  
 یا کہ یہ لگا کر متن عبارت میں جو جانا ہے (واقع ہوا ہو تو اسکو مجا ذمیری آزادانہ  
 تحریر کے متروک سمجھیں گے اور صاف۔ جینا کہ کوئی طفل اسنی تو ملی زبان میں کسی  
 معنون ضروری سے آگاہ کہے تو اسکا طرز کلام اور ناہنجاری علیٰ حق و ترک بھی علیٰ حق  
 اور ناقابل یادداشت۔ اور جیسا کہ کسی غریب لگانا کا صدق دل سے پیش کیا ہے صاحب  
 میثیت یا کہ جو صاحب قدر و فن کے نزدیک فضیلت شہا ہو کہ ہے اور صاحب کی نقل  
 وغیرہ برکتے وغیرہ کا ناقص قائل واکداشت۔  
 اراختم۔ محمد آفرین صاحب قلم صاحب کمال صاحب کمال صاحب کمال صاحب کمال

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

مستندات کے لئے ایک مجموعہ  
پیش کیا گیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين

کتابخانه عمومی مسجد جامع کربلا

[illegible][illegible]

مجلس العلماء ورجال الدين في القاهرة  
التي كانت قد اجتمعت في 15/1/1924

THE UNIVERSITY OF CHICAGO PRESS

لے ہمراہ باغیچہ



خزین

516

چون باغی

[illegible]

کیکین مگر کیا مجال کہ کسی اعضا جسم کو حرکت بھی دے مہارانی کیت تھی ادا راجہ پر ہلا دجی  
 آنکھوں میں آنسو ڈبڈبایا ہے میں اپنے گت جگر گوسینہ سے لگا لگا کر اوریشانی جو دم چوم کر  
 محبت آنیر الفاظ سے مخاطب ہوتے ہیں مگر سب بے سود۔ اس وقت جبکہ سب لوگ اپنی  
 اپنی تدابیر میں عاجز آکر فکر و درد میں گرفتار کھڑے تھے اور اُنکے اُترے ہوئے چہرہ پر پائی  
 کی علامات صاف عیاں ہو رہی تھیں کہ عین وقت پر راجہ پریتی سورہ والی ہنور دپ  
 بھی راجہ پر ہلا دکی ٹھپی دیکھتے ہی اپنے تیز رفتار بیان میں سوار ہو کر اور اپنے چند ہمراہیوں  
 کو ساتھ لئے ہوئے پت لگا کر ان لوگوں میں آ شامل ہوا۔ راجہ پر ہلا د کو مناسب تعذیم دیکر  
 اور یوں مانجے کی یہ کیفیت دیکھ کر اُسکے قریب کو بڑھا اور سب کو ایک طرف ہٹا کر اُسکے  
 کان میں آہستہ سے معلوم کیا کہ کیا کہنا اُد کی پیشانی پر کچھ سرت کے آثار نمودار ہیں  
 آنکھیں کھول کر پریتی سورہ کی طرف کو دیکھا۔ سب کی بیاں اس سے بدل گئی اور حاضرین  
 میں سے سب کا چہرہ خوش و خرم نظر آنے لگا۔ سب کے سب راجہ پریتی سورہ کی اس  
 معجزہ کامیابی پر اسکی طرف حیرت انگیز شکر گزار گاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ پون ابھی  
 کے ہفتنا پر جب اُسنے انجمن کے بل جانے اور اسکو اپنے مکان پر لیجا کر اُسکے ہینہکا  
 بلند اقبال فرزند کی تہنیت تولد کرنے وغیرہ کی ساری داستان بالآخر سنائی  
 تو سب حاضرین مارے خوشی کے پھولے جام میں نہ ملے۔ ملک کیت تھی اور راجہ پر ہلا د  
 کی شکر گزار آنکھوں سے خوشی کے آنسو گرنے لگے اور ہر طرف سے نعرہ خوشی بلند ہوا۔  
 اس وقت سب کی ماسے پہلے ہنور دپ کے چلنے کی قرار پائی اور سب کے سب راجہ پریتی سورہ  
 کے ہمراہ ہماں میں سوار ہو کر اوس طرف کو چلے گئے فقط

حصہ دوم تمام ہوا

ہے یا حبال باری سے مل سہانے میں کٹ باقی ہے۔ چنانچہ شانہ ارادہ یوں لہجے کی ساری رات  
 بھی کبھی تو اپنی محبوبہ کی ناحق سروائی کے خیال میں اور کبھی امیر گزرنے والے ریخ و صدون  
 کی یاد آوری سے یحییٰ بن ہونے میں گزری۔ سہائے اب ایک ایک کر کے سب غروب  
 ہو چکے تھے اور طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کی شعاعیں باریکی شب کو دور کرتی ہوئیں ہر چار  
 طرف بھٹکتی جا رہی تھیں کہ کیا ایک ایک جانب سوجہ آدمیوں کا گردہ جسکے گرد آلود حیران  
 پر کچھ پریشانی دکھلا سٹ کے آنا نمایاں نہ ہو دور ہی سے امر کو جرات تھی کو دکھلا کر یہ جی سے  
 سیدہ اسطفا کو بڑھا اور قریب آ کر ان سب کی یحییٰ نگاہوں نے نہ معلوم کیا دیکھ لیا کہ  
 ہا ایک کے اتنے ہیے۔ رزرد چہرہ یا یکدم مہرخی کی جھلک نمودار ہونے لگی۔ اگلے آگے کو بڑھ  
 ہو سہاروان اور اٹھ اٹھ کر کسی ایک ہی مرکز پر پڑتی ہوئی نگاہوں سے معلوم ہوتا تھا کہ  
 یہ لوگ یوں لہجے کے یاس پہنچنے کے خواہشمند ہیں۔ مگر باقی کو کھلا ہوا انداز کس دکھل  
 اسے۔ سہائے تیر گئے۔ یہ لوگ اور آگے بڑھنے سے روکے اور خوف سے دور ہی کھڑے  
 رہے۔ یہ اٹھیں افسران و مدد مان شاہی کا گردہ تھا جنہیں راجہ پر ہلا دینے پرست کے  
 کہنے سے یوں لہجے کے یاس کو چیلے ہی سے روانہ کر دیا تھا مگر ان لوگوں نے جب بتائے  
 ہوئے پتے پر یوں آئے کو نیا یا تو راتوں رات اسکی نکالتا جس جوین گھومتے گھومے اب اسکا  
 نشان یا کر یہاں تک یہ ہو تھی اس وقت ہانچا نکا سورغل شکر گاہا۔ زور و شور سے  
 گرجتا چلکھا رتا ہوا انکی طرف کو جھپٹا اور سب کو ڈور ہٹا لے آئے یاس آکھڑا ہوا۔ ان  
 سب کی بڑھی ہوئی سمیتیں آگے بڑھنے سے یہی ہی ٹوٹ گئیں اور سب کے سب دور ہی کھڑے  
 دیکھتے تھے۔ تھوڑی سی دیر میں خبر ملنے ہی راجہ کی سواری بھی آ پہنچی۔ افسران فوجی نے  
 اپنی دانشدہانہ تدابیر سے ہاتھی کو قابو میں کیا۔ لوگ آگے بڑھ کر یوں لہجے کے قریب پہنچے  
 جو آٹھس بندہ لکے ثبت کی طرح بحیر و حرکت مٹھا ہوا کسی خیال میں کچھ ایسا نہ تھا کہ کسی  
 طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا آٹھسین کھو کر دیکھنے اور نہ سے بولنے کے لئے سو سوتیلے



سلطنت کے نام ایک فرمان اس مضمون کا جاری کرو کہ شخص کمین سے انجانا بیتہ لگا کر لاسکا  
او کو تمام شانہ عزتوں اور اعلیٰ تہذیبی انصون اور تہذیبی غلعتوں سے سزاوارتہ میں  
امدولت کی طرف سے کوئی کسر اٹھانے کی جائیگی۔ نہ صرف اسبابی بلکہ اینجانا بیتہ کیلئے  
او کی اس فاداری کے مضمون ہینگے اور نیز تمام جھوٹے بڑے راجگان کو جسے ہمارا کچھ بھی تعلق  
دوسا نہ یا رشتہ داری وغیرہ کا ہے ایک ایک جھٹی لکھ کر اس مقام سے آگاہی دو اور لکھ کر اسے  
اس کام میں اپنی اپنی امداد دیکر مکہ مضمون منت کریں۔

راجہ کا حکم دیتے ہی تعمیل حکم لگائی اور اب مہرمان و چھپیان لے لیکر قریب کے مقامات کو بارہ صحر  
سے نیز قراگھوڑوں کے سوا اور دور کے مقامات کو سق قرا سوائی رتھ (دھان) روانہ ہو گئے  
اور راجہ پدما اور اکیس سلطنت کو ہمارا لیکر بہت کے ساتھ ہٹن کو روانہ ہوا یہاں پر  
نے یوں آنے کو چھوڑا تھا۔

## اکیسواں باب

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر بخواست  
آخر آمد پس پر وہ نقت یہ پدید

رات کے آخری حصہ کا وہ سہانا سہانا وقت ہے جبکہ نیتیم کی ٹھنڈی ٹھنڈی سنات  
بیغل دنیا دار لوگ تو اور بھی اینڈا اینڈا کر سوتے ہیں مگر جو لوگ اس روح افراقت کی طاہری باطنی  
نویسوں سے کچھ بھی واقف ہیں یا جسکے دل عداے دین کی بنیاد بنا بات سے کچھ بھی موثر ہو سکتا  
وہ اس ہش بہاقت کو عنیب جاکر فوراً آنکھیں ملے سے اٹھ جیتے ہیں اور جو بدقیقی کی یاد  
میں اپنے اپنے عقائد پر ہی کے موافق کچھ نہ کچھ دیر کیلئے غرور صرف ہو جاتے ہیں بلکہ جنہوں نے  
دنیا کی آفتوں کو دل سے نکال کر حصول معرفت کیلئے گوتہ گزنی اختیار کر لی ہو یا جو اپنے کسی محبوب  
کے مراقب میں ہمیں ہو کر جنہوں نے پھر تہ میں ادھکا تو کچھ حال ہی بنو چھپے۔ اونسے تو منید کی  
مخاری تاک بھی کو سون دور بھاگ جاتی ہے۔ انکی ساری رات یا تو مراقبہ و مستغرق میں گذرتی



پرسہست۔ حضور نہیں آئے میں مجھ کو تھا۔ بھندا و نمون نے مجھ ہی کو میان بھیجا اور نہ میں گزرتھا نہ چھوڑتا۔ انکا دل آ کی طرف سے کچھ رنجیدہ بھی معلوم ہوتا ہے۔

مہارانی۔ بیشک رنجیدہ ہوگا مگر جو کچھ سننے کیا وہ جان بوجھ کر نہیں کیا۔ انجنے کے معاملہ میں جو خفیہ راز تو نے ظاہر کیا ہے اسکا ہم گمان بھی کیسے خیال میں بھلا کب پیدا ہو سکتا تھا۔ پرسہست۔ خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ اب اس یوی کی تلاش کیلئے جسے الامکان جلد کوشش ہونی چاہئے نشانہ زدہ نہیں کیا ہے کہ اگر اس معصوم ناکردہ گناہ کا پتہ نہ چلا تو میں گھر جا کر مصروف دیکھا گیا مہارانی (اس عہد کو سنکر اور اپنے اسٹڈے سے کلیجہ کو تھا کر) ہا! میں ابھا گئی اگر جنتی ہوتی تو اس نزدوش کو کیوں دوش لگاتی۔ ہا! میں اوس سی کو دوش لگا کر نکال دینے میں اتنی جلدی کرتی تو آج کچھ سخت کے نصیب بکال اپنے پیارے بیٹے کے منہ سے کھلنے والے ایسے جگر داس عہد کو کیوں سنتے۔ ہا! کیا سخت عہد ہے جس کے سننے سے کلیجہ پھٹا جاتا ہے بیشک میں نے جو کچھ کیا ہے سو جیسے سمجھ کیا۔ مجھ کو پانچ گھنٹے کے دایرے نے تاک انتظار کرنا چاہئے تھا۔ ....

راجہ (تسکین دہ آواز میں) اتنی غمگین کیوں ہوتی ہو۔ انجن کا یہ تھلا لینا کون مشکل کام ہے جہاں کہیں ہوگی بہت جلدیتہ لگا جائیگا۔ اس ناکردہ گناہ کو گنہگار ٹھہرا کر سوا کرنا اور شہر سے نکال دینے کی ضرورت بیشک ایک بھاری گناہ کا بوجھ ہماری گردن پر ہے جس کے پاداش میں جو کچھ رخ درمقابل ہوگا وہ ٹھلے ٹرن کم میں نیتی شاستروں میں لکھا ہے کہ ہر گنہگاروں کے گناہ معاف کر دینے میں راجہ کو اتنا پاپ نہیں لگتا جتنا کسی ایک ناکردہ گناہ کو لایمی و بھی گنہگار ٹھہرانے میں لگتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ سوچنا ہمیں اور تمہیں اس وقت چاہئے تھا جب اس کا وقت تھا۔ اب پچھتانے اور رنجیدہ ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ اتنا اسکی تلاش ہی کی جلد کر سونی چاہئے سو میں کرتا ہوں۔

راجہ (وزیر سے مخاطب ہو کر) کاغذ قلم ہاتھ میں لو اور اس وقت قلم عہدہ داران و سرور ان متعلقہ

سہوئی اور اسی اور بڑبڑاتی ہوئی آنکھوں میں جھلکتے ہوئے آنسوؤں کے قطرے بج رہی تھی  
 ہے تھے سارے دربار میں اسوقت سناٹا چھا رہا تھا۔ راجہ کی گردن کے سیدھی نیچے کو جھکی ہوئی  
 تھی اور اسکا پیر لال لال کسی خیال میں مستغرق تھا کہ کیا ایک سارے درباریوں کی نگاہیں  
 اوپر کو اٹھیں اور ایک دم کے سب کسی آنیولے کی تعظیم کیلئے دست بستہ مودب کھڑے ہو گئے  
 راجہ نے نظر اٹھا کر لکڑا کیت تھی کو چند خواصوں کے دربار میں آتے ہوئے دیکھا۔ اور مناسب  
 تعظیم کو بائیں جانب سنگھاسن پر جگہ دی۔ اسوقت راجہ کا حکم پاتے ہی دربار عام برسات  
 کیا گیا۔ صرف چند خاص خاص امرا و درباریوں سے راجہ کو کچھ مشورہ لینا تھا باقی رہ گئے یہاں لانی  
 نے سنگھاسن پر ہونے اور فرزند ہار پرست سے یوں خطاب کیا۔

مہارانی (کسیقد اور اسی سے) بہت۔ انجند کے بابے میں جو تو نے واعبات میں کیا نہ بھل گیا ہے  
 پرست بیشک حضور غلام کیا بادشاہوں کے روبرو غلط بیانی کی جرأت کر سکتا ہے۔

مہارانی۔ مہنے ابھی بھی آیا کسی کی زبانی معلوم میں سنا تھا۔ سکر سخت فانسوں ہوا۔  
 اسکی ناحق سوائی اور ہمارے ہی ہاتھوں مصیبت میں گرفتار ہونے پر ہلکے صرف بج رہی ہے  
 بلکہ اپنے لئے سخت پشیمانی بھی ہے (پون انجو کمار کو زندہ کھیرا) اور یوں انجے کو کہاں جھوٹا۔

پرست۔ ماما جی انکی کیفیت آپ کچھ نہ چھین میں ہی حالت ہے۔ جسوقت سے اونکو کانوں  
 اس وقت آج یوی کی بنامی کے ساتھ کالے جھانکی خبر ہوئی ہے اسی دم سے چھین میں  
 آج تیسرا روز ہو گیا کہ اسکی تلاش میں جنگل میں ہمارے چھان ڈالے مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ آخر مجبور  
 ہو کر مجھ حضور میں اطلاع کرنیکے لئے روانہ کیا کہ ہمارا بھی اس ناکردہ گناہ پر رحم کھا کر اسکا  
 پتہ چلانے میں کوشش فرمائیں

مہارانی۔ اسی حالت میں تو نے اسے تنہا کیوں چھوڑا۔ یہاں چھان کیا ساتھ ہی لانا تھا۔

پرہست (دست بستہ) حضور بحالت مجبوری اسکی وجہ بھی یہ غلام ابھی عرض کر گیا۔ جو کچھ التماس کیا جا چکا ہے پہلے اسکے لکھو ملدی کیجئے۔

راجہ (چند متمتع خدمت افسران و خدام کو پون کمار کے پاس خود اچیلے جانیکا حکم دیکر) اچھا اب اسرا حال مفصل سناؤ۔

پرہست حضور کو اس خادمہ (ضعیف خادمہ کی طرف اشارہ کر کے) سے غالباً کچھ حال معلوم ہوا ہی ہو گا۔

راجہ۔ ہاں ہاں اسوقت اسی سے باز پرس ہو رہی تھی کہ خوش قسمتی سے تم آ پہنچے مگر معصل حال اس سے کچھ نہیں نکلا اور اس کمبخت نے پہلے سے ہی ہیکو اطلاع دی۔ اب تم اس راز کو صاف صاف کھولو۔ ہم اب اس سے اہل دربار اس ضعیف کی باتوں پر سخت حیرت آمیز فکر و دین غلطانہ بیجاں ہیں۔

پرہست نے راجہ کے ہنفا پر یوں انجے کمار کے مان مروور سے انجنکے محل پر لوٹ کر آنے اور شب باش ہونے لیکر اسوقت تک کی ساری کیفیت مفصل سنا کر انجنکا کیسی کا پورا یقین راجہ کو دلایا اور ثابت کر دیا کہ اس معصوم کے دہن عصمت پر ناحق رسوائی کا داغ لگایا گیا اور اسکے ساتھ سخت برجمی کا بتاؤ کیا گیا ہے۔ اس ساری کیفیت کو سنا کر آخری فقرہ جو پرہست کی زبان سے ایک اندھناک لہجہ میں نکلا وہ یہی تھا کہ ”اے ہمارا راجہ اگر آپ کو اپنی راجہ کی جان عزیز ہے تو اب توقف نہ کرنا کیجئے۔ معصوم انجنکا کی تلاش میں کمر بستہ ہو کر اپنی جان لڑا دیجئے۔ ورنہ شاہزادہ صاحب کی زندگی خالی از خطرہ سمجھیے۔“

پرہست کی زبان سے اس مہل واقعہ کو سنا کر انجنکا کی ناحق رسوائی سے راجہ درجہ اہل دربار کے دلوں پر جو تاسف آمیز اور افسوسناک اثر پیدا ہوا اسکا پتہ ان سب کے چہروں پر چھائی

کے آثار نمایان ہیں۔ ایک ضعیف خادمہ راجہ کے سامنے دست بستہ کھڑی ہے اور اس سے کچھ باز پرس ہو رہی ہے۔

راجہ (خادمہ سے کچھ باز پرس کر نیلے بعد وزیر کی طرف مخاطب ہو کر) اس خادمہ کے بیان سے جہاں تک قیاس کام دیتا ہے وہی ہے کہ دو دنوں اسی شب کو ہند پور کو گئے۔ اسلئے سیونٹ ایک .....

راجہ وزیر سے یہیں تک کہنے پایا تھا کہ وہاں نے پرست کے انکی اطلاع دی اجازت پاتے ہی پرست حضوری میں حاضر ہوا اور زمین خدمت چوکر آ اب بجالایا اور ادب سے دست بستہ کھڑا ہو گیا۔

راجہ (پرست سے مخاطب ہو کر) خیریت؟

پرست (سر جھکا کر) حضور کے اقبال سے

راجہ پون لہجے کو کہاں چھوڑا اور زمین روز سے غایب کہاں تھے؟

پرست (غملین آواز سے) ہمارا کچھ پوچھیے۔ کنو صاحب سخت یرشانی و مصیبت میں گرفتار ہیں۔

راجہ (گجراہٹ سے) کیوں کیوں۔ خیر تو ہے کیا ہوا۔ کہو تو۔

پرست۔ حضور قبل اسکے کہ زمین اٹکی بابت فصل کیفیت سناؤں ایک

ضروری التماس ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضور سیدم اس مقام پر (بیتاباک) چند معتدالہ زمیں سرداران و خدمتگاران کو شہزادہ صاحب کے پاس روانہ فرادین میں انہیں تنہا چھوڑ آیا ہوں۔

راجہ (چونک کر) مابین تنہا چھوڑا جنگل میں!

۲۰  
اور پھر بہت ہی بوس

برخی بن کچھ ٹراہی اور اس ہو ہو کر اپنا منہ چھپاے لیتا تھا۔ اور پھر بہت ہی بوس  
 دکر اُن پرندوں کی طرف دیکھنے لگا جو دن بھر کے تھکے ہوئے غول باندھ باندھ کر  
 اوڑھ رہے اور اپنی لمبی بن زبانی کی ناساز گاریوں کی یہ معلوم کیا کیا شکایتیں کرتے  
 تھے اپنے اپنے آتش یا نون کی طرت کو جاتے تھے۔ شام کی تاریکی اس کے گرد آلود چہرہ  
 پر جھاگئی اور اس کے دل پر اور بھی وحشت خیز اثر پیدا کرنے لگی۔ ہانچی سے اوتر کر اس  
 سنان بگل کے ایک گوشہ میں یہ نفرش زمین پر پڑھ گیا اور ہاتھی سے یوں منجلیا ہوا  
 یوں انجے رہا بالکل مایوس ہو کر اور تھکاد وغیرہ سب زمین پر پھینک کر "اُمرو گوجر"  
 جاؤ۔ تم اب مجھ بھیت زدہ کے پاس رہ کر کیا کرو گے۔ جاؤ جاؤ۔ جہاں بھاراجی جا ہی  
 رہو۔ آج سے تم آزاد ہو۔ دیکھو اس سانے سے والی مدی کے کناے کناے کیا  
 سہانا اور گھنا بن ہے۔ وہاں جا کر طرح طرح کے برگ ہائے سبر بخون کھاؤ وہاں  
 تھنیوں کے گروہ کے گروہ میں اونکے سرتاج بنکر رہو اور اُن ہی میں بکوعین سے آزاد  
 زندگی بسر کرو۔ عقل مند اور وفادار جانور نے اپنے آگے مایوس چہرہ کی طرف دیکھا  
 اور بچی نگاہ کے خاموش کھڑا رہا۔ کہیں ادھر ادھر نہ بنا۔

## بیسواں باب

بلاخورد و تامل کسی کام کے کر بیٹھے سے اکثر بھیتا ناہی پڑتا ہے  
 کہ تعجیل کا ریشیا طلین بود

شام کا وقت ہے اور راجہ پر ملا دکار دربار آج غلات معمول اس وقت تک لگا ہوا ہے  
 تمام وزراء و اُمرا اور اہل دربار کے چہروں پر کچھ اُداسی اور کچھ حیرت آمیز فکر مندی

بدلہ نکالتی ہوگی۔ ہاں ہاں بیشک میں تمہارا خطا وارہوں۔ ضرور میں نے تمہارے نازک  
 دل کو بہت دنوں تک دکھایا تھا۔ مگر یہ وقت بدلنے کا نہیں ہی۔ اور نہ ہی نکو ایسا  
 کرنا چاہئے۔ ہاے افسوس! نکو ذرا ترس نہیں آتا۔ دیکھو تمہارے حق میں بھی سید بڑا  
 نازک وقت ہے میں جانتا ہوں کہ تیریں بڑی معیتیں گزری ہیں حکماہلی باعث میں ہی  
 کبخت ہوں۔ سیری جان میں نکو اب ایسی معیتوں میں زیادہ نہیں دیکھ سکتا۔ بسنت<sup>۱</sup>  
 کیا تو بھی مرگئی کہ جواب تک نہیں دیتی کبھی جنگل کے درختوں اور چھوٹوں سے  
 مخاطب ہو کر کہتا ہے "اے تارکے اونچی اونچی درختو۔ کہیں تم نے نو میری اس بیاری بے  
 لیے گیسوؤں والی نازیں کو نہیں دیکھا جب کا تمہارا جیسا درازو سیدھا دے ہے۔ اور  
 نرگس کے پھولو۔ تمہاری جیسی آنکھوں والی میری محبوبہ تمہاری نگاہوں کے سامنے ہو کر  
 تو نہیں گزری۔ اے اشوک کے درخت۔ تیرا نام اشوک ہے۔ تو ضرور میرے شوک (عظم)  
 کو دور کر گیا۔ بتا کہ میری وہ خزاں حشیم محبوبہ کہ مر لو گئی ہے۔ ارے لے گلاب کے دل لچکا  
 والے پھولو۔ سنو تو۔ تم جیسے خساروں والی اس میری رلقا کا جسکی عصمت بڑا حق جیت  
 دگایا گیا ہے نکو کچھ پتہ معلوم ہے؟ اے ننہ بند کلیو۔ تم ہی ذرا ننہ کھو لکر کچھ بولو۔ تمہاری طرح  
 جسے بھی کچھ بولنا نہیں آتا بھولی بھولی جسکی صورت ہے۔ اور او سکی ایک خواہش بسنت<sup>۲</sup>  
 اس کے ہمراہ ہے۔ اتنا یہ دیا اب تو کچھ کہو۔ ہاے کوئی جواب تک نہیں دیتا سبب  
 خاموش کیا سب ہی نے ایک کر لیا ہے۔ اے مجنونانہ جوش میں پون لے اے طرح کی بہن  
 کرتا ہو کچھ دور چل گیا۔ مگر ہون سے سولے ماہوسی ہی ایوسی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ آخر  
 تلاش کرتا ہوا ایک مجھو تار تہ نامی میں میں ہو چکا جہاں پہونچ کر اسکی نگاہ اس دن بھر پر پنا  
 دسر گردان پھر کر ڈوبتے ہوئے آفتاب کے اترے ہوئے چہرہ کی طرٹ کو اٹھ گئی جو غفقت کی

ہر چار طرف پناہ ڈھونڈتی ہوئیں زمین پر اگر کچھ عجیب میتابی کے ساتھ گر ہی تھیں مگر جب  
 تمازت آفتاب سے یہاں بھی انھیں چین نہ ملتا تھا تو ماہی بے آب کی طرح زریب تر پڑ کر  
 اُن ہر سے ہرے گنجان و رفتون میں حاکر چھپ ہی تھیں جنکے سایہ میں راہ چلتے سامر اس لہر  
 دھوپ کی علیلا بٹ اور پلتی ہوئی ٹوٹوں سے بچنے کے لئے دو جا رکھنے کو ٹھہر جاتے ہیں  
 کپوں لگرنے اپنا ہاتھی اس ٹرسے دفت کیطرن کو پڑھایا جسکے نیچے ٹھہرے کو اوسکا  
 دوست اشارہ کر گیا تھا ہاتھی سے اتر کر ادھر ہر پرہتے ہوئے سید کو روٹال سے  
 پونجیکا دم مھر کے لئے بیٹھ گیا۔ اگر یہ ان دفتون کی گھنی جھانوں اسوقت کی کڑی  
 دھوپ کی جلتی ہوئی ستا عوان اور بادِ موسوم کے چلتے ہوئے گرم گرم جھوکوں کے سے  
 ہوؤں کو تسکین دینے کے لئے آسمان سے کم تھیں مگر ہمارے شاہزادہ یوں انجے  
 کے چین ل کو جوانی بان سے زیدہ یاری دارانی رشتہ میں ہونا کامیابی ہی کا ثبوت  
 دیکھتا تھا۔ اچھی آرام و تسکین دیکھ کر درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ کچھ دیر تک کسی ل  
 میں مجبور ہوا اور پھر معلوم اسکے جس دلبین کیا تھا کہ ایک ایک کلمہ ادا اور ہاتھی پر  
 ہو کر پھر اپنی چچی دادا دعویت تاب مجبور کی جستجوں میں آگم ہوگا اسوقت اسکے دل  
 کی بڑھی ہوئی بیچینی پہلے سے بھی کچھ فی رتھی۔ پریشان ہو ہوا اور ہر ادھر تلاش  
 کرتا ہوا ہر چاروں ٹنگا میں دوڑاتا تھا کبھی میتابی کے بڑھے ہوئے جوس میں متوجس  
 ہو کر اونچی آواز سے پکار کر کہتا ”یار ی او میری یاری تو کہاں ہے کہ کرو نہ اٹھ اٹھ گیا  
 کہاں کو رگٹی ہو۔ اگر کہیں دفتون کی آڑ میں چھپ ہی ہو تو بول اٹھو۔ کسی کھوہ  
 میں جا بیٹھی ہو تو کل آؤ“ کبھی کہتا ”بس بس اب زیادہ تنگ کر دو دیکھو میں نے  
 تمہیں دیکھ لیا ہے۔ بس اب آ جاؤ۔ بہت ہو لیا۔ آہ تم اسی ریرم ہو گئیں ستا بہ

تم آوت پور جا کر سہارے والہ زبرگہ کو یہ سب ماجرا سننا اور دن سے کہو کہ جب تک اس بیگنا عصمت و عفت کی دیوی کا یہ کہیں نہ چل جائیگا مجھے کھانا پینا مکہ حرام ہے۔ آپ بھی ہیوقت سے اسکی تلاش میں سرگرم ہو جائیے ورنہ اسکی جان کے ساتھ اپنے عزیز فرزند کی جان کی بھی امد چھوڑ بیٹھے۔ جاؤ پرست اب دیر نہ کرو۔ کس نہ کرو تردد میں پڑ گئے۔ تم کچھ سوچ نہ کرو۔ میں نکو اسی مقام کے گرد نواح میں مل جائیگا جلد انھیں مطلع کر کے واپس آ جاؤ۔

پرست پون کما کو ایسے سنان جنگل میں تنہا بیٹھ کر الگ ہونے سے پہلے تو کہی قدر سر کا کر آخر کار مہاراجہ پرہلا کو اس ماجرے سے آگاہ کر دیا یہی مصلحت مانکر اور پون کما سے یہ کہہ کر کہ اچھا آپ اتنے اس سانس، امین جانب الی کونج میں (ہاتھ کے اشارے سے) تاکر اس ٹہ سے سایہ دار درخت کے نیچے قیام کیئے یہاں سے کہیں ادھر ادھر نہ جاؤ۔ میں انھیں اطلاع دیکر جلد لوٹ کر آتا ہوں، آدیت یور کی طرف کو چل دیا۔

اسوقت ٹھیک دوپہری کا وقت ہو چکا تھا دھوپ کی تیزی اپنا زور دکھانے لگی تھی سیاہ کے سور کی ادھر ادھر پھیلنے والی کرین مارے گرمی کے آسمان سے بھاگ بھاگ کر

پیرن دیوتا کو خوش کر دو رہنومان کو آتیرا دو رہنے ایسا ہی کیا۔ رہنومان جی طرح طرح کے کھیل کود کرنے لگے کبھی زمین سے آسمان پر اور آسمان سے زمین پر آتے کبھی ہوا اور سوچ کے پاس جا کر دل بہلاتے بستاروں کو کھلونا جا کر کھڑکھڑاتے اور گاہے چاند کو زبان سے چاٹنے لگتے اور شل ٹکے کے کرہ باد میں تماشے کرتے . . . . . وغیرہ وغیرہ۔



بہر کیف مجھ اب اونکی وہ گلاب سی پیاری پیاری صورت دیکھنا نصیب ہوتی  
نہیں معلوم پڑتی۔ (رنگ کر امدول میں کچھ سوچ کر) اچھا۔ سنو بہت جاؤ

کلام آشتی لکھ زبان سے ہوئے سب یوں تار نہٹ گئے

(۴) خلاصہ سیکشنامی ایک ہندی ماہواری رسالہ جلد ۳ نمبر ۳ بابت ماہ یون ۱۹۵۵  
مطوعہ مطبعہ منبع العلوم متھرا سے۔

سندرون کارا جیسی کسیری شیوجی کا بھگت جیو دیپ کے پکیش نامی کھنڈیر بود باش  
آتا تھا۔ ایک روز اوسکی زہ جہاننی سولہ سنگار کئے بیٹھی تھی کہ یہ شخص نامی پون دیوتا  
نے اوسکے جسم میں گھس کر اسے مارا کیا بعد دس ماہ کے تولد فرزند ہوا۔ یعنی اوسے سنبھال  
یہ سکی اسلئے زمین پر گر گیا۔ زمین دھسک گئی اور یہاں چوہو رہو گیا۔ اسکا نام سنبھان  
رکھا۔ بچے سے جب سنبھان جی نے سوچ کو دیکھا تو اسے پکا پھل جا کر اوسکی طرف لینے  
کو اچھلے۔ راہ میں راہو کو دیکھا تو سوچ کو چھوڑ کر اسکی طرف دوڑے۔ راہو بھاگا تب  
سنبھان جی نے نہایت شور و خروش کے ساتھ کھڑکی ماری جس سے ہر سہ عالم کے  
دیوتا گھبرائے۔ جب اندر دیکھنے آئے۔ تو اعلیٰ طرف بھی منہ بھارت کر دوڑے۔ اندر نے بھرت  
رضی کر کے زمین پر گرا دیا۔ چونکہ اندر نے اسکا مان ہنا یعنی غرور توڑا اسلئے اسکا نام سنبھان  
رکھا گیا۔ پون دیو نے فرزند کو مر دہ جان کر عجز رازی کرنے لگا۔ اہستہ ہی کو یاد کیا ستیو جی  
نے فوراً آکر اسکو دلاسا دی کہ اسکا مارنیوالا کوئی نہیں۔ تو بھی ایسا سانس روک لے  
جس سے سب دیوتا سچمن ہو جائیں گے۔ اوسنے ایسا ہی کیا۔ تب سب دیوتا ملکر شیو  
جی کے پاس پہونچے۔ شیو جی نے کہا کہ وہ تو ہمارا انس ہوتے اسے کیوں مارا۔ تم سب جا کر

خیال فاسد سے باز ہر ماقبت سنوارنے کی فکر میں ممکن ہے کہ تارک الدنیا ہی سنگینی  
ہوں اور گوشہ گزینی اختیار کر کے یاد حق میں اپنے کو محو کر لیا ہو۔ کچھ ہی ہوا ہو۔

<p>اودو حرب ظلم مرت کاٹنا مال اُسی ساعت براؤ شننا کی دکھا کر صورت و سوا من اذوہ ہوئی خلقت غریق قلزم غم ہر اک تھا خیر غم سے دل لگا ہوے جیسے طیور و مرغ وہاں عرض سب دیوتا ملکر لہو دیا سر لجابت سے دکھا بالطفیق یون جی نے خود کبھی حلائی ہوئی حاصل چہاں کو تادی ہوے جاری امور دیوئی ہجوم دیوتا نے بادل سنا سوز ہو کوئی حربہ نذق مین غرض خوش ہو کے آئیں شریک کسی نے دی دعاے کامرانی کسی نے بل دیا اور صحت کون</p>	<p>یون جی صوت آتش ہولال کشش کی سرسبز بادبلی سے جا ارمین دامن کوہ لین کے روک لیے سے رکاوٹ رہی طاقت۔ دم لپے کی ہوا جہاں تھا غرقا بحر ماہی سرکھسار یہ پہنچے یون یاں کیا داب ادب سے عدل نصیر رہائی دی صبا کہ چارنا جا رہا ملاسب کو حلال زندگانی ہوے پھر سیت محالاک و قوی ہوں سیکے کہا تب آفرین باد بڑھے زور و توانائی بدن مین ہر اک نے دی دعا اپنی حرکت کس نے دی حیات جاودانی عطا کی سخت سنگینی بدن کو</p>
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

زندگی سے بیزار ہو کر کیا عجب کہ کسی کنوے جھیل تالاب یا دریا ہی میں اپنی جان بیزار  
گنو کر قفسِ پاک کیا ہو۔ یا شاید دل میں کچھ نیکی سمائی ہو تو اس دوزخِ نصیب کے لئے

گر ارش کی براونکتہ دانی	عدا بخشو۔ فرط ہرمانی
خود کی بھی شکلِ فرزندِ بکر بند	ہوئیں وہ محو حیرانی دمِ چند
غلابِ مہنسِ ان تھی جو صفت	ہوئی آئینہ دل پر کدویت
کہا بارے کہ اے فرزندِ دانا	نظر جو سرخِ مہیل آئے وہ کھانا
نومنتِ صبحِ دانا انِ حق میں	طلوعِ ہر تھا رنگِ تنقہ میں
یکایک ساعِ حرّاتِ جھپکا	ہوا دھوکا لیس کو لالِ مہیل کا
سرگِ شعلہ آتش وہ لیکے	کئے گردون یہ مرقِ آسائے پرکے
لیا جہِ جہت ان کو دہس میں	چماٹل یہ دہ چرخِ کہس میں
ادھیر اچھا گیا بنی سما پر	رہیں وطنہ تحت السرا پر
ہجومِ دیوتا شہنشاہِ تھاپیں	خلل تھا کار و مارِ دیوی میں
جو دیکھا شور و غلِ مالائے فلک	سری سُریت ہوئے از غیبِ بک
جو مارا بکرِ بھنگی کے نن پر	یڑا وہ ناگہان یا وہ دقن پر
دقن کج ہو گئی ضربِ گراں سے	گر سے فرشِ رہیں بر آسمان سے
پڑا تھا یہ دہِ ظلمتِ جو ہر سو	پریشاں تھا ہر اک ماسدِ گیسو
برگردنِ رو جو ہوتا ہے رہِ لال	کھلا بادِ دیوتاؤں نے لائے نواں
طینِ صلح و آئینِ سخن سے	مٹھرایا مہِ تارماں کو دہن سے

غالباً ایسا ہی ہوا ہوگا۔ ورنہ اتنا کھو بنے پراننگ کیون پتہ چل جاتا۔ یا اپنے ہاتھ  
رہو اسوہ لے اور پیارے باپ بھائی اور ماں تک سے نرا اور پانے پر مار سے غیرت کے

<p>             ہو دیکھا شب نے وہ حسنِ لارام              بلا نقدِ قتل صورتِ نس              جنابِ بش جی نے شکر اکر              ز بس تمہا دل میں جوشِ عقلِ نگر              بہا پانی میں لعلِ بے بہا وہ              مہک قطرہ کی لیکن چادر سو تھی              بہا قطرہ غرضِ رو بہا سے              روانِ قرب اس بہادر گویے ہو              حفاظتِ انجی سے کی تھی ہر چند              پیالہ چٹا دیوار کی راہ              رہا گو ہر وہ آغوشِ مدد میں              جو گندہ اہمہ معمولی نقصا کار              عیان چہرہ سے آثارِ کرامت              مگر جل سے جو بہر قطرہ تر              ہوئی شرکتِ مصباحِ شستِ ابراہیم              پیشِ انجی فرطِ طرب سے           </p>	<p>             گھٹا جوشِ شکیبائی بڑھا کام              بہا بیاختہ تخمِ نقدِ نس              لیا قطرہ کو اک رنگِ شحریر              اسے صوڑا یاں چپشہ گنگ              درخشان سرسبز مثلِ سہا وہ              کہ کو سون غبر سارا کی بوتلی              ہوا باہم عروسِ دعا سے              مکانِ انجی تک بہ کے یہو نجا              مگر حسرتِ بصیرت ہو گئی بند              گستاخِ مقدس منہ میں ناگاہ              فروغِ ہر تھا بیتِ اشرف میں              ہوئی شوا انجی نندن نمودار              طراوتِ بخشِ گلزارِ کرامت              گیا منہ میں بزورِ بادِ مرمر              پون پتر اس سب سے ہو گیا نام              ٹھکا یا سہ کو آئینِ ادب سے           </p>
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

سارا چھان مارا مگر اس پلیدی کا نشان تک کہیں نہ ملا۔ اُن ! پیدا سے دوست  
مجھے خوف ہے کہ کہیں اس بھیا ناک جنگل میں کوئی وحشی درندہ انھیں نہ کھل گیا ہو

مری تکتو تکتو جھکو ہے تری چاہ	شل سچ ہے کہ دکھو لے ہوا راہ
بے بدل رین سخن آگاہ کشہ	کہ دلہارا دلہارا راہ باشد
کرے کیا کوئی گرد و دل جوئی	نہیں دُخلِ کلامِ عہتِ ضعی
مجھے غمِ صحتِ شبِ سوختہ ہے	نقطِ ناچِ او کا منظورِ نظر ہے
سُرتین و سر یہ رکھنا رسو ہے	وہ گاتے ہیں عجب مدد کرتے
وہی مدد کھائے کہ کوئی او	مطمیع حکمِ ہون اسکی بہ طور
کہا اگر ہے ہی مرضی نو لو خیر	وہی گت مانتا ہوں کچھ سیر
وہ ناری سے خاک میں پھیلا	کہ سبِ نذرینہ انعام بھولا
رکھا ہاتھ اپنا جب فرق پڑا	تو حکمِ گر طرہ اسے شرمین
دکھا کہ بکشن اعلیٰ عجائب	ہوئے خود فتنہ نظرونِ سو غائب
حرامانِ برسرِ کھسار پہنچے	قریبِ شبِ سیکِ فتار پہنچے
گشتِ سرگزشت اپنی سنائی	شبِ قدرتِ کامل دکھائی
کہا تب نے براہِ عقل فرسگ	مجھے وہ اک نظر دکھائے رنگ
وہی صورتِ وہی موٹھ لٹا	وہی تیوہ وہی جیتوں ہی نا
جنابِ لٹن نے بداد ہی سوچ	شعلِ صبح سے بھکی ڈر گئی دھو
دکھایا غاضبِ تانان کا یر تو	بزمِ شمعِ برپتی نے دی تو

عما تون کو بھی کھوج یا جنگی ٹوٹی پھوٹی اینٹوں اور شکستہ پتھروں سے سوائے  
سرت ہی صحت شکیستی نظر آئے کے کچھ دکھائی نہ دیا۔ اور آہ! یہ جنگل و بیابان بھی

عروس دعا ہو جس سے تسخیر  
ہلے وہ جسے سر میں سکھوں ہم  
تال گوشتِ خاطر سے ہے دو  
نہ سمجھے ہونے والی ہو کوئی سیر  
شراب خود پسند ہے ہوت  
کروں شہجو کے سپر آرائش  
سائے آرزو سے سب لہوا  
ہر نگہ سایہ شہجو بڑھاوہ  
ہوئے مانند بومحرا سے غایب  
روان تھا صورت یک لہو  
کبھی نہ کبھی بامین کبھی شیر  
سیر آسا گلِ مطلب کو تولوں  
چھپے جا کر میانِ دامن کوہ  
کہ شہجو دستِ رحمت سے دینگ  
خزانِ سامنے دشمن کے پہنچے  
کہا ہنکر کہ اسے دے صفت آرا

خیال آیا کہ اب کیجیے وہ تدبیر  
سدا شیو سے گذشتِ کلی  
سدا شیو میں جو بھولے تھہرے  
کمالِ ہربانی سے کہا خیر  
قبول آرزو سے وہ زبردست  
خیال آیا ہی بہرِ نالیش  
رکھوں ہر دم سری گوری گوار  
زبس تھا نورِ نعت پر چڑھاوہ  
خود دیکھا تبت نے یہ حالِ بجا  
جدھر تھے نسلِ قدرت جلوہ گر  
زبس آمادہ شہر تھا جفا کش  
یہ تھا دلیں سراسر قدس کو بھیوں  
سدا شیو جی بعد دسواں  
جنابِ بشت نے دیکھا جو رنگ  
سری گوری کی صورت بن کے چپو  
ادا سے کر کے ابرو کا اشارہ

کے جھنڈے سر جھکائے خاموش کھڑے تھے اور نیچی نگاہیں کئے کبھی کبھی ایک دوسرے سے اشارے دکھائیے۔ باتیں کر رہے تھے۔ اون کھنڈروں اور گری پڑی پڑانی

ہیں جا کر کما جیتے گنگ  
ریاضت کی۔ آئین سعادت  
نہ مکمل یک مصرعہ کا گزرتھا  
جیسا مہر بہایت الشوقین  
سیان جسم خاکی صوبتین  
نیا تا طایر عقل رسا نسل  
نہ آتا تھا بھر کی طہ میں  
اویں رو رہن سوتین قطرہ آب  
مگر کب ہونے والی مات مذہب  
ہر وقت نقش بستانی یسین کب  
سراسر راہ نعت سے درپوش  
دیئے کرشن کہا برآ فرین باد  
خوشی سے دعاے دل طلب کہ  
انیس و ہدم و دلوخواہ تہجہ  
لگا دی عشق نہ سینہ میں آتش  
نہایت قلم دل میں ہوئی چاہ

رہیں تھی اپنی دریائے فرہنگ  
بنایا اک مکان بہر عبادت  
بطاہر بہر جان سے مگر تھا  
ہیں مثل گہر بطن صدق میں  
ہیں نہ اوسین یکدہ وہ دنیا  
نہ خدا دان سایہ حور شد کا دخل  
فقط اک رو رہن محض تھا در میں  
نہ فرط تشنگی ہوتین جو تباب  
یہ سچ ہے لاکھ تدبیر و خرد ہو  
بشم ہر چند تدبیرین کر کرب  
کوئی را چھس تھا بسما جھٹکا  
سہ استیو کی بند و دل حکمی باد  
بیان اس مخالفتی کا سبب کہ  
سری گوری محی تمین تہجہ  
فروغ حسن گوری رہوش  
ہو آشفق گوری وہ مدخواہ





پون آنجے (ایوسا دلہجے) دوست۔ اب کہیں تیرے لگنے کی امید نہیں رہتی۔  
جہاں تہاں سبھی جگہ ڈھیلے صاحبزادے لگے ہیں تیرے نہیں اُن کھوٹوں اور

ہم کہتا ہوں جو بن کا پر کا شوبہ اسے سب سنو۔ ایسے کثرت اور اچھی گھڑی  
 میں دیول بالترجمہ لیتے جیسے اکارتک بدی ۱۲ شیخ مار کے دن تمہارا جہم ہوا ہے (یون  
 کے بردان سے پتلے دیر سے تم آتے ہو۔) اقصا پون نے رن دیا ہاتھ سے سیرت کا  
 اور کہا تم ہر سماں بی ہو گے۔ تمہارے آتے ہو سے دونوں استری پیش شک  
 ان رس میں بہا رتے تھے ایک سے مانا کی گود میں تم دودھ پیسے تھے۔ برات کال کے  
 رکت رن شورہ کو دیکھ کر پڑے کہ اکاش میں اچھل گئے۔ شورہ کے پڑنے کو ہانچھیا  
 دوڑے تب اندر لے کر دھار بھرا۔ بھگتے ہی ہاں برجی موہت ہو سو جھپٹا ہے  
 تب یون نے کر دودھ رس، یو کی گت نہا دی۔ ایدہ کر کے یون نے مالو کی رکت  
 لی جس سے ثرت تر یو کی ہاں کل ہو گئی۔ تب دیوتا گبر کر تب جی کی اشت کرنے لگے۔  
 اس سے تب جی ہوئے۔ دھیر دھرا واداس مت ہو۔ سب ملکر یون دیوتا کے یاس یو۔  
 شیو ہمارا اند آد دیوتا سب یون کے پڑ آئے۔ تمہارے تیر شورہ کے گت پڑنے کو  
 گئے ایک تو اپرا، اہ کیا دھیر سے تم یون کی گت روک دی۔ بالو کو تیاگ دو تو سب  
 کے پران رہیں۔ دیوتاؤں کی سند بانی سن کر یون دیو ہوئے۔ امر احیت سب کی  
 سمندر ابا میرا تیر ہو۔ ہے دیو تو۔ یہ ہر دو۔ رام کے مھکت اور اگلے کنٹ رہے ہمارا میرا  
 تیر ہو۔ ہے دیوتا وید بردو۔ تب دیوتا ہوئے ہی ہو گا (برجی ہوئے تمہارا تیر تجربی ہو گا  
 اور میری شکستی بھی انکو نہیں سہا پے گی۔ اگنی دیو نے اگنی سے اندرے بھرے ابھی۔ یا ہاں

آج یوڈے دوروز گنڈ چکے ہیں مگر ستہ نثارو آخرو ہر اسان ہو کر پرست سے بچا  
ہو کر کہنے لگے۔

ہما چل ریب کے پاس تیج دھان کشیپ رتی ت۔ اُیراوت کی سمان ایک ہاتھی بانو  
کٹھن بیلج ہی جان رتی کے سٹھ دھڑا او سے دھکڑ رتی ڈر گئے بچے کے ارے مھاگ  
نہ کے چرن ستمل ہو گئے کیتیری نام۔ یہ سوسلی تمہارے یتا میں کے راماتھے سو  
ہاتھی دیکھ کر سٹن پکارا دھکڑ۔ ہے کہی راج ہم آپی شرن ہن۔ برسوں کا دھکڑ  
مین بڑی دیا ہوئی شرت بنا تمہارے دورے۔ کیتیری اوس ہاتھی سے اٹنے لگے ۱۱۔ اتنے  
ایک گھون مار دوں۔ انت پکڑو تھویری پھٹا دیا۔ وہ ہاتھی گھو۔ ہکا مکرین تھی مین گرا۔  
تب سٹن بڑے برتن ہو یا کر تمہارے یتا کاٹل دیکھ کر می نے آتیش دیا کہ ہے ہر اس پالک  
کہی راج جو میں صا دے سو ہر ایک۔ نہ سو ی کو پیرس ماکر کیتیری ہاتھ جوڑ بونے۔ ہتہ  
سکون! آو آپ میرے اویرین ہو تو رت سمان لی میر دیئے۔ یہا ہی ہو گا تہا کہہ رتی  
پیلے گئے۔ اب اگلا جرتو جو اسوسو۔ ماما مھاری سنی اجنی تھی جکا اپار روپ رتی سے آتم  
تھا۔ سول سنا کر بناے پر بن کے تھکڑا بجی۔ سیتل مد شگندھ یون کی سو مھا کھکڑ  
سٹن میں پرین ہو چل رہا تھا۔ یون دیو دیکھ کر موت ہوئے۔ جیرا اڑا کر بھا دیر گھ کر بھوایا تھی  
ہیں۔ دیکھ کر تیری ماما کو کر دھ بڑھا میرا سے شاپ دینے لگی۔ یون نے بیٹھے سوسے کہانیا  
ست دو پہلے بات سٹن لو۔ تمہارے تہی سے رتی سے پتر کا ترانچا اس کارن میں نے تمہارا  
ستر پھوڑا۔ میں اپنی کایا۔ حر کے تھسے نہیں ہلا ہوں۔ مجھے کیون شاپ دتی ہو۔ یون  
کہا کریوں دیو گیت ہو رہے سو تمہاری ماما سب بات پتی سے کہی۔ اب تمہارا سکھ

بڑی ہی باپوسی کے ساتھ نکل رہے ہیں۔ انکو سینہ دیور سے نراس ہو کر نکلے اور اپنی  
بیاری آنجنائی تلاش میں جنگل جنگل۔ یہاڑ پہاڑ اور دشت و بیابان چھاتے چھاتے

کرتے ہی تم اگسمات پر گٹ ہو گئے اور جس سے تمہارا ہنم ہوا اس سے سوچ اودے ہوتے  
تھے تلوہ یہ اچھا ہوئی کہ یہ کوئی لال میل ہو اسی جھن اٹھتے تم تین ہزار جو جن تک آکاس میں پلے  
گئے تب سب دیوتا لوگ ہاتے ہاتے کرتے گئے اور اند کوڑا کوہ ہو گیا کہ یہ تو سوچ کو کھائے  
جاتا ہے تب حرکت مارا وہ بحر زحل ہو گیا لبول بائیں طرف کی ٹھوڑی جھوٹی ہو گئی اسکی ان  
سے تمہارا نام سنو آن ہے جب اند نے جوہرے ماتب باپو تمہارے پتا کوڑا کر دو ہو اور  
مالو کا مینا بد ہو گات دیوتا لوگ بتو کے یہاں گئے اور رحما کے یہاں گئے۔ یہاں تھے  
دیا کہ بحر کا گھاؤ سنو آن جی کو کلیش نہیں دیا اور اند بجا کرنے لگے کہ یہ بحر کے گھاؤ سے ٹیڑھ ہوں  
تب اند نے بھی ہوان دیا کہ جتنا تک انکی اچھا نہ ہوگی تب تک۔ مرنے کے جب اس سے بھی پو  
نے کر یا۔ کی تب دیوتا لوگ یوں دیوتا سے تراہ تراہ کر کے آرت بانی کہنے لگے کہ منجانی دیوتا  
کا ہے وہ سب بل سنو آن کو ہو گات باپو نے شاستی کی۔

(۲) لوتھی کر راہین کشنہ ماکاڑ۔ (مترجمہ سری مین ریڈت حوالہ شاہی مسر مطومہ  
بینکلیشور میں بھی زبان ناگری بھاتا ص ۱۱۷ پر کشنہ ماکاڑ ص ۵۲ سے رن حوت نقل  
تب ریڈت بلوے سنو ہا ہیری تم کیسے چپ ٹیٹھے ہو۔ تم یوں کے تیر ہو اسلے تم میں یوں  
کی کمان کی ہے۔ بدھی میک جگن کے گھر ہو۔ ہے نات ملکت میں ایسا کونسا کھس کام ہے  
جو تھے ہو سکے میں کلن ہمت ہا ہیری کی مہتی کہتا ہوں سب کوئی اس ریتی میں ٹیٹھے  
سنو۔

”آہ میری پیاری دلربا! تمہیں میرے پیچھے بڑی بڑی مصیبتیں چھیلنی پڑ رہی ہیں۔“  
 بیوہ صرست خیز الفاظ میں جو اس وقت ہمارے شانہ راہے پوئل کبچے کے تھکے سے

جرت رہی کہ یونچ کشتلا بڑی سندھ سروب والی تھیں انکو اپنے سروپ کا ہنکار ہو گیا کہ ہماری لپی  
 سروب والی کوئی استری نہیں ہے تب ایدل رتی نے تاپ دیدیا کہ تمہارا سروب باز رہی ہوگا  
 تب یونچ کشتلانے ہمت یرا تھما کی کہ تاپا انورہ کر دے رتی نے یہ مردان دیا کہ تمہارا چھاروں  
 سروب ایسا دھارن کر دگی یہ مردان یا کے بن میں رہتے لگین کہ سرمایہ ایک ماڑنے انکو ای  
 اسٹری بنالیا اور ام انکا انہی رکھ دیا ایک دن کا جیڑ ہے کہ بھی مش کا سروب کر کے اور جو با  
 او کشتما بنکر او بھو تن اور بستر سے سرنگار کر کے پر بت کے رکھ کر یہاں کر رہی تھی اور بیت رن بستر  
 آئین کنارے لگی بیٹھ تھیں اسی بیچ میں با یو چلنے لگی اور بستر انہی کا اڑنے لگا اور با یو بوتا انہی  
 کا سروپ کھٹکے موہت ہو گئے اور کام کے بس ہو گئے انہی کے روم روم میں بیوس کر گئے اور  
 بیچ کو تیاگ کر کے چلے گئے اور انہی نے تو کسی میز کو کیا ہیں یہ تو کہ وہ سہ کے کہنے لگین  
 کہ کون ایسا میز ہے کہ ہمارے بیت بہت دھرم میں بادھا ڈال دی تب با یو دیوتا ہر حرکت ہو کے  
 کہنے لگے کہ ہے انہی تم کہ وہ مت کر دھنی کے سمبند سے ایسا نہیں ہوا ہے تمہارے روم  
 روم میں کیوں بن ہا یا بیوس کر گیا اس سے بیت بہت تمہارا میں گیا ہے تمہارے ایک پتر  
 ٹرا ملی ہوگا اور بڑا دھماں اور بیتاپ وان اور میرا ایسا چلنے والا ہوگا اور وہ راجید کا بڑا  
 کھلت ہوگا اور مش اور سرادہ سرادہ دیت اور دانوسب اسکو بانٹے اور جب راجند کا اوتا  
 ہوگا تب انکی برابر ملی ہوگا سو ہے ہنواں جب تمہاری ماما انہی یہ سب سنے پر سن  
 ہو گئی اسی چمن پر بت کی گود میں انکو جانا جوئی سے تمہارا جنم نہیں ہوا ہے انہی کی اچھا کے

## انفیسوان باب

حیران ہوں کہ روؤں کی بیٹیوں جگر کوین  
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں تو نہ گر کوین

پھر خودی میں بھول گیا راہ کو سے یار یہ ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کہ تھرو  
مین

”آہ یاری! کیا تمہارا پتہ کہیں نہ چلیگا۔“ آخر کہاں گم ہو گئیں۔ ”کوئی راہ اختیار  
کی۔“ کہاں چھپ کر جا بیٹھی ہو۔“ ”آہ! کیا تمہاری بھولی بھولی دلربا صورت بھی  
اب نصیب نہ ہو گی۔“ ”کیا میری اور تمہاری دونوں کی تقدیر میں یوں ہی غمِ فرقت  
میں اب ہم زندگی کی دے کرنا اور جنگلوں اور بیابانوں میں لڑکھن کھائے پھرنا لکھا ہے۔“

مطبوعہ نئی نو کشور پریس لکھنؤ، برہان۔ ”و بھاتا سے حرفِ محو نقل“ تب حاسن کہنے لگو  
کہ ہے ہموان سب بارگشت میں میرے ہوئے میں تم ہوئے ہو کے کس واسطے بیٹھے ہو تم کو رنجیدہ  
و لجنہ کی رابرٹی اور تمہارے ایسے ایک برہن اور ہموان ہیں ارتھات بتا کے تیرا گرو دیو جی میں  
دہ ایک بار سندر کو اپنے پیوں سے ہلاک اور سندر کو مائل کر کے بل منتہ کو کھاتے ہیں اور دسا  
ہی بل بھائی بھابھا کا ہے تم جاؤ تو سندر کو ہلا دو اور گرو دیو جی سے بھی نرم بھی میں سرسیت ہو ہم  
ایسا سروپ دھارن کیوں نہیں کرتے یہاں یہ اکرم دکھانے کا اوسر ہے اور جس پر کار سے بھاری  
آئینہ ہے میں وہ کہتا ہوں سوا ایک ایسے سب ایسوں میں سرسیت تھیں ادا کا نام پوچھ کر سندر  
تھا کہ کیسی نامی ایک بار کی ہتری ہو گئیں تب ادا کا نام پوچھا گیا ادا کی ہتری ہونے کا

ہشت گنا سے پوجا لگئی۔ ایک بیدی کے مقابل میں گنتی گندون میں جنہیں سے  
ایک شکل مربع دوسرا شکل مثلث اور تیسرا شکل نصف دائرہ ہلالی تھا خود و صندوق  
وغیرہ کی خوشبودار لکڑیاں ڈال کر آگ روشن لگائی اور معبود حقیقی کی حمد و ستائش میں  
کچھ فقرات سنکرت زبان میں نہایت دلکش آواز سے بول بول کر دل و دماغ  
کو معطر کر نیوالی قسم قسم کی خوشبودار چیزیں انہیں چڑھائی گئیں اور مولود کی درازی  
عمر و تر قید رجات و آسائش ظاہری و باطنی و راحت دارین و حصول نجات ابدی  
کے لئے دعلے خیر مانگی گئیں۔ اس طرح جلد رسومات ادا کر نیے بعد راجہ نے زکوٰۃ و  
خیرات میں بہت سارے مال صرف کیا۔ غریبوں و محتاجوں کو مال مال کر دیا۔ امراء  
وزراء کو جاگیریں و غلعتیں بیش بہا سے سرفرازا کیا۔ خواص و فساد گاروں کو لعل و  
گہر عطا کئے اور قیمتی جوتے پہنائے۔ اس طرح جنم سنسکار کر نیے بعد جنم سے بارہویں روز  
نیک ساعت میں نام کر ن سنسکار کیا گیا اور مولود کا نام بہب بہاڑ پر جنم لینے  
کے آنجناب اور اسکے مامانے سری شیل رکھا۔ مگر منور دیپ میں جنم ورتب ہوئیے  
اس کا نام منو مان شہور ہوا۔

۱۰ آتشکدہ ۱۱ تہنیت تولد فرزند

۱۲ والیک رامین اور بعض مخالف تلمی کرت رامین و غیرہ میں اونکی میدائیت جن عجیب غریب اور  
ماہم مختلف طریقوں سے ظاہر ہوئی ہے اور لفظ ہومان کی کوئی وجہ تسمیہ اُس میں بتلائی گئی ہے وہ بھی  
ماہرین رسالہ ہاکی آکا ہی کے لئے ذیل میں بھیج ہے۔

(۱) اردو الیک رامین کہ شکندہ حال کا نہ سترگ ۴۴ (مترجمہ ہری بھگت گپانی پرمیشور دیال جی)

تلاش جستجو میں دوڑ دھوپ کرنے لگیں۔ راجہ پرتی متوریہ بان سے اتر کر دو چار ہی قدم کسی جانب کو بڑھنے پایا تھا کہ اس کے چہرہ کا اوڑا اہوار رنگ یکایک پھر مہلی مالت پر نمودر آیا اور جوشِ مسرت سے بے عذابا اس کے منہ سے ”خوشی“ خوشی“۔  
 ”سلامت“ ”سلامت“ یہ الفاظ اگلے کہ جنہیں سن کر ہر ایک غمگین چہرہ پر اطمینان کی سُرخی ایک دم جھلکنے لگی۔ راحہ نے آگے بڑھ کر طفل اک روزہ کو ایک بڑی طویل وعریض اور شفاف وہبہ ارگر شکستہ چٹان پر بارام لٹا ہوا اور اپنا زانگشت پا اپنے منہ میں لئے ہوئے کھیلنے کرنا دایا یا گویا بان سے گرتے ہی تلو کوہ نے اپنا دست شفقت اونچا بڑھا کر اوپر سے اوپر ہی اسے سنبھال لیا اور اپنی گود میں بآہستہ تمام لٹا رکھا تھا یہ دیکھا راجہ کو حیرت آمیز خوشی پیدا ہوئی اور فی الفور اسے چمکار کر اٹھالیا اور سینہ سے لگا کر ان کی گود میں لایٹھایا۔ اپنے تختِ جگر کا ہنکھٹھرا دیکھتو ہی اغنا کا سب رنج و الم کا نور سو گیا اور وہ نودیدہ گلہاے امید جو بھی لیا کلمہ پہلے اس صدمہ جانکاہ کی دلچسپی سے پڑ مردہ ہو کر خاک میں مل چکے اور اس کے سارے ارمانوں کو تحسِ غم سے کرچکے تھے پھر شگفتہ ہو ہو کر اس کے خساروں پر نمودار ہونے لگے بان کی کلین ٹروڈی گئیں اور وہ پھر نضائے آسمانی میں تھوکر نظر آنے لگا۔ اور  
 آٹافانائین ہٹھریپ میں جا پہنچا۔ راجہ حالی میں پہونچکر پرتی سوریہ نے اپنی خواہر زادی کے فرزندِ دلہند کے تولد کی خوشی میں کئی یوم تک خوب جشن منایا۔ سارے شہر میں خوشی ہی خوشی کے سامان نظر آنے لگے۔ مگر گھر سے خوشی کے ترانوں اور ہر طرف سے شادیانوں کی آوازیں کانوں میں آنے لگیں پہلے ہی روز سب سے اول ایک پرستش گاہ میں جا کر معبودِ حقیقی کی اپنے تواعد میں سی کے موافق خیار

یہ رحمہ پہلے کی طرح نہایت سرعت کے ساتھ آسمان میں حرکت کرنے اُفد آفتاب کی  
چمکد اشعاعوں میں اپنے ندین نقش و نگار کی نہری نہری جھلک سے دیکھنے والوں  
کی نگاہوں کو چومدھیلنے لگا۔ طفل نورانیدہ کبھی اسکی سنہری رو پہلی جہاروں اور  
دکتے ہوئے لعل جواہرین جگمگاتے ہوئے آفتاب کی طرف نگاہ کر دیکھتا اور اپنے  
کنول جیسے لایم نازک ماتھوں کو اور ہر اوجہ خندیش دیکر اپنی بھی نھی انگلیوں کو  
کبھی کھوٹا کبھی بند کرتا اور کبھی دونوں ٹھیان زور سے باندھ کر جہرہ پر باطنی خوشی کے  
آثار نمایان کرتا ہوا ننھ کی طرح لیجاتا تھا گویا قرص خورشید کو قمرہ خورش سمجھا ننھ میں  
دیجانا چاہتا تھا اور ان اشاروں و کنایوں سے گویا اپنی اس شجاعت و بہادری کا  
پتہ دے رہا تھا جسکا شہرہ اسکے عین عالم آفتاب میں چار دایاں عالم میں پھیلنے والا تھا  
اسوقت اپنے پیارے بچے کے خوش و خرم چہرہ اور اسکی من بھادنی دادوں کو دیکھ کر  
مان کا دل اندھی انداز نہ بھری بلورین لے لے کھ کچھ بہت ہی مسرور ہو رہا تھا گویا  
اسوقت اسکی نگاہوں کے سامنے امیدوں کا ایک لہلہاتا ہوا باغ پھلا پھولا  
دکھائی دیتا تھا۔ غرض محبت سے انجنا گا ہے اپنے پیارے بچے کو سینے سے لگا کر چٹاتی  
گا ہے گود میں لٹا کر چکارتی چکارتی اور بشاش ہو سو کر بار بار ملاؤں لے رہی تھی کہ اچانک  
اوسکے ننھ سے ایک زور کی دلدوز چیخ نکلی اور چیخ کے ساتھ ہی ”ارے میرے پیارے  
بچے“ ”ہائے میری جان“ یہ الفاظ کچھ اس سوز و گداز کے ساتھ نکلے آسمان میں  
گو بخنے لگے کہ بان میں بیٹھ کر جانیوالوں میں سے ہر ایک کے چہرہ پر معاً زندگی واداسی کا  
زرد زرد پادور پھر گیا اور اسیدم بمان روک کر نیچے اوتا مار گیا۔ تمام نگاہیں آنکھوں  
سے نکل نکل بیتیابی و بغیراری کے ساتھ ہر جہا طرف دُور دُور تک جانے اور کیسی



استخان میں نہیں پڑا۔ سنگھارن گوری۔ چاب۔ بھیری۔ کل دیگ پرست۔ اور  
 ارٹٹ ناشک آدمی۔ آدمی لوگ بہت سے پڑے ہیں جو اپنے کٹھن پر وار  
 رشتہ آدھ کے لئے شکہ دایک ہیں۔ یہ سامان بھل اس کنڈلی کا ہے۔

راجہ پرتی سوریہ (جوتشی کو بہت کچھ انعام و اکرام دیکر اور اسی نسبت مالاکا کی طرف  
 بہان میں سوار ہو نیکے لئے اشارہ کر کے) آؤ اوٹھو بہان میں سوار ہو جاؤ۔ یہاں اب  
 زیادہ ٹھیکرنے کا موقع نہیں ہے۔ سب ہنر دیپ پلین۔ وہیں میکر اسکا جنمو لب کر گئے  
 راجہ کا ستارہ پاتے ہی سب اس حوالی رتھ میں فوراً سوار ہو گئے اور در کی در میں

۷۵ حب صاحب خانہ دہم بہت ہو اور وہ خانہ خیم میں شرف کا ہو تو اسے سنگھارن لک  
 کہتے ہیں ۷۵ حب صاحب خانہ دہم، صاحب خانہ اول میں کوئی باہمی ملے ہو۔ یا حب  
 صاحب خانہ دہم یا صاحب طالع نہایت ہو تو اسے گوری لوگ کہتے ہیں ۷۵ مالاکا خانہ  
 چہا دم اور مالک خانہ دہم کا حب کوئی باہمی تعلق ہو اور صاحب طالع شرف کا ہو کر گنبد یا  
 ترکون (دیکھو صفحہ ۱۱۷) میں پڑا ہو تو اسے چاب لوگ کہتے ہیں ۷۵ حب طالع  
 میں شکر شرف کا ہو اور صاحب طالع بھی شرف کا ہو کر نوین یا یا نیویں پڑا ہو اور خانہ دہم  
 کا مالک بھی وہی ستارہ ہو یا مالک خانہ دہم سے اتصال کرنا ہو تو اسے بھیری لوگ کہتے ہیں  
 ۷۵ طالع میں مذکور شکر دونوں ہوں تو یہی کل دیگ کہلاتا ہے ۷۵ صاحب طالع  
 جس طرح سعد میں پڑا ہو اسکا مالک اگر غائب ہے شتم و ہتھم و دوزاد دہم کے سواے اور  
 کسی خانہ قوی میں پڑا ہو تو اسے ریت لوگ کہتے ہیں ۷۵ اگر خانہ سوم میں راہو برکھ راس کا  
 ہو تو یہ ارٹٹ ناشک لوگ کہلاتا ہے ۷۵ مختصر ۷۵ تہنید، تولد

نجومی شایرک دیکھ کر نہیں ہوگا کیوں ہاں سیک دیکھ کر دھان کے لئے رہ گیا۔ گرہ  
 شیشہ کے بنا سا ان پھل ہی بتایا جاسکتا ہے۔ کوشش نہیں۔ برتواتن  
 اس پر یہ بتا دیا کہ اس پہلے ہی سال میں ہوگا اور دو یا دران سے ادھک  
 رہ گیا۔ یہ سببت اس کٹہ لی میں با اتم ٹرا ہے کہ سب یہ کارے دیکھ کر  
 کرتا ہے اور دوسرے شجرہ گروہوں کو نزل کر نیا لاسے (راجہ کرپٹ فاطمہ ہو کر)  
 دیکھے اس بجائے استحاں پر جو سببت کی ہر شئی ہوتی تو بہت سے یوگ بکرہ جاتے  
 اس میں یا یہ ٹرا ہے اور اس گھڑا گھڑا بھی یا پھر ہے اور سب استحان یا  
 ہے۔ اس کے پھل سے یہ شجرہ بکرتی شجرہ ہون سے ہائی پوجتی اور۔ اور اور  
 شجرہ بکرتی ہو جاتیں۔ یہ شجرہ اور شجرہ گروہوں نے شیشہ کر سببت سارا پھل مل کر  
 شجرہ کر دیا ہے۔ مد جو جیج کا مہو کر لگن میں ٹرا ہے اسکا استجہ پھل بھی سببت نے  
 ہی روکا ہے۔ اس کٹہ لی میں تین گرہ نو پڑا ہے کے ٹرے میں کہ تین رہ ایسے شجرہ کے

۱۔ جسمانی ۲۔ صاف نواں ۳۔ وراثت ۴۔ وغیرہ کا لاکر جن

۵۔ مفصل حال معلوم کرنا۔

۱۔ بالخصوص ۲۔ الشیخ ۳۔ ضرور ۴۔ یقین ۵۔ زیادہ ۶۔ مکرر  
 ۷۔ عزت و حرمت ۸۔ نقصان ۹۔ جسم ۱۰۔ حواس ۱۱۔ زیادہ تر  
 ۱۲۔ سیوط۔ کسی ستارہ کو جس برج میں شرف ہوتا ہے (بڑے کو برج سنبل یعنی کینارہ  
 میں شرف ہے۔ دیکھ صفحہ ۶۲ نوٹ ۳) اور ستاروں میں اسی ستارہ کو سیوط  
 ہوتا ہے (پس بڑے کو برج حوت ایسی میں ماس بن سیوط ہے)

سے سدا پوتر رہے۔ کوتاہین بھی بن ہو۔ سنچ پھر بھی اپنے سحر بہشت کے گھر میں لگن میں  
 ہے اور اپنے دونوں ترنمہ اور شکر کے ساتھ بیٹھا ہے لکشی کی ہر پری درشتی  
 ہے۔ سو یہ سے بارہویں استخوان ہے اور لا بھر گھر کا سوا ہی ہے اسکا میل بھی اتنی  
 اٹم ہے۔ راج سپد اسکھ سے بھوک کر سنا سے ورت ہو مونس لکشی کا بتی بنے۔  
 راہو تیرے استخوان برکھ راس کا ہے۔ بد شکر اسکو ایک چرن سے چند راہو چرن سے  
 اور نیچو ٹوران درشتی سے دیکھتے ہیں۔ بہت بھاگوان ہو۔ پر تھم تو راستش گل کے کسی  
 بڑے راج سے سمان پاوے اور او کی سہایت سے اسے اچ پدے۔ پھر اس کرانش  
 گل کے راج کے کسی آئنا سے کاریہ پریدہ او سیکا تتر و ہو کر اسے کئی بار نیچا دکھائے اور  
 انت میں اسے گل ناتس کا کان ہو۔ کیت نوین گھر میں خجک لاس کل ہے بگل کے  
 گھر میں بیٹھا ہے۔ اس گھر کو گل ایک چرن سے بد شکر دو چرن سے۔ سو بہتیں چرن  
 سے اور بہشت جو سب دیوتاؤں کا گروہ ہے پوری درشتی سے دیکھتا ہے۔ یہ بھی اٹم  
 پھل داتا ہے پرتو پتکے لئے کچھ دن کو خینا اور کچھ ایک انیس دھکھ ہونے کی سوچتا  
 دیتا ہے۔

لسنت مالا۔ (انہن کا اشارہ یا کرنجی سے) ہا راج پتا کو لیا دکھ ہو گا اور کب سے  
 کب تک رہیگا۔

لہ پاک لہ شاعری لہ خوب اہر لہ لگن یعنی ماٹہ اول کا مالک بہشت لہ اور اس  
 شتر لہ اول لہ عن و توقیر لہ اوار لہ منصب اعلیٰ لہ سب لہ ہر چک  
 راس (رج عقرب) لہ لیکن لہ متعلق۔ دل۔ مٹنی لہ آگاہی

اور گنیش مجھ ہی بہت۔ اپنے گھر کو پوری دشمنی سے دیکھتا بھی ہے۔ اور اسکو چنبرہ  
یوری دشمنی سے اپنے ہی گھر میں دیکھ رہا ہے۔ بڑا ہی تیکشٹن <sup>۱</sup> بدتمی۔ منتہر جنت  
تنتہر آدمیورن و دیاند خان شرنی اسمرنی اور پرائون کا جلتے والا۔ کل کا دیکھت  
جس کا ریمین ہاتھ ڈالے دی پورا ہو۔ ہمارا ویریہ اور ہمارا ہو۔ شتر و ن پر  
سدا بے پاوے۔ دیر گھ آف ہو۔ سدا نرگی۔ بے۔ بڑا دانی دھرتا سادھو  
دیو بھکت اور پشوی یوگی ہو بہت کہانٹک کہا جاتے۔ بس کل منو کا نیا یوری  
ہون اور انت میں اسی جنم سے کئی یدیاوے اور سدا کیلے پرتھی میں اپنا نام چھوڑ  
جاتے۔ ایسا اس برہیت کا پھل ہے اب شکر اور ستجہ کا پھل سنئے۔ شکر اپنے نم  
برہیت کے گھر میں پہلے امتحان میں ناس کا ہو کر ٹپا ہے اور پرمیج ہے۔ سوہنکھ  
سپدا کا مھوگی ہو۔ بڑا روپ <sup>۲</sup> وان کا مہ دیو کا اوتار ہو۔ مشٹ <sup>۳</sup> بادی ہو۔ شریر اور بہت

لے لگن کا مالک یعنی خاند اول کا مالک یا صاحب طالع <sup>۴</sup> تیز فہم <sup>۵</sup> ماہر علوم کلی  
<sup>۶</sup> کلام الہی <sup>۷</sup> دھرم شاستر <sup>۸</sup> کتب تواریخ <sup>۹</sup> بہت طاقت رکھنے والا  
<sup>۱۰</sup> تمام <sup>۱۱</sup> خواہشات دلی <sup>۱۲</sup> آخر کار <sup>۱۳</sup> نجات ابدی <sup>۱۴</sup> خوبصورت <sup>۱۵</sup> انتہا  
درجہ کے حسین و جمیل کا ایک خطاب۔ کام یا کام دیو سکرت زبان میں خواہش مجاہدت  
کو کہتے ہیں اور جو خوبصورتی میں نامور ہو اسے کام دیو کا اوتار یا مہر کام دیو بھی کہتے  
ہیں <sup>۱۶</sup> کھلیے جو دھین اس خط کو بانیو آریہ وین کل <sup>۱۷</sup> شخص باہو ملی پر بھارتی <sup>۱۸</sup> سرپرستہ <sup>۱۹</sup> دشمن <sup>۲۰</sup> مجاہدین  
چندین <sup>۲۱</sup> ان کی کت <sup>۲۲</sup> سنت <sup>۲۳</sup> گد <sup>۲۴</sup> ولس <sup>۲۵</sup> گائی <sup>۲۶</sup> بھر <sup>۲۷</sup> میگہ <sup>۲۸</sup> پر <sup>۲۹</sup> شانت <sup>۳۰</sup> تھ <sup>۳۱</sup> کتھ <sup>۳۲</sup> تھ <sup>۳۳</sup> تھ <sup>۳۴</sup> تھ <sup>۳۵</sup> تھ <sup>۳۶</sup> تھ <sup>۳۷</sup> تھ <sup>۳۸</sup> تھ <sup>۳۹</sup> تھ <sup>۴۰</sup> تھ  
سری چند <sup>۴۱</sup> تھ <sup>۴۲</sup> تھ <sup>۴۳</sup> تھ <sup>۴۴</sup> تھ <sup>۴۵</sup> تھ <sup>۴۶</sup> تھ <sup>۴۷</sup> تھ <sup>۴۸</sup> تھ <sup>۴۹</sup> تھ <sup>۵۰</sup> تھ

نہیں کہہ سکتے ہیں کہ یہاں پر کتب تواریخ

اسکو نہیں دیکھتا یہ بالک بڑا دانا پنڈت ہو۔ بدبھی مان ہو۔ چترام اور ویدک  
آدودیا وان کا حالت والا ہو۔ جگمگ بھوگتا بشت بادی اور ایشوریہ وان ہو نیچ  
کا ہو کر شکر و شمشیر کے ساتھ یہ اب اس سے مانا کو جنم کے لئے تک و تک کلش چیتا  
اور سنستے ہے چوتھے گھر کا سوامی ہو کر جنم میں پڑا ہے۔ اس سے یہ دیا وان اور  
گمشا وان ہوا۔ اسکی ماما بہاتی رہتا اور شیلویتی ہو۔ چیدران سے نوین گھر  
کا سوامی بھی مدھ ہی ہے اور اپنے گھر کو یوری دشٹی سے دیکھ بھی رہا ہے اور کیند  
میں پڑا ہے اس سے یہ پڑے ٹپ تیرتمہ کی جاترا کرے سوریت بدھ پڑا  
پڑا ہے۔ اس سے ٹرا کیا ستھن بدھی اور اپنے دھرم کرم میں ڈر رہا ہو۔

اب بے سیت کا بیٹا سینے میں تھوڑا سا دھار دے کر نیا لاسی اس کندلی میں  
یہ لے لے بیٹا کا ہارنے سے مریدان کے گھیر میں پنجم استھان ترکوں میں پڑا ہے

علا صاحب علم لے بیہیم لے نصہ بر مصوری لے علم طب لے علوم لے شیریں گفتار  
لے صاحب شریعت و صلوات لے امام خاں اول لے رحمدل لے غفور معاف کنندہ لے شہید  
پرست لے عفت تاب و یک وصلت لے چاند سے دین خاندین کینا راس (برج چنبل)  
لے حکما صاحب حارہ بدہ ۱۶ عمارد ہے جو ای گھر کو بنر کال دیکھ رہا ہے (دیکھو صفحہ ۶۳ لٹوٹ  
۲ صفحہ ۶۳ و لٹوٹ صفحہ ۶۶) لے خاں ہے اول و حیدرم بیہیم و بیہیم کیند کہلاتے ہیں۔  
لے تیر فہم لے مضبوط لے شرف و رہیت کو کرک راس میں ۵ حوجہ (رائی تہاک  
شرف ہے) (دیکھو صفحہ ۶۳ لٹوٹ ۳) لے خانہ خیم لے خانہک بیہیم و بیہیم  
نرکون کہلاتے ہیں۔

نجمی (انجنا سے مخاطب ہو کر) نہیں نہیں۔ پتر ہی تم ابھاگنی نہیں ہو جس مانا کی  
 کو کھٹ سے ایسا ہونا راہی اور اپنے مانا پتا اور کتب بھر کی کیرنی جگت میں پھیلائے  
 والا پتر خیمے اوس سے ادھک بھاگوان اور کون اس سنارین ہو سکتا ہے۔ پتر  
 تم بڑی بھاگوان ہو۔ ایسی ہی کنیاؤں کا جنم سنارین سمیل ہے جنکے ایسی تم  
 سنتان ہو۔ ہر کسی کے ایسے بھاگ کہاں ہوتے ہیں۔ جو ترانے کل کا سو یہ انی مانا  
 کے جئے وہ ایک ہی بہت ہے۔ سا مانا سنتان بہت بھی ہوتا کیا۔ دیکھ کہ یہ  
 سنگھ اپنی مانا کے ایک ہی جنتا ہے۔ کئی ایک نہیں ہوتے۔ تم نرا تھاگ آہا  
 ہوتی ہو۔

انجنا (نجمی کے ان الفاظ پر اسی دور کر کے) ہین۔ مجھے اسکا بھناں بہن۔  
 میری آتاؤں کو ٹھنڈی رکھنے کے لئے یہ ایک ہی پتر مجھے سب کچھ ہے۔  
 راجہ (جو تلی کی تلی بخش تقریر پر انجنا کو بطنن دکھ کر جوشی ہے) ان اب آگ  
 بدہ کا پھل کیئے۔

نجمی (زایو کی طر نظر ڈال کر) بدہ میں راس کا ہو کہ اپنے سم بہت کے گھر  
 میں موٹی میں پڑا ہے اور بہت کی اسیر تو پرن درشتی بھی ہے۔ کوئی پا پیگہ

۱۔ بیٹا ۲۔ نیکنمی ۳۔ دنیا ۴۔ فزیر ۵۔ زیادہ ۶۔ خوش قسمت ۷۔ عالم ۸۔ فضل  
 ۹۔ اولاد ۱۰۔ خاندان ۱۱۔ معمولی ۱۲۔ ستیر ۱۳۔ بیغایدہ ۱۴۔ ناحق ۱۵۔ خاراہل کے نام  
 موتی۔ جنم۔ لگن۔ دیہ۔ انگ۔ تہو۔ اوس۔ وپو کلب۔ آؤ وغیرہ کئی ایک ہیں۔

۱۶۔ نظر کامل (دیکھو نقشہ نظرات نوٹ صفحہ ۶۶)

اسکے چل سے رہا اگر میشت تو نہ تھک اور دیر نہ آؤ ہو۔ بڑے بڑے راجاؤں سے  
 کھان پانے چوری گئی۔ کھیتو کا کھج لگانے میں ایسا بڑا کام تھا جس کا کھانہ  
 بدھ میں راس کا ہو کر۔ . . . .

راجہ پرتی سوربہ اسٹل کو خانہ برادر میں دیکھ کر قطع کلام کر کے (جو تھی جی میں نکل  
 بھائیوں کے لئے کیا ہے؟

بسنٹ سرخومی (راجہ کے سوال پر آگے بھل کہنے سے رک کر اور زاریہ کی طرح سے  
 اپنی ذرا ذرا جھکی ہوئی گردن کو سیدھا اونچی اٹھا کر) سر پہا راج یہ بھائیوں کی تو  
 اتنی کرتا ہے بھائی اسکا کوئی نہیں ہوگا۔

راجہ۔ کیا کوئی اور جوگ بھی ایسا نہیں پڑا جس سے بھائی کا ہونا یا جائے۔  
 نجومی۔ نہیں اور بھی کوئی لوگ ایسا نہیں ہے۔ راہو اسی امتحان میں پڑ کر اور بھی  
 اسکی پیشگی کرتا ہے۔ جو تشناتیر میں ایسا کہا ہے کہ جب دوسرے امتحان میں  
 کوئی پائیکر پڑا ہو اور راہو تیسرے امتحان میں ہو تو بھائی نہ ہو۔ سو اس گنڈلی  
 میں دیکھے دوسرے امتحان سوربہ پائیکر پڑا ہے اور راہو تیسرے امتحان میں ہی  
 اسلئے بھائی کوئی نہیں ہوگا۔

انجنا (کسی قدر اس ہو کر) تو میں بڑی اچھا لگتی ہوں !

لے تو یہ ترے دشمن کشن لے دراز عمر لے غرت و تعلیم لے تے لے ستدی  
 لے میتی۔ عدم لے مضبوطی لے کتب علم نجوم لے غس ستارہ لے سوچ ستارہ سچ  
 (دیکھو مغرور ہو چکا) لے جنت۔





اسکے مقرر سورہ کی درشتی یا سیر ایک چرن سے بیکل کی تین حیرن سے اور بہت کی  
 دو چرن سے ہے۔ اور یہ جنم لگن کو ایک حیرن سے نیمبرے استھان کو دو حیرن سے  
 دوسرے کو تین چرن سے اور بانچون کو چاروں چرن اتھان کی یہی درشتی سے کیا ہے  
 اسکا پھیل یہ ہے کہ یہ بالک بڑا پائی۔ شیوان۔ مایہ۔ گنہ۔ ان۔ سپ۔ اور ان۔ یہ پڑا۔  
 دھرماتما اور پڑا پکاری ہو اور سدا پرین جیت اور آندت ہے حیدمان کے نیٹ اور  
 اگلے استھانوں میں کوئی گہ مہین ہی اور یہ سورہ سے دسویں گھن ٹیٹا اس سے  
 اس مالک کو کھنسی سی۔ بکار کا شوک نہ کھساٹے اور کسی بہن بڑے راجہ کی مانگی کی  
 مہا تابی۔ یسی۔ تاہی۔ سن کی نل سے سیو کرے اور اس سے ایسا لاکھ اور ٹیٹا  
 میا ملے اس کرشن کیست اسی خدہ منتیر بار کو کر اس میں سرور نگشتہ کے جوئے مان

۱۰۔ ست ۱۵ سوچ۔ یہ ستارہ چند نل کا دوسرا دیکھو۔ لوت ۱۴۳ ۵۲ حاد۔ اول کو  
 جنم لگن بھی ہے۔ ۱۵ یعنی ۵۵ مفر کمال ۱۵ صاب طلال ۱۵۔ کینام ۵۵ صاٹ ۵۵۔ تا  
 ۱۵ صاحب علم و ہنر ۱۵ صاٹ ۱۵ و ۱۵ در اثر ۱۵ سیدار ۱۵ مہی ۱۵ حات ۱۵ مہی  
 آرام ۱۵ طح ۱۵ بچ ۱۵ مذہب ۱۵ کتیرہ القداو ۱۵ مایہ ۱۵ مہین ۱۵ یہاں اندھیاری  
 کھواٹہ (سیا کھدی اٹھی کا جنم ۲۳ نوٹ ۱۵ میں بجائے حیت سدی اٹھی کے سیا کھدی  
 اٹھی بنالینا چاہئے اور اسی صفحہ یا گری حین میں بھی آئی کے موافق دیتی کر لینی چاہئے  
 ۳۳۔ سرورن پختہ۔ بار ۱۵ ماسون (یوج) کے متعلق شائیں بھرمین اسلے ہر اس کو طے  
 کرے میں چندیاں کو  $\frac{14}{9} = \frac{2}{1} = 14$  یعنی سواد پختہ کرنے پڑنے میں۔ چونکہ بھیر کے  
 چارم حصہ کا نام حیرن ہے اسلے ایک پختہ کے چار حیرن ہوتے ہیں۔ پس سواد پختہ کے دو



ہیں، استین چرن سے دیکھتے ہیں۔ اور سربہاراج پاپیکر ہون میں سے دیکھنے کی بھی

بقیہ نوٹ صفحہ ۶۴۔ برج کو دوسرا استھان (عائد دوم) اس سے اگلے کو تیسرا استھان (عائد سوم)

کہتے ہیں و طے نہا۔ ان دوازدہ خانوں کے نام ہندی میں  
بالترتیب ہیں۔ یعنی۔ سبت۔ سبت۔ سبت۔ سبت۔ سبت۔ سبت۔ سبت۔ سبت۔ سبت۔ سبت۔ سبت۔ سبت۔

اشتری شتر۔ بھگیا۔ راتج۔ لاکھ۔ ویدہ۔ ہین ملا دھان

ناسون کے ہر خانہ کے اوپر بھی کئی کئی نام ہیں۔ یہاں صرف ایک

ایک نام ظاہر کرنا ضروری سمجھ کر درج کر دیا گیا ہے۔

۱۔ تین چرن سے دیکھنے سے مراد پہلے یعنی تین چوتھائی گاہ ڈالنے سے ہے۔ جب ایک ستارہ

کسی دوسرے ستارہ کو یا نیچے کے کسی خالی خانہ کو نظر کا ل دیکھتا ہے تو اسے ۴ چرن سے

دیکھنا یا بسبہ دیکھنا یا یوری درشتی سے دیکھنا کہتے ہیں اور اگر پہلے تین چوتھائی نظر ڈالتا ہے

تو اسے ۳ چرن سے یا ۵ بسبہ دیکھنا بولتے ہیں۔ جب ۱ یعنی نصف نظر سے دیکھتا ہے تو

دو چرن سے یا دس بسبہ یا آدمی درشتی سے دیکھنا بولتے ہیں۔ اس طرح ۱۶ یعنی بستر چارم

دیکھنے کو ایک چرن سے دیکھنا یا ۵ بسبہ دیکھنا کہا جاتا ہے۔ سو برج و چند ران و بوندہ و شکر

یہ چار ستارے اپنے سے ہفتہ خانہ کو نظر کا ل چارم و ہشتم خانوں کو نظر سے چارم۔ پنج و نہم

خانوں کو نظر سے تیسف۔ اور سوم و دہم خانوں کو نظر سے چارم دیکھتے ہیں مگر اپنے سے چارم

و ہشتم خانوں کو نظر کا ل پنج و نہم کو نظر سے چارم سوم و دہم خانوں کو نظر سے تیسف اور نہم

خانہ کو نظر سے چارم دیکھتا ہے۔ یہ سب اپنے سے پنج و نہم خانوں کو نظر کا ل۔ سوم و دہم کو نظر سے چارم۔ ہفتہ

کو نظر سے تیسف اور چارم و ہشتم کو نظر سے چارم دیکھتا ہے۔ اور نہم اپنے سے سوم و دہم خانوں کو نظر کا ل ہفتہ

۱۔ تین چرن سے دیکھنے سے مراد پہلے یعنی تین چوتھائی گاہ ڈالنے سے ہے۔ جب ایک ستارہ کسی دوسرے ستارہ کو یا نیچے کے کسی خالی خانہ کو نظر کا ل دیکھتا ہے تو اسے ۴ چرن سے دیکھنا یا بسبہ دیکھنا یا یوری درشتی سے دیکھنا کہتے ہیں اور اگر پہلے تین چوتھائی نظر ڈالتا ہے تو اسے ۳ چرن سے یا ۵ بسبہ دیکھنا بولتے ہیں۔ جب ۱ یعنی نصف نظر سے دیکھتا ہے تو دو چرن سے یا دس بسبہ یا آدمی درشتی سے دیکھنا بولتے ہیں۔ اس طرح ۱۶ یعنی بستر چارم دیکھنے کو ایک چرن سے دیکھنا یا ۵ بسبہ دیکھنا کہا جاتا ہے۔ سو برج و چند ران و بوندہ و شکر یہ چار ستارے اپنے سے ہفتہ خانہ کو نظر کا ل چارم و ہشتم خانوں کو نظر سے چارم۔ پنج و نہم خانوں کو نظر سے تیسف۔ اور سوم و دہم خانوں کو نظر سے چارم دیکھتے ہیں مگر اپنے سے چارم و ہشتم خانوں کو نظر کا ل پنج و نہم کو نظر سے چارم سوم و دہم خانوں کو نظر سے تیسف اور نہم خانہ کو نظر سے چارم دیکھتا ہے۔ یہ سب اپنے سے پنج و نہم خانوں کو نظر کا ل۔ سوم و دہم کو نظر سے چارم۔ ہفتہ کو نظر سے تیسف اور چارم و ہشتم کو نظر سے چارم دیکھتا ہے۔ اور نہم اپنے سے سوم و دہم خانوں کو نظر کا ل ہفتہ

اپنے سرنگل کے گھر میں دوسرے آسمان پڑا ہے۔ اسکے متر حیدران اور برہمیت جو تھگرو

اسی طرح ترکو بیچ ٹور (برکھ) میں ۳ دھتک۔ مریخ (نگل) کو بیچ جدی (لو) میں ۲۸ دھتک۔  
عطارد (نہم) کو بیچ سنبلہ (گنیان) میں ۵ دھتک۔ مشتری (برہمیت) کو بیچ سرطان (رگہ)  
میں ۵ دھتک۔ زہرہ (شکو) کو بیچ جدی (میں) میں ۲۴ دھتک۔ زحل (سینچ) کو بیچ میزان  
(تھا) میں ۲۰ دھتک۔ راس و ذنب (راس و کیت) کو بیچ جدی (تھن) میں ۳۰ دھتک یعنی  
تمام بیچ خط میں شرن ہوتا ہے

۱۷ متر = دوست۔ آفتاب کے دوست مریخ و ثور و مشتری ہیں۔ دشمن زہرہ و زحل ہیں اور  
عطارد و دوست ہے۔ دشمن مادی ہے۔ اسی طرح کے دوست آفتاب عطارد ہیں۔ اسکا دشمن  
کوئی نہیں۔ باقی چاند کے یعنی مریخ و مشتری و زہرہ و زحل مادی ہیں۔ مریخ کے دوست آفتاب  
ثور و مشتری ہیں۔ دشمن عطارد ہے اور زہرہ و زحل مادی ہیں۔ عطارد کے دوست آفتاب زہرہ ہیں  
دشمن ثور ہے۔ اور مریخ و مشتری و زحل مادی ہیں۔ مشتری کے دوست آفتاب ثور و مریخ ہیں۔ دشمن  
عطارد و زہرہ ہیں اور زحل مادی ہے۔ زہرہ کے دوست عطارد و زحل ہیں۔ دشمن آفتاب ثور ہیں اور  
مریخ و مشتری مادی ہیں۔ زحل کے دوست عطارد و زہرہ ہیں۔ دشمن آفتاب ثور و مریخ ہیں اور مشتری  
مادی ہے۔

۱۸ بیچ مل عنصر کی یعنی نگل کے گھر میں بیچ ثور و میزان و خانبہا و جدی۔ بیچ جدی و سنبلہ و آفتاب و عطارد ہیں  
بیچ سرطان خانبہا۔ ثور ہے۔ بیچ اسفانہ آفتاب ہے۔ بیچ قوس و جدی خانبہا مشتری ہیں۔ اور بیچ جدی و  
دلو خانبہا زحل ہیں۔

۱۹ جس گن میں مولود کی پیدائش ہوئی ہو اسے پہلا اسکان (عازۃ اول) کہتے ہیں اس سے اگلے

دیکھتا ہے۔ دیکھے یہ کٹلی ہے۔

۵  
ماہ چن پڑھ سکتا  
نیشی ۷ بار شانی  
نہجہ ابرارہا چہا چتورث  
ہوگا ہلکے ۱۶۱۶۵  
ہمیں مین

۱۹	۲۰	۲۱
۲۲	۲۳	۲۴
۲۵	۲۶	۲۷
۲۸	۲۹	۳۰

پرتی سورہہ اسکا پہل سنائیے کہ اس کٹلی میں کون ستارہ کیا بتاتا ہے۔

نجومی۔ اچھا لیجئے۔ پہلے نو گرہوں کا بیچارہ الگ الگ من لیجئے :-

(مناہٹے زیاچہ کی طرف بار بار دیکھ کر) سورہہ پریم آج کا ہو کہ اس کٹلی میں

۱۵ چیت سدی آٹھی روز شنبہ۔ سورہہ چتر چن جہا ہم۔ برہم جوگ۔ وقت تو لہ طلع آٹھ

سے ۵۶ گھنٹہ پہلے لگن (طالع) عوت۔

۱۹	۲۰	۲۱
۲۲	۲۳	۲۴
۲۵	۲۶	۲۷
۲۸	۲۹	۳۰

۱۵ سورہہ سے سورج

۱۵ پریم آج سے شونہ۔ آفتاب کو سجھ مل (دیکھ) ہمیں دس بجے تک شونہ ہو اس کے بعد کہہ دیتا ہوں

اور اس سے بات چیت کرنے لگی۔ اور حراج پرتی سوریہ نے بسنت مالا کے  
سنتے انجنا کی تمام گذشتہ معیتوں کی مختصر داستان سُنی اور اٹھ کھڑے ہوئے  
رسوا ہونے اور اس قدر رخ و آلا مہنے پر سخت افسوس کیا۔ اور انجنا سے مخاطب  
ہو کر کہنے لگا۔

پرتی سوریہ۔ اچھا لو اب تم سب بان میں سوار ہو جاؤ اور ہنردیب کو چلو۔  
انجنا۔ اما جی۔ پہلے اس بچہ کا تمام نیک و بد حال تو جو تھیون سے پوچھو۔ اس کے  
بعد ہنردیب کو علیک۔

پرتی سوریہ۔ اچھا۔  
پرتی سوریہ (بسنت سرنامی بخومی کو اپنے بان میں سے بٹوکر) جو تھی جی۔ اس بچہ کی  
جنم کنڈلی تو کیجئے اور نیک و بد سامے حالات مختصر سنائے۔  
بسنت سرنامی۔ ہمارا ج جنم کا سہ کیا ہے۔

بسنت مالا (راجا کیلن سے وقت بتانے کے لئے اشارہ پا کر) آج صبح یہی  
کوئی چاند گڑی کے تڑکے۔

بخومی۔ دلیں اور انجلیوں پر کچھ حساب لگا کر لگن کو کئی مختلف طریقوں سے امتحان  
کرنے اور بصحت تمام جاننے کے بعد پوچھیں گے، سر ہمارا ج۔ بڑے اہم گمراہ اس کنڈلی میں پرے  
میں شبہ ہوتے ہیں جنم ہلے۔ اسی کنڈلی پر کی نہیں جاتی۔ یہ کوئی سوہنہارا لاکھ

۵۷ جنم کنڈلی۔۔۔ زایج  
۵۸ اہم گمراہ سے مستند  
۵۹ شبہ ہوتے ہیں نیک صفت  
۶۰ تھے = وقت

شخص - ہاں ہاں سننا کیا معنی مارا دیکھا ہے۔

بہشت والا - وہیں کے راجہ ہندو سین کی بیہ (انجنا کی طرف اشارہ کر کے) راجہ ڈلاوی  
ہیں۔ انجنا سندھی کا نام ہے اور آدھت پور کے راجہ ....

شخص (انجنا کے چہرہ کی طرف لبخند دیکھ کر اور بات کا ٹکر) ہائیں ! یہ انجنا سندھی  
ہے ؟

بہشت والا (اوس شخص کے منہ سے ان آخری الفاظ کو سن کر اور اس کے چہرہ پر ہلکی  
پیدا ہو جانے والے تغیر کو دیکھ کر) ہاں ہاں۔ یہ انجنا سندھی بھی ہیں۔ کیا آپ ان کو جانتے  
ہیں اور ان کے دل پر گزرنے والے مصداق سے کچھ واقف ہیں۔

شخص - میں راجہ پرتی سوریہ ہنر دیپ کا مالک اسکا ماہون۔ یہ انجنا سندھی  
میری بھانجی ہے۔ راجہ پرتی سوریہ اور رانی سندھ الٹی کی ماہون بیٹا ہوں۔

انجنا (اپنے اما کو خوب پیچھا کر اور گلے مل کر) اما تم بیان کہاں -

راجہ پرتی سوریہ - میں بڑے بڑے تیرتھ کشیروں کی جاتا کر کے بان میں بیٹھا اپنے  
گھر جا رہا تھا کہ خوش قسمتی سے یہاں بچے کے رونے کی آواز سن کر ماہون نے آج بہت  
روز کے بعد دیکھنے سے تیری صورت بھی پہچان سکا۔

انجنا - میری صورت کا نہ پہچانا جانا کچھ زیادہ تعجب کی بات نہیں میں ہی کم نصیب  
تمہاری صورت بغیر پرہ دیے جب پہچان .....

اسکا کہتے کہتے اسکا خیال ایک پرکلفت پوشاک میں آراستہ عورت کو اپنی طرف آنا  
دیکھ کر بٹ گیا اور بیک نظر اس کی طرف کو اٹھ گئی۔ یہ راجہ پرتی سوریہ کی رانی تھی جو بان  
سے اتر کر اس طرف کو آ رہی تھی۔ انجنا نے اس کو پہچانتے ہی تسلیم کر دیا کہ آؤں سے بچا یا

سے ملاقات کرنے لگے تھے۔ اور یہ عورت جس سے یہ نودار شخص بائین کر رہا ہے اسکی  
 فرمانبردار اور جان نثار سکی بسنت والا ہے۔ مگر اس نودار شخص کو ہمارے ناظرین ابھی  
 نہ جانتے ہو گئے کہ کون ہے۔ ناظرین۔ گو آپ کا دلی شوق جو قدرتی طور پر ہر شخص کے دلیمن  
 کسی نئے آدمی یا نئی چیز کو دیکھ کر پیدا ہو جاتا ہے پہلے ہی سے آپ کو انہماک بھار کر ضرور  
 اس بات کی طرف مائل کر رہا ہو گا کہ کسی طرح اس سوچ جیسے جھگڑاتے ہوئے بان بین  
 سناؤ اگر اسی پر تکلف پوشاک زیب تن کئے آئیوں شخص کے حسب نسب سے واقف  
 ہوں۔ مگر چونکہ ہم خود اس جہنی شخص کی صورت سے ابھی تک محض نا آشنا بین ہر  
 لئے معبودین کے ناظرین کو ہم اس نودار شخص کا حسب نسب نہیں بتا سکتے۔ ان  
 انکی باتوں سے غالباً سب مجھیکل جا بیگا۔

شخص (انجمن کی آنکھوں سے آنسو بہتے دیکھ کر اور اسکی طرف مخاطب ہو کر) دیکھو۔  
 بیٹی۔ یہ وقت تمہارے رونے اور آنسو بہانے کا نہیں ہے۔ صبر و استقلال سے  
 کام لو۔ سدا دن کیساں کیسے نہیں رہتے۔ آج ستم اپنی مصیبتوں کو خفیت ہی  
 ہوئیں سمجھو۔ تمہاری خوش تقدیری نے آج سے تمہیں خوش رکھنے کے لئے ایک  
 دھرم کا باپ تمہارے پاس بھیجا ہے جو فرایض پیدائہ کو اپنی دھرم کی بیٹی کے ستم  
 ادا کرنے میں کبھی کوتاہی نہ کرے گا (پھر بسنت والا کی طرف مخاطب ہو کر) ان تو اب جلد  
 انکا حسب نسب بتا کر انکے رنج و الم کی کھانی سناؤ۔

بسنت والا (نودار شخص کو اپنا بڑا ہی ہمدرد دیکھ کر) اچھا اگر آپ سنا ہی چاہتے  
 ہیں تو لیجئے پہلے انکا حسب نسب ہی سن لیجئے۔ آپ نے نامی گرامی شہر سندھ پور  
 کا نام تو سنا ہی ہو گا.....



عورت - بھلا اچھو ایسی کیا پڑی ہے کہ اس قدر اصرار کے ساتھ بار بار پوچھتے ہیں ان پر  
 پڑنیوالی مصیبتوں کی داستان بڑی ہی دردناک ہو جسے سن کر مکمل نہیں کر آیا پھر  
 دل کو قابو میں رکھ سکیں - اس لئے سواٹ غمگین ہوئی کہ آپ اس سے فائدہ ہی کیا اٹھا سکی  
 شخص - میں کیا کروں - لینے والی سیلان سے مجبور ہوں - قدرت نے اس سینہ میں ایک  
 ایسا دل پیدا کر دیا ہے جو زبان کے سستے ہوؤں کو دیکھ کر بھیجیں ہو جانا ہے اور ان کی دلوز  
 مصیبتوں کو کسی طرح دیکھ نہیں سکتا - ان کے غم والہ کی فصل کہانی سننے کیلئے اصرار کرنے  
 سے میری اصل غرض یہی ہے کہ تفصیلی حالات سے واقف ہو کر جو کچھ مجھے ناچیز سے ہو سکے  
 انکی امداد کروں - میں انکو اپنی دھرم کی بٹی کی نگاہ سے دیکھتا ہوں - اور اگر انھیں کوئی  
 عذر نہ ہو - میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی عذر ہرگز نہ ہوگا - تو اپنے غریب نہ پر لیل کر  
 انکو آرام و آسائش پہنچانے میں اپنے اسکان بھر لو تا ہی کروں - اور اس طفل نورانیہ  
 کی ولادت کی خوشی میں اپنے مقدور بھروسہ وال لٹا کر اسکان نام کرزن وغیرہ سنسکا کر لوں  
 اس نووارد شخص کی زبان سے یہ الفاظ کیجیے ایسی ہمدردی کے ساتھ نکلے ہے تھے کہ اس  
 نازنین سے جسے یہ اپنی دھرم کی بٹی بنا چکا تھا نہ لگایا بیاضا سکی آنکھوں سے  
 آنسو نکل پڑے اور اسے خوشامکھوں اور بھول سے خساروں پر موتی کی طرح جھلکنے لگے  
 گواہ سننے کسی خیال سے اپنے اندر تے ہوئے دل کو بہت کچھ روکا اور کسی اور خیال میں  
 لیجا کر بھلا نا بھی چاہا مگر تو بھی اس پر بڑی ہولی گزشتہ آفتون اور یچین کر دینو والی مصیبتوں  
 نقشہ اسکی آنکھوں میں تھا سوقت کچھ اس طرح پھر گیا کہ گویا وہ سب آج ہی اس پر ٹوٹ ٹوٹ  
 کر پڑی ہیں - ناظرین سمجھ تو گئے ہونگے کہ یہ نازنین وہی بنغیبہ ہے جسے آج قبل از  
 طلوع آفتاب ولادت فرزند کی خوشی میں جیو کر ہم ناظرین کو اس کے پیارے شہر لوں لگا

جو اپنے کسی ضروری کام میں نہایت سرگرمی سے مصروف ہو، یوں مخاطب ہوتا ہے۔  
 شخص: ہائی۔ میں بلا عبارت یہاں چلے آنے اور تمہارے کسی ضروری کام میں مشغول ہونے کی  
 معافی چاہ کر تمہاری ہون کہ تم مجھے بتاؤ تم اور (ہاتھ کا اشارہ کر کے) یہ بانی جنگی شکل و مشابہت  
 سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی ٹرسٹی اقتدار خاندان کی مدد میں اور جنگی ہٹل میں تم  
 اس قدر دل و جان سے مصروف ہو کون ہو۔ اور اس بھی ایک جنگل میں کیسے تمہارا قیام ہے  
 عورت: (آنیوٹے شخص کو دیکھتے ہی کھڑی ہو کر) انکا حال پوچھ کر آپ کیا کریں گے۔

شخص: مجھے انکے حالات سے وقفیت حاصل کرنی کی بڑی آرزو ہے۔

عورت: (افسرانگی آنیوٹے میں) اچھا اگر آپ یہی جانا چاہتے ہیں کہ یہ کون ہیں اور کون  
 انکا یہاں قیام ہے تو اسکا جواب بس یہی ہے کہ یہ ایک آوارہ وطن ہیں۔ اور زانیہ کی گردنوں  
 اور پیر فلک کی دست دراز یوں نے انہیں یہاں اپنی زندگی کے دن گزارنے پر مجبور کر دیا  
 ہے۔ اور میری نسبت پوچھتے تو میں انکی ایک فرانزہ دار خادما ہوں۔

شخص: (افنی طرف ترجمانیر نگاہ ڈال کر) جسوقت ایسے سسنان پھاری میدان میں  
 ایک نوا سیدہ بچے کے روئنے اور میرے کانوں میں پہنچی اسیوقت میرا دل توجان گیا تھا  
 کہ یہاں ضرور کوئی آنت رسیدہ آوارہ وطن اپنے ایام مصیبت کا ڈر رہا ہے۔ اب یہاں  
 اگر تمہاری صورتوں پر نظر ڈالنے اور تمہارے منہ سے نکلنے والے لفظوں سے میرے خیال  
 کی تصدیق ہی ہو گئی۔ دراصل تمہاری حالت قابل رحم معلوم ہوتی ہے۔ مگر سنو میرا وہ  
 دل جو کسی مصیبت میں دیکھ کر اس کے ساتھ ہمدردی اظہار کر نیکا عادی ہو گیا ہے تمہارے  
 صرف اتنے ہی کہہ کر خاموش ہو جانے پر تک میں نہیں پاسکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ ان پر  
 گزریو الی مصیبتوں کی مفصل داستان سنوں۔

پرہست نے چون کہ گوا سیوقت چلنے پر پودا آدھ پکر فرما سواری کا ذیل منگوا یا اور ریہ دونوں  
اُس پر سوار ہو کر بلا کسی سے کچھ کہے شے ہند پور کر عیون چل دیے۔

## اٹھارھواں باب

### نام

صبح کا وقت ہے اور ایک تیز رفتار ہوائی رتھ کرہ بادین نہایت سرعت کے ساتھ  
مغرب رویہ جاتا دکھائی دیتا ہے۔ اسکے چاروں طرف لٹکتی ہوئی موتیوں کی جھالیں  
اور جابجا نہایت خوش اسلوبی سے جڑے ہوئے بیش بہا لعل و جواہر کی جھاک دکھ  
آنتاب کی چمکتی ہوئی کرکٹوں سے ہل چل رہی آکھوں کو چونڈھیلے دیتی ہیں اور  
ہمین اس بات کا گمان دلا رہی ہیں کہ کیا کہیں جہر سپہر انور ہی آج اپنے آتشیں تھم  
میں سوار ہو کر اور اپنی معمولی چال بدل کر کسی کی نیریت کیلئے ایسا آتا دلا جا رہا ہے۔ یہ  
ہوائی رتھ جاسے باتیں کرتا ہوا ایک وسیع پہاڑی میدان میں ہو کر گذرتا ہے اور کسی طفل  
نورزائیدہ کے رونکی یا آواز ہمیں سوار ہو کر مانیٹوں کے ہمد و گفن میں پیونچتی ہی کیا ایک  
رگ کر ٹھہر جاتا ہے۔ اور اوسیدم سیدھا عمومی حالت میں نیچے کو اتر کر قریب ایک  
جوف کے جسے یہ پہاڑی میدان اپنے دامن میں جکھ دے ہوئے ہی آٹھرتا ہے۔

ایک شخص جسکے رعب و اچرہ اندر برق برق کھٹکے جواہر پوشاک سے معلوم ہوتا ہے  
کہ یہ کوئی صاحبِ تاج و تخت اس ہوائی رتھ سے اتر کر اوس جوف کی طرف کوڑھتا اور  
کسی قدر گگ رگ کر قدم اڑھاتا ہوا جوف میں جا داخل ہوتا ہے اور ایک عورت سے

پرہت کے منہ سے یہ باتیں سن کر اس کے شوق بہت دلچسپ بن گئے۔ اس کے لئے کادو لہا بھرا ہوا تھا۔ دھنسا غم کا سپاڑ ٹوٹ پڑا۔ طبیعت کی بارگی بگڑ گئی۔ اور طرح طرح کے خیالات اس کے دل پر قبضہ کرنے لگے۔ کبھی ہمارائی کے سخت برتاؤ پر غصہ کبھی اس موصوم کی حالت پر افسوس اور کبھی اپنے آپ کو ہی اس کا اصلی باعث ہونیکا خیال اس کے چین دل پر آنا اور چلا جاتا تھا۔ تھوڑی دیر میں پرہت کے سمجھانے سے اپنی بگڑتی ہوئی طبیعت کو سنبھال کر کہنے لگا۔

یون کمار۔ (مغموم آواز میں) آء دوست! اوس ناکردہ گناہ کو بڑی بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا (رک کر اپنے دل میں) آہ! اوس کے گلاب جیسے خساروں پر رات دن آنسو کی دھاریں بہہ پکڑا تیں اور اوس کی زار و سوزید اس ہونیوالی! یہ دن اور دلی آرزوؤں کو بہا بہا کر لیجا رہی ہوں گی۔ اوس کا یا نہ جیسا کھڑا بالکل بھینکا اور اس پر لگیا ہوگا اور آہ! اوس کے غمناک دل میں نہ معلوم کیا کیا کچھ خیال گزر رہے ہوں گے (پھر پرہت سے مخاطب ہو کر)

پرہت چلو ہند پور ہی ملین۔ اور اوس گرفتار مصیبت کی دجلوئی تو کر دین۔

پرہت۔ بہت اچھا۔ ہمارا جہ صاحب سے اجازت لے لیجے اور کل علی الصباح چلے جائے۔

یون کمار۔ نہیں ہمارا جہ سے اس وقت اجازت کی ضرورت نہیں اور صبح تک ٹھیرنے کی کوئی حاجت۔ میری ریس میں چپ چاپ تنہا ہی چل دینا مناسب ہے۔ ہماری سواری کا ہاتھی منگو الو اور ابھی چلے۔

پرہت۔ سرکار خسرال میں اس طرح تنہا جانا آپ کو زیب نہیں دے گا۔

یون کمار۔ سنو۔ اس وقت زیادہ بکیر اساتھ لینے سے وقت گنبد جائیگا اور وہ ان چوڑی میں کم از کم ایک دفعہ کی ناحق دیر لگ جائیگی جسے میرا یہ کہتا ہوا دل کسی طرح برداشت نہیں کر سکتا۔ مصلحت یہی ہے کہ اب ایک پل کا توقف کرو۔

تمام کیفیت کو ایسے طرز سے ظاہر کر لینی کہ شش کی کچن کمار کے دل پر زیادہ عینی یا مہار کا  
کے ہر جاء بتاؤ نیز زیادہ غصہ پیدا نہ ہو مگر ایک معصوم کو اس طرح سوا ہوتے دیکھ کر جب غیروں کا  
دل قابو میں نہیں رہ سکتا تو ہمارے شاہزادہ کا دل حسین اور عصمت و عفت کی دیوی کی  
بھولی بھولی صورت پس ہی ہو۔ جو اس کے جسم و جان دونوں کا مالک ہو اور اس کے گزشتہ  
برخ و آرام کا نقشہ جسکی آنکھوں تلے پھر رہا ہو وہ بھلا اک سنبھلے سنبھلے کتاب۔

۴۱۔ تین ماہ تک کوئی سخت محنت کا کام نہ کرنا اور کوئی دنیائی شے اٹھانے دین۔ نہ ثقیل غذا  
کھلائے۔ دودھ اور طاقت بڑھانی والی چیز دین۔

۴۲۔ اگر موسم سرد ہو تو یہ کیلئے پوشش کا بھی عقول نظام کیا ملے۔ ایسے وقت پر طبع کو خام کیا جا۔  
۴۳۔ اگر زہ کو بخار وغیرہ ہو جائے تو بصلح طبیکیام کرنا چاہئے۔

۴۴۔ زہ کو خورق و معمول پانا اور مدھیدہ۔ وضع حل سے چھپات یوم بعد سے ملا ہوا ہوتے۔ دسول کھانم  
بیلگہ کی۔ ارنی۔ پارسل۔ کسٹھاری۔ سیوناک یعنی رلو (ٹینٹو) گوکھرو۔ ساٹرنی۔ میٹھوں۔ بڑی  
کٹائی۔ جھڑائی کٹائی

۴۵۔ چونکہ زہ و بچہ کی خوراک و پوشاک وغیرہ سب کے لئے اور ہر ملک و موسم میں کیان مقرب  
نہیں ہو سکتے اس لئے شرف کھانک کی آپ ہو اور موسم و بچہ کی عمر جسمانی طاقت و عادت اور اپنی حالت  
و استطاعت کے موافق کھلانے پلانے وغیرہ میں سمجھ کر کام لیا جائیگا۔ اور اگر زہ و بچہ کے حق میں ضرر ہو  
تو اپنی نازدانی یا ملکی رسم و رواج اور تو پر بھی لحاظ کرنا سب ہو۔ بعض پوری تندہت و طاقتور اور جفاکار  
عزیز مذکورہ بالا باتوں میں کسی پر عمل کیسے یا بہت کم عمل کر کے بھی وہ خود اور بچہ کے بچا سے تندہت نہ ہوتے  
ہیں۔ یہی عزت و استیانت سے ہیں۔ انکی نقل کرنا ہر صورت کیلئے درست نہیں ہے۔

کہ اونھیں مہند پور بھیجے عرصہ کتنا ہوا۔

خادمہ۔ یہی کوئی چھ سات ماہ کے قریب۔

پیر بہت۔ اچھا اب تم جاؤ۔ بس یہی دریافت کرنا تھا۔

ضعیف خادمہ بہت کی اجازت یا کر ملی گئی اور پیر بہت نہایت غمگین ہو کر اٹھا۔ کے شہید خزانہ  
یہ نہ معلوم کہ کن سپاہیوں سے غمہ کرتا ہوا پائین باغ میں بیوی بچا۔ اور یوں گمار کو اونی محبوب کے  
یہاں بوجھ و بھونے اور مہند پور بھیجے جائیگا حال مفصل سنایا۔ اگرچہ پیر بہت نے اپنی دانشمندی سے

۳۶۔ ان چھ دنوں پرانی موزائین۔ اگر راہہ پاس لگے تو کم از کم سید رہیں مٹ بعد گرم بانی کے دو  
تین گھنٹہ پلاہیں۔ تھے الاسکان بانی مارن مین کم پلائیں۔ دس دن تک بانی میں گرم کرتے وقت  
قد سے اجوائن اور الپچی خورد کو ذمہ معیوست ڈال لیا اچھا ہے۔ ملکا اگر رسم سر دھو تو دوتین  
لوگ بھی ڈال دیجائیں۔

۳۷۔ بانی پہلے رہے گا گرم کیا ہوا۔ اگلے روز زمین روزا ڈالیا کریں اور چالیس یوم تک ٹھنڈا کیا جائی  
زیادہ کو زمین اور نہ ایسے بانی سے غسل کرائیں۔

۳۸۔ چوتھے یا نویں روز پرانے لادیک جاول اور موگ کی دال کی تہی کھڑی دین اور کھجی کیتی جوتی  
کھڑی میں ڈال دیا جائے۔ یا سوٹھ ہدی۔ اجوائن۔ سولف۔ دھنیا اور گڑ کا سٹھو بنا کر  
دین۔

۳۹۔ مزید شک نہ ہو کہ کوئی چیز نہ کھلے پیئے۔

۴۰۔ دس یوم تک سولے ان چیزوں کے بھٹی یا کوئی پھل وغیرہ ہرگز زمین بعد دس یوم کے  
سوٹھ ہدی۔ اجوائن۔ سولف۔ دھنیا ہنوں کو گڑ کی پراؤٹھا وغیرہ غذا میں ڈال کر دینا اچھا ہے۔

جس درخت کی ٹہری نہیں وہ آخر کھڑا کسے ٹھل ہو سکتا ہے۔  
 پرہست (ٹنگین ہو کر) آہ! اس معصوم پر بڑا ظلم ہوا تو۔  
 خادمہ۔ (چونک کر اور پرہست کے چہرہ کو ٹنگین پا کر) معصوم پر! کیا وہ بیگناہ نہیں  
 پرہست۔ ہاں ہاں بیگناہ۔ معصوم۔ محض بے خطا۔  
 خادمہ۔ یہ کیسے؟

پرہست۔ خود ہی اسکا مفصل حال کل قل تک محلّ عالمکا۔ اسوقت سنانے کا موقع نہیں  
 (دلمین) سچ ہے درختہ تقدیر کسی سے ٹٹا نہیں مٹتا (خادمہ سے) اچھا یہ تو بتاؤ

دو ایسے وقت میں نجات دینا جہاں تک بلاد کے کام ہے بہتر ہے (قیام حل کے بعد یاچہ کو درد دہانے  
 کے زمانہ میں بھی کم از کم دو تین ماہ تک جب کبھی دست کی شکایت ہو تب کورہ والا تر اکیسے ہی کام  
 ایسا پائے)

۳۲۔ زچہ کو بعد وضع حمل ایک دو روز بھوکھا ہرگز نہ کھین اور نہ کھانسی غذا میں کم از کم دس دن تک گوند  
 ۳۳۔ اگر موسم سرد ہو تو زچہ کو اول غذا دام کھانا چھاپے۔ رات۔ آٹھ گھنٹے تک مولے اسکے  
 اور کچھ نہیں۔ بعد آٹھ گھنٹے کنا میوانی یا حیرہ وغیرہ میاں دوا ہو بنا کر لائیں۔

۳۴۔ سرد موسم میں میوانی وغیرہ تین چار گھنٹے بعد دودھ کی چار پانا بھی چھاپے۔ دودھ میں ہی  
 چار اڑانی جابے پانی مطلقاً نہ لائیں۔ بیاس لگے یہ بھی اس چار ہی سے کام لیں۔ اکیسارین تین چھاپا  
 یا پادیسرے زیادہ نہ لائیں۔

۳۵۔ دوسرے اور تیسرے روز اگر میوانی دودھ کے علاوہ مالکودانہ دودھ میں چا کر دیا جائے تو کوئی  
 برچ نہیں۔ کھانہ اور لکھی کا میوا دینا بھی چھاپے۔

خادمہ - غصہ کی سہین کیا بات - اپنے لئے کی سنا پائی -  
 پیرہست - اون دونوں میں سے کسی کو اپنی بیگناہی کے ثبوت میں کوئی حجت زبان سے  
 نکلانے کا موقع نہیں دیا گیا کیا؟

خادمہ - حضور ان کے پاس ثبوت ہی کیا ہو سکتا تھا - کدو صاحب کی ایک انگشتی اور  
 ہاتھوں کے کڑے نہ معلوم ان کے ہاتھ کہاں سے لگ گئے تھے کہ انھیں مہالنی صاحبہ کے  
 روبرو پیش کیے بڑی پاکدامن ختی تھیں اور بچانے کیا کیا باتیں بناتی تھیں - بندہ شین  
 گانھتھی تھیں - سو آپ جانتے ہیں یہ بندہ شین اوکے حق میں کہاں تک کارآمد ہو سکتی تھیں

کچھ اڑا دیا جائے - گھٹنوں کے بیچ میں اس برتن کو لگا کر پیاب کر آئین - یقیناً اس ترکیب سے  
 پیاب اتر آئیگا - اور اگر اس ترکیب سے بھی پیاب اترے اور آگے گدے جائیں تو طبیب سے  
 علاج کر آئیں -

۳۱ - وضع حمل کے بعد اکثر ایک دو روز بچہ کو دست نہیں اُترتا - اس سے کوئی نقصان نہیں - ہاں  
 اگر تیسرے روز بھی دست نہ آئے تو گرم گرم کافی پلانے سے آجا بیگا - اگر اس ترکیب سے بھی نہ آئے تو  
 چوتھے روز ایسی کاتل خالص یا پانی یا دودھ میں ملا کر استعمال کر آئیں - ایسے وقت میں اس سے جھک  
 کوئی دوا ہر طرح مفید نہیں - اما اگر چہ کسی وجہ سے نہ پیا جادے تو پاؤں سے ڈیرہ پاؤں پانی کی  
 پیکاری (جو اگر بڑی جلد اگر دن کی دوکان پر ایسی کام کے لئے فروخت ہوتی ہیں) پر سیاہ پانی  
 کے ہاتھ سے لگوائیں - یہ سب عمدہ ترکیب لڑی کے نل سے بھی مفید ہے - اگر کسی وجہ سے  
 پیکاری میں سے یا زچہ کو پیکاری لگوانے سے (جس کو دھواں اس سے کوئی تکلیف نہ ہوگی)  
 کوئی خون یا چھڑ ہو متھی - انجیر - اگسٹنا کی مٹی علی الصبح نہا نہ کھائے - زیادہ دیر نہ



یہ بتاؤ کہ بسنت مالا اسوقت ہے کہاں۔

خادمہ۔ حضور۔ ہمارا بی بی نے دونوں کو میل سے نکلوا دیا۔

پرسہت (چونک کر) مائیں۔ نکلوا دیا؟ اور دونوں کو؟ یہ کب اور کہاں کو؟

خادمہ۔ آپ ہمارا بی بی صاحبہ کے مزاج سے واقف ہی ہیں جب ہی کہ ان پر یہ حال کھلا۔

بس تن بدن میں آگ لگ گئی۔ پھر وہ اشت کی آغوش میں کہاں تاب۔ اوسیم کرور سے تھ

منگوا کر اور دونوں کو سوار کر کے ہرند پور بھیج دیا۔

پرسہت (انسوسناک لہجہ میں) بڑا غضب ہوا۔

(Salad oil) گرم گرم چٹپڑیں۔ یا ہالین کلاسی۔ آٹا اور گھی کی پیس بنا کر  
مانہ (پڑو) ریسینک کریں اگر خون زیادہ جاری ہو تو ادراہن کی ٹرکھل کرانی میں بھگو کر شاد کریں۔  
اس سے تمام ادا ایک ساتھ نکل جائیگا۔

۲۹۔ لیٹنے سے پہلے اگر بچہ کو میٹاب غیر کی حاجت ہو تو اس سے خلع ہو کر لیٹے۔ اس سے منید

آنے میں تارام لیگا۔ اور اگر بچہ پیدا ہونے ہی نہ پڑ پشایا کر دے تو اور بھی اچھا ہے۔

۳۰۔ اگر پشایا نہ اوترا تا ہو تو زچہ میں شرم کر کے فوراً کہہ دے جن عورت کو درد زہ کے دور

زیادہ سخت آتے ہیں یا اسوقت پشایا کی حاجت کم ہوتی ہے او کو اکثر اسوقت پشایا تھکے

اوترا ہے۔ اگر دو چار بار کرنے سے جو وہ پندرہ گھنٹے کے اندر پشایا نہ اوترا ہے تو ترکیب یل پر

عمل کریں۔

پشایا لینے کے تین کو گرم کر کے اوسکے کناہ پر فلاہن میں پشایا کو بچھنے پر گھنٹوں کے بل

بٹائیں۔ اسوقت دلی زچہ کو اوپر سے بخوبی سلاست ہے سزچ کے گندھوں پر کوئی اور بیجاری

پرہست - ثبوت ۱

خادمہ - ثبوت ! ثبوت ہی تو پورا پورا ہو گیا۔ ایسی باتیں کیا چھپا سچھپا کرتی ہیں  
آخرا ایک نہ ایک دن مکمل ہی جاتی ہیں۔

پرہست (تجاہل سے) کیا کسی نے دیکھ پایا۔

خادمہ - دیکھ پانا کیا۔ دیکھ پلنے سے بھی زیادہ۔ محل رہ گیا محل۔ گناہ تو آخر کبھی کبھی  
خود سر پر چڑھ کر لگا رہی جاتا ہے۔

پرہست (انجمن کے ناقدین سے) بدنام ہونے پر دلمین انوس کر کے) خیر۔ یہ تو معلوم ہوا۔ اب

ڈیوٹیل ہو جائے تو پھر باندھ دیں۔ اس سے زچہ کے حکم ٹرے پہنے کا اندیشہ نہ رہے گا۔ اور سیلان محل  
کی ملکیت میں بھی رہے گی

۲۵۔ بعد فتح محل زچہ کو نیند آنا اچھا ہے۔

۲۶۔ زچہ کو کم از کم دس ہندہ روز تک آہستہ سے اور چنانچہ ممکن ہو کم بولنا چاہئے اور غصہ و خج و غیو  
سے بچنا واجب ہے۔

۲۷۔ دس ہندہ ہر یوم تک زچہ کو آٹھن مٹھنا یا چلنا پھرنا بھی کم چاہئے۔ اور سید صاحب لکھنا  
یا سونا اچھا ہے۔

۲۸۔ بعض دایاں سردی پور پچنے کے خون سے زچہ کے اذام نہانی کے اندھنی معص کو نہیں  
دھوئیں۔ یہ اونکی کم فہمی ہے۔ بیگرم پانی سے دھوئیں پھر در و حورک سات کو دیا جائے اگر زخم میں کچھ

تخلیف زیادہ معلوم ہو تو تھوڑا سا لہو زبانی میں خیر یا پو گھنٹہ دھوئیں کر اور پھر چاکو دھوئیں باریک بینی  
اور کچھ چکنے کے لیے پانی خشک کر کے ملا کر پانی سے دھوئیں زخم و زخاں کا ڈ

کہوں۔ مجھ تو ایسی باتیں زبان سے نکالتے بھی لاج آتی ہے اور بدن کے منگے ٹکڑے  
بھجے جاتے ہیں۔

پہرست۔ نہیں صاف صاف کہو۔

خادمہ۔ یہی حراسکاری اور کیا؟ اور زیادہ غضب کی بات تو یہ ہے کہ خود اون ہی کو  
گودہ ہمارے کنو صاحب کی نگاہ میں پہلے ہی سے کیسی ہی شکوکِ تعین میں شاہی اعزاز کا  
بھی کچھ لحاظ نہوا۔ نہ کنو صاحب کے یا مہاراجہ صاحب کے عتاب کی کچھ اندیشہ کیا اور نہ مہارانی  
صاحبہ کا کچھ خوف مانا، جو جی میں آیا بیدِ طرک کیا۔ خاندانِ بھر کو ملے لگایا۔

بکلی گلو امین یا مصنوعی سانس اس ترکیب سے دلو امین کو دانی یا کوئی اور تجربہ کار عورت یا مرد امین ہاتھ  
پر کی تاک مضبوط نہ کرے اور اپنا منہ پیکے منہ سے لگا کر چھو نہ لگائے۔ اس سے بھیڑے بھول  
آویں گے۔ جیون ہی بھیڑے اندر سے بھولیں اور دامنِ ہاتھ سے سینہ دبا کر ہوا نکالے۔ پھر چھو نہ لگا  
لگا کر مہاراجہ پوچھاے اس پر ہا کر نکالے۔ فی منٹ چھہ پندہ بار کے حساب سے چند منٹ تک یہی  
عمل کئے جائے۔ کچھ دیر کی محنت سے اصلی سانس آنے لگے گا۔

۲۲۔ بعدِ وضعِ حمل نہ کہ کو روٹ سے لپیٹ رہا چاہئے بیٹھا رہنا اچھا نہیں۔ زچہ اپنے جسم کو زیادہ  
نہ ہلاوے۔ کروٹ وغیرہ بھی نہ کہ کو دانی یا کوئی دوسری عورت دلاوے۔

۲۳۔ زچہ کے اگر پاؤں سرد معلوم ہوں تو آگ پر ہرگز نہ سیکے بلکہ ظالمین سے لپیٹ دے جائیں تو  
اچھا ہے۔

۲۴۔ بعدِ وضعِ حمل قرینہ صحت گر چڑی پی صاف لپچ کی لپک اور کپڑے کی دو تین گدی زچہ کے  
پیٹ پر لگا کر اس کی کمر سے تھام کر بلانا نہ دیں۔ بہت نہ کہیں اور خوب دیر غفلت ایک دو بار جب

پرست۔ تین مجاہد بھی کچھ نہیں معلوم۔ کہو تو  
خادمہ۔ کیا کہوں۔ میری تو زبان سے بھی ایسی بات نہیں نکلتی جو اسنے کر دکھائی۔  
پرست۔ آخر کہو بھی۔

خادمہ۔ حضور۔ اسنے اپنی مالک کی عزت و حرمت کو رہا سہا خاک میں ملوادیا۔ گشتی  
تھی کشتی بس۔

پرست۔ کیا کشتی بن گیا صاف صاف بناؤ۔  
خادمہ (منہ پڑھا کر) اتر ہے۔ میں نے سب کچھ تو کہہ دیا اور کہاں تک صاف صاف

ہو اگر ہمت پیدا نہیں ہوئے اور سانس لیتا معلوم ہو تو مال لانے سے پہلے دھل کی تر کیوں میں سے  
ایک دو یا کئی تر چل کرنے سے پھر سانس لینے لگے گا۔ مگر اتنا ضرور ہے اگر اسوقت یہ کارنگ نہ لگے  
سرخ۔ اور میں گیم ہے تو اغلباً کامیابی ہوگی اور اگر میں ٹھنڈا اور چہرہ پھینکا اور اس پر توندی  
کی جہت کم اسید کرتا ہوں۔

(۱) اول یہ کہ میں کہے یا تاک میں کچھ ایک تو نہیں ہے۔ انھی پر رد وال لگا کر تاک اور نہ کھڑا  
کریں۔ یا پچاس سو بیس اور پانچ سو اور کریں۔ (۲) پاک کے روڈوں کو کھولا میں تو قے ہو کر سانس  
چلنے لگے گا (۳) بچے کے چوتھے اور پانچویں پر حملہ جلد کی لگا دیں (۴) کوئی تیز خوشبو لگا دیں (۵)  
یاد رہے کہ اگر کوئی جھاپ تاک کو دور سے دیں (۶) منہ پر سرد پانی کے چھینے دیں (۷) دو تولیے  
لیا کر انکے سر سے ایک سرد۔ دوسرا گرم پانی میں چھو کر تھپ تھپائیں (۸) گرم پانی میں غوطہ کھین  
(۹) ٹیگم پانی میں تولیہ ڈال کر تولیہ لپی ہوئی مانی ڈال کر پچاس سو میں کمرہ میں کھین پانی آبلے  
پھر پانی سے تاک سرد پانی کا چھین دیں۔ (۱۰) بچے کے چوتھے چوتھوں سے پھر کر کھینے دیں (۱۱)

پہرست (پائین باغ سے کسی طرف کو جا کر اور اٹھنے کا وہ کوٹلا کر) کہو۔ لبنت مالا اسوقت کہاں ہے۔

خادمہ (ادب سے سنبھلا کر) حضور۔ کس ہرجائی کا نام آپ نے لیا ایسی بڑے عورتوں کا شناہی محل میں کیا کام۔

پہرست (چونک کر) کیوں۔ کیوں۔ بات تو کہو کیا ہوا۔ خیر تو ہے۔ کیا کر پاؤ۔ اونٹنی خادمہ (منہ بنا کر) اے ہے۔ آپ کیسے تھے تو اس نے غضب ہی کر ڈالا کیا آپ کو اس کی کرتوتیں معلوم نہیں ہوئیں۔

نوجوانی صاف کر دیا گیا ہے۔ بچہ کوس جس عورت یا جانور کا دودھ پلائیں اس کی جسمانی صفائی و خوشبو کا غور کا بھی معقول انتظام کیا جانا واجب ہے۔

۳۰۔ دودھ پلانے سے پہلے اور بچے مان اسی دودھیوں کی نوک کو نیگرم پانی میں پارہ ترکہ کے دھو ڈال کرے۔ پہلے ایک قطرے دودھ کے ہاتھ سے دبا کر زہن پر گرا دے۔ دونوں دودھیوں سے باری باری سے دودھ پلاوے۔ سونے سے جاگ کر یا بچہ سوتے سے جاگا ہو تو فوراً دودھ نہ پلاوے اور ہر دم وقت یہ وقت پلائی ہے۔ پہرے کہ صبح چار باغ بجے سے رات کے دس گیارہ بجے تک پہلے دھن دھن دھن کا وقفہ دیکر اور بعد ازاں اس وقفہ کو رفتہ رفتہ کستھر بڑھا کر دودھ پلاوے۔ جہاں تک ممکن ہو بچہ کو لیٹے لیٹے کبھی دودھ نہ پلاوے اور نہ پلاتے پلاتے خود سو جائے۔ بچہ کو دودھ پیتے پیتے یا دودھ پینے کے بعد سوئے جب ان مردے بول رہی ہو یا غصہ میں ہو یا کھانا پکا کر اٹھی ہو یا کسی وجہ سے جسم پر پسینہ زیادہ آ رہا ہو یا ناچنتی آ رہی ہو یا رخصت سے ہو یا بیمار ہو تب دودھ نہ پلاوے۔

کو اپنی امید کے غمانِ مل میں تباہ کر یوں گناہ جیسے شاہزادہ کا دل کیوں بغیر ازہو جاسے۔  
اسوقت یکایک اسکے چہرہ پر اُسی چھاگئی اور کسی خیال میں نقش بدیوار ہو کر کھڑے کا کھڑا  
رہ گیا۔ مگر یہ حالت زیادہ دیر نہ رہی کہ کچھ سوچ کر درست کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ٹھٹھے سے  
پائین باغ میں دونوں ہاتھیں کرتے جلدیے

یوں لہجے (پائین باغ میں پہونچ کر کچھ آندگی سے) بہت کسی سے اسکا بھید تو معلوم کر د  
جسکہ

بہت اچھا۔ آپ اتنے یہیں ٹھہریے۔ میں اسکا حال ابھی کسی سے معلوم کر کے آتا ہوں

۱۹۔ اگر ان کی بیماری ذخیرہ کی وجہ سے یافت ہو جائیے بچہ کو ان کا دودھ نہ مل سکے تو ایسی حالت  
میں دایہ قرعہ کھائے جو ان تندرست۔ نیک خصلت اور شعور دار ہو۔ مابعدہ پہلو ٹھکی۔ تباہ کو د  
گناہ ذخیرہ پینے والی اور شکل نہ ہو۔ جسکا بچہ مٹا تازہ تندرست اور اپنے بچے کے قریب رہے ہم عمر ہو یا وہ  
بڑا ہو۔ جیسے آشک جیسی کوئی بیماری کبھی نہ ہوئی ہو اور نہ جسکا خاوند ایسی بیماریوں میں مبتلا  
رہا ہو۔

اگر ایسی سر آئے تو کھڑے بچوں کو گدھی کا دودھ دو حصہ اور پانی ایک حصہ ملا کر کھلا کر لگنا کر کے  
دین۔ ۱۰ مہینہ مہری ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر دو ڈھائی ہفتہ بعد مخلص دودھ دینے لگیں۔ اور  
طاقتور بچہ کو بڑی یا گائے کا دودھ تندرست کر کے بالآخر گدھی سے جو کے ست کا پانی دھری ملا کر باہم ذرا  
صاف پانی دھری ملا کر دینے ہیں۔ دس ہفتہ ہون بعد پانی کی مقدار کم کرتے جائیں حتیٰ کہ بار  
پانچ ماہ کے بچہ کو مخلص دودھ دھری ڈال کر پائیں۔ مگر لگتا ہے کہ حالت میں کر لیں مہیا مان کا دودھ  
یہ یاد رہے کہ دودھ زیادہ دھری کا کھا ہوا نہ ہو تازہ ہو اور دودھ پلانکی بوتل کو سوڈا ملا کر اور دھری

اختیار میں ہوتا ہے اور آنا پر لے بس۔

پہرست۔ حضور جنگ کو ادھر اچھوڑ کر تو کچھ ہی بذلتے اور نہ مہاراجہ راون ہی بعد  
اختتام جنگ حضور کو بغیر اپنی راجہ مانی میں لویاے اور خاطر تواضع کئے باہر سے باہر گھر  
آنے دیتا۔ حضور کچھ اپنے آپ تو بیوی بیٹے ہی نہیں رہے تھے۔

پون کمار۔ بیوی بچہ کی منی۔ مجھے تو بعد اختتام جنگ ایک ایک گھڑی بھاری پڑ گئی۔  
وعدہ یہ تھا کہ بہت جلد جنگ سے واپس آتے ہیں۔ گو وہاں تو شدہ شدہ آٹھ نو  
ماہ کے قریب گزرنے لگے۔ افسوس ہم چھوٹے اور بڑے سب سے جھوٹے۔ نیز اب چکر ب

دونوں خیال مذکورہ بالا اصول قدرت کے سراسر خلاف تصور ہیں۔

مان کا دودھ ذیل کی صورتوں میں کچھ کوئی یاد دین۔

(۱) اگر مان کو کوئی عارضہ تشک۔ پٹ ق۔ گھٹیا معطل یا خفقان وغیرہ کا ہو۔ (۲) جب باطن ط  
ہو جیسے (۳) اگر دودھی میں ٹھسی ہو (۴) اگر مان کا دودھ بچہ کے پٹ بھر نیکی لے نا کافی ہو (۵)  
اگر حیاتی کی نوک پڑی ہونے سے یہ دودھ نہ بنی سکے (۶) اگر دودھ پلانے سے کوئی عورت بوزرور  
دبلی ہوتی جاوے (۷) اگر مان کا دودھ بالکل پانی سا ہو جس سے بچہ کو طاقت حاصل نہیں ہوتی۔  
(۸) جن ایام میں پلان نہیں ہو۔

۱۴۔ اگر مان کا دودھ جلد نہ اترے تو بچہ کو حسبِ بل ضرور دست کرنا چاہیے۔ تاکہ اس کا پیٹ مٹا  
ہو جاوے اور وہ بھوکا بھی نہ رہے۔ مگر بلا ضرورت ہمیشہ گھٹی دے دیکر بچہ کو اس کا عادی کر دین  
کیونکہ اس سے بچہ اکثر کمر دربو جاتا ہے۔

نسو گھٹی۔ سولف۔ میوزنقہ۔ الماس بنفشہ۔ بیٹھی۔ ترخین ہر ایک ایک ک

شاید انہیں کی اس نامودی کے ساتھ لوگوں کی خوشی میں راجہ صاحب نے آج اپنے شہر کو نکا خانہ  
چین کا نمونہ بنا رکھا ہے۔ آواران دونوں رفیقانِ صادق کی باہمی گفتگو بھی پاس چلکر سن لین  
پرہست۔ (کسی گفتگو کے سلسلہ میں) نہیں حضور۔ یہ آپ کا خیال غلط اور محض غلط۔  
پوٹن کمار۔ ممکن ہے غلط ہو۔ مگر تاہم بے عینی تو ضروری ہوگی۔  
پرہست۔ کیا عینی بھی ہوتی۔ سرکار۔ انتظار کی گھڑیاں بڑی طرح گزرتی ہیں۔ کسی طرح کچھ  
نہیں کشتیں۔ پل پل برس بار گزرتے ہیں۔  
پوٹن کمار۔ آہ! میں نے اونکے نازک لکڑی کو بہت دکھایا تو۔ مگر محو تھا۔ کیا کرتا۔ جانا آخر

رہیں۔ چالیس یویم تک ہفتہ وار نگیم باپی سے مناسب فٹ یوٹ کر رہے ہیں۔ گریڈ یا دیہے کہ  
بھری سیٹ پر بھی غل کر رہے ہیں۔

۱۳۔ بچہ کو دودھ علاوہ صورت ہائے دہل کے تھے انسان اوکلی مان کا ہی پلانا واجب ہے اس سے  
بچہ آؤ پرہ دونوں کے حق میں کئی فائدہ سے تصور ہیں (۱) مان کا دودھ یہ کیلئے گھٹی سے زیادہ فائدہ دینا  
اس سے اوکلی آنتیں بالکل صاف ہو جائیں گی۔ قدرت نے مان کے دودھ میں ہی بچہ کی پیٹ کی صفائی کے  
لئے دوا پیدا کر دی ہے (۲) کئی روز تک اگر بچہ کو مان کا دودھ نہ پلایا جائے تو بھریرہ پر شکل دودھ کھینچنا  
سکتا ہے (۳) مان کی دودھی کا سولاج بہت کم کھڑا پھنسی وغیرہ کا ماکھنے کا خوف نہیں ہوتا  
(۴) رحم سے خون کم کر گیا اور جلد اپنی اسی حالت پر آ جائیگا۔ بعض کا خیال ہے کہ بچہ کو مان کا دودھ پونچ  
چھ یا دس یا چالیس یویم تک نہ پلانا چاہئے۔ کیونکہ بچہ کا دودھ ان ایام میں خواب ہوتا ہے اور بعض بچہ خیال  
کر کے کہ دودھ پلانے سے ان جلد ضعیف اور کمزور ہو جاتی ہے۔ بچہ کو ان کا دودھ نہیں پلاتے۔ یہ نہیں  
جانتے کہ اصل ضعیفی اور کمزوری کا باعث اکثر اکنکا یا تو جلد بدل جانے کا ہے یا مناسب غذا نہ ملنے۔



جو بچہ ٹپ ٹپ کرے۔ گرائن ! اس شکر کے پھریوں پر تو میسوی نشان لہرا ہے۔ دکھائی دیتے ہیں۔ اوروہ نل جیسے زلفت کی جھولتی جواہرات سے قلعہ پڑی ہوئی ہے اوکلی جڑاؤ عمارت میں وہ خوشرو جوان جسکی قیافہ اور شہرہ سے سرداری کے آئینہ نمایان ہیں بہن تو خوشنادرہ بون لبخنی کے ہونے کا گمان دلا رہا ہے۔ اور یہ دوسرا شخص جسکے ساتھ کچھ لطف آمیز باتیں کیجا رہی ہیں غالباً اونکا بیارافق پرست ہوگا۔ بیشک بیشک۔ اب تو بچی پہچان لئے گئے ضرور وہی دونوں ہیں۔ اور کوئی نہیں۔ انکی سپاہ کے ہر آدمی کا لباس چہرہ بتا رہا ہے کہ یہ برتن کو حیت کر اور ہمارا جہادوں سے ادنیٰ شجاعت پا کر آج اپنے گھر کو اس آ رہے ہیں۔ او

سے بجا کر سلاوین۔ جب ہونے سے دو تار ہوا تھا گئے تہان کی دودھی سے لگائیں۔

۹۔ غسل کے بعد اگر نال سے خون بہتا ہوا یا یا جائے تو ایک بندہ اور لگا دیا جائے بعدہ ٹپل کماٹان نکوڈا نال پلپٹ کر اوتا گئے سے بانہ کر اوسکے اجڑی ہوئی لگائیں اور پھر تار گئے سے بانہ کر اونا ل کے سرے کو اوپر کی جانب کے کے پٹ پر فلائین کی ٹی سی قدر ڈھکی باز دھوین۔ اگر تین چار یوم یا ہفتہ دو ہفتہ میں بھی نال خشک ہو کر نہ گرے تو ہاتھ سے ہرگز ہرگز نہ اٹھائیں۔ ایک آدم ہفتہ اور لگا دیا جائے پر خود ہی گر جائیگا۔

۱۰۔ بچے کے جسم میں حرارت پیدا کرنیکی قوت کم ہوتی ہے خواہ کیسے ہی کپڑوں میں لپیٹ کر اوسکو رکھا جائے اسلئے من اوسانے جسم سے لپٹا کر سلاوے۔

۱۱۔ بچہ اور زچہ کا کپڑا کیسے وقت پلایا نہم ہے۔

۱۲۔ شمع وغیرہ کی چکا چوند سے بچہ کو کچھ عرصہ تک بچلے رکھیں اور کم دھنی میں پورش کریں۔ روزیہ خارج ہوا اور دھنی سے آست نکارتے جائیں اور کبھی کبھی ہونٹن گایا شرف یا زیتون میں ہتے

کے راجہ پر دھاوا کر دیا۔ اور وہ بھی کب۔ جبکہ اس کا بہادر افسر سپہ گری میں کامل دستگاہ  
رکھنے والا فزید منتخب اور تجربہ کار جنگ آزمائشی سپاہیوں کا ایک بڑا حصہ لیکر بہادر  
راون والی لٹکھارے پاس برتن کے مقابلہ کیلئے گیا ہوا ہے۔ غنیمت کو بھی خوب موقع ہوا تھا۔ آیا۔ افسوس  
ایسی حالت میں ہمارے راجہ کا اس عظیم الشان لشکر کے مقابلہ میں کیا بس چلیگا۔ آہ! اوکی  
تمام خوشیاں جنکے لئے اوستے آج اپنے شہر کو مانعِ جنت بنا رکھا ہے کیا سب خاک میں  
مل جائیگی۔ ایسے نازک وقت پر راجہ سے سوائے مطیع ہونے یا بھاگ جانے کے اور کیا بن سکیگا۔  
آؤ ہم ہی چلا کر اس جلد پر پناہ پونالی آفت سے راجہ کو مطلع تو کر دیں کہ اس سے بچنے کیلئے کچھ کچھ

۶۔ پیدا ہو نیکی روضہ لود کے تالور دودھ پلائیے تل فادر ہرعدنی گھر کر لگا دیں۔ اس سے مولود  
مگر مہر سوم شہر وہ دلدھ سے امن میں رہیگا۔

۷۔ مل بندھنے کے بعد مولود کو گرم پانی سے حسین قدمے تک ڈال لیا گیا ہو باصفا غسل کریں  
پانی میں پہلے گھنٹی ڈوکر دیکھیں اگر گرم معلوم ہوتا ہو اسے ہلانیکے قابل جانیں۔ یہ پانی تھرا میٹر کے  
۹۷ درجہ سے زیادہ گرم نہ ہونا چاہئے وقت بیکہ کوز میں ریختار کریں کیونکہ اس کی ڈھان بہایت ملائم  
ہوتی ہیں غسل کرانیکے پہلے فالین کے ٹکڑے کو تیل میں حیر کر کے پہلے بچے کے جسم سے چکناٹی کر  
کریں۔ پھر پانی سے دھو کر مسن یا صابن سے کام لیں۔ اگر سب چکناٹی در نہ ہو تو بھی زیادہ دیر  
نہ لگا دیں جلد غسل کر اگر ازرم خشک تو لیے سے فوراً لٹکا کر فالین کے حلال میں لپیٹ کر سٹاپ کریں  
سنہلا تے وقت اسفنج یا ٹوشنی دار لوٹے سے کام لیں اور یہ بہت احتیاط رکھیں کہ بچہ کی آنکھ میں پانی  
نہ جاوے۔

۸۔ نہانے کے بعد بچہ کو نیند کا طبقہ ہو تاکہ اس وقت اسے سرور یا دیکھا ہونہ گئے واسے اچانے

نشان ہاتھوں میں لئے اپنے برق رفتا رکھوڑوں پر چڑھے اس طرف نواتے دکھائی دیتے ہیں۔  
 یہ سب تو کوئی شاہی لشکر ضرور مگر آدھ پور کی طرف کو کسو اسطرح قدم اٹھاتے آ رہے ہیں  
 ہمارے شہزادہ پون کُنچ کے والد بزرگوار راجہ راجہ پلا کے سیکلی ٹھن گئی۔ غرض یہی بات ہے۔  
 پر ایک تعجب ہو کہ یہاں تو جنگ جہل کی کچھ بھی طیاراں نہیں بلکہ عکس اس کے کسی بھاری خمشی  
 کی تقریب میں تمام شاہی عیالات۔ ایوان۔ قصر اور باغ میں معمول سے زیادہ فانوس اور تزیینات  
 آویزاں۔ رنگ رنگ کی جھنڈیاں باجا استاد۔ ہر گلی کو چین خوشی کے ترانے اور ہر درو دیوار  
 رنگارنگ کی گھٹائیوں سے آراستہ پیراستہ کجا رہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کسی غنیمت نے اچانک یہاں

یا ریغن زیتون میں چربے لیا ہو تو ادبھی اچھا ہے، مصبوطا گرہ لگائیں اور پھر ایک انگل کے فاصلہ پر  
 دوسری گرہ لگائیں اور دونوں گروں کے بیچ سے تیز تیزی یا رکھل کی شاخ سے کاٹ دیں۔ اور زیتون  
 یا سروں کے تیل میں رومی چرب کر کے رکھ دیں۔ جب تین یا پچیس میں مال خشک ہو کر جاوے تو اوپر  
 خاکستر صدف چڑک دیں

۵۔ اگر بچہ کو عمر بھر میں چھپک سے محفوظ رکھنا ہو تو (۱) نال میں پیسے مراد رید یا مسفتہ کے پانچ یا سات دانہ  
 کو نہایت باہیک ہون ڈالکر اور بھر بانہ کر کاٹیں اور ایک ایک دانہ گیارہ درونک بچہ کو کھلا دیں (۲)  
 شیر اسب مادہ زائیدگی کے پیسے درونک بچہ کو پلا دیں (۳) رواج کے دانہ کو گھس کر پلا دیں (۴) ایک یا نعل  
 چاندی میں بندھو اور ایک دانہ پگلا چ کا گردن میں پٹا دیں (۵) ایام حمل میں حاملہ کو موت کے خضیا  
 کا پانی پلا دیں (۶) حسبِ میل و لقیہ سے شربتِ قلع تیار کر کے تین ماشہ زربٹا دیں (۷) رکھا کا عرن پلا دیں  
 ترکشہ بہت شقائق بندے کی۔ گل شقائق (۸) کے بھول، ایک چٹانک کو ادہ سیرانی میں پٹا دیں  
 جب چہام پاتی رہے چھانکر مدھری آدم پاؤ لاکر تو ام لکھیں اور بول میں باحتیاط رکھوڑیں۔

## سترھواں باب

آئے تھے ہم امیدین جو دلمین لئے تھے  
افسوس! آج یاس نے سب کو مٹا دیا

یہ سامنے اٹھتا ہوا اخبار کیا ہے کیا کوئی آندھی ہے یا کوئی طوفان کہ اس طرح آندھا چلا آتا ہے۔ آخر کیا بلا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ گرد و خراب زمین کی سطح سے آسمان کی چوٹی تک چڑھا ہوا ہے اور جسے سوچ کی چکرا کر نوں کو بالکل گردا باد کر رکھا ہے نہ جانے کیا آفت ہے یہاں خیال میں یہ ضرور آندھی کا طوفان ہے جس اور کچھ نہیں۔ مگر ایں! اس غلامین تو کبھی کبھی کوئی چیزوں کی سی چمک بھی دکھائی دیتی ہے تو یہ آندھی نہیں کسی راجہ کا لشکر ہے کہ اس طرح موج آب کی طرح بڑھتا چلا آتا ہے یہ لیجئے اب تو وہ ایک جانب کو کچھ سوار بھی شاہی

بقیہ صفحہ ۳۹۔ کو کلڑی یا اوپل کے دھوئیں سے تھکے لاسکان معمول رکھیں۔

۱۔ جانے الی موت ہو شیدا غمزہ کا رادل جسم کی مضبوط ہو۔ اور اس کے ناضن بڑھے سمجھتے ہوں  
۲۔ اگر وہ سہم سرد ہو تو زہر خانہ میں کوہن کی آگ ہر دم سلگائے رکھیں۔ اور زہر کو دونوں کو باہر کی طرف  
ہوا کے جھونکے سے بچائے رکھیں۔ بہتر ہو کہ بچہ کو شکم اور سے تارہ ہوتے ہی اس کے منہ سے جھانک غریبان  
کر کے کھل جائے لیں سے فوراً دھماکے لیں۔ کیونکہ ان کے پیٹ سے بچہ گرم نکلتا ہے۔ ایسے وقت چہرہ بڑھا  
کا جھونکا اس کے سخت مٹھو گا۔ یہ بھی خیال ہے کہ بہت آگ سلگا کر گرمی ضرورت سے زیادہ نہ کر دیا جائے  
اور زہر خانہ کے کیوار وغیرہ بند کر کے زہر کو بچہ کا دم گھونٹا جاویں۔ معمولی ہوا کی آمد و رفت ضرور رکھی جاویں۔  
۳۔ نال سوختے کے بعد اوپسین شکم سے قیر بنا دو انچ کے فاصلہ پر ایک مضبوط دھانگے سے دھبے لگائیں

اب حذرہ کے دو کسیدہ اور بڑے بڑے گریسنت ملائی ہوشیاری اور دانشمندانہ تدابیر سے ان دروہوں نے انجان کو زیادہ ہمیں نہیں کیا۔

اس وقت جبکہ تین چوتھائی سے زیادہ شب گز گئی۔ آفتاب بیچ محل کے پورے ۸ درجے ۹ دقیقہ اور اٹھائیے طے کر چکا۔ ماہِ شوالِ نازلِ فلکی کے تمام نشیب و فراز طے کرتا ہوا برجِ جدی میں پہنچ گیا اور ابانیسین منزل طے کر کے سرورنِ نجمتہ کے تیسرے چرّان سے ٹکرا جو تھپے میں آگیا اور جبکہ مہرِ انوار اسکی طوں بنظرِ برجِ عقاربہ و زہرہ و زحل بنظرِ تیسری برجِ ثلثیت اور شتری بنظرِ عقاربہ آگئیں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے اور پڑھ رہے عالمِ ہدیین آنیولے مہاتما کے دیدار کے منظر کھڑے ہوئے اپنے اپنے سرورِ قلبی و دستِ دلی کا پتہ دے رہے تھے کہ عینِ طلوعِ خورشید میں ہوتا نہ دنیا میں اوتار لیا۔ بسنتِ مالا نے بڑی خوش آہلوی سے ایک عاقل و تجربہ کار والی کا کام دیا اور زچہ و مولود کی حفاظت ہر طرحِ مہرِ ملاحظہ رکھی۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۶ - (۲۱) پاٹھل کی۔ بھنگڑے کی یا کراڑی کی جڑ یا تھہ یا نون میں باندھا۔ (۲۲) پوئی کا پتا اور جڑ پیکر اور روغنِ کھنڈ میں ملا کر مقامِ مخصوص پر رکھنا (۲۳) پیل اور پچ مالی میں پیکر گرم کر کے اور انڈی کا تیل ملا کر ناف پر لپ کرنا (۲۴) چو یا اور صابن کا فلیتہ بنا کر لگانا۔ (۲۵) ہیرے کی کئی لینے پاس رکھنا۔

۵۔ بہت وضعِ محل چہ اور مولود کی تندرستی اور حفاظت کیلئے تدابیرِ ذیل پر جہانگیر علی کیا جائیگا بہتر ہوگا۔

۱۔ نہ چاندنی جو صاف رکھنا سب سے ضروری بات ہے اسلئے گندھکِ فیروکی و حونی ضرور دین۔ رچھنا تنگ نہ ہو۔ رچ کے پاس مولود کوں کا زیادہ جھگٹ نہ ہے۔ غلامت و عیرو کو ہر دم آگ کرتے ہیں۔ زچہ خانہ

بست مال (انجنا کو درزہ سے زیادہ یحین دیکھ کر) آپ گھبراہٹ میں نہیں۔ کچھ لکڑی  
دیر کی تکلیف ہو۔ پھر تندی آتہ ہوگا۔ اگر آپ کو کچھ حاجت پیشاب و پاخانہ کی معلوم ہو تو  
فوراً اسے رفع کر آئے۔ اس سے آپ کو آرام ملے گا۔ اور یہ لیجئے (کوئی جنگلی بوٹی جسے  
اوسنے پشیر سے لاکھا تھا تسہیل ولادت کیلئے دیکر) اسے اپنی مکرین باندھ لیجئے۔ اس سے  
آپ کے درد میں بہت تخفیف ہو جائیگی

### لہ تسہیل ولادت کے لئے تدابیر۔

(۱) ۱۹ تا پوسٹ انسان بینی میں خوش دیکر اور اوس میں کچھ شکر ملا کر لانا (۲) گھوٹے کی مسلم  
کی دھونی دینا (۳) تخم گام حرکا بخور (۴) نیلوفر بیٹھی۔ مدلل اور بصری ہنوز کا سفوف بنا کر  
اور ساٹھی جانول بھگو کر اوسکے پانی کے ساتھ ایک کھ دست سفوف کھانا (۵) سنگ تھاپیر  
کو ماتھ میں رکھنا یا راں پر باندھنا (۶) کرخوہ چڑے میں رکھ کر بائیں پٹلی پر باندھنا (۷) تھاپیر  
ہینگ کھانا (۸) بھیج پتر۔ سانپ کی کینچلی سر سون۔ توڑی۔ کوٹ انہیں سے کسی کی بایب  
کی ملا کر دھونی دینا یا انکھالپ کرنا (۹) آدمی کے سر کے بالوں کی دھونی دینا (۱۰) آدمی کے  
بال جلا کر اوسکی راکھ گلاب میں ملا کر سیرینا۔ (۱۱) سرخ پارچہ میں نمک ماندھ کر کھوت کی بائیں جانب  
لٹکانا (۱۲) سانپ کی کینچلی جوڑ پر باندھنا اور اوسکی دھونی دینا یا کینچلی کے ساتھ میں بھل سپر  
دھونی دینا (۱۳) سنگ چماق پارچہ میں لپیٹ کر ان پر باندھنا (۱۴) بارہ سٹکے کا سینا کپڑا  
میں لپیٹ کر ان پر باندھنا (۱۵) گدہ کا پر اپوں کے چھ رکھنا (۱۶) سر بھوک کی جڑ مکرین باندھنا۔  
(۱۷) زندہ سانپ کے دانت گلے میں لٹکانا (۱۸) سانپ کی کینچلی کا بخور دھڑکے کو بھی فوراً باہر  
نکال دیتا ہے (۱۹) ازڑکے تیل کو نان پر لگانا (۲۰) بھجے اور بچوڑے کی جڑ مکرین باندھنا۔

خوشگوار جھونکے دل و دماغ کو مسطر کر رہے ہیں۔ نیچر کے شگھڑ ہاتھوں نے اس وقت کی تمام چیزوں میں کچھ اس بلا کی لپسی بھیج دی ہے کہ دیکھتے دیکھتے دل نہیں بھرتا۔ انجن اس سینری کی دلچسپیوں کے فرے لینے اور اینا دل پہلانیکے لئے گیتھا کے آس پاس حسب معمول تباہستہ قدم ٹہل رہی ہے اور بسنت مالا اس کے بائیں ہاتھ پر سایہ کی طرح اس کے ساتھ ہے۔

بسنت مالا (ابجد کے چہرہ دیکھو اداسی کے آثار دیکھ کر کہہ ن! آپ کے جبر و پادشہ اداسی کیون ہے۔ کیا چنتا ہے؟

انجنا - چنتا تو کچھ نہیں۔ کمر میں اس مقام پر رہا تھا سے بڑا کر (اور دوزن ماگھوں کے۔ بالائی حصہ میں یہاں سے یہاں تک (شا کر) ذرا ذرا دروسا عام ہوتا ہے نہیں معلوم کر لیتے۔ بسنت مالا - (ولادت جنین کی علامات جا کر) تو کوئی اندازہ کی بات نہیں۔ آہ کچھ چنتا کریں۔ تولد فرزند کا وقت آہو نیچا ہے۔ آئے اب یہاں سے گیتھا کے اندر چلیے (گیتھا میں پہونچ کر اور ملائم تپوں کے فرش کی طرف اشارہ کر کے) آپ کچھ دبر سے لیے یہاں آرام سے لیٹ جائے۔ اور اگر طبیعت چاہے تو کبھی کبھی یہاں ہی ٹہل لیجئے۔ اتنا کہ بسنت مالا تو گیتھا میں حیران روشن کرنے اور تمام ضروری سامان متعلقہ زبہ خاں سے اس نے اپنی عاتلانہ دور اندیشی سے پہلی ہی سے مہیا کر رکھا تھا درست کرنے میں ضرورت ہوئی اور انجنا کو دروزہ ذرا ذرا دیر کا وقفہ دیکر اب زیادہ بے چین کرنے لگا۔

کسی عورت کو اس قاطع حوصلے سے بھی بالکل شل ہونے کا یہیز کرنا لازمی ہو اور غذا بھی نسل جو کے طنی چاہے ورنہ اسکے بدن میں قسم قسم کے دوگ لگ جائیں گے

گو ابھی ٹھکان ہی روز ہے تاہم ہر شہنشاہ ظلم ابھی سے اپنے شاہانہ حلال - اپنے مرتبہ بڑا اور اپنی جودت طبع کے آثار اپنی روشن اوقیر شعاعوں کو ہر ہر اطراف امتنا میں پھیلاتا ہوا عام غلام پر کچھ اس شوخی سے نمایاں کر رہا ہے کہ شخص کا دل بس یہی چاہتا ہے کہ بید ہر سپہر انور اپنے زائد عروج کے کمال کو پہنچ سکے یعنی برج سرطان میں داخل ہو کر اور اسکے دس درجے کے چکنے پر نہ معلوم کیا کیا غضب نہ ڈھائیگا۔ دن کا پیمانہ روز بروز ترقی رہے اور رات کا دن بدن تنزل پر آج شام کا سہانا وقت ہے۔ ہو امین کیسے جنگی ہو چلی ہے اور فضا آسمانی میں اسوقت کچھ عجیب کیفیت نظر آرہی ہے۔ پرندے پیسٹ پیسٹ کر اپنے اپنے اشیانوں میں گھستے جاتے ہیں اور ہول کے منٹھے منٹھے

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۳۔ ثقیل حیوان کے کھانے سے پرہیز رکھے۔ کئی قسم کی مٹی ہرگز ہرگز نہ کھائے۔ قریب بام اور آت کے رخ کو چند سعید کوزیران سے رانوں تک گاہے گاہے لگانا چاہیے۔ بھنگ چرسہ انیوں وغیرہ اشیائے منشی اور سرکہ سے سخت پرہیز کرے۔ اور تلخ خوردہ تندیہ۔ روغن سیاہ۔ ایا۔ امجور اور چرخ مع کے کھانے سے بھی متنبہ الاسکان بچے۔

جن عورات کو ایک دو بار کسی بے احتیاطی سے استقلاط حاصل ہو چکا ہو انھیں تحفظ حمل کیلئے فرید احتیاط لازم ہے ایسی عورات کیلئے ذیل کی باتوں میں سے کسی پر عمل کرنا تحفظ حمل کیلئے افسوسناک ہے (۱) سرخ پارہ میں ایک کرنبوہ کسوم میں رنگے ہوئے دھانگے سے بانوہ کرنا وہ تک کر پر بانوہ (۲) کہربا شمشمی۔ اور درونج عقربی یا زباد البحر۔ مروارید۔ یا قوت کرربا نہ صا (۳) زمرہ کی انگلی بائیں ہاتھ کی انگلی میں پہننا جو مالہ کے جریان معین کو بھی بہت معیندہ اور بھی بہت سی سمابیرین و اطباء کی رائے سے کہنے پر خطا جنین کے لئے معینہ ہوتی ہیں۔ یہ خیال ہے کہ اگر



اور آفت پاشن پھٹکین گے یہی گند حرو دیو یقیناً تمہاری مخالفت ہر دم کرتا رہے گا اور  
بوقت زائیدگی بھی ضرور اس سے شکوکا فی اماندہلیگی۔

## سوطھوان باب

تولد

پے لوسی کو ہسہ آب حاصل میں چکی  
ماہ لو آج و بہرہ سے عیان ہونا ہے

آفتاب کو پنج جدی۔ نہ اسی کے زائدا بال آج کی ح لکڑاے گوئی ماہ کا عرصہ گزرے گا  
اور پنج خوب سے چپکے دھڑ در جھٹے آئے یہ دیا سوزن میرا شب و روز کے دونوں  
پڑے رہا ہو جاتے ہیں گند آرتھالی قحطیات میں قدم رکھے اور سرج تل میں داخل ہوئے

بقیہ نوٹ ص ۳۲ کوئی ہنہ بولی بالکل سادہ اور ڈھیلے و۔ ملائم بھونے اور مرض پر سوتو  
باشرت سے یہ ہیر رکھے۔ رات کے وقت قرینا دس بجے سے چھ بجے۔ ماگے اور سبکو قبل طلوع آفتاب  
ہمیشہ سوچے اور کھکھو صاف بانی سے غسل کرے غسل جسے لاکھاں گرم پانی سے کرے۔ اگر  
عادت ہو تو کچھ گرم ملائے۔ الت ہفتہ میں ایک بار گرم غسل کرا چاہا ہے۔ ہنا کر۔ ن فو۔ ا  
انگوچھ لے۔ تیل و امٹن بن۔ تہ۔ رنگاے۔ سرخ یا کدو شونخ رنگ کا یا ریحہ۔ پیسے اوٹھے۔  
بائش و سند کے پانی سے غسل کرے۔ دن میں ایک دو بار نصف نصف گھنٹے کے لئے لپٹہ بنا  
اچھا ہے۔ زیادہ تر تیرا ہونا یا ایک ہنگہ زیادہ بیٹھا رہنا یا نہین رہنے کا مکان ہوا اور جو۔ بل  
آواز سے باتیں کرے۔ مقوی اور دیسندہ غذا کھائے۔ روکھی ہو کھی سٹری باسی

بہشت والا۔ کچھ ہی ہو۔ اسوقت جانیں بگلیں یہی شکر صد شکر ہے۔ سچ تو  
یوں ہے کہ یہ سب کچھ آپکی بالکل لی اور عصمت مآبی کا نیک ثمرہ ہے۔ جو آپکا ان سب نیکیت  
اور نیک طینت سے بیان میں اپنی مصیبت کے وقت ہمیشہ سے دیوتا ادا کرتے رہو  
ہیں۔ کیا عجب کہ اسوقت بھی اس جنگل یا گھٹا کے بسے دلے کسی دیوتا نے اپنی دیکھی  
طاقت سے اسٹمپ کارڈ پر رکھ کر ایسے نازک وقت تمہاری امداد ..  
انجنا۔ (کچھ گانے بجانے کی سی آواز سن کر اور بات کا کر) سنو سنو یہ گانے بجانے  
کی سی آواز اسوقت کہ صر سے آرہی ہے بہشت والا کان لگا کر سنو۔ یہ نوٹسی ہی بیاری  
شدیدی اور مین مونی آواز ہے۔

بہشت والا۔ (بھروسہ کر) یہ آواز تو کسی گندھرو دیو کے گانے بجانے کی معلوم ہوتی ہے  
جس تان سُر کے ساتھ یہ کانون میں رس ڈالتی ہوئی دلکش آواز سن آرہی ہیں یہ  
کسی معمولی شخص کا کام ہو کہ نہیں۔ ضرور کوئی گندھرو دیو ہی ہیں بجا ادا کرتا ہے۔ ورنہ  
اس سنان جنگل میں کھڑا آدمی رات اور کون گانے بجانے آتا۔  
انجنا۔ بیشک بیشک۔ کسی گندھرو دیو کا ہی یہ کام ہے۔

بہشت والا۔ تم مانو یا نہ مانو۔ میری رائے میں تو اسی گندھرو دیو نے شیر کو جگا  
تمہاری سہایا بھی کی معلوم ہوتی ہے اور غالباً تمہارا غم غلط کر کے لئے ہی اسوقت  
کا بجا رہا ہے۔ اب تم شوق سے بیٹھ کر بے غم ہو۔ جب تک ہم تم اس گھٹا میں قید ہیں کئی خطرہ

منسوب رکھے۔ چہلن عورتوں کی صحبت سے بچے۔ بڑے ناپاک۔ روئے دلگڑے وغیرہ  
آدمیوں سے نہ بھڑے۔ ہمیشہ پاک و صاف رہے۔ صاف و شمرے کپڑے پہنے۔ تنگ کپڑے

درندے کے گرجنے کی آواز بھی تو آئی تھی۔ جو شیر کی آواز سے کچھ مختلف تھی۔ اور  
دوسرے تو نے جو کہا کہ اندھیرا تھا تو کاشیر کو اندھیرے میں نظر ہی نہیں آتا۔ درندوں  
کو تو سب ہی کو تاریکی میں بخوبی نظر آتا ہے۔

بہشت والا۔ تو شاید میں بخوبی سن نہیں سکی۔ میرے ہوش و حواس چونکہ اسوقت  
سجانتھے۔ جیسا کہ میں ابھی عرض کر چکی ہوں اسلئے میں اس دوسری آواز کو بھی کچھ تمیز  
نہیں کر سکی۔

انجنا۔ میرے خیال میں تو یہ دوسرا درندہ مالوراشٹا پڑھا جو اول زور سے دھڑکا  
اور پھر شہر کے مسجد پر باؤ کہیں ایسے زور سے گھبراہٹ ماری کہ اسکو لٹ دھکت ہی بنی  
سوائے اسٹائڈ کے اور کسی کا یہ کام نہیں ہو سکتا۔

گرنا۔ کٹیکواریکے لئے عمدہ میں لاٹھی وغیرہ چلا ما۔ بڑھی کا سونا۔ دھکا میٹ وغیرہ کا  
لگنا۔ چڑھنے اور بے میں سیڑھی جو کا۔ روٹا بیٹا۔ گنوے میں جھانکنا یا بہت ہندی سے  
نیچے کو جھانکنا۔ اس سب باتوں سے مالو کو محسوس پہلے تین چار ماہ میں جب تک کہ کچھ پیٹ  
میں پھر لڑک۔ چلے اور آخر کے دو تین ماہ میں ابھی زیادہ کھانا لا رہا ہے۔

چونکہ عورت مالو ہو سکے اور گویا عادی کی رہیں پڑتی ہیں۔ اسکی ہر حرکت و سکون اور عادات و خیالات  
کا اثر بہت کچھ جن میں پڑتا ہے۔ اسلئے مالو کو علاوہ مذکورہ بالا باتوں سے محفوظ رہنے کے  
دلیل کی باتوں پر بھی ضرور عمل کرنا چاہئے۔ تاکہ اولاد نیک و درست حوصلہ و اور دراز عمر پیدا  
کرسکے۔ بس روز سے چل رہے طبیعت کو خوش و خودم رکھے۔ کسی قسم کا غصہ۔ طبع۔ بچہ خود  
وغیرہ جذبات فاسد کو جہاں تک ممکن ہو دل میں پیدا نہ ہونے دے۔ افسانہ کے جو کہ

بہشت ملا۔ کہیں نہیں۔ مجھے اب اور بھی یقین کامل ہو کر رہا تھا کہ تمام پیشین گوئیوں  
حرف بحرف راست نکلیں گی۔

انجنا۔ اور یہ اس وقت بڑے زور کا تھپا کا سا کیا ہوا تھا؟ تنے کچھ چھایا؟  
بہشت ملا۔ دیکھا تو وہ آپ نے زمین نے۔ مگر ان تینا سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے  
کہ یہ کجغت جیون ہی گرجتا ہوا اس طرف کو رہا تھا راہ میں ایسا نک کوئی گہرا غایا کنوٹ  
آگیا ہوگا اندھیری رات تھی ہی ایسے گرا اور گرا کر مر گیا معلوم ہوتا ہے۔ اسی کے گرنے  
کا یہ تھپا کا ہوا ہوگا۔

انجنا۔ نہیں یہ بات ہرگز نہیں۔ اول تو یہ تھپا کا ہی کر نکا تھا۔ یہ تھپا کا تو ایسا معلوم  
ہوتا تھا جیسے کوئی درندہ زور کی مہاپ اپنے پنجے سے کیسے مانت ہے۔ اس وقت کسی دوسرے

یا قبل از وقت ولادت ہو جاتی ہر اسلئے مارا کو اور معمولاً جس عورت کا حمل ایک دو بار گرجا ہوا ہو سکے  
ان سے ضرور بچنا چاہیے۔

ادینے بچے پر چلنا۔ اٹھنا کودنا۔ دوڑ کر چلنا۔ بٹندی پر چلنا۔ دھنک پیدل جانا۔ دھنک پیدل  
میں دوڑنا۔ گھوڑے وغیرہ پر چلنا۔ ٹھوکر لگنا۔ پٹیر سے ترچھے سونا۔ اونچی نیچی نشست  
پر بیٹھنا۔ زیادہ عرصہ تک بھوکھا رہنا۔ میٹھا پاخانہ کی ماحبت کو روکنا۔ زیادہ خشک تلخ و  
ترش و چرب و دھاری و گرم غذا کھانا۔ جھوٹا۔ سخت محنت کا کام کرنا۔ بوجھ اٹھانا۔ دن  
میں سونا۔ رات کو جاگنا۔ خوف کھانا۔ رنج و غم کرنا۔ فکر مند رہنا۔ اگر ڈھٹینا۔ بادل کی گرج و بول  
یا آتش بازی وغیرہ کے گولہ کی آواز یا اور کوئی خوفناک آواز سنا۔ قعدہ کھلوانا۔ تھے و دست  
کرنا۔ ششہ و شکر کو کسی چیز سے سخت باٹھنا۔ زیادہ اچکنا۔ زیادہ مباحثہ کرنا۔ اونچائی سے

بہشت والا کیا کہوں۔ میرا دل تو سخت گنہگار ہے۔ ایسے گیمانی مہاتما کی طرف سے  
میرا اعتقاد تو کچھ ڈھل کر رہ گیا تھا۔ اسقاطِ حمل کا اندیشہ تو اسوقت سے لگا ہوا  
ہوا تھا جبکہ سنہیرے دائرے کی آواز کان میں آئی۔ مگر جب وہ موذی گیمہاکے درخت  
کے بالکل قریب ہی آدھاڑا تو میرے ہوش دھوا اس بالکل خطا ہو گئے۔ اسوقت کسی  
طرح زندگی کی امید مجھے مافی نہی تھی۔ میرے دل کا جو کچھ حال اسوقت تھا بس میں ہی  
جانتی ہوں۔ موت کی بھی ایک تصویریں ان (انگلی سے اشارہ کر کے) نظروں کے سامنے  
پھیر رہی تھیں اور لگے بچھڑے تمام خیالات نہ معلوم کن کن صورتوں سے دل میں چکر لگاتے  
تھے۔ گمانی مہاتما کی تمام شین گویوں کو لغو جا کر۔ ہاکیا ناپاک خیال تھا۔ بس  
سکھو اور ایسے آئیکو کوئی دم کا ہی مہان سمجھ چکی تھی۔ مگر وہ اہل ایس مہاتما کی ذات کی پرائی  
میں سب کچھ طاقت ہے۔ پل بھر کی سیکو خبر نہیں کہ کب سے کہا ہو جائے۔ آخر کو آپ  
کی تقدیر نے زور مارا ہی۔

انجنا۔ مہاتما کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ سچا کیونکر چھوٹ ہو سکتے تھے۔

(۹) اتم انجین۔ دنیا کی کسی جگہ کو جسے کہ جسم تک کو ایسا۔ حاکم اداں سے نرموہ ہوا المعنی  
محبت کرنا۔ اتمو حصو آل تہ کے دمن سمجھ کر سیون افام کے ظاہری و باطنی پر گرہ  
کا ترک کرنا۔

۱۰۔ اتم حصہ خیریت۔ برہمہ یعنی پاک آتما میں مستغرق رہنے کے لئے دل و زبان و جسم  
سے ترک مباشرت کرنا۔ تجربہ درسا اور اسکے متعلق اٹھارہ اقسام کے دشمنوں کی پکارنا۔  
۱۱۔ مفعولِ بیل باتوں سے اسقاطِ حمل کا بڑا اندیشہ رہتا ہے۔ بلکہ اکثر اسقاطِ ہوجھی مانتا ہے

پل بھیریں کسی درندے کا نام و نشان تک گچھا کے آس پاس دور تک نہ رہنا  
اور بسنت والا پردہ غیب سے اچانک ظاہر ہو نیوالے اس کرشمہ کو دیکھ کر اور اب  
اپنے آپ کو خطرہ سے بالکل محفوظ جان کر اس طرح باتیں کرنے لگیں۔

انجنا۔ (بسنت والا کی طرف دیکھ کر) شکریہ ہے۔ بلائے ناگہانی سے نجات ملی۔  
بسنت والا۔ (غوشی کے لہجے میں) کیوں نہ ملتی ارشی مہنوں کے بحن کچھ ایسے  
ہوتے ہیں کیا؟

انجنا۔ سچ کہوں مجھے تو ہاتھ کے بھینوں پر اتنا مضبوطا عقائد تھا کہ ہر دم ہی جیل  
کر رہی تھی کہ بالیقین یہ بلا کوئی لمحہ میں ابٹلی۔

(۸) اتم تیاگ یا دان۔ غصہ۔ غرور۔ فریب۔ طمع۔ محنت و لغت وغیرہ کو ترک کرنا۔ فیضے ساگ  
کہلاتا ہے اور چارہ فضلہ دینا قسم کا دان و دھار تیاگ کہلاتا ہے۔

اُٹھے دان کسی جادوگر کو دل و دماغ سے خوف و خطر یا اندیشہ پہنچانا بلکہ ہر طرح اور کو  
انہی رسانی سے محفوظ رکھنے کا خیال رکھنا اور رکھانا۔

تاسستروان۔ عوام کو اوکی لیاقت و قابلیت اور مردانہ کے موافق پیدا و نصاب  
کرنا۔ تعلیم دینا۔ حصول علم کے ذرائع ہم پہنچانا اور علم حقیقی و اخلاق کی تعلیم دینے والی  
کتاب و حرم عوام سنگھ کو بانٹنا۔

آٹا مردان۔ رشی منی مہاتما اور دھرماتما لوگوں کو حسب مراتب بڑی توسیع و مدارات اور  
وکریم سے۔ اور دکھیا وایا سچوں کو سہار دی ورحم کی نگاہ سے کھلاتا پالنا۔

آوتہر می دان۔ بیماروں کا۔ بیضر علاج کرنا اور ان کو شہ و مدد دینا۔

یہ دونوں معنی

کی پیشین گوئیوں پر ایک سرسری نگاہ ڈالتے ہوئے نہ معلوم کن کن پہلوؤں سے  
اسکے دل میں گندہ رہے نہ کہ کیا کسی اور درندے کے گرجنے اور گرجنے کے  
بعد ہی فوراً ایک زور کے تھپکے کی آواز ہوا میں گونجتی ہوئی سنائی دی۔ اس  
تھپکے کی آواز میں نہ معلوم کیا اثر بھرا ہوا اٹھا کہ گرجتے ہوئے شبیر کی وہ متواتر  
دھاڑیں حوا بھی ابھی محشر کا سامان بریا کر رہی تھیں ایک دم سکوت سے بدل گئیں اور

شستھاں دیے۔ دی حیات و غیر دی حیات کی ذاتی مصاف و اہلی خواہ  
کو بچا کر ماہرہ الویر یکیشا پر اپنے تصورات کو جاننا  
آگیا تو پے۔ جو بار یک سائل کو بیسی کو ناہی عقل کوئی سمجھ میں۔ آئے ہوں ایک  
مات یہ بچارا کہ سر و گید عالم کل کا حکام ہے اس کے راست ہوئے میں کوئی  
تک و سبب ہیں۔ وغیرہ  
ہو دیے۔ کلام ایک کی ذرائع منطقی کے ہر پہلو سے ایسے نکال کر خارج کرنا  
اور حیا میں کر کے کوئی نقص اوس میں۔ یا نے پر اسکی بار بار توصیف کیا اور دل ہی  
دل میں اسکو ٹیڑھی مدد اور عظیم کی نگاہ سے دیکھتے رہا۔

ب شکل دیاں۔

انہی توضیح بھی ناول ہائے حصہ میں لکھا گیا  
پہلے شکت و ترک و بچار  
ایک نو و ترک اور بچار  
سوکسم کر یا پر تی بیت  
دل و حیاں کر یا انور

ب شکل دیاں

انجنا کی اور اپنی دونوں کی زندگی کی امید اسکے دل سے اسوقت بالکل منقطع ہو گئی  
اور سوامی امت گت کی پیشین گوئی ان تمام سے محض بے اصل و بے بنیاد نظر  
آنے لگیں۔ اسکے خیالات انجنا کی مصیبت کے گزشتہ واقعات اور ہاتھ مارشی

۱۲۔ دھیان پ۔ اسکی دوا تمام ہیں۔

۱۔ دھرم دھیان

ایسے دینے کرتی تھی کے مقام پر ٹھیکر دھرمین یہو جیا کہ وہ یک ساعت کنگلی کہ حب بھر  
اس قعر دنیا سے حسین اعمال کی بچوں سے رفہ ازل و کلا ایزا ہوں سنگار سی لہب  
ایسے دینے تہائی میں ٹھیکر اس قید خانہ دنیا سے نجات ادھی پانگی لکھی تہا بر سو جیا  
جیو دینے۔ جیو آتا یعنی روح کے تین مراتب اور جوہ مارج یہو کتا ننت قلسی کی  
تدیج کی اور سو فی خیالات کی مشی سے قبل از حصول نجات ادھی طے کرے پرنے  
میں غور و فہم کرنا اور اسکی اصلی قوتوں و طاقتوں اور ذاتی صفات کو بار بار  
دھرمین پکارنا۔ وغیرہ۔

اجو دینے۔ جیو ایشیا وغیرہ سی حیات کے خواص اوصاف وغیرہ پر غور کرنا۔  
غور کرنا۔

وایک دینے۔ نیک و بد نتائج اعمال پر غور کرنا۔

وایک دینے۔ دنیا کی بے ثباتی پر ہر پہلو سے غور کرنا۔

سجود دینے۔ پیدائش، مینشی، اور موت وغیرہ اور نیز ۸ لاکھ اقسام کے مختلف  
قالبوں پر جنمیں اعمال کے نتیجہ میں روح کو قبول کرنا پڑتا ہے غور کرنا۔

۱۔ دھرم دھیان  
۲۔ دھیان پ۔ اسکی دوا تمام ہیں۔  
۳۔ دھرم دھیان  
۴۔ دھیان پ۔ اسکی دوا تمام ہیں۔  
۵۔ دھرم دھیان  
۶۔ دھیان پ۔ اسکی دوا تمام ہیں۔  
۷۔ دھرم دھیان  
۸۔ دھیان پ۔ اسکی دوا تمام ہیں۔  
۹۔ دھرم دھیان  
۱۰۔ دھیان پ۔ اسکی دوا تمام ہیں۔  
۱۱۔ دھرم دھیان  
۱۲۔ دھیان پ۔ اسکی دوا تمام ہیں۔



ہے کہ انکی پیشین گوئیاں ممکن نہیں کہ جھوٹی پڑ جائیں۔ مگر تو بھی ایسے سنان جنگل میں  
نکھنڈ آدھی رات کے وقت کان کے پردوں کو بھاڑ نیوالی اس مہیب آواز کو سنکر  
اسوقت تو دل آحر کانپ ہی جاتا ہے اور کلیجہ اوجھلنے ہی .....

اتنا کہتے کہتے انہوں نے عین گچھا کے پیچے شیر کے داڑنے کی آواز مسمیٰ اور انکاسہا  
ہو ادل اب بیون اُٹھنے لگا۔ انجنے تو اپنے دل کو کچھ کچھ تھا کر بھگو ان کے پال  
مام کو صینے سے لو لگائی۔ مگر بے منت والا کے چہرہ پر اسوقت زیادہ گھبراہٹ کے آثار  
نظر آنے لگے۔ اس وحشی درد سے کومالکل گچھا کے دروازہ ہی پر آ پہنچا حاکم

۱۲

۱۰۔ سوادھیائے تب۔ اسکی پانچ اقسام ہیں

۱۔ اُچھا۔ کتب مقدس کے معالی و مطلب دوسرے کو تانا۔ ٹرھکر ساما۔

۲۔ برہمچننا۔ ریع شکوک کے لئے کسی اپنے سے زیادہ جاسے ولے سے کتب مقدس کے  
کسی معالی و مطلب کو دیانت کرنا۔

۳۔ اُتویریکشا۔ کتب مقدس کے کسی جانے ہوئے معالی و مطلب پر یا بارغور و جوئے کرنا  
آئنے۔ درست تلفظ اور بنا سب لے لہجے کے ساتھ تلاوت کرنا اور رکھو کھما۔

۴۔ دھرمویریش۔ عوام کو کتب مقدس کے مقاصد سے آگاہ کر سیکے لئے دیا کرنا۔

۱۱۔ ورتیشکرگت۔ رویہ میہ۔ سونا جاندی۔ مرتن کھاج۔ نہیں دکان۔ یارہ و اماح

یو پائے و سواری۔ نوکر و چاکر۔ دوسرے و استسا۔ زن و فرزند وغیرہ دس اقسام  
کے ظاہری پرگہ اور غصہ۔ سرد۔ ریا۔ طمع۔ خواہش۔ محبت و لغت و میرہ جوہر نام  
کی باطنی پرگہ کو ترک کرنا۔

بسنت مالا (انجنا کو خون زندہ ہونے دینے کیلئے بالکل لاپرواہی سے) یہ آواز  
کسی صحرائی درندے کی معلوم ہوتی ہے۔ اور کیسی ہوگی۔ ہوا کر دہمیں کیا۔ ہم تو ایسے  
معفوظ مقام پر ہیں کہ کوئی اندیشہ ہی نہیں۔ آپ بخیر رہے۔

انجنا (کچھ دیر بعد وہی آواز پہلے سے قریب تر سنکر) بیجانی بھی تو نے۔ یہ کس  
درندے کی آواز ہے۔ بشیر کے دھاڑنے کی آواز تو نہیں ہے؟

بسنت مالا۔ معلوم تو کچھ ایسی ہی ہوتی ہے۔ گرم کچھ چون نہ کھاؤ۔ جنگلوں میں تو  
ایسے درندے اکثر گرجتے ہی رہتے ہیں۔

انجنا۔ خون تو مجھے کچھ نہیں۔ مجھے تو ہاتھ اُڑت گت کے بھینوں پر پورا وشواس

۸۔ دِنے تپ اسکی جارا قاسم بن۔

دِنے رُوح اورادہ کی ماہیت اورادہ کی اصلیت و حقیقت کو بالعموم جانکر اعتقاد  
کو مضبوط رکھنا۔

گیان دِنے معمول علم روحانی ہماری کے لئے دل لگا کر سعی و کوشش کرنا۔

چاندرو دِنے۔ صفائی قلب کے لئے جو تراکیب و عملیات کتب مقدس میں علماء دین و

فکر اکامین نے بتائی ہیں اون پر عمل کرنا۔

اچھا رہنے۔ دِنے کی تینوں اقسام تذکرہ بالا کے معمول کے حوالہ دے کر دیو۔ گرد۔ اور

اور کلام پاک یعنی کتب مقدس وغیرہ میں اونکی ظاہر و باطن ہر طرح سے تعظیم و تکریم کرنا یعنی

ہاتھ جوڑنا۔ ٹونڈھت کرنا۔ اونکی طرف پشت نہ پھیرنا وغیرہ وغیرہ۔

۹۔ دِنیا ورت تپ۔ تارک الدنیا لوگوں کی اونکی ہماری دینہ من خدمت کرنا۔

ہونگے کہ اس مہیب آواز کو سن کر بیدار کی سکمی بسنت مالا دونوں یکا یک چونک  
 پڑیں اور آہستہ یوں باتیں کرنے لگیں۔  
 انجنا (اس مہیب آواز کو سن کر اور یکا یک چونک کر) بسنت مالا۔ بسنت مالا !  
 یہ گرج کی سی آواز کا ہے کی آئی۔

یہ بڑی اشیئت تھیں۔ اسکی وسمین ہیں۔  
 آؤ جیہ اگر کسی تب روت میں سہوے یا اور کسی ایسی ہی وجہ سے کوئی دوش لگ گیا ہو تو اس  
 رست کے ملنے صاف صاف بیان کرنا۔  
 پرتی کرٹن۔ دوش دور کر نیچے لئے گروے التجا کرنا  
 تھوٹھو۔ آؤ جیہ اور پرتی کرٹن دونوں کرنا۔  
 ویک۔ جس جسے سہو استعمال میں لے آئیے یا جب کام کے کرنے دوش  
 لگا ہوا اسے ترک کرنا۔  
 ویشرگ۔ لگے ہوئے دوش کے دور کر نیچو کوئی سخت راضت کرنا  
 بیت۔ دوش دھک کر نیچو آؤس غیرہ کرنا۔  
 چھید۔ لگے ہوئے دوش کے معاوضہ میں ایک روز دو روز سہتہ عشرہ کھیواڑہ یا ہین  
 وغیرہ کی دیکشٹ گھٹانا۔  
 پرتار۔ کچھ دن کے لئے رست کے حکم سے دیگر آدمیوں کے رہ رہے  
 الگ ہو کر تنہا رہنا۔  
 چھیدو پرتھاپن کسی سخن دوش لگنے کی وجہ سے مرشد سے از سر نو دیکشٹ لینا

بکیس آوارہ وطن نازنین کے نازک دل میں یہ کتاب اور بہت کہان کہ اس سُنمان  
اور خطر جنگل میں ایسی ہولناک گرج کو سن کر چونک نہ جاتے اور کسی اجنبی مقام پر ایسی  
خوفناک نظارے نگاہوں کے سامنے گزرنے پر نیند کا قدتی خمار ادا رتیکے لئے ایک  
لحم پاک جانا پکڑ سکے۔ بہت مالاسے بولتے چالتے اسکے یکاں شکل جھینے ہی پائے

(۷) اتم تب۔ اکیس بل اہم اقام میں۔ چھ بیرونی یا ظاہری اور چارہ روئی یا باطنی۔

۱۔ انس تب۔ ایک روز دو روز تین روز وغیرہ کسی وقت عینہ تک کیلئے حور و نوش ترک کرنا

۲۔ اوٹو دتب۔ سمجھ کر کھسے کم غذا کھانا۔

۳۔ یرت پیرسنگیاں تب۔ بعد انس کے طعام کیلئے آبادی کی طرف جاتے وقت حصول

طعام کیلئے کوئی خاص شرط لگانا مثلاً یہ کہ اگر دو گھر کا جیسے باتیں گھر کا جیسے

یا رنگ جیسے جو جن لیکھا تو لینگے ورنہ وہاں آئینگے۔ یا سن ہی میں لنگا تو لینگے۔ وغیرہ

۴۔ رس پر تیاگ تب۔ عید رسون (دودھ)۔ دہی۔ گھی۔ تیل۔ نہا۔ شٹھائی، میں سے

کسی ایک دو یا تین وغیرہ یا چھوٹوں میں کا ترک کر دینا۔

۵۔ زکوٰۃ مستیاسن تب۔ زمین۔ پتھر۔ پال وغیرہ پر نصف منہ گزرنے کے بعد اگر صوم

ہو تو نیند کی خماری دھڑکنے کو گھڑی دو گھڑی کیلئے ایک کروٹ سونا

۶۔ کاسے کشش تب۔ جس سے ہی محبت گھٹانے اور کسی ایک آجیاو اتالیفت کو حسینہ اور

نہ ڈنگے کی طاقت بڑھانے کی سمت سخت یا ست سمانی کرنا مثلاً سو گم میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر

موسم یا میں یا اس کے لئے تارہ۔ برسات میں دھڑکنے کی آواز جاکر مٹینا اور صومالی میں سونے

یہ چھوٹوں یا بی بی بی بیرونی تب کہلاتے ہیں۔

یہ چھوٹوں یا بی بی

سناٹا بس اور بھی غضب ڈھا دیتا ہے کیلچہ حک سر رہ جاتا ہے اور سینہ بیون  
 اوچھلنے لگتا ہے یہی خیال ہوتا ہے کہ بس آگیا کوئی خوشی درندہ۔ اب جان کی خیر نہیں  
 کیونکہ ان جنگلی جانوروں کو اپنے اپنے آکھروں اور عمارتوں سے شکار کی تلاش میں نکلتی  
 اور اُدھر اُدھر گھومنے کے لئے اس گھیب اندھیری رات سے بہتر اور کوئی وقت نہیں  
 سوسنا۔ یہ مشرق کی جانب سے ایک ہولناک آواز کیسی آئی جس پر تمام  
 جنگل دیہاڑا یکدم گونج اٹھے۔ بہ توڑی ہی ڈراونی اور بھیاں تک معلوم ہوتی ہے۔ ذرا نظر  
 اٹھا کر دیکھو تو آسمانی ستارے بھی اسے خون کے کیسے کانپ رہے ہیں۔ اور تو تو رہو اپر  
 بھی اس مہیب آواز کی کچھ ایسی ہیئت چھا گئی ہے کہ بہت ہی ٹھٹھک ٹھٹھک کر پلٹنے لگی  
 ہے اور تمام مہیاڑی رخت بھی اس وقت جہان کے تہان سکتے کے عالم میں کیسے ترش  
 کھڑے ہیں۔ اسے خوف کے لئے جسم میں کھٹے خون نہیں رہا۔ ان ہی کی یہ گت ہے  
 تو اور ہانپتا کی کون بات۔ گو گھٹلون اور مہیاڑی میدانوں کے سنے والے جو ایسے  
 نظاموں کے دیکھنے کے عموماً عادی ہو جاتے ہیں یا وہ رشی رشی مہاتا لوگ جسکو اپنے  
 جسم سے ذرا موہ نہیں اس خطرناک سین کو دیکھ کر اور ایسی مہیب آواز کو سن کر  
 کچھ خوف نہ کھائیں مگر یہ کس ناکس میں اور عموماً ہمارے شہزادی صاحبہ انجیا جیسی

(۵) اتم شہچہ۔ کت حرم طبع کو اب قناعت سے دھو کر دل سے خارج کرنا۔

(۶) اتم سنیم۔ اسکی دوسرین ہیں۔

۱۔ اندر ہی سنیم۔ دل دھواس پر قابو مانا۔

۲۔ پھان سنیم تمام جانداران متحرک و غیر متحرک کو کسی قسم کی ایمانہ ہو بچانا۔

تو کسی طرف کو دم گئے اور انجانا و لبنت الما دونوں اسی گہٹھ میں قیام پذیر ہوئیں۔

## پندرھواں باب

ہلک خطرہ اور غیبی خوشی

دیکھتے ہو کیا ہو گا علم ہے۔ چار دن طن سے گھٹا ٹوپ اندھاری کیسی بھٹک رہی ہے  
 لکھنؤ آدھی رات کا وقت اور بہ غضب کا بیتناک نظر۔ جلو عیو۔ یہاں اس کھلے میدان  
 میں اب ٹھہرنے کا موقع نہیں۔ آؤ کسی محفوظ مقام پر چل کر چھپ رہیں۔ دیکھو دیکھو!  
 وہ کچھ فاصلہ پر گاہے گاہے آگ کی جھپٹیاں ہی سہی سنا بن کیا جھک ماتی ہیں۔ یہہ لوٹتیں  
 تو کبھی کبھی شعلہ سا بھی برسرِ آگ اٹھتا ہے۔ کیا یہہ کوئی عولِ مایا بانی ہے یا محبتِ برت  
 آگ کی باتش کر رہے ہیں اور اس طرح ہلکے اور بھی ڈرتے ہیں۔ ہماری رائے میں تو یہہ  
 فاسفورس کے چھوٹے چھوٹے ریزے جو بڑیوں کے جلنے سے پیدا ہوتا ہے ہو کہ  
 جھونکوں سے جل جل اٹھتے ہیں اور چنگاریوں اور شعلوں کی شکل میں کبھی کبھی چمک  
 جاتے ہیں اور کچھ نہیں ہے۔ حیرت کچھ ہی ہو کر ہے اس وقت غضب ہی کا بیتناک سین۔  
 ایسے ویسے کانوں کو وصل ہی کیا ہے کہ یہاں ایک دم ٹھہر سکے۔ دیکھو رات کا سماٹ  
 بھی اس وقت کیسا بیت رہا ہے حسین اگر کبھی کبھی ہو کہ کسی جھونکے سے دھڑکن  
 سے گری ہوے خشک پتوں کی طرح کھڑا ہٹ کاٹوں کو سنائی دیکاتی ہے تو یہہ

(۴) اتم سٹ۔ جان جانے پر بھی رہتی سے قدم نہ بٹانا۔

ہوئی یہ بات تھکی یاد دل سے نہ بھلا۔ بس یہی ہر قسم کے حصول مقاصد کے لئے سب سے بڑا اُتار ہے۔

اتنا لکھو وہ ہاتھ سومی دس لکشتیں دھرم کے دھاری مہاتما سومی امت گت

(۴) گیرگراہ۔ حرص و طمع اور ہواہوس کے حال میں بھنگرا ل دو دل کے جمع کرنے اور دنیا کی ہر شے سے ایسی تعلقات ٹھکانیں جوتس ہونا اور ہر دم اسی کے فکر و تحسین میں مشغول و مغرق رہنا۔

بید چارون متسم خالات اس جنم میں تو ہر قسم کے شر سے شرم و گناہ کی خبر میں اور اگلے جنم کے لئے باعث حصول قالب و ذرخی ہیں۔

۵ دھرم کے دور لکشتیں (دس علامات) حسب دلی ہیں۔

(۱) اُتم شمعہ عہد یہاں تک قالو یا کہ اپنی جان تک کے ملاوۃ تلف کرنے والے یہ بھی دل میں کسی قسم کا حد نہ پیدا کرنا مگر اس کا بھی بھلا ہی ماننا۔

(۲) اُتم ماردو۔ اُتم قسم کے فروردہ فکر کو دل سے طبعی کا کہ حسب و مراتب سب اور دلی نظر کرنا۔

(۳) اُتم اتسام کے فروردہ ہیں۔ سال کا فروردہ و سال کا فروردہ۔ اپنی صورت و عینہ و عہد کا فروردہ۔ آمدنی کا فروردہ۔ طاقت کا فروردہ۔ علم کا فروردہ۔ عادت و ریاضت کا فروردہ۔ غرور و فاقہ کا فروردہ۔

(۴) اُتم آریو۔ ہر انسان غلطی اپنی دل و زبان و جسم کو کیساں رکھنا یعنی دھوکا۔ فریب چھل کپٹ دیا کاری ہی کہیٹا اجنبان کرنا اور عادت باطن رہنا۔

کا اصلی باعث ہیں جن سے الاسکان دلیں۔ مگھنے دے۔ اور ہمیشہ برت و نیم بالیتی

نہایت لطیف

(۱) انٹسٹ ویک۔ وہ غم و الم جو اپنے زن و فرزند اور عزیز و اقارب و عہدہ کے مرنے یا اولاد کی سطح بچھڑنے سے بادولت و ثروت کے ضائع ہونے سے ہوتا ہے۔

(۲) انٹسٹ سنیوگ۔ وہ رنج و الم جو دنگدالی اولاد و بھائی و عورت وغیرہ کے ہونے یا دشمن کے حصول سے یا دیگر تکلیف و ہشامہ کے وصل سے ہوتا ہے۔

(۳) ریٹر اجنتون۔ وہ مکر و تردید کے خیالات جو ہماری یا کسی دیگر سب سے جسمانی تکلیف پہنچنے کے وقت سموں پیدا ہوتے ہیں۔

(۴) نیران۔ وہ ناپاک تصورات جو آئندہ کے حصول لذات و محرمات کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔

یہ چاروں اقسام کے مہیالات زندگی موجود ہوں اس اوقات بڑے بڑے جرائم کا باعث بھی ہو جاتے ہیں اور آئندہ زندگی کے لئے باعث حصول قالبِ میوالی ہیں۔

رؤفہ درمیان۔ ان تصورات ناقص و مہذبات فاسد کو کہتے ہیں جو دوسرے جاننا دین کے حق میں باعث انداز سانی و دل آزاری ہوں۔

اسکی بھی چار اقسام ہیں۔

(۱) ہنسائند۔ دوسرے کو ایذا پہنچانے میں خوش ہونا اور اسلئے ایذا رسانی کی تہیہ ہر پہلو سے سوچتے رہنا۔

(۲) مہکائند۔ دوسرے کی خوش ہونا اور اسلئے اسی کے بد تصورات میں نگاہیں

(۳) چڑیانند۔ دوسری میں خوش ہونا اور اسلئے اسکی تدابیر کا ٹھٹھنے میں مصروف رہنا۔



سے گزارے اور بھادھرنی کو کے اُس قاتل کو چھوڑنے سے تو بہت نصیب ہوئی  
 اور اب خاندان شاہی میں پیدا ہو کر تو نے شوہر بھی اچھا پایا اگرچہ بڑا اچھا ہوا  
 کرم بغیر کبھی کبھی بھیل دئے بیچا نہیں چھوڑا۔ سہری عینند دیو کی برتاؤ کی بنا پر  
 اور اس طرح پر اپنی موت کے دل کو اُسکے اشنٹ دیو کی لکھنوی کی ہی وقت کا مسخ  
 صدر ہو نچائے کے گناہ سے اس ختم میں تجھے انہی مدت لیے شوہر کے راق میں صد  
 بر صدے اٹھائے ٹیڑے۔ اگر وہ آرجکاجی جھونے تیری خوش نصیبی سے تجھے درشن  
 دیکر سینہ و لصاح کی اس وقت ناگزرتین اور تیرے سر سے گناہ کا بھاری ٹھو  
 ہکا کرتین اور معلوم کو کس گت کو پہنچتی اور اس سے بھی زیادہ کبھی کبھی جھپتی  
 انجنا۔ (ہاتھ جوڑ کر افسوسناک لہجہ میں) مہاراج۔ تو مجھ سے بڑا امیر ادھ رہا۔ میں  
 بڑی گنہگار بہن (دلہن) ہا! مجھسی اپن نوٹ شاید دنیا بھر میں کوئی نہ ہوگی۔ ہونا  
 سے مخاطب ہو کر) مہاراج اسکا کوئی آیا سے بتائے اب یہ ایراد کسی طرح دور بھی ہو؟  
 مہاتما (تسلی بخش لہجہ سے) ہاں۔ ہاں۔ سب دور ہو جائیگا۔ کوئی گھبرانے کی بات  
 نہیں ہے۔ تو اپنی ماعالی کی کافی سزا یا سکی۔ جس طرح ختم سابقہ میں سہری نہی  
 آرجکاجی نصیحتوں پر عمل کر کے تو نے اپنی موت کے آزدہ دل کو خوش کر دیا تھا  
 اس طرح تیرے شوہر کے ملاپ سے تجھ بھی اب ضرور خوشی حاصل ہوگی۔ کوئی دن  
 کی ہی دیر ہے۔ اب سے تو ہر قسم کے آرت اور رزور دھیان کو جو ہر طرف سے گناہوں

۱۷ آرت دھیان اُن خیالات دلی اور تصورات باطنی کو کہتے ہیں جو بحالت کسی بکریت  
 یا بیخ و لال یا بوقت خواہشات لذات محسوسات دلیں پیدا ہوتے ہیں اسکی چار اقسام ہیں۔

یہ ساتھ بائو والی چیزیں نہیں ہیں جن پر اتنا گھنڈ کیا جاتے۔ اس لئے قیام  
 اور چند روزہ اعزاز کے غرور میں آکر ایسا ایسے جذبات فاسد سے گناہ کبیرہ کا با  
 سریر لا دنا اور سبکی دل آزاری سے خوش ہونا اچھا نہیں۔ ایسے جذبات  
 سے نہ اس زندگی میں خطا حاصل ہوتا ہے اور نہ آئندہ زندگی میں آرام۔ پس اگر  
 تجھے اس دنیا میں اب اور آئندہ آرام و آسائش رہنا منظور ہے تو اب بھی کچھ  
 نہیں بگاڑ۔ اسیوقت تمام بغض و حسد مل سے نکال کر سبھی صبور و دیوانہ کی  
 پرتا اسی طرح اس کے استھان میں پھر رہا یہی سرے حق میں بہتر ہو۔ بخیاں بھڑکی  
 تجھے ایسا کہا گیا ہے آئندہ تجھے اختیار ہے۔

یہ سن کر گنگوڑی کے دل پر آرجکا کی نصیحت کچھ ایسا اثر کر گئی کہ اسیوقت اس کے حکم کی  
 تعمیل کی۔ آرجکا تو اپنی راہ گلیں اور رانی سے اس روز سے نیک اطواری اور خوش خلقی  
 سے زندگی گذار کر اور عمر کے اعتدال پر یہ سادہ و سادہ زندگی کر کے اس دنیا سے رخصت کی اور پہلے  
 شوگرگین جاغم لیا۔ وہاں زمانہ دراز تک انواع و اقسام کے لطف و سرور کے  
 ساتھ زندگی بسر کر کے راجہ سیندر کی منوگی والی گئے تو (انہی سے مخاطب ہو کر)  
 انجا سندھی دفتر ہوئی کہ اگر یہ گنگوڑی کے جہم میں اپنی عمر کا آخری حصہ سیکل عملی

۱۵ سادہ و سادہ زندگی موت کو کہتے ہیں کہ بوقت مرگ خیال و اطفال۔ دوسرے و  
 احباب اور مال و دولت وغیرہ کی محبت اور مصروفیت۔ غرور و تکبر اور امید و  
 سیم وغیرہ تمام جذبات و مبالغہ کو دل سے خارج کر کے حق میں اپنی  
 طبیعت کو نکھار دینا۔

آہانہ کیا۔ اور اسکی کم عقلی اور نادانی پر بہت افسوس کر کے اور زحمت آمیز نگاہ سے اسکی طرف دیکھ کر نہایت سبیرانہ کلامی سے اسے پند و نصائح کرنے لگی۔ اور سمجھا کر کہا۔

”سنو! اگر ہر روح کو نہ اذیتنا نہیں بہہ دوام قائم باقی ہے مگر تو بھی بچا  
 ئے نئے احجام قبول کرتے رہنے کے یہ پیدائش و موت کے دائرہ میں پھنسی  
 ہوئی گردش اعمال سے ہرگز سہرگرواں و پریشان بھٹکتی پھرتی ہے اور  
 چوراسی لاکھ قسم کے فالوں میں سے ہر نوع کے قالب میں لاقعد و مراتب  
 حیات و اموات باکرمہ و باقسام کی تکالیف جھیلتی ہوئی کبھی خوش فتنی سے  
 اس کا لبد انسانی میں آجاتی ہے اور استرف المخلوقات ہونے کا مغرور مرتبہ  
 حاصل کرتی ہے۔ البتہ غالب کو یا کبھی خصوصاً جب کسی جسم سابقہ کی بنک اعلیٰ  
 سے سحر و راز جسم توانا۔ یا یحون جو اس بجا و درست۔ قواعد صحیح و سالم اور غامدان عالی  
 ملے اگر اسنے عقل و تہذیب سے کام نہ لیا اور یک افعالی کے ساتھ زندگی بسر کی  
 تو پھر اس انسانی قالب کو حیوانی قالب پر کس بات کا شرف ہو گا۔ ”کو کیمہ!  
 خوش نصیبی سے آج تجھے راجہ کی بیٹی رانی سے کا اعزاز حاصل ہو جاوے رکھ ہمیشہ  
 نہیں باہر بگا۔ ایک روز موت آئیگی یاد یہ سب غرور و قابو ہیں بعد دم ہو جائیگی

تانتالیہ گوشت خور ہونے پر ایک سیکو بیج و صیبت میں پاکر تارک الدنیا لوگ اس دن  
 ترک طعام کر دیتے ہیں۔

اسکی تفصیل آئندہ دیگر مضامین کے شمار و اعداد کے مضمون میں دیکھا جائیگی۔

تعلیقوں کے خیالات کو فراموش کر کے کچھ روز آزاد و غیر وابستہ رہنا شروع کر کے کام لے۔

انجنا اور بسنت، مالادون شہری سوامی امت گت کی زبان مبارک سے جنہیں کے جنم ہائے سابقہ سنکر اور یہ معلوم کر کے کہ اسی جنم سے نجات ابدی اسکو حاصل ہوگی اور شوہر سے بھی فرو رٹاپ ہوگا بہت ہی خوش ہوئیں۔ اور بسنت، مالادون سے بھجا کر بھر پور چھنے لگی۔

بسنت، مالادون (اتھو پڑ کر) ہماراج۔ اگلے شوہر کی ناراضگی کا باعث بھی آئی گی زبان مبارک سے سننے کی ہماری اچھا ہے۔

مہاتما۔ (خوشدلی سے) مان مان۔ اسکی بھی فقہ کیفیت تم دل لگا کر سنو۔  
 اب سے دو جنم پیشتر جبکہ اسکی (انجنا کیون اشارہ کر کے) روح راجہ سنگھ  
 کی بیٹہ مانی گنگواری کے قالب میں تھی تو یہ اپنی ایک سوٹ سے بہت بغض کرکے  
 رکھتی تھی۔ ایک روز اسنے اپنے اعلیٰ مرتبہ کے غور میں آکر اسے سیرجہ خیز  
 کی پرستش کی جیسے اسکی سوٹ نے بغض پرستش و عبادت اپنے محل میں پھر رکھا تھا  
 مکان سے ابھر کر ادیا جس سے اس کے دل کو سخت رنج پہنچا۔ اسی اتنا زمین آ  
 گھر ایک آجکا آجکے لئے آئین جنھوں نے جہاں یہ حالت دیکھا اور اسنے بھکر

۱۵ آجکا تارک الدنیا عورت

۱۶ آجکا طعام

۱۷ آجکا سہ پہن۔ غل

وقت طعام کسی کو کت نہریا کو دیکھو۔ کسی غور و غور دی جانور سے گناہ مہمانے پر الفاظ

اور ہم آپدیش سے دینا کی نے ثباتی کچھ ایسی دلیں سمائی گی کہ اس وقت اپنے لڑکے لکھنوی ہیں  
 کو عنانِ سلطنت سپرد کر تمام تعلقاتِ دنیا ترک کر دے۔ اور ادا دعویٰوں کے زمرہ  
 میں جاد اخل ہو۔ کچھ عرصہ کے منبسط حواس و نیسوی دل اور تصویرِ باطنی سے صفائی  
 قلب کر کے بعض فوق القدرت روحانی طاقتوں کا ظہور پایا۔ اور بالآخر اس جسم  
 خاکی کو چھوڑ کر لائوٹلہ سُرگ میں جسم لطیف حاصل کیا۔ جہاں لکھو کھارس طرح  
 کے شکوہ سمجھ گئے۔ قسم قسم کے لطف اٹھائے اور خوب عیش و طرب کے ساتھ  
 آزادانہ زندگی بسر کر کے وہی پاک روح اب اس انجنہ کے حل میں آئی ہے ابلی  
 و موسیٰ زندگی کے بعد اسکو پھر کبھی اس سہلے دنیا میں آکر قیام نہ ہونا اور اس دنیا  
 میں پیدا ایش و منیعی و موت وغیرہ تکالیف جمیلنا اور صد ہا قسم کے رنج و محن سہنا  
 نہ پڑینگے۔ لکھید یہاں نماجات ابدی حاصل کر کے سرورِ دائمی سے الامال ہو جائینگے۔  
 ”مبارک ہے وہ ماں جسکے بطن سے ایسا مزہ نکل رہا ہو۔ اور مبارک ہے وہ باپ جسکا  
 پسر باعثِ فخر و فائز ہو (انجنہ سے مخاطب ہو کر) پتری ! اب تو کچھ غم نہ کر۔ یہ پتر  
 تیرے گل کا ہی نہیں بلکہ تیرے بس بھر کا دیکھ ہو گا۔ تجھ پر آئی ہوئی سمیعتیں بھی اب  
 بہت جلد دھو بیو الیٰ ہین اور شوہر سے بھی تیرا ملاپ ضرور ہو گا۔ گھر امت گذشتہ

۱۴ ہمیشہ ہفتہ

سورگ شادین تلوہ ہین۔ سودو حرم۔ ایٹان۔ سٹک لدر۔ سٹینڈر۔ برشم۔ برشمو۔ کاشو  
 کاشو۔ ۱ شکر۔ ۲ ہا شکر۔ ۳ سہ سہار۔ ۴ آنت۔ ۵ ہا شکر۔ ۶ آرت۔ ۷ آرت۔ ۸ آرت۔  
 ۹ آرت۔ ۱۰ آرت۔ ۱۱ آرت۔ ۱۲ آرت۔ ۱۳ آرت۔ ۱۴ آرت۔ ۱۵ آرت۔ ۱۶ آرت۔ ۱۷ آرت۔ ۱۸ آرت۔ ۱۹ آرت۔ ۲۰ آرت۔

کو چھوڑ کر حنبت کے لطیف تر قالب میں پیونچا۔

در وہاں مدت مدید تک خوب عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کر رہا تھا کہ نامی  
شہر میں راجہ ہرچندر کی رانی پرینکو لکشمی کے بطن سے سنگھ چند نامی لڑکا کا ہوا۔ خوش  
خلقی اور خجستہ اطواری کے ساتھ ہر قسم کے عیش و نشاط میں اپنے ایام زندگی گزار کر  
اور عابدوں و زاهدوں اور تارک الدنیا لوگوں کی خدمتگذاری میں اپنی اوقات عزیزہ  
کا ایک بڑا حصہ صرف کر کے اس دنیا سے رحلت کی۔ اور مدت دراز تک یہ مہربت برین  
کے سنگھ میں بنا کر گوہر بیاہر کے دامن میں اُن پر نامی شہر میں راجہ سنگھ کے رانی  
کنکودری کے بطن سے پیدا ہوا اور سنگھ یاہن نام پایا۔ اسے باپ راجہ سنگھ کے  
بعد تخت سلطنت پر گدی نشین ہو کر بڑے مدد و انصاف سے حکومت کی۔ اور اپنی  
رعایا کا دل ہر قسم کا آرام و اطمینان اسے پہنچا کر یہاں تک خوش کیا کہ ہر کدوہ اس کا  
مراح اور نانا خوان بنگیا۔ دنیا ترک کر نیو لکھن کو بڑی وقعت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا  
اور ہمیشہ انکی پسند و نضاج پر عمل کرتی کوشش کرتا۔ جسے آکر دیر سری سہل ناتھ سہلی

۵۵ نو دھانگتی = نو قسم کی تعلیم و تکریم۔ تواضع و مدارات = جھکوان دے اور سجدے  
دیکھے ہی کھڑے ہو کر بلانا۔ اور بچا بھانا۔ یا نوں دھونا۔ دھون کے یا نی کو بطور تبرک پیش  
پہ لگانا۔ اختیار ہنگامہ سوچنا کرنا۔ طاعت کو ہر قسم خیالات کا سر سے ہاک رکھنا۔  
ہر لفظ کو ٹٹے اور کسکے ساتھ زبان سے نکالنا۔ جسم کو یک و صاف رکھنا جو کچھ دن دیا جائے  
اور کلام ہر سے بے نقص ہونا۔

۵۶ آمار دان = کھانا کھانا۔

ہو گئی رکس باعث سے انھیں بنگلون اور پھاٹون میں بھٹکانا پڑا اور اب کو کھنٹ

بدقیب کے محل میں آیا ہے کہ یہ جان تک سے بے راجہ رہی ہیں ؟

مہاتما - (اودھو دھرمی کی طاقت سے ختم ہاے سابقہ کا تمام حال جا کر) پتہ پتہ

اور یہ کوئی فکر و غم نہ کرو۔ اس انجمن کے محل میں ٹری خوش اقبال۔ نیک نہاد اور فرزندِ نال

روح آئی ہے۔ لے پہلے اسی کے بچے جنوں کا حال سن۔

”اب سے جیدہ منم پتیر اسی بھرت کشیشو کے تندہ نامی شہر میں ایک شخص سمی پر پتہ پتہ

کا یہ دقت نامی ایک کامیت نیک مزاج۔ رحمدل اور خوش خصال تھا۔ نیک اور برگ

دگوں کی صحبت کو زیادہ پسند کرتا اور فقرا و کاٹلیں کی سنگت سے فیضیاب ہونے

اور ان کی نصائح کے سننے کا بہتہ خواہشمند رہتا تھا۔ ایک روز موسم بہار میں اپنے

دوستوں اور رفیقوں کے ساتھ جنگل کی بہار دیکھنے اور دھانگی دھبسیوں کے

فرے لینے کے لئے گیا۔ اسے چھوٹیوں کے ساتھ مل جل کر کھیل تماشوں اور خوش

طبعی کی باتوں میں مصروف تھا کہ ایک چانک ایک دگر بنی نظر پڑے۔ دم نہت دیکھتے

ہی خونا و کے قدموں میں جا کر ادا وں سے دھرم آیدیش شکر اپنی طاقت بھر

بہت سے بہت اور نیم اندیا کے۔ اس کے بعد ایک روز مہاتما سادھو وں کو مشاف

ہنگامہ سے خیرین ہو کر اور نو دھا بگلی کر کے امارت مان دیا اور کچھ روز بعد اس کا نال کی

لے نمبر کی صفات بھگتا نہ ہو سکے وں دے او کی دقت و لین ہونا۔ جو کچھ دان و

اوسکے دینے کی اپنے میں قابض رکھنا۔ طامع اور لالچی ہونا۔ رحمدل ہونا۔ متواضع و

سکے مزاج ہونا۔ عقہ نہ کرنا۔ صاحبِ تمیز ہونا۔

سے جا کر انکی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس طرح اپنی زبان مبارک سے مندرجہ نامہ شروع کرتے ہیں۔

ہم اتنا۔ دیکھو کہ سن کی بھی کیا الوکھی حال ہو کر راجہ ہندو کی بیاری بیٹی محض بے وضع رہے خطا ایسی ایسی معینہ اوٹھاے۔ شوہر کی نظروں سے گرے اور گر کر پھر پڑے بھی تو یہ اس بے وجہ دشمنی کے۔ ان باپ اور بھائی کی نظروں میں حقیر ہو۔ دنیا میں بدنامی اوٹھاے۔ ستا ہرادی اور جنگوں کی یون خاک بچانے۔ یہ سب کچھ اپنے ہی کئے اعمال کے نتائج ہیں۔ کبھی کبھی کے کئے ہوئے کرم کبھی کے کبھی آڑے آتے ہیں۔

بہشت والا۔ (ہاتھ جوڑ کر اور سکا کر کے) مبارک۔ انکے بھرتا کس باب کرم کو یہ سے عرصہ دراز تک ان سے ناراض رہے۔ اور پھر کیسے وہ سب ناراضگی کیا کرتے۔

- (۴) پھل چارٹن۔ پھلون پر چلنے سے پھل خراب ہوں۔
- (۵) پتھر چارٹن۔ تھون پر چلنے سے تے خراب ہوں۔
- (۶) سین چارٹن۔ سیل پر قدم رکھ کر چلنے سے سیل نہ ٹوٹے۔
- (۷) تھو چارٹن۔ کڑوسی کے تار پر چلین تو بھی تار نہ ٹوٹے۔
- (۸) آگنی سکھا چارٹن۔ آگ کے شعلہ پر چلے جائیں گراؤنوں تک نہ چلیں۔
- (۹) آگاش گاشی بھٹی

(۱) پتھر آسن۔ پالتھی مارے زمین سے بہت بلند ہوا پر چلیں۔

(۲) ساہو آگن۔ کھڑے ہوئے زمین سے دور ہوا پر چلیں۔



رنگے تمام دلی خیالات اور اپنی گزشتہ آمات کی مفصل کیفیت اسنی تئیں تک روحی کیفیت

(۴) اگر اردھی۔ جس سے یوگی میا یا ہین سکاری سے بھاری جسم نالین۔

(۵) پرائیجی بردھی۔ جس سے یوگی کسی مقام پر بیٹھے ہوئے دور سے دور تک کے مقام پہنچنا آتھ یا انوسیدھ پکادین اور جو یا ہین حاصل کر لیں۔

(۶) یرکاشور دھی۔ جس سے یوگی جو یا ہین کر لیں۔

(۷) ایشور تو دھی۔ جس سے خدا ہر قسم کا سامان مہیا کر لیں اور جو حکم کرین وہی محال ہے۔

(۸) کبستو دھی۔ دیوتا جن دالسان و حیوان کو جسے چاہیں قابو میں کر لیں۔

(۹) ایزتی گھات دھی۔ جس سے کوئی نے یوگی کو نالغ حرکت ہو۔ یہاں بھی راہ میں آئے تو مہد کر کل جائیں۔

(۱۰) انتر دھیان دھی۔ جس سے یوگی آپ س کو دکھیں اور انھیں کوئی نہ دیکھ سکے

(۱۱) کام روتو دھی۔ یوگی چاہیں س انسان و حیوان و حرہ کا قالب بدل لیں۔

(اس ذکر یا دھی کی پہلی اٹھ اقسام کو اشتہر سے بھی کہتے ہیں)

(۱۰) کر یا دھی

(۱) چارٹن دھی

(۲) مل چارٹن۔ یالی پریش خنکی کے چلین

(۳) جگما چارٹن۔ زمیں سے چارٹن اٹھنے چلین۔

(۴) ٹپ چارٹن۔ پھولوں پر چلین مگر پھول حباب ہوں۔

ہوے قد مون بن کر کرادب سے سر جھکانے خاموش بیٹھی ہیں۔ بہا تاشی

(۳۹) دینت ردھی سخت سے سخت تب کرنے سے بھی جسم دلاتا لایا کمزور نہ ہو بلکہ اُور  
دکھنے لگے۔

(۵) تپت ردھی جس سے موسیٰ یا انا بیکالسی انسان و حیوان وغیرہ کی پیو نیالی ہوئی  
ہر ایک تکلیف و ادیت کو اس طرح مہین جیسے قطرہ آب کو گرم ہوا۔

(۶) گھوگرش ردھی جس سے یوگی ہر قسم کا بے نقص کر سکین۔

(۷) گھوگرشہ پڑیہ ردھی جس سے نفس پرانا تاقا ہو کہ اگر بہت کی حورین بھی آکر اپنی  
ہزارا نوا ناز و اندکھا کر تیسے ڈھلانا یا ہیں تو بھی نہ ڈگیں۔

(۶) رُس ردھی

(۱) گھرت ستر ردھی۔ یوگی جسکے گھر کھانا کھائیں اس کے پہلن اگر گھی ہو تو ہو ملے۔

(۲) پنی ستر ردھی۔ یوگی جسکے گھر کھانا کھائیں اس کے اگر دودھ ہو تو ہو ملے۔

(۳) میشت ستر ردھی۔ جسکے گھر یوگی کھانا کھائیں اس کے اگر ٹھائی وغیرہ ہو تو ہو ملے۔

(۴) اوت ستر ردھی۔ جسکے گھر یوگی کھانا کھائیں اس کے یہاں سادہ کھانا بھی اچھا  
سے بڑھ کر ہو جائے۔

(۷) وکر یا ردھی

(۱) انہار ردھی۔ جسکے حاصل ہو نیسے یوگی اگر مابین تو ذرہ کی برابر جھپٹا اپنا جسم بالین

(۲) نہار ردھی۔ جس سے یوگی بہا بن تو بیٹھ سے بھی بڑا جسم کر لین

(۳) گھوگرشہ ردھی۔ جس سے یوگی چاہے جیسا چاہے لگا جسم بالین۔

میں۔ اسوقت یہ دونوں الہا تہا کاتین بار طواف کر کے اور دونوں ہاتھ جوڑے

### (۲) چھتیر برہم

(۱) اچھین برہم۔ جس یوگی کو یہ برہم حاصل ہو وہ جبکہ گھر کھانا کھائے اسکے یہاں اور  
اٹوٹ کہا نا ہو جائے۔

(۲) اوجھین برہم۔ جس چوتے میں یوگی کھانا کھائے اور اگر عورت کا لشکر بھی الگ  
الگ ٹھکانا رکھتے تو کسی قسم کی مٹی ہو۔

### (۳) بل برہم

(۱) سوبل برہم۔ دل ہی دل میں یوگی بارہ انگ شاستر کا یا ٹھ دو گھڑی کے اندر  
اند کر جائے۔ یا دلیں جو کچھ سوچے وہی ہو جائے۔

(۲) بجن بل برہم۔ رات سے پھر کر یوگی بارہ انگ شاستر یا ٹھ دو گھڑی کے اندر کرنا  
یا منہ سے جو کچھ کہیں وہی ہو جائے۔

(۳) کائے بل برہم۔ یوگی اگر چاہے تو سہاڑ تک کو اٹھائے۔

### (۵) تپ برہم

(۱) گھور برہم۔ جس سے یوگی خوفناک سے حوالا معام پر بخون ہو کر تب کر سکے۔

(۲) تہت برہم۔ جس سے یوگی ۱۰۸ اسم کے برت ایسا ملاعت و بے نقص  
کر سکے۔

(۳) اگر برہم۔ جس سے ہفتہ عشرہ۔ کھواڑہ مہینہ دو مہینہ سال وغیرہ تک یوگی  
کچھ نہ کھائے نہ پیئے۔

زیادہ عزیز کسی بسنت مالا کے چہرہ پر لٹکتی اور پٹا شصہ کے آئنا نمایاں کر دے

(۱) سوین - خواب سے یک و ذلتا یح نکالنا۔

(۲) ابن آٹھون نسیم کا علم تعلیم اور تبحر۔ اور تہات سے بھی ہو جائے گرا سموت میں آکا  
نام شتیک ردھی نہیں ہوتا کلا شتیک گیان کہلاتا ہے  
(۲) اوشدو ردھی

اسکی آٹھ اقسام ہیں۔

(۱) پٹ ردھی۔ جس یوگی کو یہ ردھی حاصل ہو اسکا برابر اگر سایہ کے جسم سے چھو جائے  
تو بیماری دفع ہو۔

(۲) تل ردھی یوگی کے کان ناک و غیرہ کایل اگر سایہ کے جسم سے چھو جائے تو شفا ہو۔  
(۳) آم ردھی۔ یوگی کے ماتھے یا نوذیر و کسی عضو کے سایہ یا محتاج کے جسم سے چھو جائے  
بیماری یا محتاجی ماتی رہے۔

(۴) اُتل ردھی۔ یوگی کے سینے سے بیماری دفع ماتی رہے۔

(۵) چھل ردھی۔ یوگی کے بول و منہ و آب دہن سے بیماری دفع ماتی رہے۔

(۶) ستر بادھی ردھی۔ یوگی کے سر سے جو ہر اس کر کے آئی اور جسے بیمار کو شفا ہو۔

(۷) دریشٹی اپن ردھی۔ یوگی کی نگاہ پڑتے ہی سانپ کانہر یا سکھیا وغیرہ کا ہر  
دور ہو جائے۔

(۸) برشس ناشن ردھی۔ یوگی کو اگر غذا میں کوئی زہر لاکر کھلا دے تو کیم اثر  
نہ کرے۔

دل سے ٹھاکرا اور اس کی گئی ہوئی امیدوں کو پھر سے تازہ کر کے اس کے اور اس کی جان

(۱۵) اندھی دھن ردھی - جس سے سخت سے سخت تپ کر کے اور جو اس دل بے قابو نہ ہو

(۱۶) باد تہ ردھی - جس سے علم با حشر کا کمال حاصل ہو۔

(۱۷) پر گیا ردھی - جس سے مدح اور داد کی مہیت اور اس کی مختلف اقسام وغیرہ کا

علم بالکتاب مبنی ہو جے

(۱۸) شیتنگ ردھی - اس کی آٹھ اسام حسبِ یل ہیں۔

(۱) تھوڑ - حیرت و پرہیز و غیرہ کی آواز سے تنگ و نیک و بد پہچانتا۔

(۲) استرکش - سارے دن و سارے دن وغیرہ اجاڑنے کی سے نیک و بد پہچانتا۔

ماننا۔

(۳) تھوڑگ - راز سے نیک و بد پہچاننے کی بیرونی سطح

دیکھ کر اندر کی حال جان لینا۔

(۴) سنڈ - اعضائے جسم کی ساوٹ رنگ اور ان کی حرکات و سکنات اور

تحریر سے انسان و حیوان کا نام حال جاننا۔

(۵) چھوٹ - چہرہ و بدن وغیرہ کی حرکات و سکنات اور ہوا و آگ وغیرہ سے

نیک و بد حال جاننا۔

(۶) دینچن - تل - ست - لہسن وغیرہ سے اور اتمہ کی یکساں سے نیک و

حال جاننا۔

(۷) لکشٹی - سنگم - چکر - وغیرہ فائنات دست و پا میں دیکھ کر جو حالات

مالک



آج فوق القدرت آثار نمایاں ہیں۔ اگرچہ زہر و قویٰ میں اپنی زندگی مرث کر نیوالے  
 تاکہ المینا لوگوں کے جسم تپ و برن کے کرے اور سردی گرمی و بھوکھ پیاس  
 وغیرہ طرح طرح کی تکلیفات کے جھیلے سے عموماً دبے پٹے اور بظاہر کمزور پڑ جاتے ہیں مگر  
 ان ہمتاں کے سٹڈل جسم کی دیک۔ نورانی چہرہ پر ظاہر ہو نیوالا جلال اور ان کے تنہا  
 جسم کے روئیں بدن سے مس کر کے عجیب و غریب معجزہ نما اثر ظاہر کر نیوالی ہوا یمن  
 بتا رہی ہیں کہ یہ کوئی معمولی لوگی۔ نہی یا تپسوی نہیں ہیں بلکہ ان زرگ رشی کو حضور  
 کچھ فوق البشر کہتے ہیں۔ اس ہی صاحب کرامت رشی کے نور جلال کی آگ

لہ فوق البشر کہتے ہیں۔ اس ہی صاحب کرامت رشی کے نور جلال کی آگ  
 بن۔

(۱) بدھ بدھی

اسکی آٹھ اقسام تبدیل ہیں۔

(۱) کیول بدھی۔ جس سے یوگیوں کی روح مہدان ہو کر سدا یا علم جاتی ہے  
 (۲) من پڑ بدھی۔ جس سے دیبا کی کسی خاص خاصیت کی بہت سی باریک سے باہر  
 جیزین چان کسی واس کا کسی قسم کے آلات کی امداد سے بھی دل نہیں محسوس ہونے لگتی  
 ہیں امداد سے جا امداد کے دلی خیالات صاف نکلتے ہو جاتے ہیں اور اندازہ گذشتہ  
 و آئندہ کے حالات کبھی کسی مددین تک کے معلوم ہو جاتے ہیں۔

(۳) اودھ بدھی۔ جس سے یوگی کو اپنے اور نیز دوسرے جانداروں کے چند جسم سابقہ اور  
 آئندہ کا علم ہوتا ہے۔ اور اس باطنی کی قوت بڑھ جاتی ہے بہت سی دیگر باتوں کا گمان

اور بیر غم نہانے کے غلام ہاتھوں نے خوب ہی دل کھوکھلا دیا ہے۔ آنے والے دنوں  
 مسافر جو اس راہ سے ہو کر گذرے ہیں انھوں نے خواہ کتنا ہی دور دراز سفر کیا ہو  
 مگر یہاں کی دل و دماغ کو معطر کرنے والی ہواؤں کی ایک ہی سنگین اور کٹاؤں کا ہوا  
 ہو جاتا ہے۔ ان جلیقوں کو شہر کی خوشنویں جتنے جتنے ہواؤں میں سے اچھا بھی مانا جائے  
 اور ان مغموم دلوں کو خوشی و حور می کا بار پہناتے ہیں جتنے چہرہ پر زندگی بھر بھی بشت  
 کے آثار نمایاں نہ ہو۔ ہوں یہاں کی شہر گاہیں کچھ عجیب معجزہ نما اثر دکھا رہی ہیں۔ کیا  
 ممکن کہ کوئی کیسیا ہی حاجت ہو اور اسکے تمام مقاصد دل اس مبارک قطب پر قدم  
 رکھتے ہی برآ آ جائیں اور جن سیدہ فقیہوں کی بروقت کسی عمر پر مہربان ہیں  
 جیسی ہوں وہ بھی ایک بار تو اپنا کمال سامنے کر جائیں۔ مگر سیدہ از کیا ہے کہ یہاں کی سریر  
 میں آج ایسا باد کا سا اثر بھرا ہے ؟ یہ ایسی ہی فوق العادت باتیں آج یہاں  
 کیوں پائی جاتی ہیں ؟ اس مقام کا نظرا سوت فی الاصل آیا ہے یہاں ہی ہے کہ معمولی  
 شاعر ازبالہ سے کام لیا گیا ہے ؟ نہیں نہیں۔ سالہ کا اس میں نام بھی نہیں دے دے کیسی  
 سائنس اس گٹھا کے اند کوئی مہاتما سنی پٹینک آسن لگے اور سر سبز پرانی رنگینی  
 والی نگاہ جھانکے بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے تصور باطن میں کیسے متفرق ہو رہے ہیں  
 غالباً اس پیاواری میدان میں انھیں مہاتماؤں کی کئی قدم بہت لازم کی برکت سے  
 ۱۔ پٹینک آسن ایک خاص طرز نشست کا نام ہے جسے لوگ دھیان کر کے لگے اور پست کر کے  
 میں۔ یوں آسن ہوتے تو یہاں کا نام کہیں گودا تھا لگی ہوئی پٹینک آسن۔ پٹیم آسن۔ سیدہ  
 آسن۔ کٹر آسن۔ کھڑک آسن۔ وغیرہ میں یہاں سنوں کی اصول مقصد کے لئے بارہ  
 سونڈا کے پراختیار کرتے ہیں۔





کتاب مستدرک حقه کے درجہ میں  
 یا حقیقیہ انہی میں سے ہیں۔

### (۱) بنو ان جزیرہ اول

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ  
 ہزاروں کی بلندی کی آسمانی حضرت  
 و مستحق۔ اس کی صدا گونج رہی تھی کہ  
 سونے کے تخت پر بیٹھنے والی باتوں کا تو  
 اور اس کے دربار میں ہونے کی بات کی  
 کی اور سوچو تو یہ کہ اسے سرفراز کا  
 میں سے کہ جسے ان کی طبیعتوں کو  
 کے کل ہو گیا یہ اس حد کے فٹ تو  
 حضور کے واسطے حقیقت کی توفیق کی  
 ہے عبادت ۵۰ صغیرت عم

حصہ دوم جو ناظرین کے پیش نظر ہو  
 حصہ دوم جو ناظرین کے پیش نظر ہو  
 کے دیوتا ہر حال کی ابتدائی عکس  
 وہ سب کا رہا ان ناظرین کے سامنے  
 کے ہیں جو اس جزیرے کے باطنی  
 ہے جو اس کے اندر رہا ان کی  
 ساتھ رہا ان کے ہیں اور یہ  
 میں اس طرح ہیں کہ ان کے  
 گئی (۱) پانی وہ بھی سب  
 میں بہت حد تک

(۲) ویا جہ بنو ان جزیرہ اول  
 ان کے ویا جہ بنو ان جزیرہ اول  
 ان کے ویا جہ بنو ان جزیرہ اول  
 ان کے ویا جہ بنو ان جزیرہ اول  
 ان کے ویا جہ بنو ان جزیرہ اول

میں سے ان کے ویا جہ بنو ان جزیرہ اول  
 میں سے ان کے ویا جہ بنو ان جزیرہ اول  
 میں سے ان کے ویا جہ بنو ان جزیرہ اول  
 میں سے ان کے ویا جہ بنو ان جزیرہ اول  
 میں سے ان کے ویا جہ بنو ان جزیرہ اول

(۳) جین ویراگ شتاب اردو  
 دنیا کی بے نہائی کی عکس  
 اعلان کی تعلیم کی ہے  
 (۴) جین ویراگ شتاب اردو  
 دنیا کی بے نہائی کی عکس

(۵) جین ویراگ شتاب اردو  
 دنیا کی بے نہائی کی عکس  
 اعلان کی تعلیم کی ہے  
 (۶) جین ویراگ شتاب اردو  
 دنیا کی بے نہائی کی عکس

(۷) جین ویراگ شتاب اردو  
 دنیا کی بے نہائی کی عکس  
 اعلان کی تعلیم کی ہے  
 (۸) جین ویراگ شتاب اردو  
 دنیا کی بے نہائی کی عکس

جوں

# نحوان چڑاؤل

حسن  
سیر

نورستہ کی عید الامین میں شکر و حمد کی روشنی میں

امروا کی والدہ کی یاد میں اور ان کی یاد میں

سین

ہندوستان کے نامی اور اعلیٰ ترین شہر کی شہریت

کی ایک نئی اور خاص بات اس کے بارے میں ہے

سنہ ۱۹۱۱ء کی بات ہے کہ اس کے بارے میں

کئی بڑے بڑے لوگوں نے اس کے بارے میں

بات کی ہے اور ان کے بارے میں اس کے بارے میں

کئی بڑے بڑے لوگوں نے اس کے بارے میں

بات کی ہے اور ان کے بارے میں اس کے بارے میں

بات کی ہے اور ان کے بارے میں اس کے بارے میں



اس کی وہ سکا لہو۔ او کی بار آورسی۔ اور گدگد ہوئی مانی و آدہ شہ خط کی التجا یہ سب  
 اگلے جگہ گناہوں کو دور کر۔ تیسرا آئی ہوئی مصیبتوں کو معدوم کر کے لئے دراصل  
 دینی چیزیں میں مسیبت تاریکی سب کا دور کر کے لئے رہن آفتاب کی چمک کر مین۔  
 انجنا۔ (سبب الہی بصحتوں کے ساتھ ہو کر اوزل ہی ویز یہ شیعہ کا نام لیا کر کے لہو  
 سبب الہی اسم نہیں لگتی بعد میں کی تا سو حقیقت میں مجاہدیں نے اپنے کشت و کار  
 مجاہدین ناشک سرب و کلمہ ناشک بجاوان کا، ہم سب محبت سے نہیں جایا۔ اگر اس میں  
 نہ رہن اس وجہ سے ساری اور رما سب سے لو لکائے جتنی تو ضرور مجاہد گنی کے جسم شہ  
 کے لئے ہے گناہوں کی لاقی ہو آئی ہوئی مصیبتوں کا ایسی برسی طرح شکار و سار  
 (دلیس) اس میں سے اس کے نام کو دل سے فراموش کر کے صرف اس جامہ ہی کو  
 سے ہیں کہ، نام لکیرج، عزمین اینو تمام دت گوید اگر اور ای روح کو اس سے اور بھی ناکت  
 کر کے لے لے بھی گناہ کا اسم یہ بڑھ رہا ہے حرر گد شہ راصلوہ آئندہ راصلوہ  
 بسنت ملا، اس میں الہ تمام دیکھا، ایسا اب یہاں سے چلے۔ تمام ہو سیکو گئی۔  
 کہیں چاکر سب نام لے کے سبب بلکہ نہ کہیں۔

انجنا۔ (انہوں نے اپنی بسنت ملا۔ کس پاؤں میں چلیں کیت اٹھوں۔ دیکھ یہ میرے  
 یوں جہاں کا پاؤں سے اور گریلی میں کھوندتے کھوندتے کیت چھس گئے ہیں۔ آجے ٹر گئے ہیں  
 جو جسمین طاقت ہو، نہیں جان ہی ہوں، اکل کھاتے ہی ہوں۔ چنے جگے تک کی طاقت نہیں

گر ٹرپون گر جاں یرو ناک کا ایک ٹھہر مہن

جاگن دیوار سے تو نقش ہوں دیوار کا

بسنت ملا رہا تم کے اشارہ ہی دیکھو۔ وہ سارے قریب

نہو ابھو سا تم ہی نے ساتھ دیا اور پیشہ سرکار غلامی میں تم ہی میری ماما۔ تم ہی بتاتے  
 ہی بھائی۔ تم ہی تو ہر۔ جو کچھ تو تم ہی ہو میں لاکھ زبان نہ بھی تمہارے احسانوں کا شکر۔ اور  
 نہیں کر سکتی۔ مگر ماما۔ تم مجھ سے بخت کی عیتوں کا کتب ساتھ رہا ہو گی۔ نہ معلوم کب تک  
 اور کیسی کسی عیتیں میری تقدیر میں ابھی جھلنی لکھی ہیں۔

بنت ماما (ایسے بھلے سے محاکاتی آنکھوں سے آنسو پونجی پیا سی اکلا۔ اب تم اپنے سب  
 غم کو فراموش کر دو۔ دل کو دھارس بندھاؤ۔ جھگو ان کا نام لو۔ اسی سے سب عیتیں دور  
 ہو جائیں گی۔ رنج و الم کرنے اور رو لیے گارنے سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں۔  
 انچھا۔ ماما۔ کیا تم یہ عانتی ہو کہ میں جو جا کر سنتی اور کھرتی ہوں۔ میں سب کچھ دل کو  
 جھٹلاتی ہوں گا مگر اگلی بھلی عیتوں کا خیال ابھر اور حسرت گھر گھر کر دیا جاتا اور دانہ کی  
 بے اعتنائیوں اور بے انتہا بدسلوکیوں کا نقشہ آنکھوں نے پھر جاتا ہے تو کلیجہ اندر سے بڑی سخت  
 اسٹانڈ کرتا ہے کہ سب طرح روکے بدین رکنا۔ بنت ماما۔ تم ہی پہلو۔ میں اب یا کرزن  
 لہان حائل۔ اور تمام سسر ہیں)

بنت ماما (انہی کے اندر آنسو سے مہلکت پرندگیں دلیوں دیکھو تم جو عانتی ہو اور یہ  
 کئی بار شام ستروں میں شہ فوٹیرا اور ساکھ کی یاد سے عیت کہ بخت رنج و الم کرنا اور صبر و  
 استقلال سے کام لینا۔ صحت اس وقت کے غم و الم کو ہی دو چند چن بنا تا ہو بلکہ اپنے بھیلے  
 بھی ایک بھاری گناہ کا بوجھ سہر پڑھا ہے۔) مجھ یاد ہو کہ تنے ایک درستی ستر میں سے رہے  
 بھی پڑھا کہ زندگی سے بیزار ہو کر اپنی موت یا خودکشی کا خیال بھی دل میں لانا باعث ختم  
 اسے اب تم اسی پر غم جتنی پر اتنا کہ نام کو یاد کرو۔ اسی کو گناؤ۔ اسی کی سرن لو۔ اسی سے  
 اپنے اگلے جیلے گناہوں کی صفائی کیلئے القادری پھر دیکھو کیا عیتوں میں آتا ہے۔ اور سکا پاک نام۔

اب اس آنجا پر رحم تھا۔ اسے بچل گئے بسے دلے و زندا آؤ اور اس انجانا کو بچل  
 مالو۔ بیدا اتوی ہی اسے کہیں اڈا کر اچھا۔ واسو تم بھی نصبت۔ دل تو بھی رہ کر اب  
 کہا کر گنا۔ ہاے کوئی سنتا بھی نہیں۔ کہا سب ہی کو موت آگئی۔ ہاے تیرے بھوت  
 کہا۔ تم بھی ایسے ہو۔ اچھا۔ اس میں کی رہنے والی دیویو تم ہی ...

بستت ملا۔ (انہ کو سید سے لگا کر اکھون سے آنسو کھاتی ہوئی) دیویج  
 در دل کی کہ سنیا مالو۔ اس قدر رحم و کرم آؤ۔ تم حائل ہو۔ تم سے لے یہ ڈرا آرل وقت ہے  
 استقلال اور صبر سے کام لو۔ تم مایا۔ آہ اسی نا سہتی جانی ہو۔

انجانا۔ (اگر وہ صلی سے)۔ راجہ ماکر۔ ہا۔ ہا۔ آج سب کی نظروں میں  
 حیرت سب کی نگاہوں میں دلیل سے کہہ رہا ہے۔ اور گئی۔ عیب۔ افسوس۔ دم بھی  
 نہیں کھتا۔

اس کا کہا اور کیا کیا اسے خشتی کو رات ملاتی چلی گئی۔ آئیں خیرہ گئیں اور لے آکر میں  
 یہ گر گئی۔ فریب ہی کیا طاری ہوچ اس کے نفس بکلی سے یروڑا کر طے۔ گویا نہالا  
 لے آئی بہ حالت دیکھا ٹھہری ہو سہیاری سے اسے سلھا لیا اور میں۔ آہ سے  
 اس کو کوئی ضرب نہ آنے دی فوراً ٹھہری پھرتی سے ایسی ساڑھی کا آباب بڑا اس کے نیچے  
 بچھا دیا اور دوسرے سے آہستہ آہستہ اس کو بوا اٹھلے لگی۔ کچھ غم بعد جب وہ اپنے  
 ہوتس و حواس میں آئی تو بستت ملا سے کہنے لگی۔

انجانا۔ (نہایت افسردگی سے) آکھو نہیں۔ ہم نرم آنسو بھر کر اسے سب مالو۔ ہاے  
 تنکو بھی مہری گردش تقدیر سے معیتوں میں ڈالا۔ افسوس میرے عجیے تم نے بھی ایسا  
 سب آدام و سپن کھو دیا۔ بس بس۔ تم ہی میری چچی جہدہ نکلیں۔ جس انجانا کوئی بچھا

زنا بھی تمہارے منہ سے نہ نکلا کہ پہلے اس معاملہ کی تحقیقات کو کر لو تب ہی اسکو ذمہ  
 ٹھیکر لیا۔ "آہ آہ آہ! پیارے بھائیو۔ تم بھی اپنی پیاری بہن کو بھول گئے۔ تم میں  
 سے کسی کو بھی مجھ بھانجی پر ترس نہ آیا سب ہی ایسے سنگدل اور بیرحم ہو گئے۔"  
 واپسی قسمت۔

جسے ایسا بناتے ہیں وہ جو جالم ہے بیکانہ

جسے محرم سمجھتے ہیں وہ نامحرم نکلتا ہے

"پیارے پی۔ سب تو دشمن ہو گئے رہا ہے تنہا مجھ دیکھا کو کیوں ایسا دم دلا سادیا۔  
 کہہ گئے تھے جلد آؤ نیکی بہہ آئیگے اور وہ آئیگے۔ بھوتوں سے ایسی محبت جو ویسی محبت ہی ہو  
 لڑائیگے۔ دون رکھینگے۔ جبکہ یہ جوان بڑن کو حیت لاوین۔ راہ اخوت کو کھلا  
 دیا۔ اچھے محبت کے دم بھرے۔ انکے بھی شہ نہ لی کہ کوئی مڑتا ہے یا صاف ہے۔

مے جسے لاسے او کی کوئی ڈ

وہ آئیں کیون اونھیں کو کیا پڑن ہم

پیارے پی۔ اگر تمہیں یہی ملو تمہا نواں جسے رو سے کو کر کے ہی نہوتے۔ ہینگل۔  
 سیماں کی مالک تو چھانسی نہ پڑتی۔ نہ صل بہتا۔ بہن دلین اوٹھانی پڑتین۔ آہ لعدیرا  
 میں بھلیا۔ ماسی تھی۔ ہاسے ری قسمت ایسی پھوٹی۔ واپس سے نصیب!!  
 تو ایسا سوایا کہ جگہ گئی کہ نہ ہی کھالی۔ حیر۔ جو کچھ تقدیر کا لکھا۔ اس میں کسی کا  
 کیا دوش۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ جیسا میں نے کیا ہے اسکا پھل سنی رہتی  
 مجھے بھوگنا ہی پڑیگا (زندگی سے بالکل بیزار ہو کر) بسنت الا۔ تم اپنے گھر جاؤ۔  
 تمہارے احسان کو انعام ہم نہیں بھول سکتی۔ موت! سب تو بیرحم ہو گئے توئی کر



ساتھ کی طرح ہر دم اسکے ساتھ تھی اور اپنے اسکان بھرا سکودلا سادتی اور تسکین  
کرتی تھی مگر سوٹی روناٹائی اور رانہ کی بے رحمی دیکھ کر اسے غیرت کے شربتِ نیم سیر کا  
دل کب حرکت تھا۔ خوب چم کھول کر روئی۔

اسکون کے ساتھ آگے ترگاں یہ لختِ دل

آکھون نے رکھ دیا ہے کلیجہ کمال کے

اے جیسے گوشتِ دست کی راتیں تو صبح ہاگدا این گزشتا ہی محلوں سے قدم آجتا ہر گھٹا  
وہ گلِ بادام آج اسے بھیا تاک جنگل میں یون برہنہ یا سرگرداں ویرنیاں بھرتی اور  
روز و کر آسودن کا دیا بہا رہی جو۔ وہ بھی کس جنگل میں جسکی کہیں لگاری کہیں تھیرلی  
کہیں جاندار میں نے اس ستم رسیدہ کے ناک مالک پانوں کو چھید چھید کر ٹھنپنی  
بنا دیا ہے حکما خونِ ناک نظر اور جسکے خونخوار لوروں کی ڈراونی آوازیں اس کے

دل کو اور بھی بیتاب کر رہی ہیں۔ ایسے جنگل میں بہت نصیحت زدہ جب رونے سے تھک  
گئے تو کبھی اپنی سہیلی بڑاؤین اور لہد برکی گردنوں کو کبھی زانہ کی اسانگاروں  
اور لہو۔ کہہ کر ادا میں کو چھین ہو مو آجھیلے لگی۔ اور ٹھیکہ کر ایسے آرزو دل سے

روہ نہ رہا۔ تیرا شہ و کس۔ آد! مجھ درد بھگانی نے اس دیامیں کیوں جلا  
اور درد انہی بوجہ اہوئے ہی مر بھی کیوں نہ گئی۔ ہاے بیتا! ہاے برہم جگ  
سودا تیرا اسی لٹری لٹری بھی۔ کم کس محب بہار سے گود میں کھلانے۔ جھیکا کر اسیر

ٹھٹھا اور لڑنے لگے۔ آج وہ لاڈیلا بیس کہاں گیا۔ "اما۔ ہاے تم بھی ایشی ہیں  
آج بھلاہ دل کہاں لیا جسے نوچیں اس جسم کو گھیا کو سیٹ میں رکھا اور پھر ٹپے  
دیکھوں سے یا اپنا صا۔ ہاے اگر تم تیا جی نے سلسلے بے رحمی بھین تو کیا اسے نہ

سادت کے منہ سے ان الفاظ کا نکلا تھا کہ اسکے امید بھرے دل کو ایک بجلی سی گری  
اور یہ دولہن ہاتھوں سے دل تھام کر گئی۔ اسکی یہی سہی آرزو دنیاؤں کا  
ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ کچھ دیر میں اپنے مینا بے بیقرار دل کو سمجھا کر اور  
تمام عیث و اقارب کی طرف سے براس ہو کر جنگل کی راہ پکڑی۔ سچ ہے ۵

تدسیر سے قسمت کی مبرا ئی نہیں ماتی

مگر وہی ہوئی قسمت دیر نائی نہیں ماتی

واقعی جب مقدر پھر تباہ تو زما رہ پھر جاتا ہے۔ دوست و دشمن  
دشمن بن جاتے ہیں۔ غریب و افار کوئی ابا نہیں ہوتا۔ امام ایدین یا حے  
بد لجاتی ہیں۔ اے ! رتے وقت کا کوئی بھی ساتھی نہیں ۵

حال بد کاشت یک دریا میں

۔ برباد یہ آشنا رکھا

اور تو اور مگر وہی میں اپنا دماغ۔ ایسی غفل اور اپنے حواس بھی تو کام میں آتے۔  
سب ہی کو کچھ عداوت سی ہو جاتی ہے اور اپنا اپنا رخ پھیر پھیر لیتے ہیں۔

اگر حیرانہ کی سختیاں پہنے بہتے اور گردش دنیا کی معونتیں جھیلے جھیلے اس مظلوم نے  
ایا دل بالکل خیر کا بایا تھا اور ایسے تمام گزشتہ صدیات اور امیدہ آفات کو

سیر و نبوتہ تغیر کر دیا تھا یہاں تک کہ اس بے سرو سامانی بیکیسی کی حالت میں  
بھی یہ بہت کچھ اپنے روتے ہوئے دل کو سمجھانا چاہتی تھی مگر آخر کہاں تک

سمجھا سکتی۔ اُفتان و خیزان سناں جنگل میں پہونچا زار و مزار رونے اور اپنے  
نام لکھنے پچھلے دی غبار کو آنکھوں کی راہ آنسوؤں کی شکل میں نکالنے لگی۔ بسنت ۱۱

تک کہ کھینے سے بڑا ہے۔ لہذا مرے کان اس بارہین راہہ امر کر کے اور اسکی  
کوئی سفارش سننے کو کسی طرح روادار نہ نہیں کر سکتے۔ جب میں ہی اسی مہین  
دختر کو کافی سنا۔ دیکر اس کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کا بڑا کوڑا گناہ وہ کوئی نہ کہ  
امد وہ لوٹا انصاف ہے اپنی رعایا میں تو کیوں ایسے فعل کا مرتکب ہوئے یہ میں سنا  
تجزیہ کریں اسوقت اس کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کا بڑا کوڑا گناہ صرف بعد از انصاف  
ہے بلکہ رعایا کو ایسے فعل پر کا مرتکب ہو کر استغاثہ دینا اور اس کا حوصلہ چاہا ہے  
تو سن شب و روز یہ تھا راجہ تھا پر جا۔ لہذا اس کو اس دم سان سے نکال دیا۔  
اور یہ بھی درست کہ اگر کوئی میرے حاکمان میں سے مارا یا بھرت اس سے پناہ گزیر  
سزا دےں تصویر ہوگا

بہا اعلا طراد سے سے سنو ہوا ساہا ماموت ہو گیا اور ہوا سے شاہی حکم بنا  
لائے لئے مٹھکائی کہ ایک سیکی دیت اس معصوم کی سفارش میں ران کو لے کے کہیں  
ایک ساونٹ (راجہ کے حکم سے ملا کیا گئے ساتھ ڈیوڑھی کٹوں ماما ہے اسے لیں)  
انہیں اس یاں پر بھی کسی مصیبت سے نہ کاں بھی اپنا تک بھی ہوا۔ ایسی ناک  
ایام سانہ راہی اور اس کے ساتھ بہہ جرمی کا بڑا۔ لعنت ہے اس راہی پااری  
یز سکی، بلکہ مجھے اپنی ران سے ایک معصوم ران دلائی کیلئے وہ الفاظ نکلتے  
ٹپٹے جیسے جھین کوئی جرم سے جرم بھی کہنا پسند کر گا (راجہ کے پاس پہنچ کر  
آئین ڈنڈا ماما ہوا اس کو ساک لہین اسٹا راہی صاحب۔ اسوس یہ  
عام قریب شاہی سرتخت مجھے۔ ہوا راجہ صاحب نے آپ کو اندمان کی اعانت عطا  
ہوئی۔ دانی۔

کہہ دے کہ اس سیدم میرے شہرے نکلے اسے اور سکا دل پاسہ نصرت ۔  
 کہہ دیجو کہ میرے شہر میں پانی تک نہ پہنچے ۔ میں اس کا باپ بہن ہوں اور وہ میری  
 بیٹی ہے ۔ (دولین) ہاں کیا غضب ہوا کیسی غیرت کا مقام ہے ۔ ہمارے سب بڑے  
 کل کو کیا دھبہ لگایا ۔

مہو تساہ ۔ (ایک بڑا سارنت جس کو راجہ زیادہ ہر بانی اور عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا  
 حضور ۔ ایسا سخت مکمل اس کے حق میں صادر فرمائیے ۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ اس کی ساس  
 مہارانی کیت تھی کہ فراموش کر گئے تھے ۔ ضرور ہماری راج دھاری کے ساتھ یہی کام  
 کرتا دیکھا گیا معلوم ہوتا ہے اس کی طبیعت کا ملل آب اس کی مغیرت ہی سے جانتے ہیں  
 کہ کیسی نیک اور پاکیزہ ہے اور اس کا دل اپنے نیم دھرم لینے میں کتنا مضبوط  
 ضرور اس کو جوڑا لازم نکال کر گھر سے نکالا گیا ہے جیسا کہ بسنت ملا کا بیان ہے ۔

راجہ ۔ بسنت ملا کی بات کا کیا اعتبار ۔ وہ ہمیں سے اس کے پاس رہتی ہے  
 پھر اس کی سی نہ کیسی تو کیسی کسی ہی ۔ جو ضرور اس کی عصمت پر شبہ ہی لہذا ہم اس کی  
 صورت تک دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے ۔

مہو تساہ ۔ (دوست بست) جہاں پناہ ۔ غلام پھر عرض کر نیکی جرات کرتا ہے کہ آن بست  
 اس کے مال ہزار پر ترس کھائیں ۔ اور اگر حضور کو کوئی شبہ ہی ہو تو بعد تحقیقات کامل میرا  
 جو یا میں حکم دیں ۔ جب جہاں پناہ ہی بحیثیت والدین گوارا ہو نیکی بھی اسیر گزشتہ الی  
 پر کیونکر فرما کر اسے پناہ دینگے تو دنیا میں فرمائے اور کون اس غریب کی گفتگو کرے گا  
 راجہ ۔ (غضب آلودہ ہو کر) اس معاملہ میں تحقیقات کی کوئی حاجت نہیں بسنت  
 کا بیان سراسر غلط ہے سنئے خود کئی بار پہلے سننا کہ کون تھا ۔ اس کی موت

راجہ (انجنگلی آمکا مال شکر اور شائہ اور دوا آری دمن اور پسن کیرت سے  
مخاطب ہو کر خوشی کے لچوین، آری دمن - تم تو اتنے جگر اپنی ہیں کا مناسب  
طور سے استقبال اور بڑی عزت و توقیر سے اونکا آدرجہ کرو اور ہماری سواری تیار  
کرا باؤ ہم بھی پیچھے سے آتے ہیں۔ اور پسن کیرت تم بہت جلد تہر کے ہر گلی و کوہ  
اور بازار کو خوب آراستہ و پیراستہ کراؤ خوشی کے! بے حواؤ اور ....  
سلا کیاٹ (ہاتھ جوڑ کر اور سر نیاڑ جھکا کر، حضور ستا ہزادی صاحبہ  
نہایت انا اور ساتھ لئے تیغ نہایت لائی میں محل کے دروازہ پر پہنچو  
ہیں صرف اندر آئیے لئے حضور کی اجازت کی منتظر ہیں۔

راجہ (عجبے چونک کر) ارے کیا بکبات - بیووت کہیں پاگل تو نہیں  
ہو گیا اور کاتھا اسطرح آیکا کا کام کوئی اور تو نہیں ہی - جابلہ دیکھ - تجھے دھوکا  
تو نہیں ہوا

سلا کیاٹ (دست بردار ہو کر) دھوکا نہیں ہوا ستا ہزادی صاحبہ ہی پڑ  
اناکہلہ رست مالکی زبان سے - بسا ہوا تمام حال معصل مایہ کیا جسے شکر  
راجہ کا وہیچرہ جبیر اسی بھی اپنی بیاری لخت جگڑتہ کی آمکا مال معلوم کر کے  
بناشت اور خوشی کے آثار نماں نہھے یکا لک کہہ آوری ہو گیا - سرت - افسوس  
ایسے نے اسی ماری اس کے ساس دل یہ بھڑھایا - آں کی آں میں تو رہ کر  
کہنے لگا

راجہ (دھڑ سے آنکھیں سرخ کر کے) پسن کیرت - تم حال اس یوسف اس بکر دا -  
کوہیہ - تہر سے بکوادو - اسکا یہاں کوئی کام نہیں (سلا کیاٹ سے) جا اس

اسکے روتے ہوئے دل کو ڈھارس بندھا بندھا کر یہ یقین دلاتے تھے کہ  
 ”نہیں انجنا تو گہراست تیرے والدین جنھوں نے تجھی بڑے دکھوں سے کبھی  
 پالا تھا۔ گودوں میں بڑے پیار و محبت سے کھلایا تھا ضرورتاً تجھے معصوم پرہیز  
 کھائیکے اور تیری سو بڑھیت میں ضرورتاً ساتھ دینگے“ یہی ایک ایسا  
 خیال تھا جو اسکے شکستہ دل کو ابھارا بھار کر آگے بڑھنے پر مجبور کرتا تھا اور  
 جسے بالآخر کچھ دیر میں شاہی محل کے بیرونی دروازہ پر اسے جا ہی پہنچایا  
 دربان (انجنا کو یہ بچا کر اور اندر گھسے سے دونوں کو روک کر اکون ہو۔ کون  
 کیون بلا اجازت اندر گھسی جاتی ہو؟

بسنت مالا (دربان سے) سلا کیاٹ۔ کیا تو نے انھیں بچا ناہیں۔ یہ  
 شاہراہی انجنا میں اور میں بسنت مالا ہوں۔

سلا کیاٹ (دونوں کی صورت غور دیکھ کر اور بچا کر اٹھا سے) حضور۔ غلام نے  
 اسوقت آیکے بچا ناہیں۔ معاف کیجئے (بسنت مالا سے مخاطب ہو کر)  
 کیون ایسے حال سے کیسے نشہ لین لائی ہیں۔

بسنت مالا نے دربان کے دریافت کرنے پر تمام کیفیت مفصل سنائی جسے  
 سلا کیاٹ کو بھی اسکی حالت زار پر سخت افسوس ہوا اور آنکھوں میں  
 آنسو بھر آیا اور انھیں بہن آرام سے بٹھا کر اور ایک آدمی کو درباری سپرد  
 کر کے راجہ کے پاس انکی اطلاع کر لے گیا۔

سلا کیاٹ (زمین خدمت پر کمر بستہ) حضور۔ آدھ پور سے شاہراہی  
 صاحبہ بشریف لائی ہیں۔

بنکر بچائیں لیتی اور بے گناہوں کو بھی طرح طرح کی مصیبتوں کا شکار بنا لیتی ہیں۔ یہ  
بیچاری اپنے دل کی بیچ و تاسیوں میں الجھی ہوئی رہ معلوم کیا کیا سوچ رہی تھی کہ  
اسے میں کروڑوں تک لیکر آ موجود ہوا۔ دونوں کو سوار کر کر مہندر پور کسٹن لیجلا اور  
غروب آفتاب کے قریب شہر سے باہر انھیں رتھ سے اُتار دوا لیں آیا۔

## تیرھواں باب

### کیا مصیبت ہے

مروڑ کیسی کس نیست غیر سایہ یارِ مس

مگر آنہم ندارد طاقتِ شہاے تارین

ات تو دونوں نے احتراشمار ہی کر کے نہایت بقیہاری بیچینی سے بیسے بیسے اکھڑ  
میں کاٹی۔ مگر جب غریب انجنا کا دل ہلائے اور کچھ نہ کچھ غم غلط کر نیوالے آسمانی  
ستارے بھی کچھ عجیب بے پروائی سے سُنچ بدل بدل کر اور آنکھیں کچھ پھیر کر  
اسکی نگاہوں کے سامنے سے رخصت ہونے لگے اور آفتاب جہاں تاب تھا  
آمینر نگاہوں سے اس کے زیرِ درہ پہرہ پرانی ہلکی ہلکی زرد شعاعیں ڈالتا ہوا جلو  
ہوا تو اسنے لبنتِ مالا کے ساتھ ساتھ اب کے گھر کی رتھ کو رُخ کیا  
اگرچہ اپنی جموٹی رسوائی پر بارے غیرت کے اس کے قدم آگے بڑھنے سے روکے اور  
اس طرف کو بانا نہیں جاتے تھے اور دل یہ سوچ سوچ کر چھپے کو ٹٹھکتا تھا کہ  
”ہاں انجنا تو کس حال سے اور کیا نہ لکھا کہ ان باب کے سامنے جاتی ہے“ مگر  
کچھ تو لبنتِ مالا کے تسکین دہ الفاظ اور کچھ اپنی مچائی ہوئی سگنا ہی کا خیال

اتنا کہہ کر رور تو رتھ لائیکے لے گیا اور انجنا کا دل رانی کیت مٹی کے سوتے سے ان  
 الفاظ کو مستند رکھ کر رہ گیا۔ آنکھوں کے سلسے یکایک تاریکی میں چھا گئی۔ دین  
 طرح طرح کے خیالات اور قسم قسم کے ہولناک اندیشوں کا غبار چھا گیا۔ زبان کچھ  
 مارے خوف کے اور کچھ باس مار رہی تھی بند ہو گئی بسنت اللہ کے منہ سے  
 بھی اس وقت کچھ نہ نکلا۔ دونوں سکتے کے عالم میں خاموش نیچے نگاہ کے مجبوروں کی طرح  
 کھڑی ہیں اور ہید کی طرح لرز رہی ہیں۔ معصوم انجنا کے چہرہ پر اس وقت کبھی خوف کے  
 آثار نمایاں ہونے اور کبھی سبب اپنی بیگناہی کے دلی اطمینان کی روشنی  
 نمودار ہوتی ہے۔ کبھی دل ہی دل میں اپنے پیارے سوتہ کا دھیان۔ اور دھیان  
 کے ساتھ ہی اس وعدہ کا خیال جو اس نے رخصت ہوتے وقت قبل ازہل  
 حمل جلد واپس آسکا کیا تھا آتا اور اسکو اتنا تک بھی پورا سوتا نہ دیکھ کر سخت یہ عینی  
 سیدہ کر دیتا ہے۔ اگرچہ اس وقت اپنے دلی عبار کو کچھ تو ساس کے خوف سے اور  
 کچھ خیال تحفظ حمل پر سانسوں کی راہ نکال نہ سکتی تھی مگر تاہم اس کے دلی خیالات  
 معلوم کہان کہان تک اپنی گزشتہ و آئندہ تخیفوں کا تصور باندھ باندھ کر  
 کاٹ رہے ہونگے اور انیوالی معیتوں کا خوف ناک نقشہ نہ معلوم کن کن پہلوؤں  
 سے اس کی آنکھوں سے پھر رہا ہو گا اور اس کے بے یار و غوار دل کو تڑپا رہا ہو گا۔  
 آہ! اس وقت کون ایسا ہے جو اس کی بھولی بھولی صورت پر ترس کھائے اور اس  
 عصمت کی دیوی کی سبکی پر دھیان دیکر زائہ حمل کے ایسے تاریک وقت میں تو اس کو  
 اس کے دلی رخ و الم سے نجات دلائے۔ سچ ہے جب بڑے دن آتے ہیں تو تمام دبیرین  
 بیکار پڑ جاتی ہیں۔ جب قسمت پھٹتی ہے تو جو جو بچاؤ کی صورتیں ہیں وہی اگلی گلی کا طوق



آپ یقین کریں یا کریں مگر میں صدق دل سے کہتی ہوں کہ میں محض بیگناہ ہوں۔

آٹے۔ آٹے رحم میں اختیار ہے

میں اصل حال منگو سبھی کچھ جانتا چکی

رانی! آگ بگولہ ہو کر اور آنکھیں شمع کرتے اب شرم کے ماتے سے اوڑھ کر ہے

”آپ یقین کریں یا کریں“ گویا تو سہی!۔ رحم قبول ہے۔ کوئی وجہ بھی ہے جس سے

تیری باتوں پر یقین آئے۔ کہا ہے یری سیرت اک سے لغز۔ جسے بائیں

سب سے سال سے آج تک ایک اٹھا کر تیرے دیکھنا تک نہ یا ہوا آج جنگ

پہیلے جانے بعد تیرے پانی کے محل آتا میرے مائل اور زور انداز پوت پوتوں

کی تجربہ کار نکلا ہوں میں قریب ہاٹے شیشہ ہی تیرا حال ملین مانا ست کوک لایا

معلوم ہوتا ہے جسکی وجہ سے یکایک اسے تھم سے لغز پائی اور مجھ سے بیابان

نکلیا چاما اور جب بزرگوں کے سمجھانے تھائے سے باہر بھی لیا اور آج تک تجھے

کوئی نطق نہ تھا۔ اسی سنگد حال ملین کی آج تو نے یو۔ سی یری نفسا میں ہا

کر دکھایا (آب لونڈی ہی) باہر سی کروڑ کو تو بلا کر ابھی لا

لونڈی (سہجہ کار) بہت اچھا حضور۔

لونڈی (توڑی دیر میں واپس آکر) حضور کروڑ حاضر ہے۔

رانی (اُڑے) کروڑ دیکھ اسے (اچھا طعن اٹھائی کا تارہ کر کے) سے

’سنت مالاکے ابھی گلاڑی میں سوار آئے یہاں سے دور راجہ بند کے شہر کے

باس چھوڑا۔

کروڑ (دست بستہ) بہت اچھا۔ جو حکم حضور۔

داع لگایا۔ اور پھر سید سے منہ سے روچتی کیا خوب ہی کہ ان جی کیا حکم ہے اس واسی کیسے  
کیسے منہ نہتی ہے گویا کچھ جانتی ہی نہیں کہ کیوں بلائی گئی ہے۔ خیر جو کچھ تو نے کیا وہ  
خوب کیا۔ مگر اب یہ تو بتا کہ یہ ہے حل کسا؟

انجنا (اپنے شوہر کے کڑے اور انگشتی رانی کے سنے پیش کر کے) ان جی نہیں  
پہچان لیجئے کہ یہ دونوں چیرین آئیے فرزند ہی کی ہیں یا کسی ماؤر کی۔ اور اس کی اجبتہ  
مفصل حال سننے کی ضرورت ہو تو

رانی (غصہ سے) بس بس معلوم ہو گیا۔ جو کچھ تیرا مفصل حال بکا وہ سننے جان لیا یہ  
کڑے اور انگشتی ہی ہی دکھ کر ہے سمجھ لیا کہ تم دونوں نے پہلے ہی سے ایک مشورہ  
کر لیا ہے۔ حواسے بیان کیا ہے وہی تو بیاں کر گئی۔ سچ بولنے کی تو تم دونوں نے  
قسم کھالی ہے۔ خیر جو تمہاری تقدیر میں لکھا ہے اس کا کچھ بھول گئی۔

انجنا (اپنی عصمت آبادی اور پکداسی کی وجہ سے کچھ گھبرا کر اڑے) ان جی کیا یہ نہ دونوں  
چیرین آپ کے فرزند کی نہیں ہیں۔ جو آپ کو اب بھی شبہ ہے۔

رانی (غضب آلودہ ہو کر) حرامکار۔ فاحشہ۔ اور غصہ دلانی ہے کیا یہ کڑے اور  
انگشتی تیری بے کناہی کا کافی ثبوت ہیں۔ کیا یہ چیزیں کسی کسی اور طرح سے  
اتھ لگ جانا غیر ممکن ہیں جو انکی آہ میں ہیں جھلک رہا ہے۔ میں ڈالنا جانتی ہی اس کے  
کہیں سے ہاتھ لگ جانے سے تو تجھے اور بھی ایسے محل شہید آنکی ہمت اور ہے  
سننے اس طرح بیدھڑک نہ ہو کر بولنے کی جرأت ہو گئی ہو کہ نہ راہیں لجاتی اور شہزادی  
دونوں نے بالکل جیالی کا جامہ پہن لیا ہے۔

انجنا (کسی قدر دل برداشتہ ہو کر دست بستہ) ان جی یوں تو آپ انتہا ہے

تو اس کے پاس پہنچی ہر کہتی ہے "مفصل حال عرض کروں۔" مکار ! بدین ! آٹھی !  
 تجھسی ہی رڈی جب ٹکٹا کے پاس رہیگی تو میرے کمینہ نالیب ایسے ہی کرم ہو گئے۔  
 حرا فرادی ! قظامہ ! ہکو ہکا کر مالتون میں اڑنا جانتی ہی گو ما جانتی ہے  
 ہم میں کچھ کامیابی عقل ہی نہیں۔ (ایک اور لوٹھی ملی طوطی مخاطب ہوا) جا انخا کو تو  
 ملا کر لا۔

لوٹھی اسے جھکا کر اور آداب بھالا کر بہت اچھا حضور  
 لوٹھی راجا کے پاس پہنچ کر حضور آیکو مہارانی صاحبہ اور فراتی میں  
 انجنا کیون۔ کیسے یاد کیا ہے۔ معلوم ہے تجھے کچھ۔  
 لوٹھی حضور اسکی بابت لوٹھی کچھ عرض نہیں کر سکتی مان اساکہ سکتی ہواں کہ  
 اسوقت آپ یہ کچھ مارا سکتی ہی ہے۔ صحت عرصہ میں بھری ٹھھی ہیں اور لبنت مالا  
 آٹھ لسنے دست بستہ نظر ہے۔

انجنا مارا سکتی مارا سکتی، انھیں کچھ معلوم ہے کنا مارا سکتی ہے؟  
 لوٹھی حضور اسکا حال نہیں جانتا آیکو خود معلوم ہوا تھا کہ لوٹھی اپنی مصوری  
 میں ایسی کشتاچی نہیں کر سکتی  
 انجنا را۔ دیکھ کچھ سوچو اور خیال دو، رایتی یون لمارے ہاتھ کے کڑے اور گڑھی  
 لیکر اچھا چل

انجنا (سراسر کے روبرو چوچکا اور ہسی) مان جی کیا حکم ہے اس داسی کیلئے۔  
 رانی (عزت کی نگاہ سے دیکھ کر) حکم تم پر جیتی ہے کیا حکم ہے؟ آنکھوں میں سرمہ ہی  
 نہایتانی پرچہ۔ واہ خوب تو نے ہماری عزت و حرمت کو خاک میں ملا دیا ہمارے حامیان

یون لہجے کی ماں رانی کیت تھی کی تحریر کار آئین اگر پہ پہلی ماہ اس بات کو  
 بخوبی تا دیکھیں تھیں کہ یہ ضرور حادثہ ہے مگر ابھی اپنے اس خیال کی پوری تصدیق  
 ہو جائیکے لئے اسکے جسم کے ہر ہر عضو کی ہر ہر انداز نشست و برخواست  
 اور طرز رفتار و گفتار وغیرہ کی کچھ دواور بھی خاموشی کے ساتھ تاک جھانک  
 کرتی رہی۔ دو ڈھائی ماہ گزرے جب بھی کہ اسکا شک نہ جلیں کو پہنچ لیا  
 اسنے مونا بہت ملا کر اپنے یاس بلایا اور اسنے پوچھے اگلی  
 رانی کیوں رسی بسنت والا سچ سا یہ ابجا کو حل کہ نہایت نہ دیا  
 صوٹ ذرا نہ بولیو۔

بسنت والا (دستابہ) حصو۔ آپ کوئی شک کوئی آپکے ساتھ ادھار  
 کا ہی ہے۔ جس پرور ...

رانی۔ (ڈپٹ کر اور کڑی ہماہ سے دیکھ کر) دکھ ابھی نجد سے کہا گیا ہے کہ  
 صوٹ ذرا نہ بولیو تو نے لکھ ہمارے حکم کی پروا نہیں کی اور نہ جھوٹ بولنے  
 سے خوف کیا۔ یاد رکھ اگر نو سچا سچا حال۔ ستائگی تو وہ اس سخت سے رائے  
 پانے کی سستی ہوئی جو بچپنی کے جیم میں جھینے ہوئے محروم اور بسا ہوئے  
 رو برد جھوٹ پورے واسے لکھ کارون ہو کر آتی ہے

بسنت والا۔ حضور۔ لونڈی سے بوجھ غم کیا نہ بالکل رہا ہے  
 اگر آپ اجازت دین تو میں اسکا مفصل حال عرض کروں۔

رانی۔ (دغیب آلودہ ہو کر) سکارا ناخدا! حراسکہ! صوٹ کی  
 اتنی سیر دی۔ معلوم ہوتا ہے یہ سب تیرے ہی کئے کہنگ ہیں بسنت

مہر ہا ہے کہ نہ معلوم ابکی باہیہ ناہنخار اس یکس کے ساتھ کھڑے پیش آتا ہی  
 خیر جو کچھ ہم بھی صبر کے ساتھ دیکھتے ہیں ۔  
 زمین میں گل کھلاتی ہے کیا کیا  
 بدن ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

اور شست و رعات کا بول مالا وغیرہ۔

دیگر علامات - حین کا نہ ہونا - پہلے میں چار ماہ کھانگی طرف کم غیبت کا ہونا اور  
 کم کھانا - بعد اسکے (اور کسی کسی کو پہلے بھی) مختلف قسم کی استیاء طمانیہ سے طبعیہ  
 کا رایدہ چلا - بدن کا گرنا اور اعضا متکثر ہونا - پہلے ماہ جسم کا کھانا وغیرہ  
 ہو جانا - منہ کا کسبہ آجائے آنا اور صبر و ایل - نزدیکی ہو کر حواسوں کی کلمہ ہو جانا  
 میرفتہ رفتہ رفتہ اصلی حالت پر آنا - کسی کسی کو ادنگھ - صورتیں شکم سے آنا اور یہ  
 دو حکم اہم حیاتی کا پھیلنا - لیکن کا ڈھکنا - لیکن کے ارد گرد ایک صعب  
 سیاہ معلقہ سا خود اپنے گرد اور اس کا رفتہ رفتہ کھر کر زیادہ سیاہی پھیل جانا اور لپاں  
 کے لیس نیلی پٹی دکھائی دینا اور اونکا پہلے سے زیادہ ابھر آنا اور چھوٹے سے گھٹنا  
 معلوم ہونا - جسم کے رونگٹے کھڑے ہونا اور کبھی کبھی لرز کا آنا - پہلے دو ماہ اس  
 کا اور نیچے کو دھک اور پھر رفتہ رفتہ اٹھنا - دیر یا جو بھی یا یوں ماہ بچہ کا جسم میں  
 پھر کھانڈ اور مال کو کھینچ دیتی اور سر نہی کا نہنا اور کسی کسی کو گھاسے غش کا  
 بھی آ جانا - شکم کا ٹھنڈا اور بھت ہو جانا اور ناف کا پھول کر زیادہ ابھر آنا -  
 وغیرہ وغیرہ

### دگرگون میشود احوال عالم

اگر سارے ماعزین اس معصوم انجانہ کے تمام گنہ شستہ اخلاقیات پر ہی ایک سری خیال بٹھا جائیں تو او کو یہ ہیں اس بات کا پتہ بخوبی مل جائیگا کہ اس نے اس کے ساتھ کیسے کیسے رنگ بدے ہیں اور فلک نے کن کن کج ادا نیوں سے اس کے ساتھ سلوک کیا ہے۔ ایک وہ روز تھا کہ ان سردور کے کنارے شاہی سے میں روز قبل تک یہ گلی کس شگفتگی سے لہرا رہا تھا کہ زمانہ کی دھوپ چھا اور فلک کی دست دراز یوں نے چھن بھر میں اس سے زیرہہ کر دیا۔ پھر تادی ہو جانے پر اس کے پر آرزو دل میں معلوم کن کن تناؤں کی لہرین جوش انداز ہی ہو گئی کہ سسرال چوینچے ہی سب مٹا سیٹ ہو گئیں۔ ابادہاں فزاق کی کاوشیں اور جدائی کے مددے سہستہ ست اس ستم ستارے نے کچھ کچھ نفقت کے آثار پیدا کئے تھے کہ اپنی جلی عادت سے مجبور ہو کر پھر نصیب کے سامان مہیا کر کے دیے ہو رہا ہے۔

کسی کے خیال میں آئے یا نہ آئے مگر جو جو ایام گزرتے ہیں اور عکاسات حل صاف صاف منکشف ہوتی جاتی ہیں سچ کہیں نہیں تو اس کی ساس کے تیور روز بروز کچھ بہتے سے ہی دکھائی دیتے ہیں جس سے پہلے ہی سے ہمیں اندیشہ

۱۵ پہلے ماہ میں دو تین ہفتہ کے اندر ہی سے آبگائی و تلی کا بوقت صبح کبھی کبھی آتا۔ عجب ہیں کے طرح جانیسے برابر تھوکنہ۔ کچھ عرصہ گندنے یا بارشوں کا بہکن چکون کا بار بار معمول کر زیادہ لگنا۔ پانوں کے اگھوٹھے اور اڑیسی کا سیدھ بھاری ہو جانا۔ طرز رفتار گھٹنا

اسکی سزنگیان اور زمانہ کے انقلابات کچھ اس بلا کی ہی ہلا دیے والی چیز ہیں  
 کہ دنیا میں اہل یا آخر کیسے داری سے یہ کم و بیش خالی نہیں چھوڑتے  
 اس دارالمص میں جہنم تک نظر اڑھا دیکھا ملے ٹھوس بیج آگ دوڑے  
 کے بعد ماری ماری سے ایسا کیا کر شہ نہ کھائے نظر آئیے دیوان ہیں  
 انکا تو مان جولی دامن کا ساتھ ہے جس دیوان میں آج امید و نیناؤں کے  
 آما کی بوٹس کا مین ایسا ملوہ دکھا رہی ہیں انھیں ریکل صرف دیاس کی  
 کالی کالی گھنگو کھٹاں چھارے طرح سے تان کی پھیلا دی ہیں۔ جہاں مکہ منی  
 حوریں نے سوائے تھے ہیں وہیں ستام کو آ رہا کی غنائی راہ  
 سنائی دیتی ہیں۔ ان کی آن میں نرم سنند و فغ ماہ جہاں ہے

سچ ہے

کابا اعداء کا غیرت کی جا ہے یہ

عشرت سدا کھی کبھی ماتمہ سدا رہی یہ

ہاں ہی دل میں طرح طرح کے سوچے گا چھوڑا تسکلی کے سامان پیدا  
 کے مارے میں وہیں یا نہ کی توں مرا حیان او بھین ٹاٹا لچا ایسے درہم درہم  
 آ رہی ہیں تمام ہنسوسہ اور ادا کے داں کے داں وہیں رہ جاتے ہیں  
 اور آدرا کا استہوار اور ادا ہی اس دیلتے ہاتھ یا یہ ملکہ ماڑا ہے  
 فی الاصل بل بل میں یہ رانہ رانہ کی طرح اس ایک مدد ہے کسی ستارے  
 کہا بھی تو ہے

بیک ساعت بیک نخط بیک دم

خیال ضرور نہ مگر اب۔ پہلا ساعہ ہے۔ الم نہ آنکھوں میں آسومیں۔ پشیمانی  
 پہر ہلال۔ نہ دلعین کوئی تردد ہے نہ خیال بن الجمن۔ مگر اسکا وہ جس ہے  
 زبانیہ کے غم نے نزار دلا فرکار دبا بھابھوہ صل جلد روتا رہ نہیں ہیکلیو کر تو بھی  
 چہرہ پر بشارت کے آثار نمایاں ہوا اور حلاوت بدلی سڑوں کی مٹی  
 رفتہ رفتہ بھر ہو کر تے آنا صاف بتا رہا ہے کہ اب اسکی تمام قلمی کلفتوں اور دل  
 کی پشیمانی و بغیر یوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور اسکے سرور کے دل میں ضرور کسی  
 جلد یورج و نیوالی آرزو کا لہلہانا ہوا سبب رہا رکھا ہوا ہے جس میں طرح  
 کی اسبدن کا ہر اہم اور حجت اپنے سخیہ میں اور خوش و القہر لائے لئے  
 محول رہا ہے۔ گراہ ! نکلتے سے سکب دکھا جاتا ہے۔ جہاں سے تین  
 آرام میں دیکھا اسکے سینہ پر بس سب لوٹ گیا۔ آنکھوں میں حار طہیلے  
 کیا مجال کہ کوئی دوداں بھی جیسی جوتج اس کے اویچہ سے گد ارے

تقدیر کو صبح ۱۱۔ بازہ آکر دایاں ادا ہوا یا اور عورت امان یا یونیک پر رکھ  
 چڑھے۔ بوقت جلوع مہکا دہا سٹرا حویہ کا اینٹ رہا اور رد کو کھی کھی  
 سانس کا رکنا اجماع ہے جلوع کے لئے مناسب وقت قریب یا سوایہ ہرات گز  
 ہے اسقدرات رب تک میں گماہک ماہرہ کے جامع لہجہ۔ طبع ویرید دلان  
 کر کے ابد و وارہ میں جہاں سے یہ ہر کھین۔ اں ہر ایس سے کھی من من  
 یہ جہد زیادہ جتے الا کمال عمل کیا جائیگا اسقدر رد و عوت اور ادا کے من  
 میں بہت ہے۔ (از شہرت و چکر سنگت و دیگر مستند کتب طب)

لہذا یہاں پر ہر حال کا بھی کیا ہے۔ سلا غشی و نگاہی، لا حظ فرمائیے۔ جو دوسرے غور سے نہیں لکھا  
 اور جسکی قیمت قریباً بیس یا ماٹانہ عذرا یہ ہوگی



ایام میں کسی قسم کا فکر و تر دو ایرنج و غیرہ طبیعت پر نہ رکھنا بلکہ اپنے دھرم کرم  
میں ہمیشہ مستعد رہنا (بہشت لاکو ہمارے) بہشت لاکو ہم انکی اچھی طرح پہل کرنا۔  
کسی طرح کی تکلیف یا رنج احمین نہ ہونے پاسے۔ حور و لوتس کا اسطعام بھی در وقت  
پر اور مناسب طور پر رکھو۔

## بارہوان باب

عصمت پر الزام  
قائل رسم جو اس شخص کی سولائی بھی  
یہ دے یہ دے ہی میں کجنت جو رسوا ہو جائے  
پون انجھ کے جائیکے بعد انجھ کے دل پر اگر یہ سو۔ سے یہ کھڑے۔ کا اسقدر

لغیر نوٹ صفحہ ۱۲۶۔ رہیں خصوصاً جامع کر نیکی روز رسم کو یا یہ سے بخوبی صاف کر کے  
خسل کریں اور صاف کیڑے بنیں۔ اس روز مغوی۔ معراج و روز بھم نڈا کھائیں  
اور تریس و چیریری بیرون سے پرہیز کریں۔ جو آگاہ خوست و دارا تیار سے معطرا و عزم  
سمہ تصویر میر سے آہستہ ہو۔ پنگ لوتس وغیرہ صاف و شستہ کرے ہوں۔ اور  
نوبت مباحات رب طہارت کو ناست اور ہر قسم کے فکر۔ خون رنج و عہد و دہرے  
پال رکھیں۔ جب تک جامع کیلئے دونوں کو خواہش صادق بخوبی یہ نہ ہو سائنٹ  
نکریں۔ جامع سے قبل ہاتھ یا نون دھوا اور صاف کر کے اور ولیمیں یہ اتھا کا تصور

پون اسنے - نہیں ٹھیکہ نہ یا غاہر کر سکی چندان کوئی حاجت نہیں - میں فانی  
قبل انکا مل ہی واپس آ جاؤنگا -

انجنا - اور اگر سنا یکسیوہ سے جلد آنا نہ ہوا تو -

پون اسنے - وہاں برس دو برس کا کام تھوڑا ہی ہے - پیاری گھبراؤ نہیں  
میں بہت جلد لو کر آتا ہوں -

انجنا - پھر بھی احتیاط شرط ہے - آپکا اسمین ہرج ہی کیا ہے -

پون اسنے - ہرج - ہرج کیون نہیں - ذرا تم بھی تو سوچو کہ جب میں جنگ  
پر جانے لے رہا ہوں تو ہچکا بکا مکان سے جلا کر آب ترل طے کر چکا  
تو ایسی صورت میں تھے کہ اپنے کو کر آئیکا مال اونپر غار کر اکتی لاج  
شرم کی بات ہوگی - کیا میری ان آنکھوں کے پلک اونکے دروازے  
شرم کے نیچے سے اوپر کو اٹھ سکیں گے - اور بھی جو لوگ سب سے مجھ پر  
اسلئے اسوقت تک کسی طرح مناسب نہیں - ہاں اگر تم کو کوئی اندیشہ ہو تو یہ لو  
مہ انگشت تری اور کرٹے (اپنے اتھون سے اوتا کر) اپنے پاس رکھ چھوڑو  
اگر ضرورت پڑے تو انھیں میری آؤ کے تبت میں آتا جی کو دکھا دینا - اور دیکھو  
اس بات کا بہت خیال رکھنا کہ کھیتھا اڑا بہت اڑا بہت اڑا بہت ہی - ان

لقیہ نوٹ صفحہ ۱۲۵ - لے لے یہ بھی ضروری ہے کہ مرد و عورت دونوں میں پوری محبت ہو -  
عورت کی عمر مرد سے زیادہ نہ ہو - چالاکت باری - کمزوری - سمجھ بھلائی - سبکدوشی -  
کم عمری - صیغی و عمرہ اور نیز جبکہ یا غاہر سبکدوشی حاجت ہو طبع کرین سمیت ایک مٹا



جہانے کا ارادہ ہے ؟

پون اسنے۔ وہیں ہمارا بھراؤن کی امداد پر بڑے کے مقابلہ کئے۔ شکوہ کیا معلوم ہی نہیں ہے۔

انجنا۔ اتنی مدت میں تو خوش قسمتی سے آج آپکے درشن لے۔ دل بھر کر باتیں تک ہونے نہ پائیں جانتکی پڑ گئی۔

پون اسنے۔ (گلے لگا کر) بیاری میں کیا کروں سخت مجبور ہوں۔ ستر جسے اندر رکے کارے مگر کی زیر سپردگی چھوڑ آیا ہوں میرے لوگوں پر پونچنے کے انتظار میں ہوگا۔ ورنہ کیا تم یہ جانتی ہو کہ میرا دل تم سے جدا ہونے سے خوش ہوگا۔

انجنا (ہاتھ جھڑک کر) یوں تو آپ کو اختیار ہے کہ کس طرح روک نہیں سکتی گاتھا خیال اور بھی ہے کہ اگر مجھے گرجہ رہ گیا ہو۔ اور غلہ دارہ فروں گیا ہوگا کیونکہ یہ میرا رتو کا مال ہے۔ تو بھر میرے لئے سخت مصیبتوں کا سامنا ہوگا۔ معلوم کیا کیا

۵ رتو کا مال اُن آیام کو کہتے ہیں جو عورتوں کو ماہواری میں ہو سکے پہلے دن سے سولہ روز تک رہتے ہیں۔ انہیں سے اول کے تین دن (کسی کسی کو زیادہ بھی) جنہیں سبلان میں رہتا ہے چھوڑ کر باقی آیام میں عورتاں حامل تائیم ہوتا ہے اسی لئے از روئے طب و تشہر حکمت انہیں آیام میں لذت و فراغت جنس جماع کرنا مایوس ہے۔ انہیں سے بھی پانچویں روز سے بارہویں روز تک باسنتھا اور گیارہویں روز تا طبعی وجود سے۔ اما دس اور پور ناشی جماع کے لئے بہترین آیام ہیں۔ دن میں جماع کرنا ہر حال میں منع ہے۔ اور بعد سولہویں روز کے

ہاتھوں سے دہلنے لگی۔

یونان کے (خواب سے سید اچوکر) ائین - یہ کیا کر رہی ہو - پیاری  
یہ گلاب جیسے نازک ہاتھ اسلے نہیں ہیں۔

انجنا - اس میں سچ ہی کیا ہے - میرے آرزو مند دل کے لئے تو یہ  
آپ کے چرن ہی دنیا کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر اور .....  
بہشت والا (کرہ میں آ کر یونان کے سے) سرکار - آپ کے تیرہ  
آئیے یا اس آئیگی اجازت چاہتے ہیں۔

یونان کے - اچھا آنے دو۔

پرسہست (احارب) اتنے ہی یونان کے پاس کرم کنور صاحب اب  
زیادہ توقف یہاں نہ کیجئے - وقت ننگ ہے - دیکھئے فلک پر چرانا  
انھیں گل ہوتے جاتے ہیں - ہاتھ کی جیکر اگر زمین بھٹکی پڑ گئی ہیں - آفتاب  
عالمنا اب اپنا جلوہ نور دکھلائیوا لا ہی ہے - زیادہ توقف کا اب وقت نہیں  
رہا - قبل طلوع آفتاب یہاں سے چل دینا ہی مناسب ہے۔

اگر یہ یونان کے دل کو انجنا کی محبت اسوقت اس بات کی اجازت  
ہیں دیتی تھی کہ بیان سے پل بھر کے لئے کہیں ہٹے - مگر حالت مجبوری  
تھی - ہمارا راولپنڈی والی لنگائی امداد پر جانا ضروری تھا - اسلئے پرسہست  
کو باہر بھیج کر محبت آمیز الفاظ میں انجنا سے کہا۔

یونان کے (ادل ناخواستہ) پیاری لواب جانکی اجازت دو۔  
انجنا - (چونک کر) ائین - کیا فرمایا آپ نے ؟ جانکی اجازت ؟ کہاں

ایسے ہی دکھ دے ہونگے جو کاشمرہ مجھے اٹھانا پڑا ہے۔

یونانے پیاری اب تمام پھیلی باتوں کو بھول جاؤ اور ریخ و غم دل سے بالکل دور کر دو تمہارا اصل سچی شوہر رست اور وفادار دیوی ہو۔ میں نے جس قدر تمہارے پاکباز دل کو دکھایا ہے اس سب کا بار میرے ہی سر پر ہے (دست بستہ) پیاری میرا دل ضرور تمہارا خطا دار ہے اور نہایت پشیمانی سے معافی کی درخواست کرتا ہے امید ہے کہ تم ضرور معاف کر دو گی۔ انجنا دیون لبخے کے جوڑے ہوے ہاتھ کو الگ الگ کر کے، آپ اس طرح کیوں مجھے گنگا بناتے ہیں۔ میں جی سے جانتی ہوں کہ آپ کی آہن کوئی خطا نہیں۔ نہ جھکوا ب پھیلی باتوں کا کچھ خیال ہے اور نہ کوئی ریخ۔ آپ کا اب بھی خوش ہو جانا اس داسی کے لئے آپ حیات سے کم نہیں ہے۔

یونانے۔ (اپنے ہاتھ کو انجنا کی گردن میں جمایا کر کے محبت آمیز لہجہ میں) داسی! پیاری اب اپنے آپ کو داسی نہ کہو بلکہ اس دل کی مالک کہو۔

اسی قسم کی باتیں ہوتے ہوتے اب راز و نیاز غمزہ و تازا اور پیار و اخلاص کی باتیں ہونے لگیں۔ یکجاں دو قالب ہو کر عین ساعتِ زہرہ و ماہ میں قرآن السعدین ہوا شب کے پچھلے پہر خفیف خواب استراحت کے بعد صبح کاذب کی ایک نورانی جھلک نمودار ہوئی۔ نسیم سحری کے ٹھٹھے ٹھٹھے جھونکے دنیا میں ایک زندگی بخش سمان پیدا کرتے اور نوجوانانِ چین در کستار عروسانِ گلشن پر از خود رنگی کا عالم طاری کرتے ہوئے چلنے لگے۔ انجنا مسندِ استراحت سے اٹھی اور اٹھ کر شوہر کے پانوں اپنے نازک نازک

پرست - اے عصمت ماب دیوی ! اب آپ اپنے کو دکھیانہ کہیں -  
 بد نصیبی و بد بختی کا راز - گیا - آپ اب خوش نصیب ہیں کہ شاہزادہ صاحب  
 کا غصہ سب فرو ہو گیا اور آپ کی سچی شش محبت نے .....  
 "محبت" کے لفظ پر انجنا بات کا ٹکڑ کچھ کہنے ہی کو تھی کہ اتنے میں شاہزادہ  
 صاحب باہستہ قدم آ موجود ہوئے انجنا نے دیکھتے ہی کھڑے ہو کر  
 اور کچھ آگے بڑھ کر نہایت ادب سے استقبال کیا اور دست بہ کوکہ قدموں پر  
 گر گئی - پون انجنا نے تسکین دہ الفاظ کہہ کر قدموں سے ہٹایا -  
 پرست اولیبت الامادون مکروہ سے ہٹ کر علیحدہ ہو گئے - انجنا اپنے برگ  
 نازک ہاتھوں کو جوڑے اور گردن جھکا کر نگاہ شوہر کے قدموں میں ڈالنے  
 سامنے خاموش کھڑی ہو گئی - پون انجنا کو محبت آمیز الفاظ کہتے ہوئے  
 ہاتھ میں ہاتھ تھام کر اور اپنے پاس مائیں پہنچو سند پر بٹھا کر کہنے لگے -  
 پون انجنا (محبت کے لہجے میں) پیاری - میں تمہارا گنہگار ہوں - تم  
 اب ذرا دل شکن نہ ہو - تم محض بھٹیا ہو - میں نے ناحق تم جیسی پاکدامن اور  
 عصمت و عفت کی دیوی کا براؤ کیا - نہ معلوم میری عقل پر کونسا پردہ پڑ گیا  
 تھا کہ بے وجہ تمہارے نازک اور ناز پروردہ دل کو اتنا دکھایا - میں خود  
 اس اپنے فعل سے سخت شرمندہ ہوں - پیاری میں تمہارا خطا وار  
 اور ضرر خطا دار - اب معاف کرو -

انجنا - رنجی نگاہ کر کے باہستہ، نہیں نہیں آپ کی آہیں کیا خطا - یہ تو سب  
 کچھ مجھ ابھا گئی ہی کی گودش اعمال کا نتیجہ ہے - کسی جہم میں میں نے کبھی سیکو

بہنت ملا۔ حضور دروازہ پر شاہزادہ صاحب کے دوست کھڑے  
ہیں وہ فرماتے ہیں کہ شاہزادہ صاحب تشریف لاتے ہیں۔

انجنا۔ (اور بھی زیادہ تعجب ہو کر) کیا اونکے دوست کھڑے ہیں۔ بالکل جھوٹ  
تو ضرور یوانی ہو گئی ہے۔ تیرے ہوش و حواس ابھی ٹھکانے نہیں اچھا  
بنا تو کون سے دوست ہیں۔ کیا نام ہے اولہا۔

بہنت ملا (کچھ ایک ٹوک کر) ام؟ دیکھئے۔ میں ابھی بتائے دیتی ہوں  
کچھ ایسا ہی۔ بھلا سا۔ نام ہے۔ زبان ہی یہ پھر رہے مگر اس وقت  
منہ سے نکلتا ہی نہیں۔ مان کچھ ایسا ہی..... بہت بہت.....  
پرتا ہے۔ اے لو! یاد آگیا۔ پرتہ نام ہے۔

انجنا۔ (پرتہ کو فوراً پاس بولا کہ انسوسناک آواز میں) پرتہ۔ کیا تم کو  
بھی مجھ ابھانگنی سے کوئی عداوت ہے جو اس طرح ہنسی اڑانے آئے ہو۔  
(آنکھوں سے آنسو بہا کر) تمہاری اس میں کیا خط ہے جسکی تقدیر پھوٹی ہے اور  
دن اونٹ سے آتے ہیں تو سب ہی کوئی دشمن ہو جاتے ہیں۔ اور تو اور روش  
کو بھی تو ایسے مصیبت زدوں پر ترسنا نہیں آتا۔

پرتہ۔ (پرتام کر کے دست بستہ) نہیں نہیں حضور۔ بھلا غلام کی یہ تباہ  
کہ ہنسی اڑائے۔ یقین جانئے آپ ابھی ابھی شاہزادہ صاحب کو اپنی  
پاس دیکھینگے۔

انجنا (نہایت غناک لہجہ میں) کیونکر ایسی بے تکلی اور غیر ممکن بات پر یقین  
کردن۔ مجھ دکھیا کی ایسی تقدیر بھلا کہاں ہو۔



انجنا کے منہ سے بھگلا لفظ نکلا ہی تھا کہ یہ دنی دروازہ پر سیکی ہوئی ہوئی  
 اسے آگے کچھ کہنے سے روک دیا۔ بسنت مالا اور انجنا دونوں کے کان  
 دوسری بار تھپ تھپا ہٹ با پکارنے کی آواز سنائی دینے کے انتظار  
 میں دروازہ پر آگئے کہ اتنے میں ایک آواز جو بسنت مالا کا نام لیکر نہایت دلی  
 مٹائی زبان سے دیکھی تھی سنائی دی۔ بسنت مالا فوراً کھڑکی پر  
 آئی اور ٹیٹھی کھولنے ہی پر بہت کوسانے کھڑا یا ہو کھڑکی پر نہایت دلی  
 اسکی زبان سے کوئی لفظ نکلے بھی نہیں پایا کہ یہ بہت نے شاہزادہ صاحب  
 کے آنکھیں جو بند تھیں کھلیں

بسنت مالا رہبر کو پہچان کر تعجب کے پہچان کیا شاہزادہ صاحب؟  
 یہ کیا آئے صحیح فرمانے ہیں؟ کب نسل لائینگے؟  
 پر بہت۔ ابھی آئے ہیں۔ تم مددگار اندر اطلاع کرو۔

بسنت مالا (انجنا کے پاس فوراً تین قدم چھوٹ کر اور اسے خوشی کے ساتھ  
 ہانپتی ہوئی آواز میں) حضور۔ حضور۔ لیجئے۔ سر۔۔۔ کار۔۔۔  
 تشریف۔۔۔ لا۔۔۔ نے ہیں۔

انجنا۔ (ابنت مالکی ہانپتی ہوئی صورت دیکھ کر حیرت) کیوں کیا بات  
 ہے۔ کون سسکارا آخر کچھ کہی بھی صاف صاف۔

بسنت مالا۔ حضور یہی سسکار شاہزادہ صاحب  
 انجنا۔ اسی کیا کہہ رہی ہے۔ کہیں پاگل تو نہیں ہو گئی یا خواب دیکھ رہی ہے  
 ذرا دم لکرات کہ۔

پڑی ہے حسین زانہ بھر کی مایوسیان بھر رہی ہیں۔ رات کا سناٹا چاروں  
 طرف چھارہ ہے حسین اسکے درخشاں دل سے غم کی بھری ہوئی چڑا آ رہی ہیں نکل نکل کر  
 آسمان کی طرف جا رہی ہیں۔ ایک طرف تو ایک اڈا اس شمع روشن ہے جو فاصلہ ہی  
 سے اسکی نہایت بقراری بہتیبانی سے بھنے والی آہوں کو سن سُنکر اسکے حال  
 پُر ملال پڑ رہی دلسوزی سے زار زار رو رہی ہے۔ آسمانی تار سے جو آنکھیں  
 ڈبڈبایاں ڈبڈبایاں شکل شبہم اشک ریزہ کر رہے تھے اب ایک ہلکی سی بدلی  
 کے آجانی سے کچھ کچھ نظروں سے غائب ہو گئے ہیں۔ ننھی ننھی بھواریں پڑنے  
 لگی ہیں گویا فلک نے بھی کبھی سنگاری زامین شبہو سی آسکی مکیسی کو دیکھ کر  
 بخیال بھدی آنسوؤں کا تار باندھ دیا ہے۔ بسنت والا اسکے ماتن ہاتھ  
 پر اسکے پاس مٹھی ہوئی اپنے درپٹ کے پٹے سے اسکی آنکھوں سے بہتے ہو  
 پانی کو بار بار پونچھتی اور تسکین دہ الفاظ سے اسکو بہت کچھ سمجھا رہی ہے۔  
 بسنت مالا۔ (سینھ کی پھوڑوں کو دیکھا انجنا کا دل بٹانے کے لئے ہلکی  
 کیسی ننھی ننھی بھواریں پڑ رہی ہیں اور کیسی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔  
 کیا ہی اچھی اور سہانہ فی رات ہے۔

انجنا۔ (ایک آہ بھر کر) نہیں نہیں۔ یہ بھواریں نہیں ہیں۔ نیرون کی بات  
 ہے جو اس جگر کے پار ہو نیکو برس رہے ہیں۔ یا شاید مجھ بد نصیب کی طرح  
 آسمان پر بھی کوئی سینہ نگار دل ریش ہو گا جو میری ہی طرح کسی کی فرقت میں  
 ایسا پھوٹ پھوٹ کر رہ رہا ہے۔ اور یہ گھر اسو ابارل شاید اسی بھواریں  
 کی دھواں دھاتا ہیں ہو گئی جو .....

سوائے اسکے اُڑ کیا ہوگا کہ اس جان کا بھی اُسی کی جان کے ساتھ خاتمہ ہو جائے۔ اسلئے جلد ہی کوئی ایسی صورت نکالنی چاہئے کہ اگر زیادہ نہیں تو دو رو بات کر کے اُس ہجران نصیب کی ڈھارس تو بندھاتے چلیں۔

پہرہست (کچھ دیر سوچ کر) اسوقت اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں سوچتی کہ ابھی اُس جھوٹے بہانہ میں سوار ہو کر چلیں جو پلک اڑتے ہیں وہاں پہنچا دیگا اور تیل طلوع آفتاب وہاں سے لوٹ پڑیں تاکہ کسی اُڑ کوکانوں کان خبر نہ پائے۔

یون ابھی (خوشی کے لیے مین) بہت اچھا بہتر ہے۔ ایسا ہی ہوگا۔

پہرہست۔ بس تو لو اب دیر نہ تھی۔ جلد تیار ہو کر چلیے۔

یون ابھی۔ (تیار ہو کر اور سب بلا فوج کو بلا کر) اندر گئے۔ دیکھو حذر رہنا۔ ہم کچھ کام جاتے ہیں اور صبح تک واپس آ جائیگے۔

ندر گئے اتنا کہ یون ابھی سے پہرہست کے بہانہ میں فوراً سوار ہو گئے جب بعد آدھ پور پہنچیں آئے ہم آپ اتنے آگے بڑھ کر اُس ہجران نصیب کی خبر لین جسکے خون دیدار میں یہ بربق جیسے تیز رفتار جان میں سوار ہو کر ایسے نازک وقت پر چلے ہیں۔ دیکھئے نظر کے سامنے وہی انجنا کا محل ہے اور وہی کمرہ۔ ایک جاب کو ایک پلنگ بچھا ہوا ہے جس پر انجنا اپنا منہ لپیٹے اور دونوں ہاتھوں سے اپنے اُس آلودہ دل کی سنبھالے ہوئے

غیر فرقت میں گھلتی اور آتشِ بھرمین ملتی ہوگی۔ دنیا نگاہ اور ٹھاکر دیکھئے تو۔ یہ رہا تھہ  
 کے اشارے سے، وہی مقام ہے نہ جہان آج قریباً بائیس سال کا طول طویل زمانہ گزرا  
 اس معصوم کی باقی عمر کی قسم تو کی باگ ڈور مجھ ظالم کے ہاتھ دیکھی تھی۔ وہ دیکھو داغی  
 سے بتا کر، پیاری انجنا کا ست کھن محل ادسی جگہ تھا نہ جہان کسی آرزو دہر سے  
 دل کو لئے ہوئے ہم تم دونوں جان میں سوار ہو کرات کے پہلے ہی بھرمین آئے  
 تھے۔ اور اس ذلیل لوڈی ہنر کیسی کی گرفت انفاطی پر اس ناکردہ گناہ کے حق میں  
 ستم ڈھایا تھا۔ ستم نہیں بلکہ اس کے نازک دل کو دکھانے اور عمر بھر کی بھرتی  
 اور فراق کی کاوشوں کا شکار بنانے کے لئے ظلم و قہر کا پہاڑ اور سپر گرایا گیا  
 تھا۔ آہ میں نے بڑا ستم کیا۔ کس بے سے دل کو سینے اتنا دکھایا۔ نہیں معلوم  
 مجھے اس وقت ہو کیا گیا تھا۔ میں نے بے سوچے سمجھے جلدی کی۔ ہاے آج جنگ  
 پر پلٹے وقت بھی تو اسکی رہی ہی امید دن کا خاتمہ کر دیا گیا۔ تر! اب کوئی ایسی  
 صورت نکالو جس سے اس وقت میں اسکی صورت دیکھوں اور اس کے دکھتے ہوئے  
 دل کو تسکین دے سکوں۔

پرہست حضور انکی حالت دراصل قابلِ رحم ہے۔ مگر اس وقت کیا کیا جاے  
 جبکہ راون کی امداد پر جانیکے لئے ہمارا جہ صاحب سے رخصت ہو آئے ہیں۔ اگر  
 اس وقت لوٹ کر ملین تو وہ اپنے دلین کیا کہینگے اور کیا سمجھینگے۔

پوٹن اُٹھے۔ پرہست! مجھے اندیشہ ہو کہ اسکی روح اپنی دلی تمنائوں اور تمام  
 آرزوئوں کا خاتمہ ہمیشہ کیلئے سمجھ کر شاید آج حشر توں اور اراون کو لئے ہوئے  
 اس کے تراجم سے پرواز کر جاے۔ ہاے اگر ایسا ہوا تو بڑا غصہ ہو جائیگا۔

کیسے اس غضب کا مزہ تاک تھا جو یون انجے کے دل سے لئے جاو اور کرشمہ  
 بکرا آنکھوں اور کانوں کی راہ منہ میں اور سینہ سے دل و دماغ پر اپنا قبضہ  
 جاتا ہوا تمام جسم میں اپنا اثر پھیلا گیا۔ آنی، مینا اس کم نصیب کی ہجر میں  
 گزرنے والی راتوں کے بیدار بنی و دم کا نقشہ کچھ ایسا آنکھوں سے پھر گیا کہ تمام  
 جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور رونگوٹوں کے ساتھ ہی دل، اتھر تھرا  
 گیا۔ پردہ بیوفائی ایک مدہل سے اوٹھ گیا۔ رہ رہ کر اس کے دماغ میں طرح طرح کے  
 خیالات نے پکڑ کاٹنا شروع کیا۔ پرہت اس کے دلی جذبات کو جو اس کے چہرہ  
 کے شفاف آئینہ میں صاف صاف نظر آتے تھے فوراً مٹا دیا اور اس طرح  
 پوچھے لگا۔

پرہت۔ کیوں کس سوچ بجا میں پڑ گئے۔

یون انجے۔ (کسی قدر رک کر) پرہت کیا پوچھتے ہو۔ میں بڑا ظالم۔ بڑا  
 سنگدل۔ بڑا بیرحم۔ میں نے بڑا گناہ کیا ہے شاید دنیا بھر میں مجھ کو کوئی  
 ظالم نہ ہوگا۔

پرہت۔ (بظاہر چونک کر) کیوں کیوں۔ بات کہئے بغیر تو ہے! کیا ہو آخر  
 فرمائے تو۔

یون انجے۔ (نہایت افسوسناک آواز میں) مٹرا! تمہیں کیا معلوم ہی نہیں  
 ہے کہ مجھ ظالم نے اس بد نصیب۔ سی پختہ انجے کے ساتھ کیا سنگدلی  
 کا برتاؤ کیا ہے۔ کیا اس پکڑی سے جو مرنے والی تھی اس کی فرقت میں۔ کچھ کچھ  
 کر رہی تھی۔ ہو ہو کر جان توڑ رہی ہے اس کی بی بیلیاں کچھ کم ہو گئی۔ کیا وہ کچھ کم

اور چاروں طرف درد و رنج تک نظر دوڑانے پر بھی جب چکوسے کو نہیں باقی تو  
اودھے نغمہ زین پر گر گر پڑتی ہے۔

لیون انجے۔ (انسوسناک لیے میں) وہ دیکھو نا ان سرور کے ہلکورے  
لیتے ہوئے پانی کی طرف کو بھی تو اڑاؤ کرنا معلوم کیوں جاتی اور پھر لوٹ لوٹ کر  
آتی ہے۔

پیرہست۔ پانی میں اپنے ہی جسم کا عکس دیکھ دیکھ کر اودھ سے اپنا پی  
جان جان بڑے استیاق سے پاس بلاتی اور بے چین ہو ہو کر اودھ کی  
طرف کو دوڑتی ہے۔ مگر آہ! تمام کوششوں میں ناکامیابی ہی ناکامیابی کا  
سامنا دیکھ کر بھاتی اودھ اتنی ہجر میں جل جل کر سخت المیہ مند کر رہی ہے۔ دیکھئے  
وہ ہوک لگائی۔ اسکی ہوک کو کان دیکر سنئے کیا کہتی ہے۔

لیون انجے۔ کہتی کیا ہے گر یہ دھاری کر رہی ہے یا شاید اپنی بولی میں چکر  
کو چمکاتی ہوگی۔

پیرہست۔ ذرا پھر غور سے سنئے وہ کہتی ہے ”چکو امین آئین“ مگر جواب سولے  
غاموشی کے کچھ نہیں۔ بان اگر زیادہ دھیان دیکر آپ سنیں گے تو کسی طرف سے  
دھکی آواز یہ جواب دیتی غور سنائی دیگی ”نہیں نہیں چکوی“ یہ دیکھئے  
کس درد سے بھری ہوئی ہوک ہو۔

ناظرین اگرچہ ہمارے شاہزادہ صاحب کامل ہجر کی مدد ہاراتین ایسے ہی سوز و  
گداز سے گندار نیوالی انجمن کی طرف سے بالکل بچ کر رہ گیا تھا مگر اسوقت کا نظارہ  
بھی جسے پیرہست نے اپنی جلد بیاہنی سے اودھ بھی درد سا کر پھاڑنا دیا تھا

چکوی چکواؤ دسی بنے ابن مت مارو کوے

یہ مارے کرتار کے رین پھو یا ہوے

بعد غروب آفتاب یہ اکثر کسی دریا۔ جیل یا تالاب وغیرہ کے ایک اس کنارے  
اور دوسرا دوسرے کنارے رہتا ہے اور رات بھر ایک دوسرے کے  
فراق میں دونوں چیختے اور ٹپتے رہتے ہیں مگر کچھ ہونے نہیں یاتے۔

یونانچے۔ صرف رات بھر کے فراق میں انہی بے صبری !

پرہست۔ حضور نب فراق میں گدہ نیوالی گھر یونان کا ایک ایک بل بھی ایک ایک  
برس برابر گزرتا ہے۔ اسکا حال کسی حیران نصیب ہی سے یو جھٹے جھٹکی  
فرقت میں ایسی بے چین کر یہ الی راتیں تڑپ تڑپ کر کاٹنی ٹپسی ہوں تبسہ  
گدہ نی ہے وہی غوب مانتا ہے دوسروں کو کیا معلوم۔ پرماتما کی کو  
ایسی گھڑیاں نہ دکھائے۔ آئے دراقرب کو آگے بڑھ کر اسکی بیباکی و بیفزاری  
کو ذرا غور سےلاحظہ فرمائے کچھ آگے بڑھ کر دیکھئے کیسی غم فرقت میں تڑپتی  
اور سدے دے مارتی ہے۔

یونانچے۔ اور کبھی کبھی مغرب کی جانب کو آنکھیں بھاڑ بھاڑ کر کیا دیکھتی ہے  
کیا اسکا دل آرام چکواؤ اسطرح ہی کہیں ہو ؟

پرہست۔ حضور مغرب کی جانب یہ غروب ہو جائیو اسے آفتاب کو انہی حسرت  
آمین نگاہوں سے بار بار دیکھتی ہو۔ مگر آہ ! اسکا اب آٹھ نو گھنٹہ تک یہ کہان  
بیچاری دلی تمام کر رہ جاتی ہے اور آزدہ ہو کر کبھی ابرو بھار کی طرح آنسو برسانے  
گنتی ہے۔ کبھی اپنے بازوؤں کو ہلاتی ہوئی اس پاس کے درختوں پر جا بیٹھتی

معصیت دور کرینگے۔

پرہیز - حضور - اسکی معصیت دور کرنا آپکے اختیار سے باہر ہو۔

یونانچے - کیون - ایسا کون زبردست ظالم ہے - جسے اس بیچارے  
بے زبان جانور کو اتنا ستایا ہے - کہ جان ہمارا اختیار بھی نہیں چل سکتا۔

پرہیز - شاہزادہ صاحب - آیا ہی کیا - اس میں کسی کا بھی اختیار نہیں  
چل سکتا - قدرت کے ظالم ہاتھوں نے اس بیچاری کو اتنا سچین کر رکھا ہے پھر  
بنائے آپکے یا میرے کیا اختیار میں ہے - قدرت پر بھلا کسی کا زور چل سکتا ہو؟

یونانچے - قدرت کے ظالم ہاتھوں نے؟ کیا اسکے بسم میں کسی قسم  
کی بیماری ہو - اگر بیماری ہو تو اس کا بھی علاج کرایا جاسکتا ہے۔

پرہیز - نہیں - ایسے جسمانی بیماری کوئی نہیں ہو - اسکے قتل پر صدر ہے بکا  
علاج بھی قدرت ہی کے ہاتھ ہے۔

یونانچے - پرہیز - میں تمہارے ان مضمون کو نہیں سمجھتا - صاف صاف بتاؤ  
یہ کیا راز ہے - اسکے دل پر کس قسم کا صدمہ ہے اور کیسے اس کا علاج بھی قدرت  
ہی کے ہاتھ ہے۔

پرہیز - حضور - بات یہ ہے کہ یوں اور بکوی دو جنگلی پرندہ زادہ ہیں نہیں آپس میں  
صدر کوئی محبت ہوتی ہے - گویہ کوئی قدرتی بات ہے یا یون کہے کہ کوئی قدرتی  
کرشمہ ہے کہ دن دن میں تو یہ ہمیشہ یکجا رہتے ہیں اور جب آفتاب غروب ہو جاتا  
ہے تو شب بھر کے لئے اکٹھا ایسا بچھو یا ہو جاتا ہے کہ چاہے سر پٹیک کر مر جائیں  
مگر ہاپ نہیں ہوتا - کسی شاعر نے اکی نسبت کہا بھی تو ہے۔



اسی موسم میں۔ چوٹ کھائے ہوئے دلون میں تڑپا دینے والی ہوئیں بھی اگر  
 اٹھتی ہیں تو اسی زمانہ کی ہواؤں سے۔ پیہبا بھی ”پی کہاں“ ”پی کہاں“ کی رٹ  
 لگاتا ہے تو آجکل ہی کی کالی کالی گھنگور گھٹاؤں کی گھوڑیں سنکر۔ یہ ہے ہی  
 کچھ عجیب خوشگوار اور شہانا موسم۔

یون انجے (تھوڑی دیر خاموشی سے کسی آواز کو غور سنکر) پرست کان  
 لگا کر سنو۔ یہ کئی درد ناک آواز ہے۔ ذرا اچھی طرح دھیان دیکر سنو کیسی  
 دل سوز ہوگ ہے یہ کون ستم سیدہ ہے جو اس قدر در آئینہ میں متواتر ہلک  
 پر ہلک لگتا ہے۔

پرست۔ حضور یہ چکوی کی آواز ہے۔

یون انجے۔ چکوی کون ؟

پرست۔ ایک جنگلی مادہ یرد ہے

یون انجے۔ تو پھر اس قدر سوز و گداز کے ساتھ یہ کیوں ہوگ رہی ہے۔

پرست۔ حضور۔ بس یہ نہ پوچھئے۔

یون انجے۔ کیوں۔ ایسی کیا بات ہے۔

پرست۔ حضور یون کہنے کو ہے تو یہ ایک جانور گراسوت اسکے دل ہی سے

پوچھنے کا اسیر کیا بیت رہی ہے۔

یون انجے۔ کیا اسپر کوئی معیت ہو؟

پرست۔ ہے ہے معیت کیا معنی۔ سخت معیت

یون انجے۔ اچھا۔ اچھا جلد تباؤ کیا سخت معیت ہے۔ اہم بھی اسکی سب

اس خوشگوار وسیع میدان میں رات بھر کے قیام کے لئے اپنی سپاہ کا پڑاؤ ڈالا اور اپنا عالی شان خیمہ اس جھیل کے عین کنارہ کے پاس نصب کر لیا ہے۔ شام کی سندھیا اور پاسنا سے غلغلی ہو کر یہاں کی دلچسپیوں کے خوب مزے لے رہے ہیں۔ انکا دلی دوست پرہست انکے پاس ہے جس سے غلط ہو کر اس طرح باتیں کیجاتی ہیں۔

پون ابنے۔ پرہست دیکھتے ہو کیا دلغریب نظر ہے! ہنس۔ سارس۔ لہو۔ کارٹڈ۔ کروچ وغیرہ دریائی طیور کا کبھی ادھر ادھر اچھلنا کودنا۔ کبھی لہریں اڑتے ہوئے پانی کی موجوں پر اٹنگ اٹنگ کرتے اور ہوا کی مختلف قسم کی مسٹرکائییز خوشنوا آوازوں کا اکید دوسرے کے ساتھ مل جلنا۔ ان سب نے مل کر کیا دلکش سامان باندرکھا ہے۔

پرہست۔ دراصل یہ موسم ہی کچھ عجیب لطف انگیز ہے۔ اگرچہ اسی قسم کے سین گاہے گاہے اور موسموں میں بھی نظر سے گزرتے ہیں مگر اصل تو یوں ہے کہ اونہیں یہ خود فراموشی اور بنجود پی پیدا کر نیوالے سامان کہاں ہیں۔ سینہ جھکوں میں اپنی یوری بہار دکھاتا ہے تو انہیں دنوں میں۔ جھکی پرندوں کی تراہیں سنیاں اگر کچھ مزے دیتی ہیں تو اسی موسم میں۔ دریا اور خوشی کے آئندہ آئندہ کہتے ہیں تو انہیں روزوں میں۔ آسمان بھی طرح طرح کے رنگ بدلتا ہے تو اسی زمانہ میں۔ تو س فوج نے بھی اپنا جوہن دکھانے کے لئے پسند کیا ہے تو انہیں ایام کو۔ یہی وہ دن ہیں جنہیں برق بھی کو نہ کو نہ کا پنا جلوہ دکھاتی ہے۔ بھلا یہ دلغریاں اور موسموں میں کہاں نصیب ہوتی ہیں ہجران نصیبوں کی وحشت کا رنگ اگر کچھ کھلتا ہے تو وہ بھی

اس غمزدہ کا بیچ و الم زیادہ نہ دیکھ سکا تو خونِ اشکِ شفق کی صورت میں بہا ہوا دیارِ مغرب کی جانب کو اودھ گیا جبکہ فراقِ بینِ ستین بھی کالی پڑ گئیں۔

## گیارھواں باب

### صفائی

اساڑو کا مہینہ ہے اور برسات کا آغاز۔ شام کا وقت ہے اور ان سروور کا کنارہ ہر چار طرف قدرتی سیرہ لبدار ہے اور تم تم کے پھول کھل رہے ہیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اُن کے جھونکے عجیب ستانہ انداز سے محوم جھوم کر چلتے اور زارک نازک پھولوں کی بھینسی بھینسی خوشبوؤں میں بس کر کھڑے ایسے اٹھلاتے پھرتے ہیں زمین پر پائون تک نہیں رکھتے۔ ان سروور کا پانی ہونے کے جھونکوں سے ہچکچوے لے لیکر لہریں مار رہا ہے اور کولین اور بچے اور نئے درختوں پر ٹپکی ٹپکی کہکشاں کہکشاں کر کوک رہی ہیں۔ اگر یہ برسات کا موسم شروع ہو گیا ہے مگر مطلع آسما بالکل صاف ہے۔ چاندنی چٹکی ہوئی ہے اور آہتاب کی چمکا کر من پانی میں پڑ پڑ کر جھللاتی اور موجوں کے ساتھ بلبل کر کیسی ٹھیکیدیاں کر رہی ہیں۔ جگنو اور حرا اور چمکتے پھرتے ہیں اور اس موسم کے قدرتی ہولیکہ یا جھینگ اور میڈک خوشی میں آ کر اپنی بھری ہوئی آوازیں نکال رہے ہیں۔ قدرت نے اس وقت یہاں کچھ ایسی پوری کے سامان مجتمع کر رکھے ہیں کہ دیکھنے والوں کی طبیعت دیکھتے دیکھتے نہیں اگھاتی۔ ہمارے شاہزادہ صاحب پوٹو اُسے بھی جنھوں نے آدیت پور سے پلکارا آج پہنچے

اگماڑے گئے اور نظر آنکھوں سے کل محل کر کے کی تلاش میں اور مرد مر جھٹکنے لگی گرجب  
مطلوب کو کہیں پایا تو اسکا غمزدہ دل سر پٹ کر دیا بسنت ملکا اسکو  
ہاتھوں کا سہا مار کر محل میں لگی۔ وہاں جا کر نعلین پٹنگ پر پڑ ہی اور سوزن قرغان  
سے تار نظر میں رو رو کر موتی پروئے لگی۔

اسوقت انتہا درجہ کی مایوسی اسکے پاکیا زدل پر کچھ اس غضب کا ستم ڈھا رہی ہی  
کہ گاہ جب طرف دوڑ دوڑ کر جاتی ہی ہر طرف در و دیوار سے مایوسی ہی مایوسی ٹپکنی نظر  
آتی ہے۔ رہ رہ کر اسکے دل میں یون اسبجے کی بے اعتنائیوں اور سنگدلی کا  
خیال آتا اور اس کے معصوم دل کو ٹپا دیتا ہے اور دل ہی دل میں یون باتیں ہونی  
ہیں۔ ”اے بے نصیب انجنا ! تو نے کیوں اس دنیا میں جنم لیا۔ تو پیدا ہی نہوتی تو اچھا  
تھا۔ مے ! آج تیری تمام آرزوؤں کا خاتمہ ! اور بیستہ کے لئے خاتمہ ! ! تقدیر  
کیا تجھے یہ منظور ہے کہ یہ انجنا تمام حشر میں دل کی دل میں ہی لئے ہوئے اس دنیا  
سے رخصت ہو جائے۔ اچھا بہتر ہے۔ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے ہو گا اور ضرور ہو گا اور  
ہوتے ہوئے آفتاب کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ کر کیا عجب ہو کر یہ  
آفتاب اور اسکی چمکتی ہوئی کرنیں مجھے آج کے سوا پھر نظر نہ آئیں۔ پیکر  
تمہارے بغیر اب میری زندگی خواب ہے سوائے موت کے اب مجھے کوئی دینا  
میں پناہ دینے والا نظر نہیں آتا۔“

زندگی اب عذاب ہی محم بن + اور مرنا ثواب ہے تم بن +  
کوئی سونس نہ کوئی سونخوار + سیر ہی ٹی خواب ہے تم بن  
آفتاب نے بھی اسکا شہر یک مال ہو کر اپنی آنکھیں رو رو کر لال کر لیں۔ اور جب

سب اُمار رکھی گئیں۔ یہاں راہ میں کھڑے ہوتے شرم بھی نہیں آتی۔ یہ آسویہا بہا  
پیشگوئی کیوں کیجا رہی ہے۔ جادو زہ۔ مین تیری خوش صورت دیکھنا نہیں چاہتا۔  
اگرچہ انجنا کا نازک دنا پروردہ دل اس قابل تھا کہ ایسے سخت و ناسنہ اکلمات کو  
بردانت کر سکے مگر تو بھی اس عصمت آج کے لئے جو بکا دل اپنے پیارے خاوند کی  
خوش گفٹاری کے آبجیات کا مدت سے تشنہ نما دی کام کر گئے جو موسم گرما  
بھر کے پائے بیہیہ کو خطرہ بایش کر جاتا ہے۔ اسنے دل کو حتام کرادو شوہر کے  
قدیمون پر نگاہ ڈال دست بستہ ہوا سطح زبان مگولی۔

انجنا (منت پر حاجت کے لہر میں دراز بھی آواز سے) کیوں پیارے بی! انجنا بھائی  
رکھیا پر اتنی فغلی کیوں ہے۔ آپ نجمہ سے اتنے خیر آریون ہو رہے ہیں۔ اس دہی  
کی خطا پیارے کچھ کہو تو سہی۔ پس بہت فغلی ہو چکی اب معاف کیجئے۔ آپ جنگ یر  
کالے کو سون جاتے ہیں اتورحم کیجئے اور اس بنم بکھا کو کچھ نو دلا سادیتے گا  
ورنہ کیا عجیب ہے کہ جنگ سے لوٹے تک انجنا کی خاک تک دیامیں ڈھونڈ مٹی ملے  
اور آکھونا حق گفت اف ... سو ... س ... م ...

اتنا کہتے کہتے بجابک آنکھوں سے آنسوؤں کا تارندہ گیا آواز بھرا گئی اور تمام بدن میں  
لرزہ سا پسہ اہو کر غشی کی حالت طاری ہو گئی۔ یہ الفاظ کچھ اس دردناک لہجہ میں  
انجنا کے منہ سے نکلے کہ سننے والوں کا دل بھرا یا مگر ہمارے شانہ زادہ کا دل معلوم  
کس قسم کا تھا کہ اسیر کچھ اثر نہ ہوا اسی ملت میں اسکو چھوڑ کر آگے قدم بڑھایا۔ اور  
ہاتھی پر سوار ہو کر سپاہ میں جا شامل ہوئے۔

کچھ دیر بعد جب انجنا گئے کچھ خوش دھواں واپس آئے طبیعت کچھ تھپہ سنھلی تو پک

کھر دوشن کو چھڑانا اور ہنشاہ راول سے داؤد شجاعت پا کر ٹوٹتا ہے۔

یہ الفاظ پوٹن اچھے لڑکے منہ سے کچھ اس بیادری اور ہنستی کے بھرے ہوئے نکلے کر راجہ کو اجازت دیتے ہی بنی۔ اس وقت پوٹن انجے کے چہرہ پر کامیابی کی سہری جھلک جھلکے بتا رہی تھی کہ یہ اپنی دلی ارادوں میں کامیاب ہونے اور راول کی لالہ پر جنگ میں شریک ہو کر اپنی ذاتی شجاعت کے جوہر دکھانے کا موقع ملنے کے سقد خوش ہے۔ راجہ کی اجازت پاتے ہی تیار بن ہوئے لگیں۔ اس وقت غسل و طعام وغیرہ ضروریات سے فارغ ہوا دپاک پر اتما کا تصور دلیں باندھ اول داہنا پانوں آگے بٹھایا کوچ کے بجے لگے جلی آوازیں اس بد نصیب بی بیوگن انجے کے منہ سے دلیر تیر و نشتر کا کام کر لگیں۔ دروازہ سے پٹنے والی یالوسی نے اس خنم دکھیا کی رہی ہی اسید زن کو ٹھاکر نلک میں لادیا۔ تو کو بھی کسی اسید میں اپنے خنم و راجہ کو بے گناہ تک اس کے لئے سخت دہم ہو گیا تھا لے ہوئے ڈگ گئے ہوئے بالوں اور لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے بسنت لٹکا کے ہاتھوں کا سہارا لیکر دروازہ پر نیچی نگاہ کے اکھڑی ہوئی گوری گوری پیشانی کو نازک نازک ہاتھوں کا سہارا دے لیا گیا ہے۔ گلابی گلابی خسادوں پر لہروانی رنگ چھایا ہوا ہے جن پر زگری آنکھوں کے سیلاب سرشک اٹھنا اٹھنا کر رہی ہے۔ باقوتی رنگ کے شیشے میں ہونٹوں پر کالی کالی سخت پٹریاں پڑ گئی ہیں۔ اس حالِ زار سے وہ غم کی محبت موت ایک ستون کے سہارے دروازہ پر کھڑی ہوئی اپنے آئندہ دل میں کسی رہی ہی امید و آرزو کو لے کر اپنی انتظار کر رہی تھی کہ پوٹن انجے بوقت کوچ اس کے محل کے نیچے پھر نکلے۔

پوٹن انجے (انجے کو دروازہ پر کھڑی ہوئی آنسو بہاتی دیکھ کر غصے) کیا ہنسنے لگا

”اوس سپر فوکلشی کی ہے۔ آجکی سخت جنگ و بدل کے بعد کھر دوشن جو،  
 ”ہین جان سے زیادہ عزیز ہو اُس بڑنا کے سوا کون کے ہاتھ افاق“  
 ”گرفتار ہو گیا ہے جسکی وجہ سے بشورہ دُرا جنگ روک دی گئی ہے۔ آپ“  
 ”اپنا تمام سامان اسلحہ و فوج لیکر فوراً لشکر شاہد اہی بن آ شامل ہو،“  
 ”کسی قسم کا توقف و تامل در اندک کیا جائے آپکے آنے پر ہی جنگ پھر“  
 ”شروع کی جائیگی“

چٹھی کا مضمون پڑھ کر اسید مروج کو راوا کی امداد پر پلنے کا حکم صادر کیا گیا  
 اور کوچ کی تیاریاں ہونے لگیں۔ شاہزادہ یون اُسے نے جب راجہ کو خود والی  
 لٹکا کی امداد پر جانیکے لئے تیار پایا تو سامنے آکر نہایت ادب سے کہنے لگا۔

یون اُسے (دست بستہ) پیر بزرگوارم! مجھ فرمانبردار سپر کے ہوتے ہوئے  
 آن بدولت کو اس ہم پر جانیکی تحفہ گوارا کرنا درست نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے اس  
 فرمانبردار کو اس ہم پر جانیکی اجازت عطا فرمائے۔

پیر ہلا د یون اُسے۔ تم ابھی کم عمر اور جنگ سے محض نا تجربہ کار ہو اسلئے تم کو اس ہم  
 پر جاننا مناسب نہیں ہے۔

یون اُسے (نہایت ادب سے سر نہ اٹھیا کر) یہ آپ کا فرمانا بجا ہے۔ لیکن حیل  
 ایک بڑے سے بڑا شعور آتس کسی جنگ و بن کو بلا کر ناکستہ کر سکتا ہے اسی طرح  
 اُس شعور کی ایک ادنیٰ سی چکاری وسیع سے وسیع بن کو خاک سیاہ کر دینے  
 کے لئے کیا کچھ کم قابلیت رکھتی ہے۔ صرف آن بدولت کی اجازت کی دیر ہی۔ پھر  
 آپ سن لینے کہ یہ آپ کا فرمانبردار فرزند کس بہادری اور دلادری کے ساتھ لڑا کر

## دسواں باب

روتا ہے باغبان گلشن پہ زازار

شاید چین سے ہوتی ہو فست بہا آج

صبح کے قریب انویجے ہو گئے۔ ابھی آفتاب کو خط نصف النہار تک پہنچنے میں ایک پہر یا اس سے کچھ زیادہ باقی ہے۔ کیونکہ اس کی شعاعیں سمت الارس کے ساتھ جو زاویہ بناتی ہوئی پڑتی ہیں وہ اندازاً اس وقت نصف قمر یعنی سینتالیس درجے کم بہین معلوم ہوتا۔ اس کی گزنی کرنیں اس وقت شہر آدٹ پور کی ستا ہی نہری عمارتوں پر کچھ عجیب لطف کے ساتھ جھلکا کر پڑتیں اور ادھر ادھر کو پھیل پھیل کر آنکھوں کو چکا چوند مہیا کر رہی ہیں۔ دربار شاہی لگا ہوا ہے اور راجہ پر ہلا و تختہ تہین پر رونق افروز ہیں۔ کوئی اجنبی شخص دربار میں داخل ہوتا ہے اور نہایت سوز و بانظر قلعہ سے زمین کو لوہہ سدیر ایک سرسبز لفظ پیش کرتا ہے جسے شہنشاہ رادوان والی لٹکا کی مہر ثبت ہے۔ یہ لفظ بڑی تعلیم سے سر آکھوں پر لگایا جاتا ہے اور کھول کر مضمون خط پڑھا جاتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

”ہو کر پال پٹریک نگر (سیکھ پور) کلراجہ کو بڑا بڑا کہتے ہیں آجکل آپ نے“

”سے باہر ہو رہی اور بادولت کی اطاعت سے منحرف رہنا چاہتا ہے لہذا“

”ایجا نب نے اس منور کو اس منور دی کا فرہ پور الہ آباد چکھانے کے لئے“



مقابلہ پر آسکے۔ اندر جیت اور میگناؤ کو کون نہیں جانتا جس طرف کو ان پر نہیں  
 نہیں بلکہ طاقت کے ان مجسم دیوتاؤں کی ذرا نگاہ قہر اوٹھ جانے ٹرے ٹرے ٹرے  
 ٹرے ٹرے شجاعوں اور بہادروں کا دل دہل جائے تھیما رڈال ڈالکر گھر کی راہ  
 لین یا زمین پر لوٹے لطف رائیں یہ محض اتفاق کی بات ہے کہ کھر دوشن  
 جیسا بہادر سردار پنج دشمنان بن جا پھسا ہے۔ نہ خود وہ ہی اس بُرائی کی سپاہ  
 کا خاتمہ کرنے کے لئے کیا کچھ کم تھا۔ اوسکی گرفتاری اور اوسکی رہائی کے  
 منکر و زرد نے آج ہکویہ دن دکھایا ہے کہ پڑٹ جیسے پشہ کو زیر کرنے کے  
 لئے تدبیر بن سوچنی پڑتی ہیں۔ یہ بھی کوئی وقت کی بات ہے کہ ایک شیر  
 خیزان گرہ پر سکیں یہ قابو یاے کے لئے منکر مند ہو۔ اژدہاے خونخوار ایک  
 ضعیف الجثہ موتی کے پکڑنے کو راہ تلاش کرے۔ ناچیز جیوتی فیصل مست کو بھین  
 کر دے۔ ایک نانو ان کنوچک عقاب بلند پرواز سے مقابلہ کی ہب کرے اور  
 عقاب کسی اور سے ادا و پاسب۔ بہہ سگڑی اور وقت کے کھیل ہیں۔ مجھے  
 بھی اس وقت کوئی اس سے بہتر تدبیر نہیں سوچتی کہ ماتحت راجاؤں کو بلا کر اپنے  
 دل کو خوب بڑھالیا جائے۔“

اتنا کہ متری کو اشارہ کیا گیا کہ اسیم ماتحت راجاؤں کے نام چٹیان  
 جاری کر دی جائیں۔ اور جب تک حسب ضرورت امدادی فوجیں نہ آجائیں جنگ

ۛ اندر جیت اور میگناؤ نام ایک ہی کے ہیں بن لکاردوں کے دو الگ الگ ملکوں کے ہیں  
 + میگناؤ کا نام گیجا بن بھی ہے۔

ملک کو تہ دبا لاکر دون۔ مگر صرف اتنا خیال اس بات کا مانع ہوا کہ کھر دوشن سے قطعی  
 ہاتھ دھو بیٹھا ہوگا جسے میرا دل کی سطح گوارا نہیں کر سکتا۔ آج وہ بڑی طرح دوشن کے  
 پھندے میں جا پھنسا ہے ورنہ جنگ ہی اس وقت کیوں روکی جاتی۔ آج ہی  
 اوس ڈیوٹی کے قسمت کا فیصلہ ہمیشہ کے لئے کر دیا جانا۔ کیا ایسی کوئی تدبیر  
 نہیں سوچتی کہ کھر دوشن زندہ چھوڑا لیا جائے اور مجھ اپنا ارادہ بھی نہ توڑتا پڑے؟  
 بھیدیش۔ میرے خیال میں تاوقتیکہ یا تو خود بڑن یا سپنڈر ایک زندہ گرفتار  
 نہ کر لئے جائیگے کھر دوشن کی رہائی اور صورت میں شہر مینا نامکمل ہی نظر آتی ہے  
 بڑن کی طاقت کی نسبت جیسا کہ اب تک خیال تھا وہ آج کی جنگ سے غلط ثابت  
 ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے خفیہ اپنی طاقت کو خوب بڑھالیا ہے۔  
 یہی وجہ ہے کہ ہماری مختصر سپاہ کو دیکھا اور اس کے لشکر کی سمتیں اور اس کے تمام  
 سرداروں اور سادھنوں کے دل بڑھے ہوئے ہیں۔ اور سپاہ کا دل بڑھا رہا  
 ہی فتح اور کامیابی کا سب سے بڑا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ پس اسی حالت میں اگر ہمارا لشکر  
 ماتحت را جاٹل کو ہٹا کر بڑھالیا جائے تو ضرور دوشن کی سپاہ پر اس کی ہیبت چھا جائیگی  
 تب ان دونوں میں سے کسی ایک کو زندہ گرفتار کر لینا کون بڑی بات ہے۔

راول۔ یوں تو چاہے بڑن اپنی طاقت کو خفیہ یا ظاہر کتنا ہی کیوں نہ بڑھائے  
 چاہے وہ اور اس کا تمام لشکر طاقت کی ایک محکم شکل ہی جکر مقابلہ کر کیوں نہ آجائے  
 تو بھی کیا ان شہ نغز بازوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ میرے اس مختصر لشکر کا بھی ایک  
 ایک ساخت ایک ایک سورا او کی تمام سپاہ کو خاک پر مٹانے کے لئے کافی ہے  
 کبھی نہ کرن کا بل کیا کسی سے پوشیدہ ہے کسی جرأت ہے کہ اوس کے

لوگ باگ روشنی کا بندوبست کر رہے ہیں۔ راکشش نسیوں کے تمام نمون  
 میں لیمپ و فانوس روشن ہو گئے ہیں اور ہمارا جہراون شام کی سندھیا آیا  
 سے فاغ ہو کر اپنے خیمین ایک موقع تخت زمین پر بیٹھا ہوا سجائی بھیشٹ اور بڑے  
 بڑے دروزیرون سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے۔ اسکے چہرہ پر معمولی بشارت  
 اس وقت نہیں پائی جاتی بلکہ سیدر فکر و تردد اور فکر و تردد کے ساتھ غضب و  
 اور غضب و غصہ میں بڑھے ہوئے جوش شجاعت کے آثار اپنی اپنی باری سے  
 نمایاں ہوتے ہیں مگر وزیر و ادران فوجی سرداروں کے چہروں پر جو اس وقت  
 یہاں موجود ہیں علاوہ فکر و تردد کی علامات کے سیدر ادا سہی کے نشانات  
 بھی پائے جاتے ہیں یہ لوگ اپنا اپنا سر جھکائے چپ چاپ بیٹھے ہیں  
 اور راولان کے کسی سوال کا جواب جو ان سے طلب کیا گیا ہے کچھ بنائے نہیں  
 بنتا۔ کچھ دیر کے سکوت کے بعد بھیشٹ نے اس مہر خوشی کو توڑا اور یوں گویا ہوا۔  
 بھیشٹ۔ میری سمجھ میں ایسے نازک وقت پر سوائے اسکے اور کوئی تدبیر نہیں آتی  
 کہ تمام ماتحت راجاؤں کو چھپیان بھیجا کر اسیدم لایا جائے۔

راولان (جوش شجاعت سے) آپ لوگوں کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ سینے اور راجاؤں  
 کو کیوں اب تک بلا کر اس جنگ میں شامل نہیں کیا میں اس بڑا کی گستاخوں  
 اور سخت الفاظیوں پر یہ ارادہ کیا تھا کہ اس خور کو معمولی تھیرون اور غریبی فوج  
 سے یہ تو دنیخ کا دواڑہ جھکاؤ گا یا زندہ گرفتار کر کے بچا دکھاؤ گا۔ پس کیا میں اپنا  
 ارادہ توڑ کر ایسا کمزور بجاؤں کہ دوسروں کا دست نگر بنوں۔ کیا میرے بازو کچھ کمزور  
 پڑ گئے ہیں۔ کیا ان میں اب وہ طاقت نہیں رہی کہ جاسوں تو ابھی اس مغرور کے تمام

کر ڈالیں مگر راوٹ نے کسی صلیب سے انکھیل کے بڑھے ہوئے جوش کو گھٹا دیا۔ رشتہ  
 راوٹ جیسے عالمگیر شاہنشاہ کے ایک بہادر اور جان سے زیادہ عزیز سردار کو بڑے بڑے  
 تنوجا نہار لڑکوں کے ہاتھ گرفتار ہوتا دیکھ کر غور خورشید جہانناک کے بیٹے انور پر بھی مرنے سی  
 جھاگئی۔ اسکی وہ کرہ زمین جو ابھی تھوڑے عرصہ پیشتر مارے غور کے اوپے اپنے  
 پہاڑوں کی چوٹیوں اور بلند سے بلند عمارتوں پر بڑے بڑے کراہنے کی تیزی و طراریاں دکھا رہی  
 تھیں اب زندہ بچ گئیں اور کسی ناامید کی نظر ان کی طرح زمین میں گر دی جانے لگیں۔  
 فریقین کے لشکروں نے اپنے اپنے خمیوں کی راہ لی تیرن کی سیاہ مین لٹریکا  
 جھنڈا اُھرانے لگا۔ راکشسوں کی کہیں ایسا ہونیوالی فوج یا اسی برس گئی انکی  
 چہرے میں خوشی کا خون لہریں مار رہا تھا اتر گئے۔

عشہ سے کبھی ہر مین اور نہ کبھی دور  
 ہے شادی و غم کا یہ ترغ جو کر و غور

دنیا میں اپنی تیز شعاعوں کے جھلکتے ہوئے نیرے چمکانیوالا آفتاب اب رہا ساغر ویا  
 ہو گیا ہے۔ پرندوں بھر شور مچاتے اور ٹیلین کرتے کرتے تھک کر اپنے اپنے  
 نشیمنوں میں گھستے جاتے ہیں۔ تالابوں اور آبگروں کو رزق بخشنے والے کنوئیں  
 نے اپنا منہ بند کر لیا ہے۔ ہوا پلٹے پلٹے رگ گئی ہے۔ سرور قدرت جو غور سے  
 اکڑے کھڑے تھے اب بے ہوش کھڑے ہیں۔ قدرت۔ تمام کا خالق  
 پر اسوقت بے رونمائی کی کچھ ایسی آواز بڑنے لگی ہے کہ ہر چار سو ساٹھ سا چھاتا  
 جاتا ہے۔ رات کی تاریکی سیاہ و ردی سینے جانے شمس قدم اٹھائے لڑی  
 ہے۔ اور ہر چاروں کچھ دیر کے لئے اپنا قبضہ جاتی چلی جاتی ہے جیسے بٹانے کیلئے

ندی۔ پیام موت کی طرح اسکا کوئی وار خالی نہیں جاتا تھا جس طرف کو اس پہ سدا  
 سروا کی زندگیاں اڑھ گئی مغبین کی مغبین خالی دستہ کے دستہ نذر دہ  
 آندھی تخی کی کہ اہل کاسیام تھا ڈیہ صفت ابر تھی وہ سالہ تمام تھا +  
 بجلی سا ہر جگہ فرس تیز گام تھا ڈیہ ششدر تھی ہوت جا طوفان تھا  
 اڑائی اسوقت نہایت جوش و خروش تھی۔ راکش سون کی فوج کچھ ایسی دل کو لکڑاقت  
 اڑ رہی تھی کہ بران کی فوج کے یانوں پر اکڑنے لگے اور قریب تھا کہ فتح کا نثار اڑان  
 کے لشکر میں لہانے لگے مگر سچرا نکال دیندر اٹھو وغیرہ اپنے لشکر کو ٹری سرگرمی سے  
 جوش دلاتے اور اپنی بہادری کا ثبوت دیتے ہوئے یکایک آگے بڑھے اور جادو ان  
 آکر کھر دوشن کو گھیر لیا۔ یہ زیادتی دیکھ کر گرن دیکھنا دھچکے کہ اتنے میں کھر دوشن  
 پھر دشمنان میں گرفتار ہو گیا۔ بہہ دونوں نوجوان ہوٹ ٹوٹے اور دانت پیستے آگے  
 بڑھے اور چاہتے تھے کہ آج ہی برٹ کے تمام لشکر کو تیر خاں سلاکار اس جنگ کا فیصلہ

بقیہ صفحہ ۹۰۔ کے مارے جانے اور راج چھ بائیکے اوس سے دلی و نادر رکھتا تھا  
 اور جسے حیدر ہت کچھ سیاہ بھی جمع کر رکھی تھی لکشمی سے آلا۔ اس جنگ میں سخت  
 سحرکاری کے بعد کھر دوشن لکشمی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

کسی کسی جگہ کھر دوشن کو راوان کا کسی قریبی شہ کا بھائی بھی لکھا ہے۔ مگر راوان کی حقیقی  
 بہن چندر لکھا کا اپنے بھائی کو چھوڑ کر نکاسے دے کھر دوشن کے پاس رہا اور کسی اور کے  
 ساتھ اوسکی شادی ہو گیا حال را مین میں نہ پائے جانے سے کھر دوشن کو نسبت راوان  
 کا بھائی ہونیکے بیٹوں زیادہ قابل قیاس معلوم ہوتا ہے۔

شمن سینہ جالی اور کچا اس سرور سے سر اڑانے شروع کئے کہ جرفین کو دار کر نیکی مہلت

لقد نزل صفوحہ ۱

سے مشہور تھا۔ سویریہ بانس کھڑنگل سیدہ کر نیکی لے کسی بانس کے ریسے میں بٹیا ہوا  
کچھ مچ کیا کرتا تھا تو اسکی ان چند رکھا اسکے لئے کھانا یہو جانے آتی رہتی تھی۔ مگر مچا چندر  
دلکشمین سے سیتا کے بجالت جلا وطنی صور انوری کرنے کرتے اس گل میں آنکھ تو وہ کھنگ  
جیسے سنڈیک کو سیدہ ہونیکے لوی مروت تین روز باقی رہ گئے تھے دلکشمین کے ہاتھ لگ گیا جسکی  
دھار دیکھنے کیلئے دلکشمین نے اُسی بانس کے دھتیر چلا کر دیکھا۔ دھتیر کٹ کر مالا لگ  
جا پڑا اور اسکے ساتھ ہی سنڈیک کا سر بھی تن سے جدا ہو گیا۔ اس واقعے کے بعد جب  
چندر نکھا صاحب معمول یاد اسکے لئے کھانا لیکر آئی اور سناٹے کا سر تن سے جدا دیکھا تو سخت  
گریہ دزاری کے بعد نہایت غصہ ناک ہو کر دشمن کی تلاش میں ہر جہاں بن بن دوڑی دوڑی  
پھری۔ مگر راجچندر دلکشمین کی صورت نظر آنے ہی اسنے لخت مگر بیٹے کی ماگہانی موت کا  
سب غم بھول گئی۔ غصہ و غم سب کا فور ہو گیا۔ ہزار جان سے ان یہ فریخت ہو کر اور اپنی  
آکھوں کا تختہ اٹھا کر کے اسے ستادی کر نیکی خواستگار ہوئی مگر جب اونھوں نے اسکی  
درخواست سخت نفرت کے ساتھ نامنطور کی تو پھر اپنے دل میں نہایت پشیمان اور دل برداشتہ  
ہوئی اور اس میں اپنی ٹی بیے آبروئی اور رنگ کٹی سمجھا اسنے غار نہ کھردوش پر مڑائی گئی  
اور راجچندر دلکشمین کو سنڈیک کمار کے قتل کرنے اور زبردستی اپنی عصمت کا خواہان  
ہونے کا الزام لگا کر ادانکی دست دزاری سے ہر شکل اپنی عصمت و حرمت بکا کر بھاگنے کا اور  
یقین دلا کر ان پر چڑھا لائی تنہا دلکشمین نے کھردوش کی فوج سے مقابلہ کیا۔ اتنا جنگ میں  
ایک دلاور شاہنشاہ جو سب کھردوش کے ہاتھ سے اپنے باپ راجچندر و دوسے

ٹپ ٹپ کر دم توڑتے نظر آنے لگے۔ العطش العطش کی آوازیں ہر طرف سے بلند  
 ہونے لگیں۔ آن کی آن میں خون کے نالے بہ گئے۔ کشتوں کے پٹھتے اور  
 لاشوں کے انبار لگ گئے۔ دم کے دم میں قباست کا ایک خوفناک منظر دکھائی دینے  
 لگا۔ دونوں لشکروں نے خوب سینہ سپہ ہو کر قتل کیا۔ بہت دیر کی سخت محو کرائی  
 کے بعد جڑن کے لشکر کے پانوں کی سیف در اکھڑتے نظر آئے۔ انکے وہ سٹے  
 ہوئے ہاتھ خنیں لگی ہوئی تواریں ابک ایک واریں لگی کچی کاغذ نہ کر جاتی تھیں کچھ  
 ڈھیلے پڑے معلوم ہوئے۔ یہ دیکھ کر آرموڈہ کا جنرل پیڈریک نے اپنی سپاہ  
 کو کھیلے جس دلائے والے الفاظ میں لگا کر ڈیٹا کر اکی تواریں جوڑ کر رک کر طے لگی  
 تھیں سپہ سالار ان بن یا جاہلوں کی گردلوں پر کوند نے لگیں۔ بہادر پیڈریک  
 نے آگے بڑھ کر بہت سے رتھ میں ایسے جھے ہوئے ہاتھوں سے ایک ایسا گر لگا  
 کر دفعتاً گھوڑے رتھ سے الگ ہٹ گئے۔ رتھ ٹوٹ گیا بہت فوراً دوسرے  
 رتھ سپہ سالار پر کار کرنے لگا۔ اسے بھی آرموڈہ کا جنرل نے ایک ہی ضرب میں اڑا دیا۔  
 یہ دیکھ کر دشمن کی اس زور سے لکارتا ہوا جھینا ابر لے کے لشکر کے کھجے  
 دہل گئے۔ تیروں کی بوجھار سے دشمنین کے منہ پھیر دئے قریب پہنچ کر

لہ کھر دوشن راہ میگہ ریجھا ارکا اور راون کا سپہی تھا جسکو راون کی حقیقی  
 بہن چند نکھا (جسے سویت نکھا بھی کہتے ہیں) بیا ہی گئی تھی۔ یہ دیت قسم کے پڑا دھون  
 کا انسر راون کا سے بڑا بڑا سردار نکھا کو میں لکھا سورہ دار مقرر تھا۔ جب اسکے دو لڑکے  
 میں سے بڑا لڑکا سننگ کما رجوبی ہند کے ایک بگل میں جو دھنک بن کے ہم

اور اپنے خاندان کو بٹ لگائے۔ ہم نے راجپوتی کل میں اسلئے جہنم نہیں لیا ہے کہ بان  
چھپا کر گھیر میں باد کھین۔ ہمارے جسم میں ہمارا راجپوتی خون جوش ادا ہے اور خون کی یہی  
تو ایدین غلافوں میں تڑپتی ہوئیں دشمنوں کی گردن پر پٹنے کے لہو آپ کے مسک کی منظر  
ہیں۔

پندرہ ریک۔ اچھا تو اب ڈھیل کیا ہے۔ اپنے اپنے نیزے سنبھال لو۔ تیر کمان پر  
چڑھا دو۔ وہ دیکھو دشمن کی فوجیں موت کے انتظار میں تیار کھڑی ہیں۔  
سینا تہی کے منہ سے ان فعدوں کا ٹھکانا تھا کہ دفعتاً بھادروں نے نیزے تان لئے  
وہ خارا شکاف تو ایدین حوا بھی ابھی نیاموں میں گھسی ہوئی تھیں ایک دم ہوا میں چکنے  
لگیں۔ ترکشوں سے تیر کل نکل کر لب سونفا جا پہنچے۔ جگہ باجون کی آواز میں ہوا میں  
گو بجنے لگیں۔ اُدھر سے رادوں کے آئینہ کا زہر ہشت۔ یہ ہشت اپنے ہشت  
کو لئے ہوئے آگے بڑھے۔ سواروں کے حملوں سے زمین تھر تھرائے لگی۔ رتھوں کی گڑ گڑ  
اور تھہاروں کی چیم چیم جیسے آسمان گونج اٹھا۔ تیر دن کی بارش سے آفتاب کی کرنیں  
جواڑنے والے دلا دروں کی بیادری دیکھنے کے لہو اسوقت اور زور دم آگے بڑھ آیا  
تھا بالکل ڈھک گئیں۔ نیزے بھادروں کے سینہ کو چھید چھید کر پار ہونے لگے  
تو ایدین خون میں سوج ہو گئیں۔ مس ہاتھ یوں نے ہزار ہا پیدلوں کو روند ڈالا۔  
جوانمرد لکار لکار کر دشمنوں کا ستر تن سے مارا کرنے لگے۔ مقتول خاک پر لوٹے اور

لے پڑنے والے رانین ملا وہ تھی اور گھوڑوں حریف کی سولاری کے گھوڑوں کا تھک بھی ایک ایسی  
سواری تھی جو بوقت جنگ بہت کام دیتی تھی۔



پہنے اور تھپا باندھے قلعہ سے نکل نکل کر اسی میدان کی طرف کوچ و حق کر رہے ہیں اور فوجی  
افسر اپنے اپنے سالوں کو ترتیب سے کھڑے کرتے جاتے ہیں جب بڑاں کا تمام لشکر  
جنگی اصول کے موافق ترتیب سے صف باندھ رہا ہو کہ کھڑا ہو گیا تو پیڈریکٹ نے اپنے لشکر  
میں ایک جگہ لگایا اور تمام فوج کو مخاطب کر کے اس طرح کہنے لگا۔

پیڈریکٹ بہادر بڑا آج خوش قسمتی سے وہ وقت آگیا ہے جس کے لئے تمہاری خویز  
تلواریں مدتوں سے نیاموں میں پڑی تڑپ رہی تھیں۔ آج دیکھنا ہے کہ وہ کیا ایسا  
جوہر دکھاتی ہیں۔ نیرو ۱۱ مجھے اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جبکے جھڑپوں کا  
کل دھرم ہے اور میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ پر جان لٹانا اسی سیاسی کا اعلیٰ  
مرض ہے۔ ایسا وقت آنے پر انھیں جوش دلانے کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہاں اگر  
کوئی تمہیں بڑا دل ہو۔ جنگ ہو ڈرتا ہو۔ حکو مان ہو یہ وہ شوق سے بے شک اپنے تئیں  
ڈال کر بھی چلا جائے اور گھر میں جا کر زانیہ کو شکایت نہ کرے۔

فوجی لوگ (بلند آواز سے) نہیں ہیں۔ ہم میں کوئی ایسا بڑا دل نہیں ہے۔ کوئی ایسا  
ڈریک نہیں ہے ہم دشمن کے مقابلہ پر ہر دم ہر کفٹ لڑ سکیں گے۔ ابھی آپ دیکھیں گے  
کہ ہماری تلواں۔ ہمارے پیرے اور ہمارے خونگسٹرن ان راکٹسوں کے سروں  
پر چل چکے انھیں ہر گز لے کر خاک پر سلاتے نظر آئیں گے۔ اور ہمارے کبھی خطا نہ کرے  
تیرا بھی ان بے دیون کے جسم کو چیلنی بنا بنا کر اٹکا فاسد کرینگے۔ اے بہادر مردار!  
ہم میں کوئی ایسا نامزد نہیں ہے کہ میدان میں گشت دکھا کر جھڑپوں کے نام کو بڑا بڑے

۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰

بڑن (غصہ کو دبا کر) اچھا لگستاخ - بے ادب و بے لگام کو ہمارے دربار سے  
ابھی نکال دیا جاوے۔

## نوان باب

### سیدان جنگ

پڑی ہے چوٹ آکر ابر باران اور بجلی میں

الہی شیر دیکھیں اسکا کیا انجام ہوتا ہے

سیکھ کو پر کے باہر ایک وسیع میدان میں جان تھوڑی دیر پہلے بالکل سناٹا چھایا ہوا  
تھا اب غیب ہی کا ہیبت ناک سین نظر آ رہا ہے۔ ایک جانب راکٹسوں  
کی فوج کے دل کے دل چھائے پڑے ہیں جنکے برق صفت گھوڑوں کی رگ رگ میں  
بھری ہوئی تیزی اور تھیں جیب چاب نہیں کھڑا ہونے دینی۔ سچین ہو کر اٹھتے کودتے  
ہیں اور کنوٹیاں ہل رہے ہیں۔ مست ہاتھیوں کی قطاریں دشمنوں کو اپنے ایک ہی  
ریٹین میں روند ڈالنے اور ان کی جانوں کا فاتحہ کر نیسکے انتظار میں کھڑی ہیں خیزنرو کا  
بیٹھ ہوئے اپنے جان ستان نیرے اور خون بہا بھلے ہوا میں جھکا ہے۔ ہن۔ صبح کے  
آفتاب کی تر جمی شمع میں ان چمکتے ہوئے نیروں اور کھنچی ہوئی تلواروں پر کچھ گھبرا گھبرا کر  
پڑتین اور پریشان ہو ہو کر ادھر ادھر پھیل جاتی ہیں۔ دوسری جانب فوجی لوگ زرہ بتر

۱۵ اس شہر کا نام پاتال نینڈریک کر بھی لکھا ہے۔

اس سے جو کچھ کہلایا جاتا ہے کہتا ہے ورنہ اسکی کیا مجال کہ شاہوں کے دربار میں ایسے  
 کزعت الفاظ زبان سے نکال سکے۔ اعلیٰوں کا درجہ بڑھنے اور دنیا جیسے بے زبان  
 جانور بدن سے بڑھ کر نہیں ہوتا۔ جنھیں اونکا مالک جسطرح سکھاتا ہے بولتے ہیں۔ یہ  
 ننو تو تو لو اور سنبھالنا تک نہیں جانتا۔ پھر اسکے نیاک خان میں اپنی تیج آبدار کو آلودہ  
 کر کے کیوں غص کیا جائے۔ کیا ستوالے اور ست ہاتھیوں کے ذہن میں اپنا تو کی  
 پنچرنگنے والا شیر زینڈک جیسے بے حقیقت جانور کی ٹیڑھ پر کبھی غصناک  
 ہو کر حملہ کر سکتا ہے۔

لقبہ یوٹ مسویر ۹۲۔ اسی بیگت (جواند کا ابا تھا) جنگ من ہار کر پاتال لکائن (جواک تھا  
 محفوظ مقام تھا اور جسکی آمد و رفت کارا۔ بھن سولہ اکستہنہی اور مانتر مسیون کے اور سیکو  
 معلوم تھا، باجمہاتوا ستنہی بیایے ایک، دیا، حرمی شیطانات کو لکنا میں بطور  
 تھا۔ دائرہ کر دیا جسے شکلیں تھیں سب ٹیڑھے مالی نے مار کر بھلکا کی سلطنت اپنی  
 قبضہ امتیاز میں لی اور کوہ بھیا دھتاب ایسا سدھا کر اور اسی بیگ کے ٹیڑھے راجہ  
 سہسرا کو طبع کر کے رتھ پور کی سلطنت بھی ایسے تابع کر لی مگر جب سہسرا نے ٹیڑھے  
 اندر کے سلطنت پر تنو کی سلطنت بھلے حرم کو پیوچی اور بہت سے راجے مالی کی  
 اطاعت سے پھرنے لگے تو مالی نے انکو طبع کر نیسے لئے ان پر فوج کشی کی۔ اور جسے آن  
 راجاؤن کی امداد پر اندر اس کے مقابلہ آیا سخت مودہ آرائی اور جنگ کے بعد مالی  
 میدان جنگ میں بڑی بہادری کے ساتھ لوٹا را گیا۔ راکش ثنوں اور بدردن کا شکر  
 بجا کر بھل پاتال لکائن اچھا۔

کام مرنے کا دینے اور جواب لیجانے کا ہے نہ کہ بحث کرنیکا۔

ایٹچی۔ حضور کا فرمانا بجا ہے۔ لیکن حضور ذرا سچ سمجھ کر جواب دین ملبہ ہی کریں۔  
 بُرٹن (غصہ سے) جب تجھ سے کیا جاتا ہے تو تو بار بار کیوں کہتا ہے۔ پہلے جو کچھ کہا  
 گیا بار بار کہہ دے اور سمجھا دے اگر لڑکائی ہوا اور کتنا مومن ہے اور حکومت سید دل سے  
 ہے تو اپنے باپ دادا کی طرح باتاں لٹکائیں بڑے زندگی کے باقی دن یورے کرے اور  
 اگر زندگی سے بھی خیر ہے تو ابھی سید انہیں آجے میں اسکی خواہشیں بھی  
 کر سکتا ہوں۔

ایٹچی۔ حضور شاہنشاہ راؤن سے بچا ہوا اس سے الفاظ سن کر اگر کہیں  
 اسکی آتش غضب سڑک اٹھی تو اسکی آنکھیں مارا گیا نا انا ناہ .....  
 بُرٹن (غضبناک ہو کر) کیا تیری بھی شناخت اُسی ہے۔ پہلے برابر ہی کام تمام  
 کیا جائے۔

بُرٹن کی زبان سے ان الفاظ کا سننا ہی تھا کہ فوراً جذبہ جنگی تواریں نیام سے نکل کر  
 اسکی طرف کوچ کر گئیں۔ پینڈ ریک کی تواریں نے جو پہلے ہی سے ایٹچی کی سخت گوئی سن  
 سن کر نیام میں تڑپ رہی تھی مگر بغیر شاہی حکم کے اشارہ کے باہر نہ نکل سکتی  
 تھی اس بیچارہ کا کام تمام کیا ہی ہوتا کہ ایک دانا اور دیرینتری نے سب کو روک  
 کر بُرٹن سے التماس کی۔

منتری (درست تہ جہان پناہ بیٹھی) اسکا مارنا کسی طرح روا نہیں ہے۔

لے جب راؤن کا پرہیزا راجسکیس سے کہو پور کے بندہ بنی راجہ لکھنڈ کے رتن پور کے راجا

کیا آپ یہ باتیں پوشیدہ ہیں۔ بس اپنی خیر اطاعت قبول کر لینے میں ہی سمجھے  
ورہ یاد رکھئے انھیں کی طرح آئیو بھی بھٹانا اور .....

بڑن (میں مجہین ہو کر) بس بس زیادہ بکے کی حاجت نہیں۔ ہم سمجھ لئے  
بس اس کے سر پر کھل رہا ہے۔ یا کوئی نشہ پی لیا ہے۔ یا سہم  
ہو گیا ہے۔ کیا لٹکائیں کوئی ایسا طبیب نہیں جو اسکا علاج کرے۔ اندر کی وجہ  
آئوہ کچھ آپ سے باہر ہو گیا ہے۔ بھلا جس ملک کی رعایا ہی اپنے راجہ سے  
ناخوش ہوا اسکا متح کر لینا بھی کوئی بہادری کا کام ہے؟ نل گنور۔ تیم۔ مرث وغیرہ  
کو مغلوب کر ہی لیا تو کیا ہوا۔ یہ دب گئے تو جان لیا کہ کام دیا مطیع ہو گئی۔ ٹی چوہ  
کا شکار کر کے شیر زکے۔ قباہ کا دم بھرتی ہے۔ کل تک تو اس کے باپ دادا  
یا تال لٹکائیں مہم چھپائے پڑے تھے۔ آج اسکو یہ حوصلہ ہو گیا۔ غرت بہین آتی۔  
حاکم دے ”اگر طاقت کا کچھ گھنٹہ ہے اور شیر کا کیمہ زور ہے تو ابھی میدان  
میں آجائے“ (تواریہ ہاتھ رکھو، دیکھا سی سے اسکا سر در جھاڑا جائیگا  
یا لٹی گھر  
بڑن بس گرد گرد کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم اور کچھ سا بہین چاہئے تو لٹی سے تیر

بقیہ صفحہ ۹۰۔ اسکو راؤن نے فتح کر کے اسکی لٹکی کتاب یر بھایا جس سے آما لٹکی کرت تیرا  
پیدا ہوئی جسے راؤن نے متھر کے راجا ہر ماتہن کے لٹکے مہم کو مایہ دی۔  
شہ نل گنور کوہ کیا لٹکے کے شمال درنگ پڑیں اندر کی طرف سے صور دار تھا۔ یہاں کا قلعہ راؤن  
کو طریسی دقتوں اور حکمت عملیوں سے فتح ہوا۔

لیم کو کیا لگیا۔ سسہر سمنی و مرنی اور مل گنور وغیرہ کے کیا ہاتھ آیا۔ آخر  
سب کو سبیا ہی ہونا پڑا نہ۔ یہ تو سب کل ہی کی باتیں ہیں۔ کیا آپ بھول گئے۔

اور گیش پور کے راجہ لکھنؤ کو سبیا ہی لگی تھی، مٹیا اس کا موسسرا بھائی تھا۔ اندر  
نے راون کی بیاتیں سے پہلے اس کے بابا کے حقیقی بڑے سہائی مائی کو جنگ میں مارا اور  
لٹکا کا راج ایسے قبضہ میں لاکر سیرون کو بیان کا تھانہ دار مقرر کر دیا۔ مائی کے دو چھوٹے  
بھائی سوامی اور آلوآن نے انہی تمام خاندان اور فوج کے مال لٹکائیں مار کر جھپ رہے۔  
حب راون (سے سوامی کے بیٹے رتن سہاکا مٹیا، بے بہت سمنھا لاوا اول سسرواں  
ہی سے مغال کیا اور اسکو لٹکا سے کال لایا۔ ادا کی کئی بیٹی اس سے یہ نصف حاصل کیا۔  
گیشیک سان (سلیوں) راون کو سیرون ہی سے ہاتھ آیا تھا

لے لیم = اندر کا حولی عاب کا لوٹا لیا تھا۔ اسکو ست کر راون نے لکھن ایور (ہا ایک  
مار مسی راجہ کہ گند لے اسی ہی نام پر لیا ہاتھ اور اب اندر کے قصہ میں بیو لگایا تھا) مائی اور  
سگر لوی کے باب سوریہ راجہ کو کہ گند کا بڑا لٹکا تھا دیا اور کہلو یورجہ بانر سیونکی پرانی راجہ  
تھی کہ گند کے چھوٹے لٹکے رگش رنج کو دیا۔

لے سسہر سمنی کو وہ دندھیا مل کے جنوبی دامن میں دریا سے زبدا کے گرد و نواح میں  
جنوبی ہند کا ایک بڑا طاقتور مہاراجہ تھا۔ جسے راون نے اندر پر فوج کشی کرتے وقت رامین  
بجایا۔ اس راجہ کی اجودھیل کے راجا ان رت سے بڑی دوستی تھی۔ جب اس نے اس سے  
تکست کھا کر دیا کو ترک کیا تو ان رت بھی اسے بڑے لٹکے دتر تھہ کو راج دیکر من ہو گئے۔

لے مرنی وسط ہند میں راجپوتوں کا ایک بے رحم اور جانوروں کو گیہن چڑھانیا والا راجہ تھا۔

اچھا ہوا حق کیون خلق کا خون بہایا جائے۔ ورنہ تلوار سے کام لیا ہی پڑے گا۔

مارچ بہت درست راستے ہے۔

پینچ مکہ بہت مناسب ہے۔

سنچھن شہرت۔ مان کیا ہرج ہے۔ مان جائے تو ان ہی جائے۔

راون کو بھی چھین کی یہہ راستے بہت پسند آئی اور اس وقت ایک تجربہ کار  
دیرینہ سال شخص کو بلا کر بطور سفیر بٹن کے پاس بھیجا گیا۔

ایچی گیو پو پین پو پیکر اور وہ بان سے اطلاع کر کر بٹن کے دربار میں داخل ہوا ہوا۔  
ایچی (دین کو پوسہ دیکر) حصو۔ میں شاہ کشمیرستان سے تاج شاہان چہان  
شاہ ہنشاہ راون کا دورت ہوں۔ جسکے قدموں میں تمام راجے ہمارے سرت  
ٹھکانے اور آداب بجالائے ہیں۔ اونھوں نے فرمایا ہے کہ آپ یا تو اطاعت  
قبول کریں ورنہ تیغ و تبر سے تیار ہیں۔

بٹن نے ہنکاراؤن راون: کہاں یہاں ہے!! مدہوش ہو رہا ہے۔ کیا کہو  
کہ در اور دیر پل سمجھ لیا ہے۔ اگر اسکا جنگ کا ارادہ ہے تو ہم ہر دم تیار ہیں  
ہے جوڑیاں نہیں ہیں رکھی ہیں جو اسکی ان دھمکیوں میں آئیں۔

ایچی حصو۔ اونھوں نے دمایا ہے "جنگ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا حق عایا  
کی تباہی اور فوج کا خون جو باس اور کچھ نہیں۔ آئندہ اسکی حکومت کے غرور  
میں اگر جنگ پیکر بادھی ہوا فوج کو قتل کر اگر اور بڑے بڑے سردار دن کو تر  
خال ملو اگر آخرا اپنے آئینہ ہار ڈال کر فنا ہی کر امانہ بہتر بٹن نے مقابلہ کیا کیا پایا۔

۱۰۔ ہیران۔ ان کی "ٹیکسی کی خفیہ ہیں کو سکی کا دھوکہ تک لگا کر جو تم بند کی طرح ہیں

اطاعت قبول کر لگیا۔

بیچ مکھ۔ حضور! آخر اندھی کا دایرہ اسے رہ چکا ہے نہ۔ کچھ تو اس کی سی  
مغروری اور نخوت کا اثر ہو۔ بس اس کی بخت کی موت اسے گھیرے پھر رہی ہے  
اور کھبات نہیں۔ جیون جیون حضور نے اس پر نرمی کا ہاتھ کیا تیون تیون اسکو  
حوصلے اور بڑھتے گئے۔

سنبھل گئی (تیسرا منتری) اب تو اسے کام تھے بغیر کام چلنا نظر نہیں آتا۔  
راوٹ۔ بس تو آپ لوگوں کی بھی ہی اسے ہے کہ اس مغرور کا نشہ خمر کی دھما  
سے جھاڑا جائے۔

بیمبیشٹ۔ میری اسے یہ بھی کہیلے اس کے پاس ایک سفیر بھیجا اور بتو بھایا جا اگر اسے باتو

کہتے تھے۔ چونکہ اندر کے عہدہ سلطنت میں اکثر اندر ہی کا دین غالب رہتا تھا بلکہ آخر کو  
اسرون کا دین بالکل دب گیا تھا اسلئے یہ زبردست فتح دین اور مرکز و مغرور کو  
ہر قسم کے تحقیری اور ذلت کے الفاظ سے نافرور کیا کرتا تھا۔ آکھو درو خواستہ۔ نہرانی کہتا  
اور اس طرح اپنی جانب کے عام لوگوں کے دلوں میں اور ہرگز نہ۔ ستوری پوری نفرت  
کر اگر اپنے اس حکام سلطنت کا بڑا ذریعہ تھا اندر کے عہد میں اسے ان کا دین اسدور  
بدنام ہوا کہ راون کے عہد میں اسے عربی کے لئے درو کہہ دیتے۔ اندر کا راون کے  
ہاتھ گرفتار ہو جانے پر بھی یہی داغ اس دین سے وہ دھوکہ۔ بلکہ۔ دوسری راجند بھی نکلا  
دھان نارانی سیتا کے راون کے ہاتھ چوس جلا۔ نہ کہ یہ دھوکہ۔ ہوا داغ  
سمرو لیا ہی ٹھہ گیا۔





تھے اور جسے مشورہ لینا منظور ہوتا تھا۔ اسوقت مہاراجہ راوٹ کا قتل و دہرائش اور رنور سلطنت و نواعد تمدن کا پورا عالم بھائی سمجھش اور چند تجربہ کار و مدبر وزیر اپنی اپنی درجہ سے تحت شاہی کے آس پاس ادب سے سر جھکائے بیٹھے ہیں

راوٹ (سب کی طرف مخاطب ہو کر) اب ہنسنے بخوبی جان لیا کہ بیتاب اور ناکار کی سہ کوئی پوری پوری نہ کیجا سکی وہ اپنے دلی ارادوں سے ہرگز باز نہیں آسکا آج تک حورمی اور سہولیت کا برتاؤ اس کے ساتھ کیا گیا۔ نہ اسی نے اسکو اور بھی قہر د اور مغرور بنا دیا ہے۔ اس میں جو کچھ آپ لوگوں کی رائے ہو وہی کیا جائے مایہج۔ بیشک حضور۔ اوسکی وہی طاقت اور خیالی قوت کا رور اسوقت تک ہرگز نہ ٹوٹے گا بیتاب اسکو اوسکی مغروری کا فرہ یورایور اے۔ چکھا دیا جائیگا۔

راوٹ۔ ہنسنے اوسکی طرف نے اتنے کچھ چشم پوشی کی اور اسی خیال میں رہے کہ جب اندر جیسا معروفی زیر کر لیا گیا تو یہ ناکار بڑی حواسی کی جانب سے معری حصہ ملک میں بطور لو ک پال (دایہ رائے) مقرر تھا ہماری طاقت و عظمت بہت

اندر رہو پور کے راجہ سہرا کا بیٹا ادا سنہی سیک کا یون ایک نامی و دیادہ راجہ تھا جسے اپنے ہی قوت بازو سے اپنے باپ دادا کی سلطنت کو ترقی کے اعلیٰ درجہ پر پہنچایا۔ تمام کوہ سجیا روہ پور اور اسکے شمالی و جنوبی دونوں دامنوں میں دور دور تک ایک متحد حکم سلطنت قائم کر کے اسنے چار اطراف کے چار لوک پال مقرر کئے۔ راجہ گروچ رانی پوتی کے بیٹے کو جوت پور میں جانب شرقی کا لوک پال مقرر کر کے اوسکا نام سوئم رکھا۔ راجہ میگھ رتھ کے بیٹے کو جانب غرب کا لوک پال میگھ پور میں مقرر کر کے بڑن نام رکھا

روزانہ سے فخر ہو کر اس کمرہ میں آ بیٹھا ہے جس میں کسی مہم کی نسبت صلح نہ ہو  
کر نیکے لئے صرف وہی لوگ آ سکتے تھے جو اس کام کے قابل سمجھے جاتے

بقیہ ص ۸۴ کا نام اس وقت راکشش دیپ شہ ہوتا تھا اور یہاں کے سے راکش  
سب راکش کہلاتے تھے اس لئے کہ اولاً یہاں راجا راون کے ایک نرگ سنگھ باہن کو  
راجا راون سے اسی نرگھ کی بیٹی تھی۔ بتا رہا ہے پورن گھن کے ایک اور راجہ سہسرن کے  
ہاتھ میں جنگ میں مارے جانے اور یہاں ان کی سلطنت جس میں سے پریشان پورگوان بھی تھا  
راکشش دیپ شہ کے راجہ راکش دیپ کے کسی مہم سالار کا انشیا ماکر کر  
یہ یہودیہ اور یہودیہ دیا تھا۔ مہم کے راجے اس وقت راکشش دیپ یا بطورانی  
رستم نسلا اسلہ دیپ کے تھے۔ سوم جب راون مہم سالار و علاقہ شہنشاہ  
انیندر جی سے ہاتھ کی مارا اور باجست و عفت عورت بہارانی سیتا  
کو لے کر گیا۔ یہ تو اسے دغا بازی اور ظلم کرانکا اور راکار وغیرہ میں سے  
ناموں سے پکارا گیا۔ اور اس کے خاندان و سیاہ تک کو بھیہ راکشش کہتے تھے۔

اس راکشش دیپ کے قریب وسط میں ایک شہر بنام لنکا پورہ ہے اس کی راجدھانی تھا  
بیک گزارد کی دیوار نفیل ۳ یون طول میں تھی چونکہ اس شہر کے آس پاس سونا کانوں  
سے مملو تھا تھا جسکی وجہ سے یہاں اسکی بہت افراط تھی اور عمارتوں میں عموماً سونے  
کا کام بہت ہوتا تھا اس لئے آج تک لنکا مولے کی شہر ہے۔ راکشش دیپ کے انقلاب سے  
آج کل اس جزیرہ کی شکل و ہیئت میں بہت کچھ فرق آ گیا ہے اور اس کی حیرت کا نام تھا  
راکشش دیپ کے اپنی دارالسلطنت کے نام سے لنکا پورہ گیا ہے۔



بھی چاٹ جلتے ہیں۔ اسان کو دوپانہ نداشتے ہیں۔ اس اوقات نادان تو نادان  
 عاتلون اور عالمون کو بھی خود کشی وغیرہ سھاری بھاری لگا ہوں کامرکب بنا دیتے  
 ہیں جنکے یاد اس میں بچھڑ چھڑکلی مصیبتیں اور سنج و غم اٹھانے پڑنے ہیں۔ یا پرتکا  
 کوئی ان نگھوں کو۔ اوٹھائے اس لگا ہوں سے توبہ کرتی ہوں۔ زندگی بھر  
 کے لئے توبہ کرتی ہوں۔ انہی انتہین کبھی کسیورت اوگنی۔ دل سے زبان سے  
 ہسم سے جی الامکان کہہ کر ایسا فعل کر دینگی جو سیکو باعث نرج ہو یہی یا کیزہ  
 حالات تھے جو کبھی کبھی اکیلی ہوئی امیدوں کو لوٹا لاتے تھے یا شوق کتب  
 میںی بھاجا لے کا مہم طایفے میں۔ بے صادق کا کام۔ بتا تھا ورنہ سخت ایوی  
 میں کہ ان زندگی سے برا رہیں۔ ونا۔ رات ان کی متالی و بیفاری بن کر پڑی  
 کر دینا۔ رے۔ پھر جو یہ فعل تھا اگر کون برسوں جی سکتا ہے۔ ہر دم پریش  
 حیا میں۔ خون ہر کین۔ ایوانہ از میوط الخ اس نہیں ہو جاتا۔ انھیں نیک خیالات  
 کی بدولت اسکا اب کبھی کبھار یہی ہر سالوں کی کافی سنہ ایلیکولی نوض  
 کی کو اپنے یاد دیکھو۔ سو۔ کی صورت دیکھو اور اس سے بھلا م ہو کر آئندہ  
 بے کا نیا اور سکے دل میں کچھ۔ سرجہ بڑھا ہوا تھا کہ اس اوقات تہا بٹھکا اور  
 آگھین سند کر کے کی اسی میں ہوتی صوب کا تصور اندھتی جو اسے بنا  
 کے وقت بھی نمی اور اس حیا میں سوئے یوں گویا ہوتی۔ اسے سارے لی با  
 اب مجھے آپ زیادہ تر ملے اس کے بوجھ میں نہ ہوں وہاں نہ رہتا ہوں  
 سرمایہ اساتو لفظ میں یہی  
 مدد کبھی ہوں اور وہ تو ہی نہیں

کہا ہے۔ اس قسم میں نہیں تو کسی ختم سابقہ میں ضرور کج نیت نے کوئی گناہ کیا ہوگا  
 کیسے آدمی خلل ڈالا ہوگا یا کسی میں بھیج دیا کر آیا ہوگا۔ کسی بکس۔ راضی آتش  
 غضب کو ٹھنڈا کیا ہو یا اپنی طاقت کے زعم میں آکر گزرو کو ستایا ہو کسی سادہ لوح  
 کو یا کاری کے جل میں بھانک چپن بنایا ہو یا طمع میں آکر کسی کا دل دکھایا ہو ضرور  
 کوئی نہ کوئی مینے ایسا ہی گناہ کیا ہے۔ اسی کا یہ ثمرہ اعمال ہے۔ بہر سب  
 اپنے ہی کئے کی سزا ہے کسی غریب کی زمین کچھ خطا ہیں جیسی کرنی اپنی بھرنی۔ یہاں  
 بھرتا آگئی ہیں کوئی خطا نہیں۔ مجھے اب آپ سے کوئی طعن نہیں۔ نہ وہ نہیں نہ بھٹکا  
 ہیں۔ جتنک مجھ سے بخت کی تعدیہ جو اپنے ہی اعمال کے عمرہ میں ہی ہے بکڑ  
 رہی ہے آپ بھی ناراض ہیں۔ متبک میں اس اساموں کی کافی سہائت لگوئی  
 تب تک آپ کہا سب ہی کی نظروں سے گری ہوئی۔ مایہ پی میں اپنی بھی  
 گنہگار ہوں کہ آپ خلیقا کو اتنا تک خطا و ارجاں نہیں بھی۔ آپ ہی کی دان بیاک پر  
 یہ سب لازم لگا رہی تھی۔ دراصل خلیقا کو خطا وار ٹھہرانا بابے گناہ کہ گنہگار تانا بھی  
 ایک بڑا گناہ ہے۔ حیف! میں ایسی بھولی۔ بن ایسی جھڑو گئی میں نو بہر سب کچھ نہ  
 (کتب مقدس) میں ٹیڑھی ملی ہوں کہ دیا کے تمام رنج و آرام ابے ہی ایک درد اعمال  
 کا نتیجہ میں ۵

گندم از گندم سرورید جو زہو  
 از مکافات عمل غافل مشو

افسوس! میں نے سب ٹیڑھا ٹیڑھا یا خاک میں ملا دیا۔ ایسی غافل ہو گئی۔ ہاں!  
 دنیا کے یہ رنج و محن۔ اندوہ و غم غلظت الم بھی کس بلا کے جاسا ہ میں کہ عقل و ہوش کو



آتے اور گلاب سے سواروں پر ڈھلک ڈھلک کر زمین پر گر پڑتے ہیں  
اسکے سسّخ سسّخ چہرہ پر اب سیاہی دوڑتی جاتی ہے۔ اسکے وہ گھوڑے  
و اے بالوں کی لٹین کو کبھی گنگمی کر کر کے سوار سے جاتے تھے اب  
اگچھ اگچھ کر رہ جاتے ہیں اسکی بقیراری ل و بتیابی قلب کا حال کچھ نیوچھے  
کہ کس درجہ بڑھی ہوئی ہے ۵

شعلہ و برق و شر بھی بننے لکھنے پاؤں

بقیراری میں نہ پایا اس نل متاب سا

ہاے! اکبر حسن سے مخالفت کی گئی ہے۔ کس معصوم۔ انتہا کا ظلم ہو رہا  
ہے۔ آہ! یہ بھولی بھولی صورت اور اسی پرستہ۔ جبہ اسٹھتی ہوئی اجوائی  
کے دن اور یوں تنہائی میں گزریں۔ ہر شب اب کی طرحی ہوئی اسگین اور  
اسطرح دل کی دال میں ہی رہ جائیں۔ افسوس ۵

بفصل گل میں مقدر نے اسکو خار دیا

پھنسا یاد ام میں کھانے نہ دی چین کی

بہار آتے ہی کچھ تغسل نصیب ہوا

ہزار حیف کہ نکلا۔ حوصلہ دل کا

آہ! یہ نہ خاسا کلیجہ اور اوپر اسفہ رنج و غم کی چڑھائی۔ یہ شیلی اکھڑاں  
اور یوں خون زل بجائیں۔ ہاے! اس ظلم و ستم کی کوئی انتہا بھی ہے  
اسکا کوئی پرسان بھی نہیں۔ پرسان بھی کون ہو جب بادشاہ وقت ہی کسی یگینا  
پر ناحق ظلم کرنے پر آمادہ ہو جائے تو مظلوم کس سے فریاد کرے۔ کسکی تاب



لسنت نکا خیر کو کچھ ہو۔ آپ کو تو بھی نماں نہیں دینا چاہئے۔ اگر آپ بڑا راضی ہے  
بھی تو ہمیشہ نبی پر مکی۔

انجنا۔ ہاں یہ تو میں بھی خیال کرتی ہوں۔ بالکل خراس نہیں ہوں۔ سراس ہی چالی  
تو زندہ کسے سہاے نہیں ۵

امید ہے وہ مانت ہی اس دھان

امید ہے وہ جسکے سبک تھا جہاں

یہ باہر موتے ہوتے ات زیادہ گزر گئی بسنت نکا کی آنکھوں میں نمین  
آج ماری ایسا رنگ دکھائے لگی۔ انجنا نے اسکی آنکھیں خمار لودہ دیکھ کر اسے  
مہا بھوٹے پر غور کیا اگر آپ کو ڈن ہی بدل بدل کر دیں نکال دیا۔

انظرین عریب انجنا کو ایسے بارے کی انتظار میں مینا ہی دسمباری سے  
دو عار اس ہی نمین گہرائی میں۔ اتو مہیوں۔ لوبت یہ کلبی۔ ساس کے

تو بھی اب کچھ دے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ روت نہ بولنا چاہتا  
بھی کہ کر دیا۔ سب ہی کو اس چارے سے نفرت سی مولی جانے لگی سچ ہے  
سے پل نہ چاہے اسے کون یلے ہے۔

جیسے اوسے اک شب اسید ظاہر کیا تھا اب سچا ثابت ہو گیا اسکی حیران

نصیب اور فرات کی کاوشیں تھکے تھکے سخت افسوس آئی مگر سوائے اس ہجران

نصیب گونہ دلجوئی اور تسکین یہی کرتے رہتے تھے یہ چارے بھی اور کر ہی کیا

سکتی تھی۔ امیدیں روز بروز اس سے بدلتے لگتیں۔ ہاؤ سگا رست

ترک کر دیا گیا۔ اس آنکھوں سے نہیں کبھی مہر مہر جانا تھا اب آنسو بہ کر

انجنا۔ اور جھیکنا ہی کیا ہے۔ تقدیر کی گردش تو اسی کو کہتے ہیں کہ کسی کی  
کسی کے سر پر ہے۔

بست تلمکا۔ آپ نے یہ یقین ہی کیسے کر لیا کہ وہ ناراضگی آپ ہی پر پڑی  
انجنا۔ مجھ پر نہ تو اترتی تو اترتی کس پر۔ دے بھلا سر کیسی کو کیا جانیں۔ اور کیا کسی  
سے کیا تعلق۔ دے۔ دے۔ کر کے سر کیسی کا کر ہی کیا لیتے۔ ان کے دل میں سر کیسی  
کی باتیں سن سُنکر نہ معلوم میری جانب سے کیا کیا بُرے خیالات پیدا ہوئے  
ہو گئے اور کسی گنگنے والے نے معلوم کیا کیا جا کر جھوٹ سیج لگا دی ہوگی میرا  
ماتھا تو اسی وقت کھٹکا تھا جبکہ اس بد ذات سر کیسی کے کزشت الفاظ کے  
تیر میرے دل کو چھید رہے تھے اور میری دہم آکھ لکھنے لگی تھی۔ گواستے ہوئے  
بد بیچ کا خاتمہ میں دین تک سمجھی تھی جبکہ دے ناراض ہو کر میرے اور ان کے تائین  
کے سمجھانے سے سگے تھے۔ یہ خبر تھی کہ اسک بھی وہ بد شکینی لپٹا کر رکھا ایگی  
بست تلمکا پہلے تو مجھے انکی بار بار لگی کا شبہ ہی محاکہ بتا دے مجھ پر ہو کر اب وہ  
شبہ در بھ یقین کو پہنچتا جاتا ہے۔ ان کے غور سے بالکل بدلی ہوئی معلوم  
ہوتی۔ ہے دو ایک روز سے میں ایک دو بات ہو رہی ایسی ہی تاثر ہی ہوں جو  
انکی ناراضگی اور بے رخی کا اور بھی پکا ثبوت دے رہی ہیں۔

بست تلمکا۔ دے ایک دو بات کیا ہیں

انجنا۔ ابھی میں انہیں زبان پر نہیں لاسکتی متیک کہ اچھی طرح دیکھ اور آرا: ان  
شاہد میرا ہی خیال غلطی پر ہو۔ اگر سبہ اخیال ٹھیک ہے تو وہ بائیں چھپی ہوگی  
خود ہی دس یا سچ دن میں تجھے بھی معلوم ہو جائیگی۔

وہی الفاظ تمام ناراضگی کا باعث معلوم ہوتے ہیں۔ بھالوں اس سزین سرکسی  
نے مجھ سے کس جسم کا بدلہ لیا ہے (آنکھوں میں آنسو ٹھہر کر) اور بھون نے تو  
اینی کہی نہ میری تسنی خواہ خواہ عرصہ کرٹھے۔ نہیں معلوم کب تک مجھے اسی  
سج و غم میں ملنا پڑے گا۔

فراق یا مین لب پر ہمارے آہ و زاری ہے  
وہ قوت نے ستا ہے کہ غم آنکھوں پر

سنت ملکا مانی۔۔۔ تہنہ جی کیوں۔ اوکو آئی طن کچھ راضگی  
نہیں ہوگی اس تہنہ کی باہر بھلا اونکے کان تک پہنچے ہی کیسے ہوگی۔  
وہ ان آئیے اور ہم یہ نہ کہہ سکتے سوائے اس وقت کوئی اور تھا کھی نہیں  
حوالے سے مانگا۔

انجنا۔۔۔ سب تلک سے وہ بدی کہاوت جی ہوگی کہ آئی ہو بھون ہوئی  
یوٹون۔۔۔ سب بات منہ سے باہر آجالی ہے تو اس کے بھیل جانکا کوئی تعجب  
نہیں تھا ریلٹی ہے اور وہ اس کے بھی نوکان لگ جائے میں (دیوار سے گزرتا ہوں)  
اس لئے ہی نوکانوں نے مانی من بھی اسی بات منہ سے کالنے کو منع کیا  
ہے جو سن پانے پر کہ نوکانوں کا خطرہ ہو۔

سنت ملکا۔۔۔ ایسا اگر ہر کسی طرح وہ بات اور کئے کان تک پہنچ بھی گئی  
ہوگی تو آپ سے نہ ہر بات سنوں ہوں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس وقت آپ کی  
رمان سے تو ایک اور، مٹی ہر قسم کا بہن کھاتا تھا۔ پھر آپ کی آہیں کیا خطا  
عصا آتا اور سہا جی۔

انجنا۔ بس اسی بات سے کہ اتناک جھانگے تنگ نہیں۔

بسنت تلکا۔ یہ تو ناراضگی کا کوئی کافی ثبوت نہیں۔

انجنا۔ مجھے اسلئے اور بھی شے ہے کہ یہی ان ہر دور پر کا عرصہ کبھی یا تنگ مرنہوا ہو۔  
بسنت تلکا۔ نہیں وہ عرصہ اتناک نہیں رہ سکتا۔ وہ تو اوسى وقت سے  
ہو چکا تھا جب آپ کے اور ان کے مٹانے کا کروٹ نہیں سمجھا کر مٹا لیا تھا اور  
کوچ سے باز رکھا تھا۔ سواست اسکے اس عرصہ کا آپ سے کیا تعلق جو آستى  
کی وجہ سے آئیے پاس نہ آتے۔

انجنا۔ مجھے تو یہی شبہ ہے کہ وہ عرصہ ابھی مرنہوا ہوا۔ اور وہ بھیر ہی معلوم ہوتا  
ہے۔ اونھوں نے بھانورون کے وقت بھی جکا اگر گریں کرانے کی رسم ادا  
کیجاتی ہے میری کلائی کو کچھ جھٹک کر یہی سے اپنے ہاتھ میں تھاما تھا اسوت  
تو بنے اسپر کچھ دھیان نہیں دیا بلکہ اس ہاتھ جھٹکنے کو بھی ایک قیصر سمجھ کر اب  
اسے جرحہ کے سکوت اور بیخوشی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی قیصر نہیں۔  
بسنت تلکا۔ آپ براسی ناراضگی کی کو ان بات تھی۔ کچھ سبب بھی تو سمجھیں  
نہیں آتا۔

انجنا۔ بسنت تلکا تم حاسی ہو کہ جب دن اوڑھے آتے ہیں تو سبب  
دوب کو کوئی نہیں دیکھتا یہ کچھ میری ہی تقدیر کی گردش معلوم ہوتی ہے تمہیں  
یاد ہو گا کہ مسر کینیسی نے بھانورون سے دور در پہلے رات کے وقت اونکی  
تحقیر کے کچھ الفاظ زبان سے نکالے تھے۔ بس ہی میرے حق میں زہر ہو گئے

لے ہاتھ میں ہاتھ کرنا

یہ جانگی۔

پچھتر صد سال تو اس بچاری کی آنکھیں اسی انتظام میں ہیں کہ کب ہنسی ہوگی صوبت  
سنانے آئے اور ان کے بڑے بڑے ہکراؤں کی بلانیں ہیں۔ مگر آہ! وہ پیاری صوبت  
کہاں ہے اس کا تو کوسوں بھی یہ نہیں یہ لفظ استنباق بیفادہ الہی  
رس ترس کر جان دے رہی ہے۔ اب ایک روز شام کو انجنا اخیال  
میں بیٹھی ہوئی بالکل لاپرواہی کھی لبنت تلکا سے اس کے پتہ راب  
ہمدید ہیں اس کے ہمراہ بھی تھی اس طرح مخاطب ہوئی۔

انجنا۔ (نہایت ایو سا۔ لیجی میں لبنت تلکا۔ کیا برتیم کے درشن مجھے کھی  
ہوئے۔

لبنت تلکا۔ (جیسا کہ اور انجنا کی طرح حرت کی طرح دیکھ کر کیوں آج  
آپ نے یہ کہانات کہی۔ آئیے دشمنوں کو ان کے درشن ہوں۔ آپ کو کیوں  
میتے۔

انجنا۔ مجھے انتظار کرتے رہے یہ۔ در سو گئے وہ تو اس طرح کو بھٹکتے بھی  
نہیں معلوم نہیں کیا دل میں ٹھان لی ہے۔

لبنت تلکا۔ بی بی آپ تو کیم الہی۔ یہی کی سی اتین کرتی ہیں۔ اکھی یہ  
دل ہی کتنے گز کئے ہیں۔

انجنا۔ (آنکھیں ڈٹے بالکل لبنت تلکا۔ مجھے البتہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھ کوئی  
خفلی ہے۔ مرنے والے دنوں تک مجھے اسے۔ بھول جاتے ایک نہ آئے انظر بہ  
لبنت تلکا۔ خفلی؟ کیسی خفلی؟ آپ نے۔ آپ حاکم علی ہے۔

وہ ساعت نیک کب ہوگی جو دلچسپوں سے دل کو

میرے پہلو میں وہ دلبر اغوا آ جاوے

پہلے تو اس ناراضگی کا سبب دریافت کرونگی۔ اگر میری طرف سے کوئی بات باعث ناراضگی ہوئی ہو تو دست بستہ قدموں میں سر جھکا کر اپنی خطا معاف کرالوگی اور نوکونی خطا ہوئی نہیں معلوم ہوتی اگر ہوگی تو اسی میں مسکھ کیسی کی سخت کلامی کی بابت ہوگی جس میں اصل میری نوکونی خطا بھی نہیں ہے۔

اس طرح بہت سی باتیں تو اسکے انتظار ہی انتظار میں گذر گئیں جیوں میں وہ کہہ رہے تھے تین تین اب اسکی طبیعت کا اشتعال کچھ زیادہ ہو گیا تھا۔ اب زیادہ جھنجھنی سے کھٹنے لگیں۔ جب کالی کالی انوں کی ٹھٹھاں اٹھیں تو جھکتی تو اور بھی زیادہ اپنے پیار سے بی کے انتظار میں آ رہی تھی۔ کرڈٹوں پر کرڈٹیں بہتی۔ اور اسی انتظار میں اندھنہائی آتے آتے رات بکا اٹھتی۔

میند کو بھی نیند آ جاتی ہے ہجر باب میں ۵

کرڈٹیں لیتے ہی لینے صاف ڈھڑھالی جڑید

اس بچا ہی کو یہ کیا خبر تھی کہ دل کی سب آرزو میں دل ہی میں نہیں کر چاٹنی کی آہ! اس معصوم کو کیا معلوم کہ زندگی کا بہت سا حصہ عدالتی کے صندوق اور فراغ کی کا دنیوں ہی میں ٹپ ٹپ کر گزرا یا ٹپ ٹپ۔ یہ دمن کی دیو سی کہا جانی تھی کہ بہہ اور بہرتی ہوئی جوانی۔ یہ کھڑا ہوا جو بن یہ کیسے پہو میں لیٹ لیٹ کر میش نائے کے دن یوں ہی نکل جائیگے اور اکابر قدر کر سوا لاکوٹی ہوگا آہ! اس ناکرہ گاہ کو اب تک بھی یہ خبر تھی کہ میری یہ تمام! یہ ناکھوں کی راہ خون و کچھ

چادر سے نچھڑھایا ڈھانپ کر سو سو جائے میں اور اس تندرستی بخت وقت اور  
 پر اتنا کہ بھجن اور دھیان میں مرت کرنگی بیش تہی گھڑیان بڑی ہیقدری اور لایروائی  
 سے گذار کر اپنی صحت جسمانی کو بگاڑنے اور آئندہ زندگی کو تلخ کر نیکا سامان کر رہے  
 ہیں سادہ لوگ جن بھر کے تھکے نامے شب گزاری کے لئے مسافر خانوں میں  
 آٹھیرے تھے اب ایسا اپنا بستر ابھیال سوخت کی سام دھچپیوں کا لطف  
 اوٹھاتے اپنی راہ جارہے ہیں وہ سلسلے کے سہاڑوں میں کچنا صلو کہ کسی راجہ کا  
 سکڑون اور گھاٹیوں کو جلد جلد طے کرنا ہوا ذرا مغربی گوشہ کو دیا ہوا اتھال  
 کی جانب لوٹا کیسی غنیمت پر دھاوا کر نیلے لہریں دیکھو کس تیز رفتاری سے جا رہا ہے۔  
 اس شکر میں تو سکوئیوں کی بھڑیہ لہریاں ہوا لہا آئے۔ اتنا۔ یہ نوراجہ پر ہلا د  
 کا لستہ کہ جو ان سرور کے کنارے پر راجہ ہندوستان کی راجہ دلا رہی  
 انجا کو یوں انجے کے ساتھ سایہ آج فیورے ایکھا کے بعد وہاں سے نصرت  
 ہوا ہے اور بہت سال روز جمیع میں لکیر اپنی راجہ مانی آوت یوں میں ہوئے غنیمت  
 شوق میں گرمی کے سوچ کی جلد پھیلنے والی تہ کر لون کے حوت سے صبح کی ٹھنڈ  
 ٹھنڈ میں قدم اوٹھاے ما۔ ہے نہ میں داخل ہو کر اپنے سکان پر ہو پختے  
 میں وجہ لوگ ایسے اپنے نہیا رکھواں کھول کر رکھتے ہاتھ میں دیکھ کو کا ہے  
 باجے سے شاہی محلات میں ہیہ نچا دیا کیلے۔ ستا ہوا دیوان انجے کو اس سے  
 کچھ ایسی لغت ہو گئی ہے کہ صوت تک دیکھے کی تہ کھاٹھے میں ادھر  
 روز انتظار کی گھڑیاں لگی جاتی ہیں کہ کب پریم آکر مجھے گلے لگائیں کب میں ان  
 کی پیاری پیاری صورت جی بھر کر دیکھوں ۵

دل سار فین حبکا جلا ہو گیا ہو یا رہ

وہ اینی بکیسی یہ نہ روئے تو کوا کرے

سنت رُت اب ختم ہو چکی ہے۔ بیا کھکا مہینا شروع ہو گیا ہے۔ گرمی  
روز روز اعتدال کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ آج صبح کا ہانا سنا سنا ہے  
پو پھٹ گئی ہے۔ تو کوا عالم زمین سے آسمان تک پھیلتا جاتا ہے۔ رات کی شب  
میں نہایا ہوا سبز ہر ہر پارٹن لہلہا رہا ہے۔ طرح طرح کے کھوٹا کھل رہا ہے  
میں۔ قسم قسم کے رند بوجھتے ہیں اپنے پروں کو سمٹے ہوئے اپنے  
نشینوں میں جیسے بیٹھے تھے اب پیچھا چپکا کر کھٹے آئے ہیں اور اڑ رہا ہے  
رضین کی ٹہنیوں اور پارٹن کی چوٹیوں میں ٹھہر چکا ہے اور بھر کھنکھن رہا ہے  
باد ہلکا فضا سے آسمانی میں اٹا اڑا رہی خوش آمد صدائیں اور شیریں نعیموں  
سے اسوقت کی ڈیس پیوں کو ادب بھی دے دیا اگر ہے میں طلبین شایع کل پٹھیں  
ہوئیں جو سسر سے اعراس عیان کر رہی ہیں۔ اسوقت کا منظر اصل کچھ ایسا لطف  
خیر ہے جسے دیکھ کر ہر شخص کی آنکھیں جود خود کھل جاتی ہیں اور وہ بخیر  
جورات کے وقت ہر شخص کے لئے گویا پیام موت نبی ہوئی ایسا جادو جھرا  
ڈال رہی تھی ہوسیار سی اور بیدار سی سے سداں ہوا اور کنگے گئے ہوئے ہوتے  
جو اس کو پھر داس لارہی ہے۔ ہر ناماد بادل لوگ سندھیا اور پاسنا  
رہ چن چن وغیرہ اپنے معمولی روزانہ فالغیر سے فانی ہو ہو کر اپنے اپنے  
کار بار دیوی میں مصروف ہوتے جاتے ہیں۔ کوا بعض بعض سنت دکا ہاں تک  
بھی بستر پر پڑے ہوئے اگر اکیان کے لیکر پھر آنکھیں بند کر لیتے اور





چھپکے لے لے جاتی ہے۔ ہرزہ و مرو کے ہرون پر نشا بست نما بان سے تمام  
 رہیں اور مریجو سنکرت نظم میں کچھ پڑھ کر پڑھ کر ہی سرگرمی سے ادا کجا رہی ہیں۔  
 آج عقد کا مبارک دن ہے آفتاب غروب ہو رہا ہے ستاروں کی تاریکی ہر جہاں نظر  
 پھیلتی جاتی ہے جس کے دگر کر نیکی کے لئے ہم نے چھٹا نامہ میں نا جاننا  
 کئے مبارک ہیں۔ توڑن (دو بار بار) وغیرہ کی رسوم اور ہائے لہجہ گوارا  
 باگ بھانورون کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ بواہ منڈپ میں جن وید کی ساری  
 لاکھ کر تریسے رکھی جا رہی ہیں اس منڈپ کو اجپہن زمین نے ۱۶ اندھیل  
 اور اتنی ہی عرض صاف و ہموار زمین کے چاروں گوشہ میں ماریٹالی سواں  
 اور چاروں اطراف میں چار چار تقری ستون قائم کرائے اور ان کے مابین میں  
 طری آرایش کے ساتھ تیار کیا ہے۔ کانوں میں رکھ دیا اور ہاتھوں میں رکھ  
 گئی ہیں چاروں طرف چار دھڑے دروازے ہیں۔ یہ دھڑے واریٹالی میں  
 ہوا میں بل بل کر کچھ عجیب لطف پیدا کر رہی ہیں رنگ۔ تاک سے متعبوار ہوا کو  
 ریشمی دھاگون میں گونہ گونہ کر منڈپ کے چاروں طرف مالیاں کچھ اس دھڑوں  
 سے لگائی گئی ہیں کہ دیکھنے والوں کی نظر ان پر گہرا بہت میں آتی جاتی ہے اس  
 منڈپ کے وسط میں کنیاں کے ہاتھ سے جارا ہاتھ لپی اور ہاتھ بٹور رہی اور اب  
 ہاتھ اونچی ایک بیدی سے جیکے اوپر شہزادی تیں کنیاں بیٹھ رہی ہیں۔  
 اوپر کی لٹنی پر سنکرت زبان میں لفظ اوم (ॐ ॐ ॐ) تہایت خوبصورتی کے  
 ساتھ لکھا ہوا انی غفلت لوگوں کو جتا رہا ہے۔ دوسری کٹنی پر آتش گونہ  
 ریشمی پارچوں میں بندھے ہوئے اور تیسری پر آٹھ گھل درپ (اشیا سعید) چھتر

بہت نہ مٹی اسوقت یاس آکر معلوم اسکے مکان میں چمکے سے کیا کہہ دیا رنگے  
 چہرے سے اُسی اور یکساں ہی کے تمام آثار یکایک کاغذ ہو گئے۔ اکو فیاض  
 دیکھ کر سب کا اہل دروہا۔ اٹھنا بھی جاں من مان آئی معمولی سدرنی جو کچھ  
 قد شہرہ اسکے ظاہر تھا۔ دن سے اسکی تکیں دکھ کر خست ہو گئی تھی اب  
 تھوڑے دن بعد دیکھ کر لگی۔ چہرہ پر نشا داشت نما بان ہوئے لگی سب تہی سہیل  
 مٹی کی حالت طاری ہوئی۔ حجابِ مخمور نہ لگیں۔ اٹھنا کی دالہ ہوئی۔ ہر  
 کھانے سے باز رہا۔ اب ہر دروہا جانپ روم سادی ادا کئے جانے کے  
 لئے تیار ہوئے۔ گریہ سے تیار بان بننے لگی ہیں۔ ادھر لوہاں اٹھے لڑکھوٹا  
 مل لگا جھلائے دھلائے کے مد ایک دھڑا دھکی۔ بڑبڑا دتہا روط اچھا کر تو  
 بابا آیا ہے۔ لیکن مدھن ساٹا استھان۔ تاکا کین وہ وہ مدھن وغیرہ  
 بعد ہر شکر نظم میں ہات خوش الحانی کے ساتھ کچھ کچھ ٹھہر کر ادا کیا  
 رہا۔ اُدھر چہرہ ادا کیا جو کہس بنا کر ہر تاکا دروہے سے اس ستین کے  
 حسن کو اور بھی دبا لیا گیا ہے۔ ظک جسکی متویں بھری ماگ۔ پہکشاں کو تو رہا  
 کہ ہے۔ عقد ثر با جسکے کان میں پڑے ہوئے تھو کون کو دیکھ دیکھ کر حیران  
 و پریشان ہے۔ اس کی بیانی کے ملک برج کی نگاہ ڈال ڈال لیر  
 داغ کھار ہے۔ افشا جنہی ہوئی میانی قمر پرستارے نمایاں ہوئے کا  
 دھوکا دے رہی ہے۔ مشک ختن کی جو جیل زلفان کی لپٹ کے سلسلے  
 کا فوٹہ لگی ہے۔ مٹی ملے ہوئے دانت تہ لید میں ستاروں کیے چمک  
 جا کیا خیال سید کر رہے ہیں۔ کہن گین میں دروہا عشاق کے دلوں کو چمکے

ایسے خیال سے ہم سبھوں کی تمام خوشیاں منڈل بیچ ہوئی جاں میں،  
 دل دکھائیوائے اقصیٰ ارادہ سے اب بار آؤ۔ دیکھو تمہارے خستہ صاب بھی  
 تمہارے سمجھانے کے لئے خود تمہارے پاس آئے ہیں شکوایں بزرگوں کا تہ  
 لحاظ کرنا اور ادھار کا حکم ماننا چاہئے۔ کیا تم نے شاستر و نین نہیں پڑھا کہ ہر  
 طرح مجلس کی رون ملنا اور ان کی نصیحت سے۔ متب کی دین اسباب سے۔ نالابہ  
 کی رون کنول سے ہے اسی طرح خاندان کی رون فرما۔ اور عزیز سے ہے۔ جو  
 اولاد اپنے بزرگوں کی فرمانبرداری میں اس کے بیٹے سے جو ابھی بہت  
 اسوس! تم غفلت ہو کر بزرگوں کا کہنا نہیں مانتے۔

پون کے کمار سوخت اکل پیٹ جا بے رنجائے مارا کے۔ اس  
 کھٹے ہیں۔ کوئی جواب بنا سے نہیں بنا۔ انکے لی مداس نے نہایت  
 کہ کن خیالات کی ادھڑ میں مصروف کر دیا ہے کہ جو۔ یہ بھی کہہا اسی ہی حالت  
 ہے غلطیوں کی جیسی جاتی ہے کہ پٹنا ہی نہیں جاتی۔ ایک مانتا تو  
 والد و خسر کے ادب و لحاظ اور قرباری کے مرض کا سال۔ دوسری جانب  
 اس بیچارہ معصوم انجنا۔ ناضی غصہ کا جذبہ۔ ادھر کنوان اور کھائی کریں تو کیا کریں  
 مہینہ سین۔ (پون کمار کا چہرہ کچھ تنفر سا دیکھا اور اونکا ہاتھ کپڑا) آؤ کچھ سوچ بچار  
 بزرگوں کا کہنا مان کر سب کی تشویش ٹاؤ۔ اور خوشی و حور می سب سوچا اور اپنے  
 دو۔ وقت تنگ ہے کام بہت ہیں۔ اگر ہماری کوئی خطا ہو دیعاف کرو۔

پون بچے کمار کے دلپر انکے خسر کے اس آخری فقرہ نے کچھ اسبابا دیا  
 اثر پیدا کیا انہیں سوائے کچھ کا ارادہ تو مڑ دینے کے اور کچھ نہ بن پڑا۔



آکر اظلامدی کہ بہاراجہ صاحب کو اپنے کھانوں کو ہمراہ لے کر سفر ادا دیوں گا۔  
کے کوچ کا حال سنکر اذیت کے تیا ہمارا دھڑلہا کے پاس بیٹھ سے گئے مین۔  
ہمارا بی راوس خبر دیے والی بوڑھی سے حد رہہ ہو کر ہائین کسکا کوچ کتو مینا  
نے کیون کوچ کا ارادہ کیا

لونی (باتھ پور) حضو اسکا مال کہ نہیں معلوم۔

مہارانی۔ اچھا جلد جا کر اسکی خبر لا کر کہو صاحب کون روٹھ گئے کہ جھگی ہے اور ابھی اراٹھی دوڑ رہی یا نہیں۔

لو پڑھی۔ بہت اچھا لہ پڑھی اسی حیرانگی سے

آکواں درازا بے ہمتیوں کی باتیں بھی سن لیں کہ: سے جبار: یہ یہ: جبار سے لیا کہتے ہیں۔

مہینہ سترہ۔ (مباراحہ زہرا دے) کو سباحہ کیا کہ کوئی ماریش کا

راجہ بیرہاد - ہنہ تو کچھ ناراض نہیں کا۔ بہین معلوم آیا بات سے اچھی بھی  
 مجھ کو بھی اسکی اطلاع ہوئی ہے۔ میں اس کے پاس جا کر بھی تھا کہ اتنے میں آتے تھے  
 لے آئے (دکھڑٹ ہو کر) آئے میں اور ابھی مجھ کو دین کہ یہ وقت مافسلی  
 اور غم کا بہین ہے

راحمہ اللہ! دیندہ زمین اور اون کے محتویات کو ساتھ لئے ہوئے یوں کمار کے  
یاں آئی ہوئے۔ اور زمین کمار ہے۔ تیار خیر کو اپنی طرف آنا دیکھ کر فوراً غم سے  
ہو گئے اور ادب سے سر نیچے کو ٹھکالا۔

راجہ مہنیر حسین (شاہزادہ سے) لہذا صاحب یہ بے وقت کوچ تمہنے کیوں



اپنے ہمسایہ سنہال سمندل گھمبوں سے ماہر نکل آئے اور بجاری  
انجنا کمار سی نے جب لقاہ کوچ کی دیکھی اس آواز سننی لو کا یک اسکے نازک دل  
میں سخت جھنجھٹ مچا ہوئی۔ سوچے لگی کہ معلوم یریم کیوں کوچ کا ارادہ کیا  
مجھ کو بخت سے اس کو لایا ارادہ ہو اگر لیں مجھے رتبی چھوڑا چلیے یرا مادہ ہو  
اور تو کو کوئی خطا نہیں معلوم ہوتی اس مذات نرن سہ کبھی بے نہ در کھو سچیں غصہ  
سے کا رہے تھے۔ کہیں ہی لواد کے کان تک کہہ کر حرج نہیں ہوئی گئے کہ کیا  
ٹپٹے ٹپٹے کوچ کا ڈنکا سجا دیا۔ اسے کیا اب ران نا تھ مجھے سوں ہی ٹپٹے ہو کر  
چلے جائیکے۔ میں اب اویسی کی صوب ہر گاہ دیکھو گی۔ میں اد کو اویسی دقت سے تیر  
سمجھ کر چلتے تین رو کی گلس لکھا شادی کی رسومات ہوئے گئیں۔ ۱۰۔ اتواہ کا  
اوسودتے ہو کیا اب دوسرے کو نہیں مل سکتا میں تو مل گیا۔ یہی تھی کہ وہ ایک  
ساحت لک لگی کہ جب یریم کی من موہی یاری یاری صورت رکھو گی اور اذ کی  
میٹھے میٹھے بچن سنو گی۔ مگر نہیں بیان کو کچھ معاویہ ہی دگر گوان دکھائی دیتا ہے  
یہ لودہ تو چل ہی دے معلوم ہوتے ہیں۔ اسے ظالم آسمان تو یہ کیا غصہ  
ڈھانا ہے۔ اسے بگڑے ہوئے تقدیر سے دل میں کیا ہے۔ اسے نعیب  
تو یہ کیا کر رہا ہے اسے حرج کو فرمایا مجھے بھی منظور ہے کہ میں زندگی بھر کے لڑکی  
غم فرقت کا شکا بنوں۔ آہ میرے اقبال کہا تو اس وقت سو گیا ہے۔ اسے  
قسمت ذرا تو ہی جا کر میرے یران بنی کو اس دل جو ان کر رہا ہے ایاہ سے بارگاہ  
زمانے تو ہی مجھ سے موافق ہوا اور جا کر میرے پتاجی کو جیجھا کہ حلقہ جا کر انھیں لٹا  
لاؤ۔ اسے فلک ناہنجا اگر یہ ہم کو کرنا آئے اور مجھے بے بیاب چھوڑ گئے



باقی میں سب مذاہب یہی ہی ہیں پھر وہ دیکھن کو سناہ آئی ہیں یہیں  
دوسرا۔ ہمیں معلوم آتا ہے۔ مائے کس ریا ریاگئی چکی ہے۔ سناہ ارادہ  
صاحب کام ارج کو ایسا ہی ہے کسی بات یہ طبعیت کو طبعی ہوگی

تیسرا۔ طبعیت کو طبعی کو کوئی بات معلوم نہیں دینی ہمارا صاحب کس  
خوشی سے شادی کے کاموں میں مصروف ہیں۔ کسی نے کی کوئی کہ ہیں۔ اشارہ  
میں سے کچھ لیا ہوا ہے۔ انکے صاحب ٹرپ ریتان و طیل القدر  
اور ایک ارج نامتو الطبع ایہیں اور بلین تو ایسے دس ہوا میں شہرہ آفاق ہے  
یہاں ایسی ہی باتیں ہوتی ہیں کہ میں جوتی کا ہے کچھ کا

جو تھا۔ وہاں ہوسے کو طبعی ہوگا کس مایہ

پانچواں۔ (ہر) اب لوگ مائے ہن کی مائے سناہ ارادہ صاحب کام آمد  
پہلے اس کے سے انا ہوا ہوا ہیں جہاں سے پھر انکے مارج میں مائے یونان (ہوا)  
کیے چلے ہیں کیوں ہیں

پہلا۔ بھئی کہتے ہو ٹھیک ہے۔ آیا اب مائی ہے بہت دور کی سبھی

ایک اور (دیکھا) ابھی یہ سناہ کو کیا مائے۔ ابک کس کا ہوتے  
انہیں کچھ سناہ تھوڑا ہی ہے۔ ابھی اس نے مائی ہوا ہیں لگی ہے۔ اس کو  
کی سیر انہوں نے آٹھ کا ہے کوئی ہے وہ یہ ہوا ہوا۔ یہ سناہ  
کا موقعہ اور ایسی ہیں یہ پھر دس اور پھر کچھ کی نیازی ۴ یہ تو فیل ریا مائی کا  
طرح بہت کے مذہن میں مذہماتے۔ کچھ کا ام بھی نہ لے۔

اور ہوا ہوا لوگ اس طرح آئیں بات میں کرنے سے طبع کی تیاریاں کرنے لگے

لاکھ سمجھایا کرے کوئی متھ کیا ہے  
دل نہ چاہے تو مصلح ہم اچھس پکھس

تاریکی شب بھی اس شانہ راہ پون انجے کے ال سے بچا سی انجنا کی محبت  
کی طرح دُور ہوئی جانی ہے فضاے آسمانی میں روشنی پھیلا نہ اے ستار  
بزم فلک کو رنق بخشے والے کو اک پون کمار کے حوت جس سے ڈر کر معلوم  
اسوقت دنیا کے کس پر۔ وہیں ماکر نیسے مارے ہیں آباں راک مل رہا ہے۔  
آفتاب پون کمار کے غصہ سحر سے چہرہ لیٹھ ممتا اب۔ بلبل بچا ہے۔ ستارہ کا  
سام متب بندہ آنی۔ طرح طرح کے نیالات میں موز۔ آحر کار دل میں بہہ تھا۔  
کی کہ اس در اطن انجنا سے اس میں شادی نہ آکر لگتا۔ کوئی کا ادوہ یہ بہت ہی  
مخاطب ہوئے

پون کمار (پر بہت ہے) ستر میری طبیعت اسیاں، اہل میں گنتی ہمارے  
خیموں سے اسکا محل قریب ہے اسلئے ہمیں بار ٹھیک ماں مناسب ہند بعلوہ رہا  
ادھری حواس بد باطن کے مہم سے مس کر کے ادھر کو آتی ہے۔ نیمہ۔ ہر مل  
ہوتی ہے۔ اسکا تو نام تک میرے لئے نوا، شاں کا تاہا۔ اب اس راہ  
ٹھیرے کی مجھ میں اس میں بہری فوج کو جلد کوچ کا سلم دیدی۔

پر بہت نے پون کمار کے کہنے کے موافق فوراً لہارہ کوچی بچایا۔ نیلیاں کوچ کی  
ہونے لگیں۔ سب لوگ لہارہ کوچ کی آواز سنکر حیرت زدہ ہو گئے اور سوچے لگے  
کہ یہ اچانک بیوقوف کوچ کیا۔

ایک۔ شاہ راہ صاحب کی توتادی ہے مرن دور روزی بجا لوریں ٹیرے میں



رو بروا دسکے دل میں اپنی جگہ کر نیکی لئے اور خود غرض دوست و آشنا پر  
 کسی بھولے بھالے دوست کو دام فریب بن لائیکو اسی اسی باتیں بولنے میں  
 جو انکو سپاری لگیں اور جنکے سننے سے انکی طبیعت خوش ہوتی ہو۔ پس اگر اس  
 لونڈی کی باتوں سے اسے غظ نہ آتا ہوتا اور اس گفتگو کے سسے کی طرف انکو  
 رغبت نہ ہوتی تو اس میں کوڑی کی کوڑی کی یہ جرات ہمیشہ گنہگار کی ایسے ذوق  
 شوق سے بے کھٹکے جو چاہے کچھ ملی جائے اور ذرا دلیں خون نہ کھائے  
 اسلئے اسکو بدلت پر کعبہ سے ضرور کچھ الفت ہے۔ ضرور بدلت پر کعبہ اسکے  
 دل میں بس رہا ہے۔ پھر بھلا جن ل میں کوئی دوسرا بس رہا ہے۔ یہ ہمہ آنا  
 حق کہیں ایک بنام میں دو تلوار یا ایک ولایت میں دو حکمران کس طرح رہ سکے ہیں۔  
 میں اب اس سے شادی ہرگز نہیں کروں گا۔ اسکو وہ اسکے دل کا یا ر اور  
 ہی مبارک ہو میں اسکا دل اچھ رہا ہے۔ نیت شاستہ دن میں آہا ہے  
 کہ عاقلوں کو ظالم و بدکردار والی ملک کی خدمت گزاری سے۔ بے علم گرویدہ بیت  
 یا آچار یہ کسے آپدیش سے۔ دشمن کی پناہ میں جانے سے۔ جاہل دوست کی دوستی  
 نشہ باز یا ناتجربہ کا طبیعے غیر تعلیم یافتہ کی سواری سے۔ بی رحموں اور  
 بکاروں کی صحبت سے۔ بے عقل و تدبیر و نکی گفتگو سے کسی قانون کا یا بندہ  
 نہ رہنے والے ملک کی سکونت سے۔ کم سن راہ سے۔ جانداروں کو ایذا رسانی کا  
 حکم دینے والے دھرم سے۔ جان کو خطرہ میں ڈالنے والے زر سے۔ تہذیب  
 و بد افحالی سکھانی والی کتب سے اور غیر سے دل لگانے والی عورت سے ہمیشہ دور رہی  
 رہنا بھلا ہے۔ انکے کسی حکم آرام و آسائش کی امید کرنا عین مشیل ہے

کے سینہ پر اپنا جوہر دکھانیکے لئے ہے۔ یہ بدکار لونڈی آپکی محبوبہ کی  
 بلا صنادیدی ایسی سخت کلامی کر رہی ہے۔ اونکی آسین کوئی خطا نہیں معلوم ہوئی  
 اگر حکم ہو تو میں ابھی اس بیچ بیزات لونڈی کا سر اڑا دوں یا ایک ڈنڈی  
 کی ضرب سے اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت کر کے اس بدگوئی کا فرہ  
 دکھا دوں۔ مگر آپکو معلوم ہے کہ ست شاسترون میں جانور۔ بچہ۔ بوڑھا۔ کمزور  
 بٹیا۔ ناجزی کرنیوالا۔ لیشٹ دکھا کر بھاگنے والا اور عورت پر تلوار چلانا نہج  
 گناہ کیلئے اسلئے ان پر تلوار اٹھانا آپکو زرب نہیں دیتا۔ جو بہادر ہیں جو عالی  
 مال خانان۔ یا رے ایسی نازیب حرکت سے اپنے وقار کو نہیں گھٹاتے۔  
 ایسے بوج کا وہ سے اپنے نام کو داغ نہیں لگاتے۔

یونان : اے عرصہ کو بکا اور تلوار کو نیام میں کر کے، اچا تو اب یہاں سے  
 چلنا چاہئے

دونوں اسی بیان میں سوار ہو جیسے چھپے چھپے آئے تھے ویسے ہی چلے  
 یونان : اچھے کمراہ میں سوچتے جا رہے ہیں کہ انجنا کے دلین ضرور بڑھتی ہیں  
 کی محبت سے درز ہماری انٹی بڑائی کیسے بھلتی اور اسکی ایسی بھلائی کیوں نہنتی  
 اگر اسکی تعریف اور میری توہین اسکی طبیعت کے خلاف ہو تو کیا اس دلیل کو ہڈی  
 کی یہی مجال تھی کہ ایسے الفاظ زبان پر لا سکتی۔ نوکر چاگردن۔ خدمتگاروں اور غلاموں  
 کا اکثر یہی خاصہ ہوتا ہے کہ اپنے آقا کی طبیعت جھڑن مایل دیکھتے ہیں اویسی طرح  
 آپ بھی جھٹک پڑتے ہیں۔ اونکے خوش کرنے کو اونکے دل کی سی مٹھی مٹھی ہاتھ  
 بندنے لگتے ہیں۔ جیسے کہ خوشامدی امیر و امرا کسی معقل خوشامد پسند راجہ

دنیا کو فانی اور بیچ جان اوس سے ننھ موڑنے والا ہے اوسکے ساتھ شاہی  
نکی نہیں تو اوس نیک نہاد شاہزادہ کی شوہری میں ہر کر عیش زندگانی مٹا نہیں  
کا بھی بھلا تھا۔ اسکو اور ان کو تو زمین و آسمان کا بٹہ ہے۔ ایسے ایسے تو  
اونکے قدموں میں اپنا سر گرگرتے رہتے ہیں۔ پھر اونکے مقابلہ میں سیون کی  
شوہری میں ہر کر سینکڑوں برس بھی خطا و غٹا یا جاسے تو کس ارتھ کا۔

شاہزادہ یون اپنے اس اشنک و جگر حواس گفتگو کو اب زیادہ رہسار کے  
یکایک چہرہ مارت غصے سے تھک گیا۔ پل بھر میں دل کی حالت کچھ اور ہی ہو گئی۔ اکھن  
میں خون اتر آیا۔ دانت پیئد شمشیر نیام تے نکال، اور یہ سوچ کر کہ یہ انجنا  
میری بگوئی کے الفاظ کیسی گمان لگائے سن رہی ہے اور جبکے سنے اس  
لوہڑی کو یہ تاب کیسی لرخت گفتگو کرتے درادل میں نہیں کسی۔ دیون کے  
سرتن سے جذبہ کرنے پر آمادہ ہوا اور پرستے مخاطب ہو کر کہا۔

یون اب نے (شمشیر پہنہ ہاتھ میں لئے ہوئے) دیکھتے ہو یہ لوہڑی  
کیا بک رہی ہے اور وہ چٹکے چٹکے چٹکے سن رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انکے  
دل کا پیارا تو بڑت پر بھج ہے دیکھو وہ اسوقت انکی کیا سہاے (مرد) کر گیا۔  
پر ہست (یون) اب کما کر غصہ میں بھرا ہوا دیکھا اور ذرا پیچھے ہٹ کر دھیمی آواز  
سے دیکھتے کہیں ایسا غضب کا نا کیا آپکی تیج تیراں میں عورتوں کے سپر  
چلنے کے لئے۔ کیا آپکی شمشیر ان کمزور ناتوان نازک اندام ہا زینوں پر دراز  
کر نیکے لئے۔ نہیں نہیں بڑا ارتھ ہو جائیگا۔ یہ غصہ تو بڑے بڑے سورہروں  
بڑے بڑے پہوانوں۔ بڑے بڑے بہادروں۔ بڑے بڑے مغرور دشمنوں

ہاں خوشی کے بھوئے نہ سماتے تھے۔ دل ہی دل میں باغ باغ ہوئے جاتے  
تمھے کہ اتنے میں ایک اور بھی مڑھ کیسی کہنے لگی۔

مسکریسی (منہ مسکڑا کر اور سر ہلکا کر) بسنت لگا۔ تو نے یوں کہا کی کہا  
کوئی کی۔ وہ شانہ راہ پڑت پر بھجے کے پاس گنگ بھی نہیں ہے۔ مینے

پڑت پر بھجے کے اوصاف بہت لوگوں کی زبانی سنے ہیں۔ وہ فوجان حسین  
ایسا کہ صد ہا گال اندام و نازک مزاج شانہ راہیان کی غلامی میں رہنے کی آرزو مند ہیں

نیک کردار و نیک طواغیق و خوش فراموش ایسا کہ ہر کہ و مہ کی زبان جسکے اوصاف میں  
لال ہے۔ مہر و زخا ایسا کہ جسکی صورت دیکھ کر ہی چاہے کوئی دیکھیا ہی آتش غم

میں جل رہا ہو۔ سیدم سنج و غم کا فورہ ہو جائیں با ادب ایسا کہ ہر فردش جگنا ناخو  
ہے۔ جسکو فن سیلہ ہی میں وہ کہاں کہ میدان جنگ میں کبھی شہیت ہی نہیں دیکھا

سودہ ایسا کہ جسکا نام ہی ستر دشمنوں کا دل کانپنے لگی۔ دولت و عظمت  
جسکے قد و نون کی خاک ہیں۔ جسکے نور علم کی روشن کرین دور دور تک اپنی روشنی

پھیلاتی ہو کہین صد ہا بنی انسان کی تاریکیوں کو دور کر رہی ہیں۔ غرض میں کہاں تک  
اوسکے اوصاف بیان کروں۔ جس طرح قطرات باران و ذرات ریگستان کا کوئی

شمار نہیں اسی طرح اوسکا اوصاف کا کوئی حساب نہیں۔ ہماری شانہ راہی صاحب  
اگر اسی شانہ راہہ بند اقبال کو بیابی جائیں تو دنیا میں انکی برابر خوش نصیب کوئی

نہو تا۔ انکا اس قابل انسانی میں انیکا شمرہ انکو مل جاتا۔ مگر کیا کیا جاے امر تقدیری  
ہے۔ مہاراجہ صاحب نے تو دنیویوں کی صلاح سے اول اسی شانہ راہہ

کو بیاہنا یا تھا کہ یہ سن کر کہہ بند ہی سال میں تارک الیہا ہو جوالا ہے اس

تسراو سکی جین سے داغ کھائے

میر نو پیش ابرو سر جھکائے

دراصل یہ پیش نہین ایک آفتِ جان ہے۔ واقعی یہ جمال نہین ایک لائے نگہبان ہے۔ کیا عجب ہے کہ اس غصے کے سن کو دل رکھنے والوں کی آنکھیں دیکھنے کی تاب نہ لاسکین اور ان پتے پتے یا قوتی رنگ کے نازک نازک مسکراتے ہوئے ہونٹوں کے اندر بجلی کی طرح دانتوں کے چمک جانے پر اپنی جان کو بھی نشانہ کر بیٹھیں۔ اس طرح شانہزادہ کی پرنشوق نظر کچھ للیالیا کر اور حسین صورت پر بڑی تھی کہ کان ایک سیریلی کی دل خوش کٹن باتوں پر جلا گئے۔

بسنتِ تلکا (ایک سہیل شانہزادی انجنا کی طرف مخاطبہ کر) شانہزادی صاحبہ آپ بڑی خوش قسمت ہیں کہ ہمارا جہ صاحب نے یوں کمار جیسے لائق و فائق۔ عالم و عامل خوش مزاج و خوش اخلاق حسین و جمیل شانہزادہ کے ساتھ آپ کا عقدِ مبارک کرنا ٹھہرایا۔ ایسے شانہزادہ کی شوہری میں رہنے سے آپ کو وہ حظ نصیب ہوگا جو کسی دوسرے کے کسی طرح ممکن تھا۔ آپ کو عیشِ دنیا اور لطافتِ زندگیانی ایسے ہی عالمِ انان شانہزادہ کے پہلو میں بیٹھنے سے مل سکتے ہیں۔ جیسی آپ نازک اندام اور حسین ہیں ویسے ہی دوسے اسکے قدر شناس ہیں آپ کو ایسے راجہ کمار کی محبوبہ بننا مبارک ہو۔

شانہزادی انجنا بسنتِ تلکا کی یہ مبارکبادی کے الفاظ سن سن کر دل ہی دل میں خوش ہوتی تھی مگر ظاہر اسے شرم و حیا کے سکڑی جاتی تھی اور بچی بچی کر کر لیتی تھی۔ ادھر لوہن ابھی کمار بھی اپنی اس قدر تعریف کے الفاظ سن کر



رات کا وقت ہے جو دھوپ رات کے چاند کی گھڑی ہوئی چاندنی اوکھے اور نیچے  
درختوں کے پتوں سے چھن چھن کر زمین کے صاف و شفاف چہرہ پر نشان کی طرح  
نظر آرہی ہے۔ پرست اور پلون انجے کمار ایک جھوٹے ہان (ٹیلون)  
میں بیٹھے ہوئے آسمان کی راہنما ہادی انجنا کے محل کی طرح کرہار سے ہن او  
آن کی آن میں اس کے ست کھننے محل یہ پونچکے ہیں جہاں وہ رشک و صبر کی چو  
کنیز ان اوگل اندام سیلیوں کے دیہان نہایت قیمتی پوشاک پہنے ہیں گاہ کے ٹھہری  
ہے۔ اس پاس ٹھہری ہوئی سیدیاں اس سے ہنس ہنس کر کھینک رہی ہیں۔ پرست  
اور پلون انجے چپکے سے اس محل کے تھرو کوں ریزو تین کی جھاڑی اوٹ میں جھپک  
جا بیٹھے ہیں۔ پلون انجے کی مستانی نظر سیکی تلاش میں اوں جھاروں سے گدگد کر چکے  
چپکے جا رہی ہے اور اس زمین کی ستیہ سلی بھولی بھالی حدین صورت پر گزرتے ہی انکے  
نظر فیتہاں کو اور بھی بے قابو کئے دیتی ہے۔ آنکھیں عاوجہ بستہ دوست جہان  
میں شعلہ رخسار سے کاٹا نہ مبر و تحمل مل گیا۔ چہرہ پر چھیلی ہوئی زمین زلہیں اٹے لے  
و بال جان ہو گئیں۔

پاسے رنگین سے دل ہوا مال

زلفین چہرہ یہ ہو گئیں جنجال

دل ہی دل میں کہنے لگے کیا سیار گھڑا ہے۔ کیسی جادو بھری آنکھیں ہیں۔ بھلا  
مونی صورت اور اس غضب کی نزاکت کو دیکھ کر کوئی ایسے داکو سنبھال سکتا ہے  
چاند جسے غمور ان جہاں ایسی صورتوں سے مشابہ کیا کرتے ہیں کہ ان اس رنگت  
اس ماحول۔ اس صفائی اور اس نزاکت کو پاسکتا ہے؟

نوجوان کی یہ میتابی زیادہ نہ دیکھی گئی تو انکی افسوسناک حالت پر آنکھوں سے  
غون کا دریا شفق کی صورت بن بیٹا ہوا نہ معلوم کہاں کو ٹل گیا ہے۔ چاند اسکی  
تنگ علی کا مال سُنکر تہل داری کے لئے دوڑا آ رہا ہے۔ پر بہت شاہزادہ  
کی یہ سب حالتیں دیکھ دیکھ کر سخت پریشان ہے۔ آخر کچھ سوچ ساچ کر  
کہتا ہے۔

پرست۔ پیارے متر۔ لو اب ہوتا یار ہو جاؤ۔ دفعت آگیا۔ آؤ جلیں  
سُنکو تمھاری دُہن کے درشن کر لاؤں۔  
شاہزادہ (متر کے یہ الفاظ سُنکر اور آنکھیں کھل کر) کیا جانے کا ارادہ ہے  
تمنے تو منع کیا تھا۔

پرست۔ ہاں جلد ملے۔ مین دیکھتا ہوں کہ اوسکے خیال میں آپکی حالت بہت  
خراب ہوتی جاتی ہے۔ شاید صورت دیکھ کر ہی کچھ شانتی ہو جائے۔  
شاہزادہ۔ اگر آپکی بھی اسے ہتھو ملے۔ نہیں سینے تو دلیر جبر کر ہی رہا تھا  
پھر ملے کچھ ہی ہوتا۔

## پانچواں باب

نارنگی  
اب نہ آئینگے تمھارے گھر لا کر دیکھ لو  
بات کے ہم بھی دھنی ہن آ کر دیکھ لو

اے عاتقو! تم کہیں ان بے عقلوں کی نقل اوتارنا۔ اے عالمو! تم اپنے علم کو  
 بڑا نام کر کے داغ لگانا۔ اے دل رکھنے والو! ذرا ہوشیار و خبردار رہنا۔ لفس کے  
 غلاموں کی طرح اس پیش بہا نعمت کو چھینا نہ بیٹھنا۔ اے سچے بہادرو! تمہاری  
 اصلی بہادری کی آرائش یہیں تو ہے ایسا کہو کہ تیرے غم دل پر کھا کر بہادری کے  
 نام کو ٹپکا لگاؤ۔ اے سچے ہیرو! تمہاری سچی ہیرا بھر کس دن کام آئے گی اگر خیر نہ  
 کی چوٹ جگر پر کھا کر گر پڑو گے۔ اے نوجوانو! اپنی اس جوانی کو کہیں کیسے ہم  
 مفت نہ بیچ دینا نہیں تو پچھتا نا پڑے گا۔ اے نوجورو! نامم کی نصیحت پر عمل کرنا  
 اس عمر عزیز کو یوں ہی نگھنوا دینا۔ اناج حسینوں کی طرف نظر اڑھا کر دیکھنے اور ان کے  
 حسن و جمال اور ناز و ادا کے تذکروں تک سے بھی سخت پرہیز کرنا۔ نہیں تو دل بھٹکا  
 ہی رہ جاؤ گے۔ یا پراتما! دشمن کو بھی تو اس راہ پر نہ ڈالیو۔ دیکھ لو نا۔ بھونٹا  
 سا عاتق و عالم نوجوان اسی کج بخت حسن و جمال کی ذرا سی تو لطفوں پر بار بار گھر کر رہی  
 مین پل پل گذر رہا ہے۔ اسکا بار بار کا پچھتا نا اور افسوس کرنا بھی اس وقت بے سود  
 ثابت ہو رہا ہے۔ دل ہی دل میں گھل رہا ہے۔ جگر خون ہو ہو کر آنکھوں سے  
 آنسوؤں کی شکل بہ رہا ہے۔ آہوں کا تار بندھ گیا ہے ہچکیان بھی آنکلی مین  
 افسوس ایک طرف تو انکی شادی کی یہ یہ تیاریاں۔ یہ یہ سامان۔ اور دوسری  
 طرف انکی یہ حالت۔ ناظرین کیا آپکا دل اس نوجوان کی یہ حالت دیکھ کر  
 سمجھ نہ آئے گا۔ کیا آپ مین سے کوئی صاحب سا مل رکھتے مین جو اس بیچارہ کی  
 یہ جھینپی دیکھ کر تاش نہ ہو۔ نہیں نہیں ایسا کوئی سنگدل نہ ہو گا جو ایسے عقیل و فہیم  
 نوجوان کی اس بری حالت پر ہمدردی ظاہر نہ کرے۔ دیکھئے آقا سے بھی جیسا

صعوتوں سے ناواقف ہیں۔ کہن کے دلون پر جو قانون قدرت سے محض بے بہرہ ہیں۔ جنہیں عذاب و صواب کی تمیز نہیں ہے۔ جن بد نصیبوں کی قسمت میں دنیا کی صیتیں ہی صیتیں جھیلنا لکھی ہیں۔ جن بے عقلوں کو اپنی ہی اصلیت اس قالب انسانی میں آنیکے اصلی مقاصد اور اس چند روزہ زندگی کے سچے فرائض تک کی کچھ خبر نہیں ہے۔

اے پرہی پکرو! تمہاری خدا ترنخ ابروؤں میں کچھ تاثیر تو ہم تب جانیں جب عاقلوں کے دل کو زخمی کرو۔ تمہاری پہلی صورت میں کشتش درباری تو تب سمجھیں جب دلون اور پاک باطنوں کے دلون کو اپنی طرف کھینچ لاؤ۔ ہاں۔ ہاں بڑے بڑے عاقل بڑے بڑے عالم۔ بڑے بڑے عابد و زاہد بھی تمہاری زلف گر گہن آتو جیسے ہیں مگر نہیں نہیں۔ دے دراصل عاقل ہی نہونگے۔ دے عالم ہی نہونگے۔ دے عابد و زاہد ہی نہونگے جو تمہاری نگاہ ناز پر دل شاکر ٹھٹھتے ہیں۔ اے پرہی جالو! دراصل تم میں کوئی کشتہ نہیں ہے۔ تمہیں کوئی جادہ نہیں آتا۔ تمہیں کوئی سحر یا دہن ہے۔ تم تو محض بے خطا ہو۔ یہ ساری خطا اوہیں بے عقلوں۔ اوہیں نفس پرستوں۔ اوہیں ترستے ہیٹوں کی ہے جو تمہاری معمولی حرکات و سکنات کو ناز۔ انداز۔ ادا اور غمزہ خیال کر کے اون پکڑ ویدہ ہو جاتے ہیں۔ تمہارے خون رسوائی سے نہونگے کونخہ بتاتے ہیں۔ تمہارے اشق کو قبر اوزلہ کو ستم پکارتے ہیں۔ تمہاری شیرسی نظر سے دیکھنے کو تیر نظر سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہی تو وجہ ہے کہ ایسے قتل کے دشمن تم بے خطاؤں کو ناحق قصیر وار ٹھیکر اساری عمر آتش عشق میں جلتے بصیتوں کے شکار بنتے اور دوزخ کی آگ میں جلتے ہیں۔

کہنہ سے سیکھا ہے۔ اے نازک اندامو! آخر تم میں وہ کونسا وصف ہے  
 کہ تمہیں دلون کو حسین لیتے دین نہیں لگتی۔ اے حسن کی دیو لو! تم ہی بتاؤ کہ  
 تم میں وہ کونسی قوتِ دلربائی ہے کہ تمہاری تعریفیں بھی دوست کے دلون کو اپنی طرف  
 کھینچ لیتی ہیں۔ اے خوب دیو! تمہیں وہ کونسا خوبی ملتا ہے کہ جیسے سچو کھاوی  
 تھو لا ہو گیا۔ اے عالمِ افروز حسن! تو کس بلا کی چیز ہے کہ انسان کو انسانیت سے  
 خارج کر کے حیوان بنا دیتا ہے۔ حیوان کھاتا پیتا۔ چلتا پھرتا تو ہے گزیری لبت  
 انسان اس قابل بھی نہیں رہتا۔ اسکا رتبہ حیوانات تو حیوانات۔ نباتات اور حشرات  
 سے بھی گر جاتا ہے کیونکہ نباتات میں قوتِ نشوونما تو ہوتی ہے مگر اس میں یہ بھی نہیں  
 رہتی بلکہ اور شوکھ شوکھ کر بھر ہو جاتا ہے۔ جمادات کسی کام میں تو آ جاتے ہیں مگر انسان  
 کب سختی کا یا کسی مرض کی دوا نہیں رہتا۔ ہاے افسوس! انسان جو اس دنیا میں  
 اشرف المخلوقات سمجھا جاتا ہے ساری کائنات سے بدتر ہو جاے۔ ہاے  
 غضب! اعلیٰ ترین مرتبہ سے یہ ادنیٰ ترین تیرے۔ حیف! کس بے اہل چیز پر  
 یہ دولت۔ اے دلرباؤ! جب تمہارے حسن کی تعریفیں ہی یہاں فتنیں برپا کرتی  
 ہیں تو تمہاری تکلیف جتنی ہے۔ تمہاری جادو بھری آنکھیں۔ تمہاری بھلی گرائے والی نظریں  
 تمہاری ترچھیں گاہیں نہ معلوم کیا غضب ڈھاتی ہوں گی۔ مگر ایدر کو تمہارا یہ سب  
 صفت سیدھے سادے بھولے بھالے دلون پر ہی چل جاتا ہوگا۔ ہین نہیں بلکہ  
 کوتاہ اندیشوں کم سمجھوں اور عقل کے دشمنوں کے دلون پر ہی ایسا اثر ڈالتا ہوگا۔  
 کہ دلون پر چین بچا دیوں نے زانہ کے لسیب زہر کو کہ نہیں دیکھا ہے۔ جو اس  
 تباہ کر نیواے اور دین دنیا سے کھود دے دے عشق کے مریخ اعدا غولی

نے مجھے کسی ارٹھ کا نہ کہا (دلین) خناس تیر دن میں استری کٹھا کو گولٹھا ستا یہ  
 عالموں اور بیڈ تون نے اسی لئے کہا ہے۔ دراصل ان نڈنیوں کے مذکرے بھی  
 مادہ کا اثر رکھتے ہیں کہ جسیر کھونکے یا بس تھو لا ہو گیا۔ میں تو اون ہا تھا دن کے البے  
 اپدیش کو ایک معمولی بات سمجھتا تھا۔ یہ خبر تھی کہ ان خیالوں میں پڑنے سے دل ایسا  
 سینہ سے نکل سجاتا ہے کہ اپنے قانون میں ہی نہیں رہتا۔ سچ ہے علم کی بند و نفاذ  
 کی یوری پوری قدر انسان کو تب ہی معلوم ہوتی ہے جبکہ اون پر عمل کر کے طرح طرح کی عقوبت  
 کا شکار بننا پڑتا ہے مگر کچھ سوا بے پھتاوے کے اور ہوتا ہی کیا ہے۔ میں اپنی ہی  
 نادانی سے اس خیال میں پڑ کر کتنا بچھتا ہوں مگر سب بیفایہ۔ اکہم بھی کو یہ خیال ل  
 پر سے نہیں ہٹتا۔ وہی خیال صورت مار رہا ہے کچھ کر سانسے اکھڑی جاتی ہے۔ اُن کیا  
 تعجب ہے کتنا دل کو ادھر سے ہٹاتا ہوں مگر... اُن رسی بیتابی۔ یا یہ تا مایہ  
 میری کیا حالت ہوئی جاتی ہے۔ میں بیٹھے ٹھائے کس بلا میں بھینس گیا۔ ہاے  
 رے دل تیری یہ کیا حالت.... اگر تیا جی تک خبر پہونگی تو آکھیں زمین ہی میں  
 گرہ گرہ جائیگی۔ آہ۔ میرے دے کان او سوقت پھوٹ بھی کیوں نہ گئے جنوں  
 نے اُس پر پروکے۔ نہیں نہیں سنگر کے حسن و جمال کی تو لہیں خوشی خوشی سنگر  
 میری ہی گت بنائی ہے (سینہ پر ہاتھ رکھ کر) اُن۔ کیسا ادھیل رہا ہے۔  
 ناظرین! آپ دیکھتے ہیں۔ ہمارے شاہزادہ صاحب کے دلیر سوقت کیا گذر رہا  
 کس بلا میں گرفتار ہیں۔ دل ہی دل میں کیسے گھٹ رہے ہیں۔ ایک دم میں نہیں۔  
 اسے ناز نہیں! تم میں وہ کونسا رشتہ ہے کہ تمہارا ذکر بھی دلوں کو بے متابو  
 کر دیتا ہے۔ اے گوری گوری حسین صوفو! تم نے یہ دوسروں کو موہ لینا

لے ہو لوں گے حسن و جمال اور اُن کے ناز و آزار کے سنگر سے غلہ خیالات کو گھڑاؤں کے ٹھکانے

حواس خمس ظاہری و حواس خمس باطنی اس گھوٹے جھٹے ہوئے مین جو اس تھکے کھینچے کھینچے پھرتے ہیں ان گھوٹوں کی لگام دل ہے اور رتھبان عقل ہے۔ اگر عقل کا رتھبان عنانِ دل کو بیٹھو بیٹھے تو بس یہ۔ اسپانِ حواس ظاہری و باطنی اس جسمِ رتھکے تو پورے پھڑکے اور سارے تھکے مالکِ آسمانِ (روح) کو معرضِ پاکت میں ڈالینگے اور خود بھی ہلاک ہو گئے۔ بس اگر آپ اس عنانِ دل کو قابو میں کر کے اپنے کو سب آفتوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو اس عنان کو عقل کے رتھبان کے سیر دیکھیے۔ پھر دیکھئے کیسے یہ قابو میں نہ آئے۔

پون ابھی۔ اور جب عقل ہی گڑباجے تو اسکو عنانِ دل سپرد کر نیسے فایده۔ پرست۔ عقل کا بگاڑنا سدا ہمارا بھی تو سب آپ کے ہی اختیار میں ہے۔ پھر رتھبان بھی غورِ مختا نہیں نہ اپنے مالکِ سوار کے تابع ہوتا ہے جب خود مالک ہی کہتا اندیش ہو اور بے پروا ہو کر رتھبان کو بالکل آزاد کر دے تو وہ بھی شست اور کامل ٹھیکاتا ہے۔ اپنے کام کو بے پروائی سے آتا ہے اور سب کی تباہی کا باعث بنتا ہے۔ مالک چاہے تو ہر وقت رتھبان کو اپنے کام پر مستعد کر سکتا ہے اور اس طرح رتھ کو راہِ راست پر لا سکتا ہے۔ اسلئے پیارے منتر! عقل سے مناسب کام لینا اور اس سے عنانِ دل کو قابو میں کرنا بھی آئیے ہی ہاتھ ہے۔

پون لبثے (افسوس کے لہجے میں) دراصل یہ سب میری ہی خطا ہے۔ اگر میں چاہتا اور عقل یہ کام لیتا تو ایسی ہی اہم لغتیں ہی نہ بنتا۔ گمراہ میں اور کج وقت کو نہیں پاتا۔ سب وقت میرے وہ بیٹھے تھی باتیں جو کسی تعریف میں کہی جاتی تھیں سنیں۔ اسے پر اتما یہ میرے کان ایز سوت بہ سے کیوں نہ ہو گئے۔ ان کجگوں

دوستی میں۔ اگرچہ حال ہے تو آپ کے دیوانہ ہونے میں کیا شک ہے۔ درود  
کے لئے میرا کہنا ہے۔ ان خیالات کو بھول جائے۔

پروں انجے۔ کبے سحر لون۔ سحر لاهی باب۔۔۔ تھنی اکو اور احوط  
 ہون کہ بعد بھی دل سے دور ہی نہیں ہوتا۔ مہر ہی اسکل کہ ان سے تمل۔  
 میرہست۔ بسن ل کو قابو میں کر بیٹھے۔

پہلے اپنے دل ہی قابو میں نہ آئے تھے۔ پھر ان کے دل میں  
قابو میں نہ آئے تھے۔ وہ اسے جہان لیوان ہو۔

ہر گز نہیں اب بھی اگر آپ میا پور آئے۔

بات نہیں ہے سننے سے فالوں کی گندہ و سبب نہ ہوا کہ  
کل جانا ہی نرصد ہا مصیبتوں کا سامنا کیا

ایوں الجے۔ قریہ نو کہنے ہی کو یاسمین۔ سب گزرنی۔ تہ۔ تو۔  
اسکو بس من کرنا، کسی کھیل نہیں ہے۔

میر بہت نہیں کیا بڑی بات ہے۔ دیکھیے جس طرح تمہارے گھوڑے لگاؤ کے

مائع ہوتے ہیں اور لگام بھیان کے ہاتھ میں کہ جب دھڑکنا چاہیں اور دھڑکنا چاہیں

پہل نکلتے ہیں۔ اگر تھپان لگام کو جیسرا دسکا سب کچھ اختیار ہے قابو میں نہ رکھے

یا خود رتھ بان ہی نہ تو خیال کر لیجئے کہ گھوڑے بے قابو ہو کر کیا کیا آفتیں برپا

لڑینگے۔ رتھ کو مدھر چائینگے لئے لے پھرینگے۔ اچھلینگے۔ کودینگے۔ اور۔

لبین غارو گڈھے میں گر کر خود بھی تباہ ہونگے اور تمھے کا بھی کبنا جو کر کے تھیں

دورِ تھکے مالک کو جو آہیں سوار پر مالک کریں گے۔ ٹھیک اسی طرح اس خاک کی جسمِ تمہیں



تم میرے کچھ دشمن تھیں ہو ہمیشہ خیر خواہ اور ہمدرد رہے ہو جو اسے دو گے اور نصیحت کرو گے وہ میرے حق میں بہتری ہوگی۔ مگر دل کو کیا کروں یا رازہ کی خیال میں جاڑو بتا ہے۔ اسی نے مجھے دلوں سا بنا رکھا ہے۔ آتا کہد سو ایک سچمندی کا دوش سرخ ہوا۔ کلید دھڑکنے لگا۔ دیں میں دراز را ریزہ مابچہ پیدا ہونے لگا۔ مگر خیر دل کو سنھا لا کر خدایتوں نے نہ سنبھلنے دیا حالت عشی طاری ہوئے لگی اور بیاخوہ آہ منجھ سے کل گئی۔

پا بست۔ شاہراہ صاحب۔ یہ کیا۔ کیا آپ کچھ ایسا نہ ہو گئے ہیں۔ اسی کیا کیا بن کر رہے تھے اس میں پھر ہی خیال۔

اپنے اپنے راکھ رہا پتا نہ سمجھ کر، مگر میں کیا کروں۔ اتوں دلوں سے کسی بات نہ ہو با میدان ڈھیلو رہا میرے جسم میں کہیں کوئی زخم نہیں۔ گھاؤ نہیں۔ اسی زخم ہمارے زخم تیرے زخم تھوڑوں سے زیادہ بڑا رہا ہوں۔ حالے بہ ہمارے در پہلے تیرے نہیں سے کہہ رہے۔ اتنے ہی ایک ایک پل ایک ایک برس سے نہ ابرہ ہوتا۔ نہ سلام احوان کو کیا۔ دیکھا کہ اندر رزنی طرح جلد صلیب میں گھڑیا جائے تاہا اوس چارہ سیارہ صومکے دیکھیں کا وقت جلد دس آج گھڑیاں سجائے والوں کو بتی دیا اس وقت نیند آگئی سے کہ خانہ ہی نہیں رہا آج کیا کر گئے گھڑیاں بجائے واسے اوس طالع افسانہ کو بھی نہ دیکھو رہا۔ یہ کہتے عہد سے یہ ہیں گھڑیاں غروب ہی نہیں اہوا ہوتا۔ کہ سب ہی کہ میرے، (بات کاٹ کر) شاہراہ صاحب! یہ آج کو ہو گیا ہے۔ خدایتوں ہر گیا۔ وحشت تو نہیں ہو گئی۔ بس یہ خیالات تو آئیکے دل کو اور بھی بے چین لے

آج کا دن گزرنی چکا۔ یہ دن کے پھیرے ہن مرن کل ہی کا دن بیچ میں سمجھئے سو  
 اکب دن کھلے دل کو تابین کر کیا طبری بات ہے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔  
 سب سے حجاب ہی مناسب ہے تو جو جی یا ہے کھئے۔ گو مبرا کہ آپ کے دل پر اس وقت نوک  
 سناں کا کام کر رہا ہو گا مگر میں اپنے فرض کو ادا کر رہا ہوں۔ دوسرے فرض ہے  
 کہ اپنے دوست کو ہمیشہ نیک مشورہ دے نہ کہ بے عقل یا خود غرض و خوشامد  
 پسند و ستون کی طرح اسے میں اسے ملازم سے خواہ وہ اسے جاہو یا بچا  
 یوں اسے نہیں۔ میں تمہاری نصیحتوں کو گوشمال سے سن رہا ہوں اور تمہاری  
 نیک نگاہ سے رکھتا ہوں کیونکہ میں خود اسی اس حالت اور اس حال نام۔ بہت اسی  
 اور شرمندہ سوں گا زلی کے بے قابو ہو جانے سے بخوبی جان۔

پرست۔ آپ جانتے ہیں کہ جب لہر کسی تسم کا جذبہ اور جذبہ صاف نہ کر سکا  
 ہی جسے آپ کھلے پانی یا ناپاک سایہ ٹوکا تو لانا کھاتا ہے۔ میرا ہر ماں ہے۔ تمہاری  
 آپ نے میں نہیں رہتا۔ نیک و بیک تمیز جاتی تھی ہے۔ انماں کرنا اور کار کی لی بچان  
 طریقے دل سے محو ہوتے ہیں۔ جایز و ناجایز کا فرق دریافت کر کے لئے خیال کا  
 بھی گزرومان تک نہیں رہتا۔ شرم و خاطر کا پتہ تک نہیں رہتا۔ علم و عمل سب  
 سو جاتے ہیں۔ دھرم اور دھرم کا خیال دل سے اٹھ جاتا ہے۔ آگاہ چھ کچھ نہیں جانتا  
 حوصلہ میں آتا ہے بے سوچے سمجھے کر مٹھتا ہے۔ عالموں بزرگوں اور بزرگوں کی نصیحت  
 زیر معلوم ہوتی ہے۔ یہ نہیں جانتا کہ یہ نصیحت میرے ہی جھلکے کے لئے کی جاتی ہے  
 اسی لئے میرا یہ خیال ٹھکرا گیا کہ جو بھی میری نصیحت آگوار گذرتی ہوگی۔

یوں اسے۔ مان پہلے تو مجھے بھی درنا گوار گذرن تھی۔ گویا میں سوخیاموں کہ

وہاں میں اپنا خون پیانے کو ہر دم تیار رہتا ہوں پھر کتا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں  
آپ کی تہ تکلیف یہ یہ یعنی اوپر یہ دل کی تڑپ دیکھ سکتا ہوں۔ کیا آپ کا خیال  
ہے کہ میں باتوں ہی باتوں میں ایک کو ہلاتا ہوں۔ نہیں شاہزادہ صاحب ہرگز نہیں  
میں آپ کو ضرور لپیٹوں گا۔ میں تیار ہوں۔ مگر اتنا تو سوچ لیجئے کہ اگر مہاراجہ صاحب کو  
دوسرے لوگوں کو یہ حال کسی طرح کھل گیا تو کسی شہرِ زندگی کی بات ہوگی کہ  
ہنسی کریں گے۔ سب کی نظروں میں ذلیل بنوا رہا ہو گا۔ سب آدمی ہی ہنسی اور اڑاؤ  
کہ ایسی بھی کیا سبیری جو دروز کے لئے بھی نہ ٹھہرا گیا۔ ایسا بھی کیا دل۔ کہاں  
باتوں کے سننے سے آکھڑا نکلیں نجی کالی ٹرنکی۔ اور کاش اگر آپ کے سسر کو بھی  
معلوم ہو گیا تو آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ کیا پھر آپ کی آنکھیں ان کے سامنے اٹھ سکیں گی  
اب آپ خود سبب دروز کو سوچ لیجئے مجھے تو کسی طرح اُکاڑ نہیں ہے۔ ہر طرح  
سے تیار ہوں۔

یوں ابھی کچھ سوچا اور دروازے کو حکام کو پیارے دوست جو سننے کہا بہت  
تھک ہے۔ دراصل بڑی شہرِ زندگی کی بات ہوگی۔ مگر میں کیا اڑوں۔ دل تو بس  
میں ہوتا ہی نہیں ہر چند چاہتا ہوں کہ اس خیال کو دل سے بھلا دوں مگر کہیں بھولا  
بھی جاسے۔ بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ دل کو سینے سے باہر کوئی کھینچ لیتا ہے۔  
معلوم مجھے کیا سودا ہو گیا ہے۔ میں خود سب کچھ سمجھتا اور سوچتا ہوں مگر یہ سب  
سمجھنا سوچنا بیکار ہی ثابت ہوتا ہے۔

پرست۔ پیارے نہ! اگر ان تو میری رائے تو یہی ہے کہ دروز کیلئے  
جیسے بے صبر کرو۔ دل کو کسی طرح تھماؤ۔ کچھ برس دروز کی بات نہ سنے نہیں

میرادل اسوقت میرے قالو سے باہر ہے۔ ہاے کیا پیاری پیاری صورت ہے اور کتنی وفادار کردل سے جانا ہی نہیں یا ہتی گو نظر سے علیحدہ ہے۔ یہ کیوں ہاے بڑا ہوا اس حیا کا یہ اسی کے کرشمے میں سے کچھ وفا کچھ ہے حیا جان ہے بس شکل میں چہ دل سے جاتی بھی نہیں آنکھوں میں آتی بھی نہیں۔

پرست (دل میں) عجیب خط سایا ہے۔ کسی طرح یہ تو باہر نہیں آتے معلوم ہوتے۔ سینے سوچا تھا کہ اس طرح تسکین اور دلاسا دیے سے یہ جذبہ عشق کچھ کم پڑ جائیگا تب کچھ سمجھانا اور نصیحت کرنا بھی شاید کارگر ہو سکے مگر نہیں انکا شوق تو اور بھی بڑھتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ایسے تو نصیحت بھی غالباً بے سود ہوگی صرف بے سود ہی نہیں بلکہ سخت ناگوار گزریگی۔ اب کیا کیا جائے (کچھ درد دل ہی دل میں ڈال سوچو اور یوں لے کر یہ طرف مخاطب ہو کر) کہو صاحب! یہ میں جانتا ہوں کہ ایک طبیعت سخت پیمین ہوگی اور آپ کا دل آپ کے قابو میں نہ ہوگا۔ مگر آپ بھی تو خیال کر لیں کہ کسی کام میں وقت بوقت اور موقعہ بہ موقعہ کا لحاظ کرنا اور دور اندیشی کو کام میں لانا بے اوقات کیا کیا نسیاج بد پیدا کر دیتا ہے۔ کرن کرن دلتوں اور مصیبتوں میں ڈال دیتا ہے آپ تو خود عقیل۔ دانشمند اور دور۔ . . . .

یوں لے کے حیات کا شکر، ان ہاں میں بھٹا ہوں۔ زیادہ سننے کی مجھ میں تاب نہیں۔ تم تو باتوں میں ہی وقت کو گھٹانا چاہتے ہو۔ اگر نہیں چاہنا منظور ہے تو صاف منع کر دو کہ نہیں چلتے۔ بس مجھ کو انہم ہوا۔ ہم اپنا دل سوس کر بیٹھ بیٹھ گئے اور کیا ہوگا یہاں تو جان نکلتی ہے آپ کو موقعہ بہ موقعہ ہی لی سوچنا ہی ہے۔

پرست (عاجزی سے) بیارے شانہ ارادہ! جہاں آپ کا پسینہ گرنا ہے

آفرغیوں نے میرا دل باتوں باتوں میں جھین لیا ہے ابھی ایک نظر دیکھ سکوں۔ ہا  
اس کشتِ دل نے مجھے کتنا بے شرم بنا دیا۔

پہرہست۔ بس ہی باتیں۔ واہ شائزادہ صاحب خوب۔ اسی ذرا سی بات کے لئے آپ نے اپنی یہ حالت بنائی۔ یہ بھی کوئی باتوں میں بات ہو گئی جس کے فکر و خیال میں آپ نے اپنے نو بدن کو گھٹا لیا اور دوسروں کے ہوش و حواس کو اڑا دئے۔ اچھا اور ٹھیکے نہ ہا تمہارے دھوئے کھانا وانا کھا کر حلیہ ناز و مہربانی یہ تمام ہوئی جاتی ہے۔ میں ابھی آپ کو لے لیں کہ اس آپ کی معشوقہ کے دشمن کراؤ گئے۔

پھر انہی کے لئے کہ وہ اپنے خنوس پر کیا ایسا جانو بلدیئے۔ دیر کر نیکی پھر کیا ضرورت۔  
کھانا، انا کاٹھانکے تو آج مجھے ابھی کچھ بھوکھ ہی نہیں ہے۔ چلنا۔ پھر دیر کیا تم  
رحمہم شوق منیرہہتر۔

پرسہست (درست) اگر، اتوری بلدی۔ ایسی بھی کیا شتابی کہ کھانا بھی نہیں  
کھانے۔ کہہ دیا مجھ کچھ ہی نہیں ہے۔ آخر وہ آئی مثنو تو کہیں بھاگی تھوڑا سا جانی  
مین۔ وہ تو آئی جو ہی چکی ہیں۔ آج سے نین روز بعد تو وہ آپ کے یہاں ہی مین بیٹھی  
ہونگی۔ ایسی بھی کیا ٹھہرا ہٹ۔ صبح سے یہ وقت ہونے آیا ہے۔ کیا آج کا  
دن فاتحہ ہی مین بائیکا۔ دیکھو شام تو ہونے آگئی۔ جلد کھانے پیسے سفارش  
ہو کر سندھیا سا ایک کیچے۔ تب چلیں گے۔

یوں انہی - ترے لیے لیل بھاری ہے - جب تک اوس بیاری صوت کو لگا  
لگاہ بھر کر نہ دیکھ لگا مجھے دم بھر میں نہیں ٹر لگا پڑ بس ! براہ عنایت اب دیکھ کر

تم سکوئی حال خواہ کسی قسم کا کیوں نہ کیونکہ نہیں چھپایا۔ میں نکو ہر حال میں اپنا  
 سچا دوست غمخوار جانتا رہا ہوں۔ پھر بھلا کوئی راز تھے اب ہی کیسے چھپا سکتا ہوں  
 اب تک جو آپ پر ظاہر نہ کر سکا اوسکا باعث اول تو دل کی سخت بے چینی تھی دوسرا  
 مارے سترم کے غصے سے نکلنے نکلنے رہ رہ جاتا تھا۔ پیارے منر۔ مجھے تو اپنی  
 مصیبت میں تم ہی پر بہت کچھ بھروسہ ہے۔ اپنا دکھ درد تم سے ہی نہ کہو گا تو کچھ  
 اوکس سے کہنے جاؤ گا۔ منر! صبر کوی کسان اپنا دکھ راجا سے۔ سنا کر شہ  
 سے۔ عورت خانہ سے۔ بیارطیب سے۔ سارے جوان سے کہے تو اوس سے نہ ہوتا  
 پاسکتا ہے اسی طرح اگر اقل اپنا درد دل دوست ہر ظہر کرے تو اوس سے نہ ہوتا  
 چھکارا پاسکتا ہے۔ اسلئے میں اپنا دکھ تمہیں سنا رہا ہوں۔ پیارے دوست! اب  
 بتائیے اوس ماہر و بری خیال انجنا کے حسن و لطف زیب کا تہہ کس نہایت  
 جب سے اوس پیاہلی دلریا کے جلال و عیان افریز کی کہ لطفیں میرے یہ فانی رہا  
 پہونچی میں تب ہی سے اس میں عین کی خالی صورت کا نقش اٹھو رہا ہوں۔ کچھ  
 دیکر کچھ ایسا نقش کر گیا ہے کہ میں نہیں ٹینے دیتا۔ اوس بڑی رشتہ دار کو باری  
 یہ یاری بہت دیکھنے کے لئے آرزوؤں کی نہ میں دل میں اٹھ اٹھ کر سچائی میں  
 اس خیال غلم سے ملا کر میں بہت کچھ اپنے دل کو روکتا ہوں۔ اور اؤ خیالوں کی  
 طرف لیجاتا ہوں پھر بھی دل پر سے اوس دیکر کا خیال اکدم نہیں ہٹتا۔ آہیکہ  
 بدولت میری یہ حالت ہو رہی ہے جو تمام سہیت دیکھ رہے ہو۔ پیارے منر  
 اگر تم دوستی کا دم بھرتے ہو۔ اگر تم دوستی کا حق ادا کرنا چاہتے ہو۔ اگر نکو میری خیال  
 عزیز ہے تو بہت جلد کوئی ایسی صورت نکالو کہ میں اوس پیاری پیاری صورت کو بھلی



یہ کہنے لگا۔

پرست۔ پیارے شاہزادے۔ میں اس آپلی بھینسی کو کہاں تک دیکھتا ہوں آپ اپنے دل کا حال کیوں مجھ پر ظاہر نہیں کرتے۔ پہلے اگر کبھی ذرا سسر درد بھی ہوتا تھا تو فوراً کئی کئی طبیب بلائے جاتے تھے اور آپ خود بخوشی علاج کراتے تھے۔ نہیں معلوم اب آپ نے کیا ٹھان لی ہے کہ اتنی سخت تکلیف پر بھی علاج نہیں کرا رہے ہیں اور ہمارا صاحب کو بھی اطلاع دینے سے کہتے ہو۔ صرف تین روز تو آپ کی شاہی کسے ہیں اور پھر کئی یہ حالت۔ (کھڑکھڑاہٹ) اچھا تو میں خود ہی جا کر ہمارا صاحب کو اسکی اطلاع کئے دینا ہوں تاکہ اسے جلد ایک علاج کرا سکے اور آپ کو اس بھینس کو اس مرض سے چھٹکارا ملے۔ دیکھئے نا۔ آپکی حالت تو لمحو طبع گزری ہی جانی ہے۔ خیال تو کیجئے کہ کسی سخت تکلیف اور بھینسی سے کہہ لو لاٹک نہیں جاتا۔ لیجئے تو میں اطلاع آئے ابھی آپ کے پاس واپس آتا ہوں۔

ہیون انجے (آنکھیں اوپر کو اٹھا کر اور پرست کو دیکھتا دیکھتا) پرست۔ ذرا ٹھیرو ٹھیرو۔ سنو۔ مجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔ ہمارا صاحب کے پاس براہِ منتنا نجاؤ۔ بڑی بے شرمی کی بات ہو گئی۔ یہ وہ مرض نہیں ہے کہ جسکا علاج ہمارا صاحب کے ہاں کرایا جاسے۔ اسکا علاج تو اگر ہو سکتا ہے تو آپ کے ہی پاس ہو سکتا ہے۔ اگر آپ یا میں تو.....

پرست (بات کاٹ کر) ہاں۔ ہاں تو مجھے علم نہ کیجئے میری ہونان بھی آپ نے لئے حاضر ہے۔ حلیہ بتا کے کیا مرض ہے اور مجھے اس میں کیا کرنا چاہیئے۔

ہیون انجے۔ پیارے مہتر۔ زرا دھیان دیکر۔ ...



اور دماغ سے دلمین چکر کاٹنے لگیں۔ چہرہ پر وحشت سی چھا گئی اور وہی چھینی کا دھڑکھڑ  
 سحر مع ہوا۔ پرستہست اڑکو کچھ نہ یک بھر چھینی سے کر ڈٹیں، بے لے۔ کبھی بیٹھا ہونے  
 کبھی لیٹ جاتے کبھی لمبے لمبے سانس بھرتے کبھی آہ کھینچتے، دھیکر کہنے لگا۔

پرستہست۔ شانہ اودہ صاحب۔ آپ کو سخت چھینی معلوم ہوتی ہے۔ دیکھئے تو  
 چہرہ پر زردی پھائی جاتی ہے۔ ذرا کی ذرا مین کیا سے کیا حالت ہو گئی۔ براہ ہر  
 بدل علاج کرائے۔ مجھے اجازت دیجئے ابھی کسی طبیب کو بلا کر لاؤں۔ پڑتا تاکرے  
 کہیں دشمنوں کی اندر برسی حالت ہو جائے۔ مجیسے تو آپ کی یہ تکلیف اور بھی  
 دیکھی نہیں مائی۔

یوں انکے گمانہ معلوم اسوقت کن خیالات میں غرق تھے کہ پرستہست کے اہل  
 کو اس مرتبہ کچھ نہیں سنا۔ نالائک کسی طرح حال انکے دل سے چٹکے چٹکے کچھ راز و  
 نیاز کی باتیں کر رہا ہو گا جسکی وجہ سے یہ اپنے بتر کے الفاظ نہ سن سکے۔ پڑا ہوا  
 نے تو ابھی اس میں صوف کو دیکھا ہی کہاں ہے پھر اس سے باتیں کیسے کرتے  
 ہونگے۔ ہاں ہاں حسن و جمال نہیں بلکہ اس جس و جمال کی تعریفیں انکے دل سے  
 لگاؤ میں کرتی ہوں گی۔ انکے دل و دماغ اسوقت انھیں تعریفوں پر کچھ نہ کچھ غور  
 کر رہے ہونگے پھر سہلا بتر کی باتیں کہاں سے سنی جاسکتی تھیں۔ آخر دل تو ایک  
 ہی ہے۔ ایک وقت میں دو جانب کیسے بٹ سکتا ہے اندر ہی اندر انکے قلب کی  
 حالت اب بدل دی تھی چہرہ پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا۔ پرستہست ان  
 کی ان حرکات و سکنات کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اور سوچتا تھا کہ معلوم انکو اپنا کیا یہ  
 کیا مرض ہو گیا ہے کچھ پچھانا نہیں جاتا۔ اور یہ کچھ بتاتے نہیں انکی طرف مخاطب کر

یہ لو انکی حالت تو ساعت بساعت بگڑتی ہی جاتی ہے۔ سینہ میں ایک قسم کا آتش پیدا ہو گیا ہے۔ لبوں پر دمدم آمون کی آمد ہے۔ چہرہ کا رنگ زرد پڑتا جاتا ہے۔ پیچینی مضبوطی کے ساتھ دلمیں جکڑ کرنے لگی ہے۔ بھوکھ پیاس سب خست ہو گئیں۔ دل کی سنناٹ اور طبیعت کی سچ و تاپ سے خساروں پر پسینہ آ گیا۔ بدن کا پسینہ لگا ہوش و حواس کی سیکی زلف کی طرح پریشان ہونے لگے۔ انکا ایک رفیق صادق پرہست انکے پاس بیٹھا ہوا یہ بتیابی اور قیاری کی حالت دیکھ کر گھبرا ایا اور اس طرح پوچھنے لگا۔

پرہست۔ پیارے مہر۔ آپکا فراج اسوقت کیا ہے۔ آپکے جسم پر بار بار دیا نہ سا کیا آتا ہے۔ کیا تکلیف ہے۔ ابھی تو آپکی طبیعت اچھی تھی۔ کیا کچھ لڑہ کے ساتھ آپ کی آمد ہے۔ مگر لڑہ میں یہ چہرہ پر پسینہ کیا۔

پون انجے۔ دل کو سنبھال کر اور کچھ سوچ کر، نہیں کچھ نہیں۔ اسوقت طبیعت کچھ ایسی ہی گھبرائی سی معلوم ہوتی ہے۔ تپ و تب تو کچھ نہیں ہے۔

پرہست۔ انبض پر ہاتھ رکھ کر، نہیں۔ آپکی تو نبض بھی معمول سے تیز معلوم ہوتی ہے۔ چہرہ پر بھی زردی سی آئی جاتی ہے۔ طبیب کو بلا یا جائے؟

شہنشاہ۔ (درا بلی ہوئی آواز سے) نہیں نہیں کوئی ضرورت نہیں۔ ابھی طبیعت خود صاف ہوئی جاتی ہے مجھے کوئی ایسی تکلیف نہیں ہے کہ طبیب کے بلانے کی ضرورت ہو۔

اتنا کہ پون انجے کما خاموش ہو گئے۔ آپکی طبیعت اب پھر گڈ رہنے لگی رہ کر کسی کے سن و حال کی تعریفیں سننے سے خیالات کا جامہ پنکرا انکے دل سے دماغ

شادی کی رجم دھام ہو رہی ہے ہر شخص کے چہرہ پر خوشی و حرمی کے آثار  
 نمایاں ہیں۔ یزد و یزد سب خوش بان بنارہے ہیں۔ شاہان گلزار اپنا اپنا سنگا  
 کر رہے ہیں جمیل نے سفید پوشاک پہنی ہے۔ گل صد برگ نے چمپی چیرا باندھا ہے  
 سنبل نے لطف چپان بڑے ناز انداز سے کرتک لٹکار رکھی ہے۔ نرگس دنبا ادا  
 سرہ لگا کر ٹبل سے آئین لارہا ہے۔ موین نے سہی لگائی ہے۔ گلاب کلابی  
 جڑا سنبل اور عطر گل لگا کر نگون کے دل و دماغ کو معطر کر رہا ہے۔ گل داؤدی عطرانی  
 پوشاک زیب تن کئے ہوئے ہے۔ انگو خوشی کے سہ و رین بست ہو رہا ہے  
 ملاوٹوں میں رہیں کو دلچسپ دیکھ جا سجاتے ہیں خوشنماں یزد و یزد میں آکر چہا  
 طرف انہیں بن رہا ہے کچھ ہو رہا ہے مگر معلوم ہمارے شاہ اب سے پون انچ  
 کے چہرہ کچھ ادا ہی اسوقت کیوں چھا رہی ہے۔ دل سے دماغ تا سطح طبع  
 کے خیالات کا نا تا لگ رہا ہے۔ کبھی لیٹ جاتے ہیں کبھی بیٹھے ہو کر اور سینہ پر  
 ہاتھ رکھ کر سر نیچے کو جھکا لیتے ہیں۔ کبھی آہ بیخود سے نکل جاتی ہے اور کبھی ایک  
 سکوت کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ معلوم نہیں کیا راز ہے۔ اور یہ کس غم کے شکار  
 ہوئے ہیں۔ اوتوا لٹا تو کلیہ بھی کیا دھڑک رہا ہے اور سانس بھی کیسے الجھ رہا ہے  
 آنے لگے ہیں۔ انکو تو اسوقت ابھی مہم لیں رنج و غم نہیں معلوم ہوتا۔ انکا دل تو کسی  
 زلف گیر کا گرفتار معلوم ہوتا ہے یہ تو لاریب کیسی لکھی تین کا جادو ہے۔ کیسے  
 عالم پیہن کا نقش اس نوجوان کے دل پر کچھ ایسا نقش کر رہا ہے کہ جس سے  
 اتنا چین ہے۔ ہاں اسویں۔ کیسے کیسے تو شادی کے سامان اور وہ بھی  
 کسکی شادی کے۔ انہیں شاہزادہ صاحب کی۔ اور یہ اس مہلک مرض میں مبتلا

ہنومان ہو کر چڑھے ہیں چند مان لگن سے و سہم آپچے آتھان بن اسنھت ہے اور  
 رہیت بھی ملی ہے۔ ابواہ کی لگن سنگھ۔ گوڑ جولی بیلا طراہی سندھوت ہو۔  
 (نیرہ کو بند کر کے) سر کیا راج۔ اب ابواہ کے سامان کا انجھ بھلہ ہونا چاہیے  
 اسین کچھ طلب نہ کیجئے۔ سمئے بہت ہی کم ہے۔ کیول تین دن ہی تو ہیں۔

## پوتھا باب

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال  
 ہر جگہ اسکی آک نئی ہے جاں

آج اس کو ہستانی میدان میں جہان مانسہ رو و رو کا پانی ماسہ جوتی کے لہن  
 بھر رہا ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں کیسی جھوم جھوم کر چل رہی ہیں باسجا نو ہالان جن کا  
 رنگ بکھرا ہوا ہے۔ رنگ رنگ کے پھول کھل رہے ہیں جسے خوشبو میں کل نکل کر  
 کسی پر ہی حال کے شہرہ حسن دلفریب کی طرح درود نکھیل رہی ہیں جن پر بھوسے  
 بڑے شوق سے چکر کاٹتے ہوئے شوالون کی طرچ کر گر پڑتے ہیں۔ ایک جانب  
 کوراجہ پر ہلاد کے اور دوسری جانب کو تھوڑے فاصلہ پر راجہ مہیندر کے ابھی کے  
 تیار کرانے کئی کئی منز لے محلات ہیں جنہیں ہر قسم کی آرائش کراچی گئی ہے یہ محلات  
 جنکے چاروں طرف درود رنگ نہایت لغامت کے ساتھ چمن بند کی لگی گئی ہے  
 کچھ ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ عرصہ سے یہ مقام اسی طرح آباد تھا اور یہ زیب و زینت کے  
 سامان ایک مدت سے یہاں ہو رہے تھے۔ اس پاس ہر دو جانب اور بہت سی  
 فوجی آدمیوں کے خیمے نصب ہیں جنہیں میونی پھر رہے ہیں۔ وہاں بہت

دھن لیش - آہو او پتر نو تر آد کی بر دھتی ہو۔  
 دونوں راجے (جوتشی جی کو مناسب تعظیم دیکر) آئے آئے۔  
 راجہ ہیندر سین (جوتشی جی کی طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے) یہ آس۔ برائے  
 جوتشی جی (راجہ ہیندر سین کی طرف منہ کر کے) سر تھا کسل مگل تو ہے ؟  
 راجہ ہیندر سین - آئی کی کر پاسے۔  
 جوتشی جی (راجہ یہ ہلا دی طرف مڑ کر) آپکے بھی سر تھا آند برتے ہے ؟  
 راجہ یہ ہلا دی - آئی کی د پاسے سب طرح آند ہے۔  
 جوتشی جی (راجہ ہیندر سین سے مخاطب ہو کر) کہتے سر کھالاج - کیسے اس وقت یا کیا  
 راجہ ہیندر سین - ہالاج - آپ کو اسلئے تکلیف دگئی ہے کہ انجنا کمار سی کی شادی  
 آپکے (راجہ یہ ہلا دی کی طرف کو اساتہ کر کے) فرزند پون انجے کمار کے سامنے ہوا  
 قرار پائی ہے۔ جوتشی شامہ سے در اچھی طرح بچار کر بیاہ کا شہجہ مہوت اور  
 شہجہ لگن بتائے۔ اگر دو چار دن ہی کے اندر کی کوئی نیک ساعت نکل آئے  
 تو بہت ہی بہتہ ہے یہاں ہی مان سرور کے کمارہ جو نہایت ہی خوشگوار  
 اور دلکش مقام ہے لوہہ چا دیا ماسے۔

جوتشی جی (پتھر لٹو لٹو اور کچھ دیر بچار کر) سر کھالاج - لہجے۔ اسی او دھتی میں ہوا  
 سو جھتا ہے۔ آج سے کہو اتن دن دن کی بڑی سندھان سے شہجہ مہوت  
 پینتر کرشنا دیتا۔ بڑے بار۔ اور اچھا لگتی نکشتہ سندھ لوگ۔ کو کو کرن۔ بگے ہ  
 لہ مگر تھہرین دن پتھر لوگ غیرہ کا نام نہیں لکھا ہے من اسابی کہا ہے کہ میں مذکر لگن تھہر لگائی  
 یہاں مٹا دل کی جو تصویر کی لیے ران غیرہ کا نام فرضی ہاں کے لگن میں گونہ خصوصیت بری ٹیا۔ اس تھہر

ہمارے ہیر دیوتہ اس کے کنوارے بددبر گوارا راجہ پرہلا دین اور وہ جنھوں نے کچھ  
اُسے بڑھکرا استقبال کیا تھا ناہراوی انجنا کے تیار راجہ ہندرسین بن۔

راجہ پرہلا دیکھ کر ایک چہرہ پر کچھ فکر مندی کے سے آتا کیوں معلوم ہونے میں حیرت  
مزاج لپوچتے وقت بھی آپ نے کچھ اُداسی کے سانحہ جواب دیا اسی کیا فکر ہے ؟  
راجہ ہندرسین - نکار کیا۔ آپ جانتے ہیں کہ ہر شخص کو انہی اولاد کی شادی کی فکر  
دنیا کی سب فکر میں سے بڑھکر ہوتی ہے۔ خصوصاً درجہ کی شادی کا مثال تو کسی م  
دل سے دور ہی مہین ہوتا۔ مگر اب آپ کے حیلے وہ رہ سکتا ہے۔ انجنا کو کیا  
بن ہو چکی ہے اس کے بیاہ کی فکر ہے۔ اگر آپ اپنے شاہزادہ دیوتہ انجے کے لئے  
مطوفہ فرما دیں تو میں گرم ستی ہوگی اور میں بھی اسے کہ خوش قسمت سمجھو گا۔

راجہ پرہلا د (خوشی کے لیے میں) یہ تو آپسے اخلاق کی بات ہے۔ مگر ہاں یہ میں  
بھی اہم سمجھتا ہوں کہ اس سبب وہ کا ہو جانا اور دونوں کے واسطے شکستہ دانی اور بھلائی کا  
ہوگا۔

راجہ ہندرسین (بہت خوش ہو کر) ابو بھگ۔ اب مجھے انجنا کماری کے خوش  
نصیب ہونے میں کوئی شک نہیں رہا آج مسیحی آرزو پوری ہوئی (ذرا  
آواز سے) کوئی حاضر ہے۔

ایک شخص فوراً دست بستہ سامنے آکر اُٹھتا ہے۔

راجہ ہندرسین (شخص سے) ذرا خوشی جی کو تو جلدی سے بلا لاؤ۔

وہ شخص جاتا ہے اور فوراً خوشی جی کو ہمراہ لیکر آتا ہے۔

خوشی جی (راجہ پرہلا اور ہندرسین کے سامنے آکر) سچ ہو بہا راج کی۔ بہا راج کی

اڑ جائیں۔ اسے یہ بتایا ہی ہماری ہنسی ہے۔ کوئی قسم قسم کے چھل اور طرح طرح کے میوہ بتا  
 نایل۔ بادام۔ جھوارے۔ لونگ۔ پستہ۔ داکھ۔ آم۔ لیون۔ مکھ۔ انانہ۔ کھلا۔ اور  
 لئے مکھش چھل کھینے کے آرزو مدین کو بھی آٹھون اشیائے پاک طلائی تھکان  
 میں لئے ہوئے آٹھون انگ سے جھک جھک جاتے ہیں اور آٹھون آرمون سے  
 ربائی پانے کی گزارش کر رہے ہیں۔ عرض اسی طرح لوگ باگ جا بجا یوجن ارجن میں  
 معشر دین۔ کوئی کوئی تنہائی میں بیٹھے یا کہ یہاں کے دھیان میں ہمہ تن تھوپ  
 کوئی آپس میں ہم چڑیا اور تو بچا کر رہے ہیں۔ کوئی کوئی یوجن ارجن میں دھیان  
 وغیرہ سے فاسح ہو کر ادھر ادھر ہر سر پاٹا کرتے گھوم رہے ہیں۔ کوئی ایک دوسرے  
 سے ملاقات کرتے پھرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ۔ یوں کا ایک گردہ ایک خیمہ کی طرف کوہستہ  
 آہستہ جارہا ہے۔ اس گردہ میں ایک شخص کے سر پر تاج شامانہ رکھا ہوا ہے جس سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہیں کہیں کے راجہ ہیں۔ مغلاں کی طرف سے ایک اور بادشاہ کو روڑ  
 ہی سے دیکھا چند دن آگے استقبال کیلئے بھاڑے اور آپس میں مصافحہ کر رہے ہیں  
 فرار یوچا ایک طلائی پوتلی پر دونوں بیٹھ گئے ہیں اور کچھ باتیں کر رہے ہیں۔ ان دونوں  
 کے ناج مضع میں بند کی تصویریں لگا ہی ہیں جس سے خیال ہوتا ہے کہ یہ کوئی باؤنٹ  
 کے راجے ہیں۔ انکی تشکل سے بھی کچھ کچھ سمجھ سالی معلوم ہوتی ہے اور آگے  
 بڑھ کر دیکھیں کہ وہ کون ہیں اور کیا بائیں کر رہے ہیں۔ لو اب ہم چپانے۔ بہ اس جانب

فیض پٹ صفحہ ۳۲۔ اگھاتیا کہلاتے ہیں کیونکہ انھوں نے حیہ اتما کی اصل یعنی شجھا دک طاقتور کو  
 نہیں گھاتا ہے۔ بدھون بیرونی شکوکھ کیلئے نہت کا رہا ہیں۔ ان آٹھون کروں کی ۳۸ اشمن  
 کے آگے آگ۔ نامہ پیکو معنی طاقتور وغیرہ ایندھن کی قوت نہایت ہی دل میں لکھے جاویں گے۔

ہلو ان تکالیف سے چھوڑ کر شانتی دیجئے۔ کوئی صندل سفید میں کسیر و کافور اور ملا کر  
 ہر رستہ کی تکلیفات سے رہائی دینے کے مقصد میں۔ کوئی طشت ہا سے طلائی  
 میں اکشت (چانول) بھر بھر کر ہاتھوں میں لئے نہایت ادب کے ساتھ کھڑے  
 ہو کر آئندہ کے بوجہ میں منتی کر رہے ہیں کہ اسے اکٹھے اپناشی پر اتارنا! آپ ہلو  
 بھی اکٹھے پد (موکش) نہیجئے۔ کوئی بیلا جھلی۔ جوہی۔ گلاب۔ کرنا۔ حیا مکمل  
 کینٹی وغیرہ قسم قسم کے پشپ (گل) ہاتھوں میں لئے تمسکین کہ کسی کام روگ  
 نوارک! آپ ہمارے دلوں کو خواہشات نفسانی و جذبات شہوانی سے پاک  
 کر کے اپنا پاک نور ہمارے ہر دے میں ڈالے کسی نے قیمتی جواہرات۔ سے  
 مرقع تھالوں میں منی بید (اشیا نورانی شیرینی وغیرہ) بھر رکھی ہیں اور بڑے بھگتی  
 اور آئندہ سے بڑت کرتے ہوئے التجا کرتے ہیں کہ اسے سب روگ ہار لیں  
 جس طرح بینہ منی بید کچھ عرصہ کیلئے اشتہا کو دور کر دیتی ہے اسی طرح آپ ہلو  
 اس مرض اشتہا سے ہمیشہ کے لئے چھڑائے۔ کوئی رڈی زرد سے بھرے  
 دیپٹ (چراغ) روشن کئے یہاں اس کر رہے ہیں کہ اسی پر مانتا آئے۔ سب  
 اندھکار ناشک ہیں۔ ہلو گون کے چٹ سے موہ اندھکار اور تاریکی جہالت کو  
 دور کر کے نور علم سے اسے نور کیجئے۔ کوئی خوشبودار دھوٹ آگ پر چڑھا کر  
 کر یہ کہتے جاتے ہیں کہ ہمارے آٹھوں کرم اوس دھوپ کی طرح دھان بن کر

لے آٹھ کرموں کے نام۔ گیانا دنی ۵۔ دھنا دنی ۹۔ انتر ۵۔ توخی ۲۰۔ آج ۲۰۔ بیانی  
 نام ۱۲۔ اور گور ۱۲۔ ان آٹھوں کی مائتر کر تی ۱۴۰۰ ہیں مکی تو میں شیار ہیں۔ انہیں بے چار  
 گناہگار کہلاتے ہیں کیونکہ انھوں نے جس کی چار سجاوٹ طاقتوں کو دوبارہ رکھا ہے اور اپنی پاپ



مید معلوم ہوتا ہے جو ہر سال بھاگنشدی ششی سے پونماشی تک آٹھ یوم رہتا ہے جس میں ہر چار اطراف سے راجے مہاراجے اور دیگر درباریادھر لوگ دور دور از سفر ملے کر کے بڑی خوشی کے ساتھ آکر اور ایسے متبرک مقام کی جاترا ان آٹھ پر ب کے ایام میں کر کے ثوابِ عظیم و مٹھایا کرتے ہیں۔ آجکل ہی تو اسٹانٹھکا کے پر ب کی تاریخیں ہیں۔ وہ دیکھو نامندرون میں لوگ باگ ان مہا پرشون کا جنھوں نے نجاتِ ابدی حاصل کر سہہ پدیا ہے کیسی بھگتی اور کیسے پریم سے پاک و صاف اشیا اسٹھکا نے سے پوجن ارچن کر رہے ہیں کوئی آبِ قطر و گنگا جل لقرئی و طلائی جھاریون میں لئے ہوئے سنکرت لفظ میں ملندہ آواز سے عجیب لکش لہجہ کے ساتھ اس پر اتما کی استی کرتے ہوئے یہہ پراتھا کر رہے ہیں کہ اسے پر اتما آپ ہمارے ناپاک دون کو ویاہی پاک کیجئے جیسا یہ جل پاک و شفاف ہے۔ کوئی لمبا گرمی منڈل سفید صاف پانی میں گھس گھس کر دونوں ہاتھوں میں لئے یہہ عرضداشت کر رہے ہیں کہ اسے شانتی کرنا! جس طرح یہہ چندن گرمی کے ستائے ہوئے کو شانتی کا دینے والا اور داہکا دور کرنا والا ہے اسی طرح آپ جلد کالین دنیوی کی طیش کی شانتی کر دیا ہے۔

ابقہ صفحہ ۳۰۔ جو بیس تیر تحکوکوں میں یہ پہلے تیر تحکوک ہیں۔ جو کہ یہ اس کلیہ کی گرم بھومی کے فروغ میں ہوئے اور جس پہلے تیر تحکوکوں کے واسطے ان کا نام آ رہا تھا بھی ہے۔ میں خاسترون میں ان کے ساتھ ٹرٹی تفصیل کے ساتھ دئے گئے ہیں۔ بعض گر تحکون میں ان میں کو بڑا بھی کہا ہے۔

۱۷ استیادہنگہ۔ محل (پانی) چنڈن۔ اکشت (مانڈل) پشپ (دھول) نعلی وید (دھول) کپوان وغیرہ) دیپ (میراغ) دھوپ۔ پھل (سیوہات) امین۔

سنبہ دل لہجانے والے انداز کے ساتھ جا بجا لہلہاتا ہوا کچھ ایسا  
 وجد میں آ رہا ہے کہ چلنے پھرنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کئے لیتا ہے -  
 قسم قسم کے خوشبودار پھولوں کے لفظ فریب رنگ اور خوشگوار  
 ہواؤں کا تانت کے ساتھ آزادی کی چال چل چکر گھومنے والوں کے  
 دل و دماغ کو معطر کرنا یہ ایسی چیزیں ہیں کہ اس مقام کے سوا دیگر مقامات پر  
 شاید کم نظر آئیں گی - اس مقام کا سین اس وقت دیکھنے والوں کی نظر کو  
 بہشت کا دھوکھا دے رہا ہے دھوکھا ہی نہیں بلکہ لقین دلارہا ہے کہ

اگر فردوس بروئے زمین است

ہمین است ہمین است وہمین است

مندرون کے سکھرون پر رنگ بزمگ کی جھنڈیاں لہر لہر اکرار سے خوشی  
 کے انگلیں بھر رہی ہیں - کہیں لوگ باگ ادراد دھڑکھوم رہے ہیں - کہیں کہیں  
 مجھوں میں کوئی باوا زبند لوگوں کو کچھ سنارہا ہے - معلوم نہیں آج یہ کیا  
 ہو رہا ہے - آؤ ذرا آواز کے بڑھکر دیکھیں کہ یہ کیا معاملہ ہے - کوئی میلہ ہے یا  
 تماشہ ہے - آغاہ بیان تو جا بجا شاستروں کے آپدیش ہو رہے ہیں  
 اور واعظینڈت و عظمسنا رہے ہیں - گھومنے والے لوگ مندرون کی  
 زیارت کرتے پھر رہے ہیں - لو اب ہم سمجھے یہ تو اشٹاٹھکا کا سالانہ

تقبہ صفحہ ۲۹ - جگہ گیان یوگ - یوگ وغیرہ کی سری مت بھاگوت کی ادھیائے ۱۲  
 اسکندہ ۵ میں اور نیز ناگ پران - برہما یوگین - شیو پران - وغیرہ دیگر شاستروں میں بہت  
 بڑی تعریف بیان کی ہے اور نجد چوبیس اقامتوں کے پہلا اوتارانا ہے - جین مت کے

[illegible]

دماغ کو چھینا ہے اور لطفِ رنگانی دکھاتے ہیں۔ اسی کے جنوبی دامن میں چند  
کا ایک زمار دریا اپنے پورے زور سے بہا جا رہا ہے جس میں آفتاب کی سنہری  
کرنیں موج میں آ آ کر کسی ہجران نصیب عاشق کے دل کی طرح چل رہی ہیں اور  
اوسکی لہروں سے بلکہ کچھ ایسا گنگا جمنی سین پیدا کر دیتی ہیں کہ سیر آنکھ تک نہیں  
جسمی۔

یہ اس آریہ ورت کا وہی تبرک رہا ہے گنگا کے جو ایسے شہ جوتانی کی  
لطافت اور پاکیزگی میں دنیا بھر میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ جوتانی بہت شہر مہند  
کے ہزار ہا مقامات ہر دروازہ تنہی - فتح آباد - کانپور - الہ آباد - زاپور - ماس  
فانیپور - پٹنہ - موگیز پٹنا وغیرہ کو آپ کرتا اور حد با چھوٹے بڑے ندیوں  
الکھنڈا - کالی ندی - رام گنگا - جنا - ٹونس جنوبی - کرنا سا - گوتی - گھاگرا -  
ٹونس شمالی - سون - گندک - باگ تھی - گوگیری - کوسی وغیرہ کو اپنی قمریت وین  
کا مغز و نہر بخشتا ہوا ملک بنگال میں راج محل کے جنوب پہنچا اور کئی دھارون  
پیدا - بھاگیرتھی - جھنگلی اور بہت بھنگا وغیرہ میں مقسم ہو کر بنگال میں داخل  
ہوتا ہے۔

یہ وہی پاک مقام ہے جسے مبارانی پار تھی جی کے پیارے پنی مہا دیو جی  
نے جنین یا پنجپوٹری ٹبری اور کئی ہزار چھوٹی دڑیاں میں سے تھیں اپنے راج  
لہ سینہ گیارہ زردون بھابی - جٹ شترو - رڈورٹاں نیں - سویتٹ - بل  
پنڈکٹ - اجندھر - جٹ ناہنڈ - میٹھا - ست گیت نے کے جو اس کپ میں یکے بعد  
دیگرے مختلف دھوتوں میں ہوتے آخری مدینی سنگ کیت نے نام سے موسوم کھے ہیں

بار پکاراں بھر بھر کر چھوڑ رہا ہے۔ کیلاش پر پت کا منظر تو اس وقت کچھ عجیب  
 دکھائی نظر آتا ہے۔ یہ قطعہ جو اس صغیر دنیا پر اپنا نظیر نہیں رکھتا اپنی سرسبز  
 وشتا دابی میں ایک قدتی باغ ہے جسکو خزان کبھی نہیں تاسکتی۔ یہ ایک  
 تازہ گلزار دائیم البہار رنگ بزمگ کے پھولوں سے رونق دار اور شاداب  
 مرغزار و خوشبودار اشجار اور جا بجا چشمنہ ہائے آب و معنوا و انبشاروں سے  
 سرشار ہے جہاں سرد و سنوبر کے کشیدہ قامت و سہی قد درخت گویا  
 آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ اور مختلف اقسام کے پہاڑی اشجار جنگلی گیہاں  
 نرم گھاس و نازک پودھوں سے ڈھکی ہوئی ہیں اس پہاڑ کے منظر کے لطف کو  
 دوبارہ لاکر رہے ہیں طرح طرح کی نازک اندام سلیم معشوقانہ انداز سے پودھوں پر  
 لپٹی ہوئی ہیں۔ سرزدان خوش آہنگ الحان و گھنٹوں سے لطف کی تعریف بیان کر رہے ہیں۔  
 سے گویا اس قطعہ کی گہنی اور اس کے لطف کی تعریف بیان کر رہے ہیں۔  
 ایک طرف سے پھولوں کی مہک اور دوسری طرف سے مرغاب صحرائی کی  
 جبکہ دنیا کے غم کو بھلا رہی ہیں اور حرا و انبشاروں کے پانی کی بھجوریں ابر  
 پر ساری ہیں اور کبھی جھونکوں کی عطر آمیز ہوائیں ہر ایک کے دل کو تازہ  
 دماغ کو معطر کر رہی ہیں۔ قسم قسم کی جڑی بوٹی اور طرح طرح کے میٹھا جنگلی  
 خوش ذائقہ میوہ جات جنہ انسان بلا ضرورت غلہ بخوبی زندگی بسر کر سکتا ہے  
 اور جنگلی تاثیر سے متون بھوکھ سے بے پروا ہو سکتا ہے موجود ہیں۔ پہاڑی  
 سلسلوں کی چوٹیاں۔ خوشگوار آب و ہوا اور پرندوں کے دلغریب راگ  
 اس کو بہستان کے نظارہ کرنیوالوں کے دلوں کو لہجائے طیش دل و

پھرتی ہے کہ سب کے چہروں پر اور ہی رونق آگئی ہے۔ خصوصاً گڑخون  
 کی رنگت تو گلاب کے سُرخ سُرخ رنگ پر بھی فوق لئے جاتی ہے۔  
 وہ دیکھئے اونکے گلابی گلابی رخسارے گل درد کو شرمائے دیتے ہیں  
 اُنکے کان کی ٹو باکھل چنبیلی کے پھول کی اوس سی کا نمونہ بن رہی ہے جس میں کچھ  
 کچھ سُرخ و ڈیڑھلی ہواونکے سُرخ سُرخ نازک ہونٹوں کے مقابل میں  
 گلاب کے پھولوں کی بتیان شرم کے باعث عرقِ شبنم میں ڈوبی جاتی ہیں۔  
 آگئی نرندران کے روبرو سیب کو ظالی آسیب معلوم ہوتا ہے۔ اُنکاتہ بدلت روبا  
 نہ معلوم دربار میں کس سرو نے دیکھا سمالہ تھا کہ آج تک ازہِ تعظیم ایک پائو  
 سے کھڑا ہے۔ طرزِ دلبری سیکھنے کو اڑا ہے اور اُنکے سینہ پر قدرتی حسن کے  
 انبجار کو دیکھ دیکھ کر اپنی بے ثمری پر کفِ انوس ملتا ہے۔ قمریان کی سی محبت  
 کا طوق گلے میں ڈالے ہی سہرہ کے آواز سے کس رہی ہیں۔ کوسلین اپنی خوش  
 گلوئی و خوش الحانی سے عاشقِ حرا جوں کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کئے لیتی ہیں  
 کنول با بجا کھل رہے ہیں جنیر بھونرے گنگار تے ہوئے اداں سے بوس و کنا  
 کرتے جاتے ہیں اور حیرانِ نصیب عشاق کے دلوں میں نئی نئی مسرتیں پیدا  
 کر رہے ہیں۔ بنوں میں سُرخ سُرخ ٹیٹو پھول رہے ہیں گویا حسرتِ نصیب و ک  
 دلوں کو بلانے کے لئے بخت نے آگ کے اٹھارے ہی بھیجے ہیں۔ پھول  
 کی بھینٹی بھینٹی خوشبو ہر چاروں طرف پھیل رہی ہے گویا موسمِ بہار خوشبو دار عبیر و  
 گلابی اڈاتا ہوا پسٹل کھیل رہا ہے۔ برفِ پہاڑوں سے پھیل گھل کر دریاؤں  
 کے پانی کو بڑھا رہا ہے جن پر جا بجا پانی کے بھرنے جھروے ہیں گویا موسم

حضور انور کچشم خود بھی اس سے دیکھ لیں۔ اور مناسب سمجھیں تو انھیں سے  
سمبند کریں۔

سیوہ یارگ کے منہ سے مشاعرہ پون انجے کے ایسے اوصاف  
سنگراؤ منتر یون نے بھی اس سے اتفاق کیا اور راجہ صاحب نے  
بھی اسے منظور فرمایا۔

## تیسرا باب

شادی کی تاریخ معرستہ ہو گئی

غنچہ رطنا شاد کسا آئینہ  
بیاہنے والے نرمان دیدہ لائی چار

جھاگہ کامیہ ہے۔ بارے اب خیمت ہو چکے ہیں ابی سی سردی  
رہنی ہے آفتاب کی گرمی اعتدال کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ دفتون  
نے ایسا یوانا لاس سرمای لاس کی طرح اوتاڑا ہے۔ بے برگ  
بار زخمت اب پھر ہرے ہونے لگے ہیں انکی رگ رگ میں توت نامیہ کا  
رہ اڈہ جو پہلے خزان کے ڈر سے جڑے ہوئے تھا اب خون کی طرح  
روڑتا ہوا شاخوں سے کوئیل بن بکر نکل رہا ہے یا یوں کہیے کہ سب سے  
کی آمدین ان کے جسم جوش سرسرت کے اکوڑے پھٹ پھوٹ کر نکلے  
ہیں۔ اس خوش گوار موسم کی لطیف ہوا کچھ ایسا حیات کا مادہ کمیہرتی

بہت ہو کر تخلیفین اٹھاتے معیتین جھیلے اور جان تک گنوا دیتے ہیں تو حضرت  
انسان جو تمام جانداروں میں اشدت المخلوقات سمجھا جاتا اور عالم و مائل ہونے کا  
دعوے کرتا ہے ان پانچوں حواس کی فلاحی کاشت و روز دم بھرتا اور انکی لذتوں سے  
اکیدم نہ اگھاتا ہوا بہین معلوم کسی معیتوں کا شکار ہوگا اور کن عقوقتوں اور غداؤں  
کی آگ میں جلیگا۔

غرضیکہ اسکی نظریں پر عیش و عشرت کے سامان۔ یہ دنیا کے راگ و رنگ، یہ لگو  
لٹھانے والی لذتیں سب توں تخرج کے چکلیے سہاؤنے رنگوں کی طرح بے قیام۔ ہانی  
کے ٹیلے کی طرح بے بنیاد یا سبکی کی چمک کی طرح سیرجہ الافال ہیں۔ اسلئے انہیں دل نا لچھانا  
و دھت جانتا ہے۔ مجھے کمال یقین ہے کہ وہ جلد ظاہری تعلقات کی رنجیر کو بھی توڑ  
گوشہ گزینی اختیار کرے غرضان حاصل کر گیا اور اس طرح اس نفسِ دنیا سے رہائی پا کر  
سرورِ دایمی سے مالا مال ہوگا۔

تارا درہرا میں۔ ان اگر اس کے ایسے پاکیزہ خیالات ہیں تو بیشک وہ اب بھی سچا  
تارک الدنیائے ہے۔

راجہ (دلیں) کو جو سو حکمرانوں پر سندھ پارک کی طرف مخاطب ہو کر، اچھا تو پھر تم ہی  
کیسکو تجویز کر کے بتلاؤ۔

سندھ پارک۔ یہاں سے جانب شمال کو جو پھیلاؤ کے جنوبی دامن میں ایک  
آدٹ پوٹھر ہے یہاں راجہ پہلا حکمران ہے۔ انکے ایک نوجوان پسر نہایت حسین۔  
علم و فضل میں کامل اور نیک مزاج و خوش اخلاق موصوف بہ مصفت ہے۔ اس کے  
اوصاف کسی سے چھپے نہیں ہیں نسل آفتاب غالب سب پر عیان ہیں۔ بہتر ہو کہ



جاتا ہے۔ حواسِ خمسہ میں سے صرف ایک قوتِ لاسہ کے غلبہ سے اپنی آزادی کو کھو بیٹھا اور گرفتار ہو جاتا ہے۔

ابھی آبِ کانٹے پر لگے پارہ گوشت کو دیکھ اوسکو نہدین لپکتی کانٹے کی نوک سے حق چھینتی اور ابھی گیر کے ہاتھ کیڑی جاتی ہے۔ صرف قوتِ ذالغہ کے غلبہ سے اس حالت کو پہنچ تڑپ تڑپ کر جان کھنچتی ہے۔

بھونڈا کنول کی بھیننی بھیننی خوشبو کا عاشق بن اوسپر گنجائتا ہے آنا ب غروب ہونے پر کنول کا منہ بند ہو جاتا ہے۔ یہ نادان قوتِ شامہ کی لذت میں کچھ ایسا بدست رہتا ہے کہ سو گتھے سو گتھے اگھاتا نہیں اوس میں بند ہو جاتا ہے سخت کاٹھنک کو گاگر اوس میں سوراخ کر لینے کی طاقت رکھتا ہے مگر کنول میں بند ہو جانے پر بھی اوسکے غلام بننے کو چھید کر کھانا اور اسطرح اپنی جان بچا ا قطعی بھول جاتا ہے۔

پروانہ شمع روشن پر دیوانہ ہو کر ایک قوتِ باصرہ کی غلامی کی بدولت نہرا جان سے بھی اوسپر جان نزاری کرنے میں پیچھے نہیں ہٹتا۔

جنگلی ہرن میدان میں چوکڑی بھرتا ہوا سبیلوں کے سرے لرگ کی دل اٹھانوالی آواز سن یکا یک ٹھہر جاتا ہے۔ قوتِ سامعہ کی لذت اسوقت اسپر اپنا ایسا جادو دکھاتی ہے کہ مورّا بہت سی کا عالم اسپر طاری ہو جاتا ہے۔ اتنی بھی سدرہ بڑہ نہیں رہتی کہ میں ہلان ہوں اور کون مجھے گرفتار کر نیکو سے پس کھڑا ہے۔ اسوقت اسکی دھڑل جیلا بھی اس سے خفست ہو جاتی ہے جسکی تنہائی سے یہ تحفظ جان کے لئے انسان کی دشمنوں تک سے کوسوں دور بھاگتا تھا۔

بس جب سبقتل حیوان تک بھی ان حواسِ خمسہ میں سے صرف ایک ایک کی لذت میں

کی لائن کھاتا۔ بیغیرتی کی آڑ سہتا دنیا کے دھندھوں میں دوڑتا۔ تعلقات کا آؤ کاٹ  
 پر دھرے تیزی سے چل رہا ہے۔ بھوکھ پیاس کو برداشت کرتا۔ ظالموں کی مار کھاتا  
 بقیاری کی حالت میں اکیدم چین سے نہیں بیٹھتا۔ ہر وقت گھومتا ہی رہتا ہے۔  
 آفتاب کے نکلنے اور چھپنے سے روز بروز حیات فانی چلو کے پانی کی طرح کم ہوتی جاتی ہے  
 مروز زمانہ سے جسم دھیمہ تغیر ہوتا اور نفس کے آ رہ سے لکڑی کی طرح ٹکٹا جاتا ہے  
 اسپر بھی پیدنا دان نجات کی تلاش نہیں کرتا۔ سہرا بگاہ عالم میں دھوکھا کھا کر ہر شخص سے  
 رٹنے پیکر باندھتا۔ غیروں سے لعلق بڑھاتا۔ تعلقات فانی میں جی لگاتا اور لذات  
 حسانی سے ذرا بھی نفرت نہیں کرتا۔

پیدنا دان روزِ ازل سے خوابِ غفلت میں مبتلا اور پاداشِ عمل سے محض حیرے کھانے  
 بیٹے لباس پہننے۔ ضروریاتِ زندگی اور شیشِ دارم دنیاوی اور لدا اب فانی کو حاوردانی  
 خیال کرتا ہے۔ زن و فرزند کی محبت میں گرفتار۔ ال و د و لب یر جانِ نثار رہنا ہے۔  
 رہنے کیلئے اونچے اونچے مکان بناتا۔ تفریحِ طبع کو پھول بوٹے لگاتا۔ نام چلنے کے  
 لئے ہزاروں پاپ کرتا اور بیہودگی کی امید میں گناہوں کا بلو جھ سہرا پر دھرتا ہے۔  
 راندن ہمدون اور مونسوں کو مرتے دیکھتا ہے مگر بہ نہیں سوچتا کہ میں خود اس کے  
 منہ میں بیٹھا ہوں ۱۵ اسے دوست بر جازہ دشمن چو گبذری + سادی کن کہ ترو  
 بہین ماجرا رود۔

اس پاک باطن فوجوان نے مجھے سچایا کہ اے غافل دیکھ فیلِ نریا بانی کاغذ کی سنی ہوئی  
 نقلی فیلِ مادہ کو دور ہی سے دیکھ شہوت کے غلبہ سے پرست ہوا و سکی جانب کو  
 دوڑتا اور پیال سے پٹے مٹی سے ڈھکے عمیق غارِ قدم رکھتے ہی اوسین گر کر پھینس

میں دراصل کوئی لذت نہیں کیونکہ اگر ان ہی میں لذت ہوتی تو ہر شخص اور ہر جاندار کو یکساں دلپسند ہوتا مگر دیکھا جاتا ہے کہ ایک شے کسی کو تو بہت مرغوب ہے۔ دوسرا اس کی صورت تک سے نفرت کرتا ہے ایک خوراک کوئی تو بڑے ذائقہ کے ساتھ کھاتا ہے۔ دوسرے کو اس سے دھیکر ہی تھے آجاتی ہے۔ نیب اور بایں وغیرہ کے پھل دیتے انسان کو تلخ لگتے ہیں۔ بعض حیوان اس کو بڑی لذت کے ساتھ کھاتے ہیں۔ غرض ایسی ہی بیسیوں مثالیں دے دیکر مجھ کو بتایا کہ دراصل لذت و بے لذتی غیبت و نفرت پر منحصر ہے۔ دنیا دار اپنی بھول سے اوسٹین میں لذت مانتا ہے۔

جس طرح سب گرسنہ خشک ٹہری کو چاہتا ہے جسکی لذت میں نہ مہم میں چھتی جاتی ہیں۔ سو بڑی کا گوشت بھٹنے سے حون بہتا ہے اسکو جاٹ جاٹ کر وہ ٹہری کا ذائقہ جانتا اور خوش ہوتا ہے اسی طرح نادان تہوت پرست مباشرت کرتا اور اس حبلہ زایل ہوا نیوالی لذت میں مست ہو کر تکلیف کو آرام خیال کرتا ہے۔ صریح طاقت میں کمی دیکھتا ہے مگر شیا ب اور چرکین کی آلودگی سے ذرا نفرت نہیں کرتا بلکہ پرست ہو جاتا ہے۔

اوسنے بتلایا کہ صبح گرمی کی رت میں پیاس سے گھبراہوا امرگ دوری پر چلتے ہوئے ریت کو پانی جا کر اوسکی طرف دوڑتا ہے اسی طرح جاہل طلسم دنیا کو صحیح خیال کر کے اس تھوڑے میں ناگ والو کی طرح بچ رہا ہے۔ حاملات کو کھوتا۔ مطلوبات کے لئے روتا ہے۔ اندھے کی طرح آگے کو رشی بٹتا اور بڑی ہوئی کو گوسالہ چپاتا رہتا ہے۔ یہ جاہل دنیا دار کوٹھو کے بیل کی طرح غفلت کی ٹہی آنکھوں پر باندھے ہوئے مدنا

ہاتھوں کے درشن کے بعد شانہ زادہ شہرت پر سجدے سے ایک روز ملتے کا اتفاق پڑا  
اوسکے خیالات تو حضور کچھ ایسے پاکیزہ اور دنیا کی طرف سے ہٹے ہوئے پائے گئے  
گو ایک دہ کو بھی دم میں سب کچھ اچھوڑ چھا کر گوشہ نشین ہو گئی اختیار کر لیا ہے مگر نہیں  
معلوم کونسے پچھلے کرم کا سنسکا را بھی اوسکا اس نیک کام کا مانع ہے۔

تارا و ہر اس (سندھیہ پارک کی طرف مخاطب ہو کر) اگرچہ وہ ہر طرح سے نیک چلن و  
نیک مزاج اور عالم و عاقل ہے مگر ابھی تک تو اس میں تارک الدنیا ہوئی کوئی بات پائی  
جاتی نہیں۔ اور یوں کل کی سیکو خیر نہیں۔ اسوقت تو ایک تعجب سا معلوم ہوتا ہے  
سندھیہ پارک۔ تعجب کیا معنی۔ نکو شاید اس سے کچھ گفتگو کرنے کا  
کبھی اتفاق نہیں پڑا ہے نہ ایسا تعجب ہو کر گزرتے۔ بعض شخصوں کے ظاہری بڑا  
سے اذکی طبیعت کا پورا پورا مال نہیں کھلتا تا وقتیکہ اون سے کچھ سال بعد نہ پڑے۔  
سرسید دیر تو اوسکے خیالات میں ایک مرتبہ ہی کی ملاقات سے ایسے نقش کر گئے کہ یہ  
دنیا مجھے بھی بیچ نظر آنے لگی اور اسوقت سے اس بے اہل دے قیام دنیا کی طرف  
میری ایسی رغبت و الفت نہ رہی جیسی پیشتر تھی۔ اس دنیا کی بے ثباتی دکھانے کو جو مجھے  
اوسنے مجھے ادب پیش کیا اس میں سے کچھ میں نکلو بھی سنا تا ہوں تاکہ نکلو کچھ کسی قسم کا  
تعجب یا شبہ نہ رہے اور اس بزرگ خصال نوجوان کے خیالات کی پاکیزگی کا حال  
تمہارے بھائی روشن ہو جائے۔

اوسنے مجھے آپدیش کیا کہ دیکھ دنیا کی یہ تمام لذتیں تو اکی دھار پر لگے ہوئے شہد  
کی مانند ہیں جسکو جاہلی اگر زبان کے ذرا سے ذایفہ کے لئے چاٹے زبان کٹ کر  
دھڑکڑے ہو جائے۔ زندگی بھر کیلئے مصیبت میں پڑ جائے۔ جملہ استیلا دنیاوی

کسی عجیب غریب حیرت انگیز طاقتِ روحانی کا ظہور بھی ہو جاتا ہے۔ مگر نفسانی قوتوں کے غلبہ سے جسے دوسرے نیکی اور بخون نے پہلے کوشش ہی نہیں کی گی۔ کا عمل حرف نامکمل ہی نہیں رہتا بلکہ الٹا انکو زیادہ مغرور و نفس پرست بنا دیتا ہے اور اسلئے یہ لوگ عوام کو دائم تر و دیرین آسانی بھانسن لیتے ہیں۔ سو حضور کہیں انکو (دشمن) کی طرف اشارہ کر کے انکو ہی ایسے ہی ہاتھ مارنا دل گئے ہوں۔

سندیدہ پارک (تارادھارین کی طرف مخاطب ہو کر) نہیں صاحب۔ آپ فرماتے کیا ہیں۔ کہیں نفس پرست اور نفس کش چھپے رہتے ہیں۔ ذرا باغ میں عقل چاہئے۔  
 ۱۔ تو جو بجا است شام ستروان ہی میں آئے مجھ فریض اور انکی چال ڈھال۔ طرز و تہاؤ۔  
 خوش و خوش کے طریقے صاف صاف بتا دئے گئے ہیں جسے مقابلہ کر کے تھوڑی عقل آدمی بھی صادق و باطل میں صاف تمیز کر سکتا ہے۔ اور یہ دوسری بات ہے اگر کسی کو نہ تو گروہ کی ہی عقل ہو۔ نہ شاسترون میں ہی کیجیو دخل ہو یا جو باوجود عقل سلیم و وقوف شاستر اس جانچ کی کوئی کوشش ہی کرے بلکہ دوسری دیکھا دیکھی یا اونکے کسی کرشمہ یا رٹو جو کہ عقل و علم کو بھی بالاسے طاق رکھ دے تو بتائے۔ یہ کیا پھر خاک صادق و باطل کی پہچان کر گیا (راجا کی طرف مخاطب ہو کر) حضور۔ دے مہاشی جلی دن مبارک سے مینے شاہزادہ بدلت پر بھی کی بابت سنا ہے کچھ ایسے دایسے ہاتھ تھو بلکہ سچے آتما شناس فقیر کامل تھے۔ ایسے ہاتھ تو ان کا تو نام لینے اور درس کرنے ہی سے ہلو گون کے بہت گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ اور انکی جانب دروغ گوئی کا خیال خود آتا میں بھی پہنچا نا ایسے کو سخت گنہگار بنانا ہے۔ اور بخون نے جو کچھ بدلت پر سمجھ کے بارے میں فرمایا ہے اس کے سچ سچ ہونے میں کوئی کام نہیں ہے۔ مجھے خود بھی اُن

بعض کم کو بچاتے ہیں اور ایک دو ذرا ملتے ہوئے چیلے جانے بنالیتے ہیں جو سید  
سادے دنیا داروں کو اپنے گری کی بزرگی اور کمالیت کا یقین دلا کر اوکو بچواتے ہیں  
اور یہ ان کے یرزد و مریدان سے پرانند کا مضمون اپنے پر صادق لاتے ہیں ان میں بعض  
تو نرے دھوکے باز ہوتے ہیں بعض نفس پرور مرث اپنی عزت و پرستش کرانے اور  
اچھے اچھے مال اور لانے ہی میں بڑا آندھانتے ہیں۔ ایسے کم علموں کی علمیت کا حال  
اگر کہیں لوگوں پر کھل جائے تو کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو بڑا دکھ کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ کوئی  
روپیہ تھوڑا ہی کما نا ہے۔ یہیں علم ٹپہ ہے میں معقول وقت را لگان کر نیکی کیا ضرورت۔  
ہم تو آندھ ہی میں اپنے وقت کو لگاتے ہیں۔ یہ کام تو دنیا داروں کا ہے۔ غرض  
ایسی ایسی ہی بہت سی باتیں سنا دیتے ہیں۔ اور بعض باوجود و بدو شاستروں کے  
عالم ہو نیلے نفس پر پورا قابو نہ پا کر نام اور عزت بڑھانیکو کبھی اپنے کو غیب ان جتاتے  
ہیں۔ کبھی مادی لگا کر یہاں میں موبہ زاد کھاتے ہیں۔ گاہے ساسعین کو ایک دلکش  
لہجہ میں دھرم کا او پیش دیکر ان کے دلوں کو انہی طرف کھینچتے اور اپنے عالم ہونے کا  
ثبوت دیتے ہیں۔ گاہے اپنے کو اتنا بڑھاتے ہیں کہ باوجود شیت پیچھے کا حال تک  
نہ جانتے اور پل بھر لکھا ہوا ہے اس تک سے بیخبر ہونیکے خود ہمہ دان پر مریم  
ہونیکا دھوکے کرتے ہیں۔ غرض ایسے اشخاص خود ستائی و خود بینی ہی میں فخر مانتے  
اور اپنے کو سب آلودگیوں سے پاک و مبرا جانتے ہیں۔ بیچارے بھولے بھالے دنیا  
تو جو شاستروں سے کافی دفعیت نہ رکھتے کیوجہ سے انکی ٹھیک جانچ کر سکے کی قابلیت  
ہی نہیں رکھتے انکے دام فریب میں آہی جانے میں مگر بعض اوقات عالم لوگ بھی دکھا  
کھا جاتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگوں میں سے بعض بعض میں کچھ دنوں کے لوگ سا دھن

دنیا دار ہے لیکن باطن میں وہ پورا زائد ہے اور اسکی نظر میں یہ دنیا بیچ ہے۔ اسکو چھوڑ چھاڑ کر وہ جلد تارک الدنیا ہونیوالا ہے پھر شانہ زادی صاحبہ کو اسکے ساتھ بیاہنے سے کیا فائدہ۔

راجہ۔ تینے کیسے جانا کہ وہ جلد تارک الدنیا ہونیوالا ہے۔

سندیدہ پارک۔ حضور تھوڑا ہی عرصہ ہوا میں نے ایک بڑے مبہم تائمنی ہالاج سے اسکی بابت سنا تھا وہ فرماتے تھے کہ برت یرحبہ باطن میں تو اب بھی تارک الدنیا ہے مگر اب اسے اٹھارہویں سال وہ اس دنیا یا دیر سے تمام ظاہری تعلقات بھی ترک کر دیا اور اسی جہم سے موکش (نجات ابدی) پائیگا۔ سو حضور اگر وہ اس دنیا کو ترک کر نیا لانا ہوتا تو اس سے بہتر شانہ زادی دنیا بھر میں شانہ زادی صاحبہ کیلئے ڈھونڈے نہ ملتا۔ مگر کیا کیا جاسے۔ آپ جانتے ہیں زن کی عزت و حریت آرام و آسائش تو سب شوہر ہی سے ہے پھر طمان جھک تو کچھ شانہ زادی صاحبہ کو مصیبت میں ڈالاسی نہیں جاتا۔

راجہ (سب مستروں کی طرف مخاطب ہو کر) اچھا تو آپ کسی اور ہی شانہ زادہ کی تجویز کریں۔  
 تارا دھرا۔ میں۔ حضور اس میں تو کوئی آثار تارک الدنیا ہونیکے پائے نہیں جاتے کہیں (کو) سندیدہ پارک کی طرف اشارہ کر کے) دھوکا تو نہیں ہوا ہے کبھی کسی ایسے ویسے بناوٹی فقیرے اپنی علمیت اور بہدانی جہل نیکو گپ ہاتھ دی ہو۔ وہ تو خاصہ دنیا دار ہے اور اسے بہتر شانہ زادہ ملنا تو دشوار دیکھیے ان (امرا ساگر اور ست کی طرف اشارہ کر کے) دونوں کی بھی راسے مجھ سے تغن ہے حضور بعض بناوٹی فقیر ایسے بہتے ہیں کہ انکو علم و علم تو خاک نہیں ہوتا اور اپنے آپ کو بناتے الیا ہیں کہ گو باپورے پوئے پوئے ہیں اپنی کم ملی و کم لیاقتی چھپانے کو بعض تو دنیا داروں کے سامنے بالکل سکوت اختیار کر لیتے ہیں۔

راجہ۔ تو کیا آپ کو امرساگر کی اسے سے اتفاق ہے۔

تارا دھرم۔ نہیں جنوین امرساگر سے متفق الا اسے نہیں ہوں میری اسے تو یہ ہے کہ شاہزادی صاحبہ کی شادی بدھت پر بھجہ کے ساتھ کیجائے۔ یہ ایک عالی نسب با علم نوجوان شاہزادہ ہے دکن میں شہر کنک پر کے راجہ ہرن پر بھجہ کا بیٹا ہے جس وصال میں کیا اصول جنگ سے خوب واقف سیک طینت و پاک نشات عقل و فہم۔ نیا کردار و نیک اطوار غرض جتنی خوبیاں ہیں دے سب اس خوش درجہ ان میں موجود ہیں۔ شاہزادی صاحبہ کو اسکے ساتھ بیاہنے سے ہر قسم کا عیش و آرام ملے گا اور منتری کی طرف مخاطب ہو کر کیا آپ سب کو بھی اس اسے سے اتفاق ہے۔

سمت اور امرساگر۔ (ایک زبان ہو کر) بہت مناسب ہے ہکو آپ کی اس اسے سے اتفاق ہے حقیقت وہ ایک ماس سے بھی زیادہ قابل اور لائق ہے پہلے سے ہکو اس کو خیال نہیں آیا تھا۔ ضرور انجنا کاسری کی شادی اسی کے ساتھ ہونی چاہئے (سندیہ پارگ منتری کی طرف مخاطب ہو کر) کیا آپ کی بھی یہی رائے ہے۔

سندیہ پارگ منتری۔ دراصل اس شاہزادہ کی مقصد تیرہ تین کیجائے کہ میری زبان میں طاقت نہیں کہ اس کے اوصاف و اطوار کی نہ ابھی کہہ سکے مگر آپ انہوں کو اسکا پورا پورا حال معلوم نہیں ہے۔ ہمارے آپ کے دیکھنے میں تو وہ بظاہر



یا لاسو سمیر والدین سے تجوڑ لیا ہو۔ یہاں تک کہ اگر باغوص والدین کی کم تو بھی و  
 بے پر عالمی یا امر تقدیری سے شوہر بد مزاج و بد چلن بھی مل جاوے تو بھی وہ  
 اپنے مزاج سے ہرگز نہیں جوتدین یا اوس سے بد دل و متفرہ نہیں ہو جاتین بلکہ  
 جہاں تک ممکن ہوتا ہے اپنے سوہ کو نیک مزاج و نیک چلن میں اور با علم بنائلی کو شتر  
 کرتی ہیں ایسے ایسے وسائل سوچتی اور عمل میں لاتی رہتی ہیں جن سے انکی طبیعت کا  
 میلان پورے طور پر انکی طرف ہو جاوے اور وہ اسکو با علم و نیک چلن بنائے  
 میں کامیابی حاصل کر سکیں۔ عرض وے اس معاملہ میں اپنے کو والدین کے مطیع  
 اور اوکو ہر طرح سے ایسا امتا حاتی بن گیا ہے وہ انکے لئے سیاہ کرین سفید  
 پس والدین کو البتہ اس معاملہ میں ذرا سوچ بچار کر کاہ کرنا چاہئے۔ اول تو وہ  
 انکو علم کے ریلوے سے آراستہ کر کے نیک مزاج و نیک چلن بنائے تاکہ وہ اپنی  
 شوہر کو ہر طرح و وقت رکھ سکیں۔ مدد جہاں نہ ہو۔ سہاویہ محنت حارین کے لئے  
 جنہوں سے اپنی ہونہاری بھوکا لطف انھیں کی راہ سے چھیوڑ لکھا ہے اپنی یوری  
 تو جہاں کو شمش سے کسی ایسے شوہر کی تلاش کریں جس سے ان معصومان کی  
 رمدگی تلخ نہو جاوے پس تا کی وہ وہ جواب سے رسم سوہ کو تہیج دیے میں  
 بیان کی یعنی اولیو مدد جہاں سے کچھ کس بنیاد پر ایسی رسم کھیجے جس میں انکو  
 دلانہ کچھ کست۔ اور جو در کداری تے مصمت میں چائے کا پتہ ہو  
 آگموہ سے نہایت کی ہے راہ پر چائے گزین ہا سے۔

نہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں کاغذوں کی آن میں ہو جاتا ہے۔ سوا سے چندیاں  
 طہیزت و مصحف مزاج را باؤن کے باقی سب میں عداوت اور فساد کی پختہ طر جاتی ہے۔  
 عرصت تک دلوں کا غبار نہیں دیتا۔ اکثر وہ مستحب شوہر بھی میدان جنگ میں کام  
 آ جاتا ہے۔ بسا اوقات وہ بیماری معصوم کیناں غیروں کے ہاتھ پڑ جاتی ہے۔ جو  
 زبردست ہوزبردستی چھپیں کر لے بھاگتا ہے۔ ایسی حالت میں ایک عالمی خاندان  
 و خیر کے لئے یہ کیسی شرم کی بات ہوگی اور اس کو کیسی کیسی معیتیں رسدگی بھجھ جھلنی  
 پڑیگی۔ اتنے پر بھی کیا آپ اس رسم کو ترجیح دیتے ہیں اور آپ نے اس رسم کو ترجیح  
 دینے کی جوبہ و وجہ بیان کی کہ اس رسم سے شادی ہونے پر زن و شوہر میں سچی محبت  
 قائم رہتی ہے اور بلا اس رسم کے ممکن ہے کہ دونوں کے دل رملیں اور اس لئے  
 دنیا اور ماقبت کا سبب عیش و آرام جانا رہے سو یہ خیال بھی آج کا غلطی پرستہ کیونکہ  
 جو بے علم و بے سمجھ اور بد طہیزت لڑکیاں ہوتی ہیں وہ سے تو ہر حالت میں اپنا آہل  
 عین آرام کھو بیٹھتی ہیں۔ غاویہ سے بھی ان کی کبھی بہین بنتی۔ اے دہرم اگر کوئی  
 بھول جاتی ہیں مگر جو عالی خاندان یا علم عاقل و نیک طہیزت لڑکیاں ہیں وہ سے ہر ہمتہ  
 پاکدامن رہتی ہیں۔ اے شوہر کو ہمتہ انوس رکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ ان کی  
 اطاعت و فرمانبرداری میں انہی رنگ کی گدانا پناٹا فرض مانتیں اس طرح حملہ  
 مرالیں ہوا دوتو ہر کے ساتھ و جی نہیں سمجھے دل سے واکلی میں چاہے وہ۔ جہاں  
 والدین و دوسرے کے موافق نہ اچھے۔ سو کہ خود او خود لے کر آتے۔



دیوتا بھی جسکا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ائمہ سے مغرور راجہ کو زیر کر لیا اور کسی کام  
 تھا۔ وہ کون شجاع اور بہادر ہے جو اس سے مقابلہ کا دم بھر سکے۔ بجز نبی  
 سے لیکر کوہ بھیا رو دکھا اسی شہنشاہ کی حکومت ہے۔ اگر کٹب ریوار کی طرف سے  
 اس پر نظر ڈالی جائے تو دیکھ لیجئے دادا سے لیکر پوتے اور پر و تے وغیرہ  
 تک کا ایک بہت بڑا پروار ہے جنہیں سے ہر ایک کو ہر علم فن اور طاقت و عظمت  
 میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہونیکا دعویٰ ہے یہ اس سے زیادہ خوش نصیب  
 و خوش اقبال دوسرا کون مل سکتا ہے۔ اس لئے اگر حضور انور اس شہنشاہ والا  
 تبار سے رشتہ پیدا کریں تو عین مصلحت ہے۔ شاہزادی صاحبہ کو بھی پورا آرام ملے گا  
 اور آپ کی بھی طاقت و عزت اور قدر و منزلت زیادہ بڑھیکے۔ آئندہ جو کچھ رائے

عالی ہو۔

سمت منتر می دسر ہا کر، نہیں نہیں میری رائے اس کے بالکل خلاف  
 ہے۔ مانا کہ علم و ہنر، دولت و شہرت، بلند اقبالی و بلند ہو مگی، شجاعت و بہت  
 بحری و بری طاقت ان سب میں اس کو کمالی ہے۔ گوارا دل تو اس کے بہت سی اینا  
 بین جہلی وجہ سے شاہزادی صاحبہ کو پورا آرام نہیں مل سکتا۔ دوم وہ مغرور پر ہے  
 کا ہے جس سے حکومت یا سید کسی طرح نہیں ہو سکتی کہ وہ ہے پیار و اخلاص اور خلق سے  
 بیش آگیا۔ سوم اس کی عمر بھی بہت زیادہ ہے جو شاہزادی صاحبہ کے لئے بالکل

۱۔ اسکا مفصل حال دیکھنا چاہئے جو چرچہ طبع دوم میں دیکھئے۔

شاہزادوں کو یہ میرا انکاری جواب اور سوت ناگہا بھی گدرا ہو گا تو گویا کیا کرنا  
مجبوراً مجھ کو ایسے جواب دینے ہی پڑتے تھے۔ اور اب لوگ بھی مجھ کو اس مارہ من  
یہی نیک مشورہ دیتے تھے اور شاہسترون کے احکام سناتے رہتے تھے۔  
مگر اب بینک وہ وقت آگیا ہے کہ جلد اس کی شادی کی فکر کی جائے اور کوئی لائق  
بیر تلاش کیا جائے۔ رانی صاحبہ سے بھی رات اس مارہ من مشورہ کیا گیا تھا۔  
اونکی بھی یہی رائے ہے کہ اب اس کام میں زیادہ ڈسسل نہ کرنی چاہئے

[illegible]

مشورہ لینا چاہئے کیونکہ یہ کام بے سوچے سمجھے اٹیکنا نہیں ہے۔ بہت وہ سہم  
 کو جس سے زبان و شوہر کے درمیان عورتاوسی سے پہلے ایک روز۔ سب کے لئے کھنڈ  
 اجنبی ہونے میں زندگی بھر کے لئے ایک بڑا تعلق اور شہتہ قائم ہو جائے اور  
 جس کے مناسب اور جائز طریقہ کے ساتھ ہونے سے دونوں کو زندگی بھر کے لئے  
 ہر قسم کا آرام و تسلیں مل سکتی ہے اور آئندہ زندگی کے لئے بھی نیک بیج بویا  
 جاسکتا ہے۔ گریبے سوچے سمجھے نامناسب و ناجائز طریقہ سے کر بیٹھنے میں ہر دو  
 کو عجز و محبتوں کا سانپ لڑنا پڑتا ہے۔ زندگی خیر و برائی ہے۔ پھر آئندہ زندگی  
 کے لئے بھی تھم راحت بھلاک بویا جاسکتا ہے۔

مہاراجہ (فریڈرک کی طرف مخاطب ہو کر) آپ لوگ بڑے عقیل و درویشانہ ہیں  
 انجمن کمارسی اب اپنے سن طبع کو پہنچ گئی ہے۔ اسکی شادی کی سکر ہوئی  
 چاہئے آپ کو گوان کو معلوم ہے کہ میت سے راجکاروان کے پیغام اس کے ساتھ  
 شادی کر نیے ہمارے پاس پہلے آچکے ہیں مگر اوس وقت تک یہ ایکبار ہی اس  
 اور زالیف تھی اور تعلیم بھی تکمیل کے نہیں پہنچی تھی۔ یہ بھی نہیں مانتی تھی کہ شادی  
 کیا ہوتی ہے اور نہ ہی کے ساتھ میرے اور میرے ساتھ شہر کے کہا کیا فرما  
 ہیں۔ اس لئے مجھے اور سب کو صاف انکار دینا پڑا۔ کیونکہ مجھے ایسے سخت  
 جگہ سے کچھ عداوت تھی کہ وہ مگر بے علم و بے ایمان کیس میں شادی کے  
 عمر بھر کے لئے محبتوں کے غار میں ایسے ہی ہاتھوں دکھلاؤں۔ گو بہت

چھپا رکھا ہے پس تو اوس پاک نور کے دیکھنے کو کہیں ادھر اودھر ٹھکتا نہ پھر۔  
وہ تجھ سے کہیں دور نہیں ہے صرف پردہ انسانیّت اور ٹھاکر دیکھنے کی دیر ہے  
ببچا ہے دیکھ لے۔

زنگ اسکان سے ذرا آئینہ دل صاف کر

شاہِ مہندی کی اوسین دیکھ پھر جلوہ گری

راجہ ہندو کی نظر اسوقت محل سے دربار کو جاتے ہوئے اوس شاہِ ہادی پڑی  
دربار میں پہنچ مسند شاہی پر بدولت افروز ہوئے سب اہالیانِ دربار کھڑے  
ہو ہو کر دست بستہ آداب بجالاے اور اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔  
مگر خلافتِ معمول آج راجہ کے چہرہ پر کچھ فکر سندی کے آنا نمایاں ہیں۔ مہاراجہ اپنے  
دلین بیچ سے بن کر انجنا کماری اب اپنی اوس عمر کو پہنچ گئی ہے کہ اسکے لئے  
کسی شاہِ ہادی کی تلاش کی جائے۔ اسکے لئے شوہر دیا ہی ملنا چاہئے جیسی  
وہ حسین ہے۔ جیسا اوسنے بہ زہم سے شاسترون کو پڑ کر علم حاصل کیا ہے۔  
والدین کا منصب بڑا اور پہلا فرضِ نوہی ہے کہ اپنی اولاد کو علم کا زیور پہنائے  
تعلیمِ دینی و دنیوی دونوں میں کافی استعداد حاصل کرائے۔ جس سے اون کو  
خطِ دایین ملے۔ سو اس فرض کو تو میں ادا کر چکا ہوں۔ اسکے بعد والدین کا دوسرا  
فرض یہ ہے کہ اپنی اولاد کی شادی کسی اچھے نامہ دار بن با علم تندرست نیک  
اور مناسب عمر والے کنیا سے کرے۔ اس میں اب مجھ کو اپنے ذرا سے بھی

مردگانِ دہمسی کو جلا دیتی ہے

ایک ایک ادا قیامت کو بغل میں لئے ہوئے ہے۔ ہر ہر اندازِ شکر کو پہلو میں دبا ہے۔ اسوقت اسکے چہرے پر زلفین چٹکی ہوئیں دیکھنے والوں کی نظر کو اوس چودہویں رات کے چاند کا دھوکا دے رہی ہیں جو روشن ستاروں کے درمیان ہر چار طرف اپنی ٹھنڈی ٹھنڈی چاندنی پھیلاتا ہوا نکلا ہوا اور اسکے چہرہ کو سیاہ ابر کے ٹکڑوں نے کچھ کچھ چھپا لیا ہو۔ جاہل ایسے نظارہ سے شہوتِ نامہ کو اپنے میں بڑھالیتا ہے۔ انجام سے بیخبر تیر عیش کا خمکاری کھا چاہے نودان میں جاگرتا ہے طرح طرح کی معینین جھپٹاؤں پر تڑپ کر جان کھوتا ہے۔ جاہل کا پرڈ اسکی عقل پر کچھ ایسا بیڑا ہے کہ یہ ناعاقبت اندیش امین آرام آتا اور اپنے کو خوش قسمت جانتا ہے اور عذابِ دوزخ سے بالکل بچی رہتا ہے۔ مگر عاقل اوس کو اما کی موت یا مصیبت اور کلیفون کی محبص صورت جان اس سے دہنہیں لگاتا۔ وہ کسی ایسے رفا کے بیہ پر کالی کالی زلفون کو چھپکا ہوا دیکھا سمجھتا ہے کہ یہ مجھے اشارہ کر رہا ہے کہ جانا ہی میں کہ اسے بیخبر جاہل کے ڈسنے کو ہم کالانا لگاؤ۔ بدعا نہ بنیائیں پھانسیں تو ہم طوقِ درخیز میں مگر عاقل کے لئے ہم ہی رہتا ہے ہر ہر کو دسکے بھاتی ہیں کہ دیکھو تو یہ پاتا جو تھیں اور سب میں ہے اور کونذاتِ نیادی خواہ شاہِ ناسا کے یا ہابر نے ٹھیک ایسی طرح تیری نظر سے اجھیل کر کھا ہے۔ ہر طرح سے اس میں جن کے چہرہ کے کسی ایسے حصہ کو دیکھنے والوں کی نظر سے



سے بنام مہندر پور پور سو م کیا ہے۔ آج صبح کاٹھنا وقت ہے نسیم عمر  
 اٹھکھیلیوں کے ساتھ مل رہی ہے۔ بھولوں کے سسج سسج رنگا۔ میں  
 شوخی آرہی ہے۔ سانسے شاہی محل میں ایک ماہر و لوجان تہہ اسی ایڑی پت  
 ہیلوں کے دریاں بٹھی ہوئی ہنس ہنس آعجب انار سے مین آرہی ہے۔  
 یہ اس مہج کماہی کے عین جوانی کے اوجھار کا وقت ہے۔ اسکا عالم فریب  
 حسینان جہان کو نیچا دکھا۔ ہے۔ گویا گول لوانی میرہ مور تید چا تبا کو شرا  
 ہے۔ پڑی پڑی گئی آنکھیں جتسم گس جٹیک رن ہن۔ زراہ فریب گلگیر  
 رخسارے جنیر گل احمد زار دل و جاں سے اپنی شادابی زارتے ہن اسے معلوم ہوتے  
 ہیں کہ گویا قدرت نے دیوانہ خاص اس پہ دیکر زیبائش کے واسطے مانگے ہن۔  
 بقول شاعر

عین آنکھوں کے تلے مور کے جیسے ہن  
 حسین عاشق کے جلا دیے کے ج سا میں

دونوں نیساروں کے وزیاں اور کچی تونہ ان ملک سلوہ تاتاس جس سے میں  
 حو بصورتی آئی اک کہہا کسی طرح جیا نہیں سمجھتے ایم سے تیلے سے یا نوئی ہوٹ  
 ہمیں اعجاز سیماں ایسا علوہ دکھا رہا ہے۔ ہوں میں محب اور سے مل کر  
 تہا یا ہستہ کی صفت میں یوں دیا ہے  
 املن سے گر لب مانگ کو ہلا دیتی ہے

نہایت اویسے زمین خدمت چو مکر یوں عرض کرنے لگا  
منقری - مہاراج کو آج کیا چنتا ہے -

راجہ - (ذرا دھیمی آواز سے) کچھ نہیں - چنتا تو کچھ نہیں ہے - آج کنوڑیوں کے  
کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اب یہ جوان ہو چلا ہے علوم و فنون میں کافی استعداد  
حاصل کر چکا ہے اسکی شادی کی لچھہ فکر کرنی چاہئے -

## دوسرا باب

### بر کی تجویز

چھانٹا وہ دل کہ بکلی نزل میں تھی + پسی بھڑک اٹھی نوا تھاجی

سر بھرت گنت لڑکے گوشت جنوب مشرق میں آیا - یار کا سا - سا -

تاک لگا - یہ جو سی رانہ میں دنتی نام سے موسوم تھا - جسکی دریچہ اب بھی چوڑا

آسمان سے آگیا - اس میں مین - جا بجا - رہ لہا -

پہیٹھے خوشی - آگ - کا - ہنس - اسکے دامن میں اک جانت - آگ -

سے اپنی عظمت دکھا - ہے حکو ام ہند نے خدایا -

لے قریب اصل برا عظمیت یادیم - ہیں - رت کشہ -

دیکھو - مہاراج -

اور بھرا ہوا کٹا ہوا سینہ اور بھرے ہوئے قومی ہاتھ پائون۔ غرض تمام اعضا  
 کی الگ الگ بناوٹ اور اونکا ایک دوسرے کے ساتھ تناسب سب نے مگر  
 اس نوجوان میں ایک عجیب دلبری پیدا کر دی ہے۔ یکایک راجہ کی نظر شاہزادہ پر  
 پڑتی ہے۔ نہ معلوم یہ نظر کس بلا کی تھی کہ ہمارے راجہ صاحب کے دل کے ساتھ  
 عجب کام کر گئی۔ ہم خیال کر رہے تھے کہ راجہ جیو شاہزادہ جوان بخت کی حسین صورت  
 اور نیک سیرت کی تعریف فرما دیں گے خوش ہو کر وہ آئندہ حاصل کریں گے جو ایک خوش نصیب  
 والد کو اپنے لائق لڑکے کے دیدار فرحت آثار سے ملتا ہے مگر اس جگہ معاملہ  
 دیگر گون دکھائی دیتا ہے۔ راجہ صاحب ایک جانب کو کھلی بانہ سے دیکھ رہے  
 ہیں۔ وہ سپر تاج شاہانہ رکھا ہوا ہے کسی بار بار شاخ کی طرح بجے جھلے  
 جھلکے ہاتھ پر رکھ لیا گیا ہے۔ تھوڑے تھوڑے آنکھیں بھی کیا چیز سائی میں کرانے  
 جہان کی تیر کو دیکھا۔ فوراً ایسی تصویر دل میں کھینچا دے تعلق خیالات کی ایک ڈیر  
 تیا ہونے لگی۔ جس نے دل سے داغ نکال دیا۔ (دور کرنا شروع کیا ہمارے  
 عقل حیران ہے۔ فیاض کام نہیں دیتا۔ فہم عاجز ہے لیا بتائیں کہ کونسی بات نے  
 ہمارے راجہ کے عظیم دل میں طرہ زرد کی ہل چل ڈال دی۔ ناظرین عزیز! میں اور ہر کو  
 اس راہ پر ہائی کے استفسار میں مردد ہیں۔ تاخیر ایک دوسرے سے کانپھری  
 کرتے ہیں۔ خیالوں کے گھوڑے دوڑا تے ہیں۔ ایک دوسرے کو اشتعالک دیتے  
 ہیں مگر عیب شاہی دربارت کر لیا مانع ہوتا ہے۔ آخر کچھ سوچ سمجھ کر ایک ہزار نامی

پر بلا و تاج ترصیع حسین ایک لعل لکھنؤ کی تراش کر لگایا گیا ہے سر پر پہنے یزید  
 پوشاک زیب تن کئے شامانہ عرب و دواب سے رونق افروز ہیں۔ اہالیانِ دربارِ قرینہ  
 سے بیٹھے ہوئے اپنے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ دائیں ہاتھ کی جانب تھوڑے  
 نہایت پر ایک نہایت حسین خوشتر و جوان زرق برق پوشاک پہنے کچھ عجیب انداز سے  
 بیٹھا ہے۔ اسوقت اسکا عین عالمِ شباب ہے اسکے مژدراں ہموار سر سے  
 آثارِ سرداری و غفلت سی عیان ہیں۔ اسکے گھنے اور باریک بال بتا رہے ہیں کہ یہ  
 شخص باحاصل عقیل اور جرسی ہوگا پیشانی کی کشادگی و ہمواری اس کے عالیِ قرب  
 ہونے کی شاہد ہیں۔ اونچی اور کلاں نک کشادہ اور ہلالی بارو مگر کستید چمین دا  
 جس سے فراج میں غصہ بھی پایا جاتا ہے۔ سیاہ مایل لبرخی بڑی بڑی ریلی  
 آنکھیں۔ نازک لال لال ہونٹ۔ صاف چکنے اور کلابی خضارے۔ میانہ اور  
 سڈول قد۔ چہرہ پر تانت اور بخجلیگی۔ جسم کا مناسب اور خوشنما چوڑاں۔

اس خاندان کے سب اراکین کے آج کے علاوہ فوجی جھنڈوں میں بھی بندروں کی  
 سب سے بڑی خوبصورتی کے ساتھ ہوائی و مالتی تحصیل جسکی عین سے عوام اس خاندان کے  
 اور ان کی فوجوں کو راجہ امر ریچھ کے عہد سے کچی سمن ملزیا بسند کے نام  
 سے تھے۔ محصل حالات ماننے کے لئے دیکھو وہاں چھوٹا

ہیں۔ آگے بڑھ کر شاہی سمات کے قریب ہی وہ دیکھو ایک عالیشان مندر کتنی دیر  
 سے طر آ رہا ہے جس پر رنگ بنگ کی چھڑیاں لہ لہا کر رہی گوں کو شام سے  
 ٹلا رہی ہیں کہ اسے دنیا دارو! اسے تعلقات دنیاوی میں آٹھوں پہ گدازے والے  
 اسے بخیری کی نیند سونے والو! اس مختصر زندگی کے بیش قیمتی وقت کی قدر کرو  
 اس پاک مقام پر آؤ۔ ست شاسترون کا اولیش ستواؤں سنار۔ یہ انسا کے سرزب  
 کو پہچانو اور اسکا بھیجی اور او یا سنا کر د اور اس طرح اس قالب انسانی کے یا بگاڑی  
 "مرہ اگر زیادہ نہ بنے تو ایک قلیل حصہ وقت ہی اس پال مقام کو دان کر کے اٹھائے  
 اس عبادت خانہ سے آگے بڑھ کر وسط شہر میں ایک شاہی قلعہ ہے جو بیش قیمتی پتھر  
 سے بندر وا۔ ہر سے ہایت حوی اور کانٹ جھاٹ کے ساتھ بنا گیا ہے جسکے پتھر  
 کے جوڑے میں کارلین لے اپنی صنایعوں کا وہ کمال دکھایا ہے کہ عور د میں بھی  
 اس کے طرز کا یہ نگلنے میں کو ناہ میں ہے اور جسکی فلکاری اور رنگ آمیزی کے  
 یاں ب زبان قلم عاجز ہے۔ اس قلعہ کے اندر ایک حاکم کو اڑ اور اس کے مکانات  
 میں دو۔ سی جانب بہ کاری دفاتر ہیں ایک جانب سلج خانہ اور بان مان ہیں  
 دین سب عمارتیں ایسے اپنے موقع سے ہی ہوئی تھیں ایسی فصیح اور بناوٹ میں  
 ایک سے ایک اعلیٰ ہیں۔ ایک جانب کو ایک نہایت وسیع محلہ سے تسلی دوار  
 پر آمد و باز ہر شہر ہی میں بیگا کا کام ہے جس پر آداب کی صنایعیں طرز کر کے عجیب  
 طفت۔ یادگار ہیں۔ اسکے اندر سٹے ایک سہری کا جوئی بندہ رہا ہے۔

درخت اور کئی اور بھی انہی جو زمین پر سایہ ڈال رہے ہیں۔ کہیں بے برگ و بار درخت اپنی  
 خشک ٹہنیوں کو درخت کی تسلی طرح پھیلائے کھڑے ہیں جنہیں سے کسی کسی پر طرح طرح کی  
 جوڑ بیلین چڑھی ہوئی ہیں۔ اور بعض بدستوریاں کی طرح ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں  
 رہ گئے ہیں۔ اسکی اوچی اوچی جوڑیاں حیرت لے جم جم کر سفید چادری پھیلا رکھی ہے  
 نیلگون آسمان میں کچھ ایسی سیاری معلوم ہوتی ہیں کہ حیرت لڑوٹنے کا کام ہی نہیں لیتی  
 اسی کے صوبی داس میں ایک ماروق شہ آباد ہے جو آدھ پور کے نام سے مشہور  
 ہے اسکی دیوار فیصل بنایت بننا اور مستحکم ہے جسکے گرد گرد چوڑی اور عریض خندق  
 مانی سے ہر دم لہز رہتی ہے۔ کناروں پر ہری ہری لمبی گھاس اگ رہی ہے جو بڑھ  
 بڑھ کر کسے بابوں کی طرح لکھاتی ہے پانی میں تیر رہی ہے جسکو پانی کی موجیں  
 چھیڑتی جاتی ہیں اور وہ ایک دلکش انداز سے امان پچھ پچھ لیتی ہے۔ تمام ماہ  
 ملک اور اسلمو کا ذخیرہ بھی وہاں موجود رہتا ہے شہر کے ہر بہر طرف چار دروازے  
 ہیں۔ دروازہ کلان کی راہ اندر گھس کر معلوم ہوتا ہے کہ بیتہر سیدتی اور شاہ  
 سڑکوں اور حوتہما جونوں سے کچھ ایسا آراستہ ہے کہ دیکھنے والوں کو  
 ایک تصویر کا عالم نظر آتا ہے۔ کائنات خوش قطع اور مالیتان نرے تھر کے ہے  
 جو سے زمین جنگی لگ آمیری اکھون کو جو مدھیاے دقتی سے لیوں نواس  
 کی عادت حکمت اور دانائی کا ایک نمونہ ہے۔ گویا ہی عبادت جو مہر کے  
 زمین پر دست و شوکت اور ملک و ملک میں کیہ محب و ملک معلوم ہوتی



